إن الله عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم
الحمد لله والمنه که یہہ کتاب فرحت انتساب المسمی بہ
داستان امیر حمزہ رضی الله عنہ
چارون جلدین باہم باہتمام جناب قاضی ابراہیم صاحب ابن قاضی
نور محمد صاحب ساکن بلپند بشراکت نور الدین بن جیوا خان کے معمورہ بمبئی کے مطبع حیدری
مین حلیہ طبع سے مزین ہوئین مولف کتاب خلیل علی خان اشک تخلص
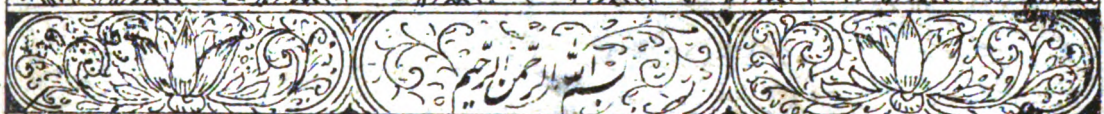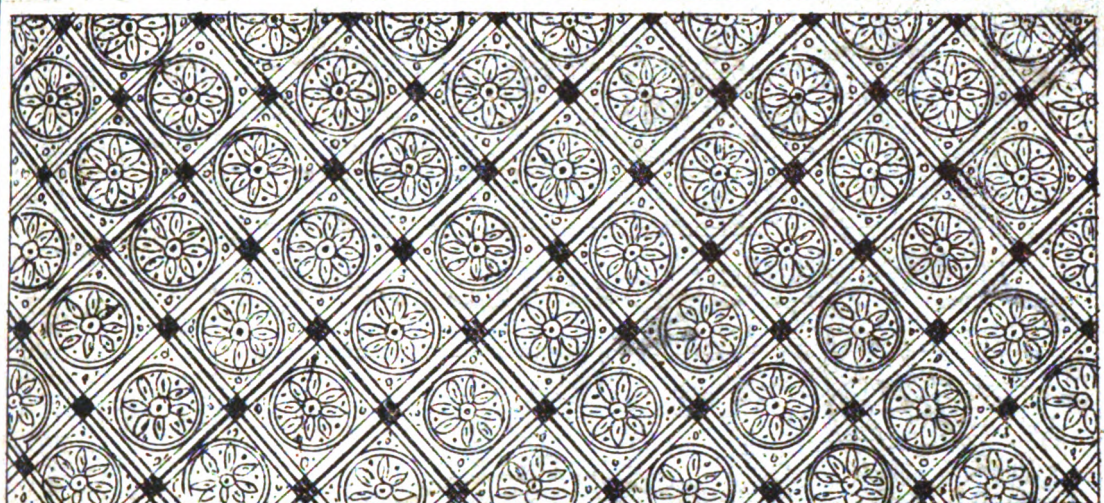
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بنیاد اس قصہ دلچسپ کی
سلطان محمود بادشاہ کیوقت سے ہی اس زمانیمین جہانتک راویان شیرین کلام تھے انھون نے اپس
مین ملکر امیر حمزہ کے قصے کی چودہ جلدین کہین واسطے بادشاہ کے سنانے کے اسکے سننے سے آئین ہر طرح کی
خلقت کا معلوم ہوتا ہی دوسرے منصوبے لڑائیون کے اور قلعہ گیری اور ملک گیری کے یاد آتے ہین
اس خاطر ہر روز بادشاہ کو سناتے تھے کہ کسی امر مین غیر کی مصلحت کا درماندہ نہ رہے اور اب اس
عصر مین شاہ عالم بادشاہ کے مطابق سن بارہ سی پندرہ اور اٹھارہ سو ایک عیسوی کے خلیل علی خان نے
جو متخلص بہ اشک ہی بموجب خواہش مستر گلکرست صاحب عالی شان والا مناقب کے واسطے نو آموزدن زبان
ہندی کے اس قصہ کو زبان مین اردوے معلا کے لکھا تا کہ صاحبان مبتدیون کے پڑھنے کو آسان ہووے

ابتدائے دفتر نوشیروان

نامۂ آغاز داستان امیر حمزہ نامدار کشورستان عم رسول آخر الزمان اسطرح سے کہ بیچ سرزمین ایران کے
ملک مداین مین ایک بادشاہ قباد کامران نامی اسقدر شجاع و عادل رعیت پرور تھا کہ اسکے عمل مین ہر غریب
و فقیر اپنے اپنے گھر مین غنی تھا ظلم اور جور کا اسکے شہر مین کہین نام اور نشان نہ تھا مگر عدل اور انصاف
کہ اسکے دور مین تمام خلقت آسودہ و بے خطر تھی کسی کو کسی بات کا غم نہ تھا اسکے عدل مین باگ بکری
ایک گھاٹ پانی پیتے تھے اس بادشاہ کے چالیس وزیر تھے کہ جنکی تشہیم عقل اس گلشن سلطنت کو ہمیشہ
با خوشبو رکھتی تھی ان وزیرون کے سوا سات سی حکیم اور رمال اور سات ہی سے ندیم صاحب کمال چار سی
پہلوان کرسی نشین تین سی بادشاہ تاجدار اور ایرانی دس لاکھ سوار چالیس ہزار غلام زرین کمر و زرین

کماہ

کلاہ مغرق بجواہر اس بادشاہ کی خدمت مین روز وشب حاضر رہتے تھے سردار سب وزیرون مین ملک القش نامی
شخص تھا کہ اس سے بیشتر بادشاہ کو امور سلطنت مین مشورہ رہتا تھا اسی شہر مین ایک حکیم مرد مسلمان اولاد
مین حضرت دانیال پیغمبر کے بخت جمال نامی رہتا تھا اسکو علم رمل مین اسقدر معلومات تھی کہ القش وزیر نے اکثر
اسکے زایچے کے حکم کو سیکھنے لگا کئی ایکدن مین باہم یہہ دوستی بہم پہنچائی کہ ایک روز بن دیکھے چین ہوتا بعد
کتنے دنون کے ایک روز القش بطور ہمیشہ خواجہ بخت جمال کے پاس آیا اور کہا کہ آج مین نے آپ کی خاطر قرعہ
ڈالا تھا اس مین صورت خوف وخطر کی نظر آئی کہ وہ خوف چالیس دن تک رہیگا پس لازم ہی آپکو اتنے دن گھر سے
باہر پاؤن نہ رکھئے کہ خطرہ جان کا ہی اور اعتبار کسی کا نہ کیجئے بندہ بھی ان روزون کے بعد آنکر قدمبوس ہوگا
یہہ کہکر اپنے گھر کی راہ لی یہان بخت جمال گھر کے دروازے کو بند کر کے ایک کونے مین بیٹھکر لگا دنون کو گننے تاکہ انتالیس
دن بخیر وخوبی گذر گئے چالیسوین دن صبحکو اٹھکر غسل کیا اور اجلے کپڑے پہنکر عصا کو ہاتھ مین لیا کہ آج آپ
چلکر القش وزیر سے ملاقات کیجئے کہ اپنے تئین اس شہر مین سوا اسکے اور کسی سے واسطہ نہین ہی یہہ کہکر
گھر سے باہر نکلا اور وزیر کے گھر کی طرف چلا شاہراہ کو چھوڑکر دریا کی طرف سے جدہر ویرانہ تھا روانہ ہوا آدھی
راہ طی کی تھی باعث سے دھوپ کی گرمی کے ایکدرخت کے تلے آن کر کھڑا رہا دیکھے تو وہان ایک ہوا کا مکان
ہی کہین کسی آدمی کا اپنے سوا نام نہین ازبسکہ وہان کسی وقت مین عمارت تھی ٹوٹی ٹوٹی حویلیون کے کچھ کچھ
نشان باقی رہگئے تھے اس میدان کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو اسکو خوش آئی ایکدرخت کے نیچے ٹہلنے لگا اور جیمین
کہا کہ یہہ مکان کئی برس سے ویران پڑا ہی اور اب تابع ملک القش وزیر کے ہی اسنے بھی آباد نہ کیا اگر یے
لیسے تو اس سے بہتر مکان اور لب دریا نہ نکلے یہہ تصور کر کے ایک بارہ دری کا ٹوٹا دروازہ تھا اسمین جاکر
اندر ایک دالان کے دیکھا تو داہنی طرف ایک کوٹھری ہی لیکن دروازہ اینٹون سے چنا ہی بخت جمال نے
عصا کی نوک سے سب اینٹون کو گرا کر جیمین کہا کہ اسکے اندر جاکر دیکھئے کہ کیا ہی اس کوٹھری کے اندر جاکر دیکھے تو
ایک کونے مین چھوٹی سی کھڑکی ہی اور اس مین قفل لگا ہوا ہی پر زنگ نے اُسے ایسا کھایا ہی کہ لوہے مین کچھ باقی
نہین ہی ہاتھ سے زور کر کے اس قفل کو توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر دیکھا تو کچھ سیڑیان سی نظر آئین نیچے
ایک تہخانہ تھا ان سیڑیون سے اترکر اسکے اندر گیا اور اسمین دیکھا تو سات گنج مال کے ہین شداد نے
کسی وقت مین یہان دفن کئے تھے جی مین کہا یہہ دولت مجھکو خدا نے دی ہی لیکن تو مرد غریب ہی کب ہضم
کرسکیگا بہتر یہہ ہی کہ القش وزیر سے کہئے وہ اپنا بڑا دوست ہی یہہ کہکر باہر آیا اور القش کی ڈیوڑھی پر گیا
جونہین اسکو خبر ہوئی گھر سے باہر آیا اور بخت جمال کو استقبال کر کے لے گیا پاس اپنے مسند کے بٹھلاکے
کہا الحمد للہ کہ وہ ایام بد جلد گذرے خدا عالم ہی بندیکو رات دن اسیکا خیال تھا اور آپنے کیون تصدیع

فرمائی آج مین مقرر حاضر ہوتا رات سے یہہ خیال تھا کل جا لیسوان دن ہی چلکر حضرت کا آستانہ بوس ہو جسے بخت
جمال نے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اپنے تئین آپ کی ذات سے اس سے توقع زیادہ ہی لیکن جہان پایۂ دوستی
زیادہ ہی وہان کب دلکو اتنا صبر ہوتا ہی کہ دوست آنیکا انتظار کیجئے اگر مین ہی آیا تو کچھ مضایقہ نہوا آپ کی
خاطر ایک خوشی بھی لایا ہون جھککر کان مین آہستہ سے کہا کہ مین نے راہ مین اسطرح فلانے مکان مین سات گنج
مال کے دیکھے ہین سو مجھہ مین اتنا حوصلہ کہان کہ اسکو صرف کرون صاحب کو مبارک ہو جو اس فقیر کو اپنے
ہاتھہ سے دیجئے گا وہی تھوڑا بہت ہے القش اسکو سنکر شدت سے خوش ہوا اور کہا بندہ بھی دیکھے فرمایا بہت
بہتر اکیلے تشریف لیچلئے القش نے دو گھوڑے خاصے منگوائے ایک پر بخت جمال کو سوار کیا اور ایک پر آپ سوار
ہو کر لوگون سے کہا اسوقت کوئی ساتھ نآوے تنہا یہہ دونون شخص وہان آئے جہان وہ مکان تھا اسکے
اندر جا کے گھوڑون سے اتر پڑے اور انکو باگڈورون سے درخت کے ساتھہ باندھکر اندر اس دالان کے گئے
اور کوٹھری مین جاکر تہخانے مین اُترے ازبسکہ جواہرات کی روشنی سے تمام اس مکان مین اجالا تھا
القش مالکو دیکھکر باغباغ ہوا اور جی مین کہنے لگا لات منات نے یہہ دولت مجھکو دی ہی لیکن یہہ حکیم اس
راز سے واقف ہی ایسا نہو کہ کل کو مجھسے بیزار ہو کر اسکو فاش کرے تو موجب بدنامی کا ہی سارا عالم
کہیگا کہ وزیر نے یہہ مال پایا اور اسکو بادشاہ سے چھپایا تو اب خوب یہی ہی کہ اسکو مار کر اس مکان مین
ڈالدیجئے تا کوئی دوسرا واقف نہو یہہ کر کے گردن اس بیچاریکی پکڑکر اپنی طرف کو کھینچا اور پچھاڑکر اس مرد
پیر کی چھاتی پر بیٹھا اور خنجر کمر سے نکالکر چاہا کہ سر کو اسکے جدا کرے لیکن اسکو ایک حیرت کا مقام تھا کہ مین نے
سوا نیکی کے کچھ بدی نہین کی بے اختیار رو کر کہنے لگا مین نے ایسا کیا گناہ کیا جو تم ذبح کرتے ہو کہا گناہ تو کچھ
نہین لیکن اسوقت مصلحت یہی ہی بخت جمال نے کہا اگر تمکو یہہ خیال ہی کہ مین اسکو کسی سے کہونگا مجھسے قسم
لو القش نے کہا جان بچانیکی خاطر آدمی بہت سی قسمین کھاتا ہی لیکن مین کب مانتا ہون اس بیچارے
مرد ضعیف نے ہرچند منت و زاری کی پر اس بیرحم کے ہاتھہ سے صورت بچنے کی نہ دیکھی کہا ای القش آخر
تو حلال کریگا لیکن مین ایک وصیت رکھتا ہون اگر میرے مرنے کے بعد تجھسے ہو سکے تو عین احسان ہی پوچھا کیا
کہا میرے گھر مین سوا آجکے کل کا خرچ نہین ہی واسطے خرچ کے بھجوا دینا اور میرے مرنیکا حال مت سنانا دوسری
میرے گھر مین امید حمل کی ہی سو اتنا کہدیجیو اگر بیٹی ہو تو تو مختار ہی جو چاہنا نام رکھنا اگر بیٹا تولد ہو تو
بزرجمہر نام اسکا رکھنا یہہ کہکے آنکھین بند کین اور کلمہ پڑھا اس قاتل بیدرد نے خنجر بیدریغ سے سر اس
بیچاریکا جدا کیا اور اس کا گھوڑا بھی مار کر اس تہخانہ مین ڈالدیا اور دروازے کو بند کر کے دریا کنارے
گیا خنجر سے اور ہاتھہ سے لہو کو دھو کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے اس طرف آیا اور کہا اس مکان مین ہمارے

ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہوا اور جہان وہ مال تھا اسکے گرد کہا ایک چار دیواری سنگ مرمر کی بنے اور
اسکو پاٹ کے ایک بنگلہ واسطے نشست کے مونگیکا بنے غرض ساتھ اُس حکم کے معمار جہان تلک تھے حاضر ہوئے
اور راج پیش مزدور سنگ تراش بڑھی بیلدار تیر دار بلائے اور مدت لگا دی کہ جلد وہ باغ تیار ہو یہہ حکم کرکے
القش بموجب وصیت خواجہ ایک دو سو روپئے لیکر بخت جمال کے گھر گیا اور جو وصیت کی تھی سب کہی اور کہا
یے روپے اپنے خرچ مین لاؤ اور اسکے طرف کا کچھ غم نہ کھاؤ مین نے اسکو تجارت کی خاطر چین بھیجا ہے یہہ کہکر
اپنے گھر گیا بعد کئی دن کے جب وہ تیار ہوا القش نے اسکا نام باغ بیداد رکھا

بیان تولد ہونا بزرجمہر کا اور جاماس نامی سے احوال دریافت کرنا اپنے باپ کے مارے جانیکا

راوی شیرین زبان اس داستان کا یون بیان کرتا ہے کہ وہ بخت جمال کے گھر مین جو م حاملہ تھی بعد نو مہینے
کے بوقت سعد جمعہ کے دن آفتاب کی ساعت مین ایک فرزند نرینہ مثل خورشید برج حمل سے اسکے طالع
ہوا جونہین نگاہ اس عورت کی اپنے فرزند پر گئی حالت مین تنہائی کے اسکے باپ کو یاد کرکے خوب روئی لیکن
صورت اس لڑکے کی دیکھکر جی سے خدا کا شکرانہ ادا کیا اور نام اسکا بزرجمہر رکھکر لگی پرورش کرنے تاکہ پانچ
برس کا ہوا بخت جمال کے شاگرد دن مین ایک آخوند تھا تمام محلے کے لڑکے اس سے پڑھتے تھے یہہ بھی
بزرجمہر کو اسکے نزدیک لے گئی اور کہا حق بخت جمال کا تمپر بہت سا ہی اور یہہ اُسکا بیٹا ہی اگر صحبت بد
مین آوارہ ہوگا تو تمہارے واسطے باعث سبکی کا ہی اسکو پڑھاؤ تاکہ تمہارا نام ہووے اُس معلم نے
سنکر بدل وجان قبول کیا اور بزرجمہر کو چھاتی سے لگا کر بٹھلایا اور پڑھانا شروع کیا از بسکہ طفلگی سے
اسکا ذہن رسا تھا کئی برس مین فارغ التحصیل ہوا کوئی علم اس سے باقی نہ رہا تمام دن اخوند کے پاس
پڑھتا جسوقت چار گھڑی دن رہتا اسوقت رضا لیکے اپنے گھر کو جاتا اسکی مان محنت مزدوری کرکے پکا رکھتی کھانا
اتفاقاً ایک روز کچھ کھانے کو میسر نہوا جبکہ دو گھڑی دن باقی رہا اسوقت بیتاب ہوکر اپنی مان سے کہا کہ اب
مارے بھوکھ کے برا حال ہی اگر کچھ چیز ہو تو دو کہ اسکو بازار مین بیچکر کچھ کھانے کی فکر کرون اسکی مان نے کہا
بیٹا جو کچھ اثاثہ گھر مین تھا ہمیشہ تیرا باپ بیچ بیچکر کھا گیا مگر تیرے نانا کے وقت کی ایک کتاب طاق پر دھری
ہی کہ اس کا جاماس نامہ نام ہی بارہا تیرے باپ نے چاہا کہ اسکو بیچ کھانے جب اسکے لینے کو گیا طاق سے
ایک کالا ناگ پھنکارتا ہوا اسپر نکلکر دوڑا اسکی دہشت سے وہ کتاب بچ رہی ہی اگر تیرا جی چاہے تو اسے
بیچ کھا اور تو سوا اسکے کچھ نہین ہی جو تجھکو دون بزرجمہر نے اس کتاب کو واسطے دریافت کرنے کے

اتارا کہ معلوم کیجیے کہ کیا کتاب ہے سو نہین دو ایک صفحے پڑھے زار زار آبر نوبہار ڈاڑھ مار کر خوب رویا اور دو
تین ورق پڑھتے ہی چہرے پر خوشی سی معلوم ہوئی بے اختیار کھل کھلا کر ایسا ہنسا کہ سب دیکھنے والے حیران
ہوئے جو نہین اسکی مان نے یہہ حرکت دریافت کیا کہ اسکو سودا ہوا لگی لوگون سے کہنے ارے خدا کیواسطے
فصاد کو بلاؤ کہ اسکی فصد کھلواؤن یہہ سنکر بزرجمہر نے کہا کہ مجھے سودا نہین ہنسنے اور رونیکا یہہ سبب ہے
کہ اس کتاب کے پڑھنے سے احوال تمام باطن کا معلوم ہوتا ہے اول مین جو رو دیا مجھ کو معلوم ہوا کہ میرے
باپ کو القش نے فلانے جا مار کر ڈالدیا ہے ابتک لاش اسکی خشک پڑی ہے اور ہنسا اس خاطر کہ اس سے
اپنے باپکا خون لونگا اور یہانکا بادشاہ مجھکو اپنا وزیر کریگا اب تم کھانے کی کچھ فکر نہ کرو مین ایک حکمت
کرتا ہون یہہ کہکر ایک لونڈی کو اپنے ساتھ لیا اور ایک بنیے کی دوکان پر آیا اور اس سے کہا کہ اس عورت کو
اتنا میدہ اور گھی اور قند دیا کر کہ جبتک مین خون اپنے باپ کا لون اسنے کہا کہ قیمت کب ملیگی کہا تو مجھسے قیمت
طلب کرتا ہے اور جو تو نے حامد دہقان سے کئی ہزار من گیہون مول لئے تھے اسکو معہ اسکے چار فرزند زہر
دیکر مار ڈالا اگر یہہ بات عدالت مین بادشاہ کے پہنچے تو تیرے حق مین کیا ہو بنیا سنکر بیحواس ہوا اور کہنے لگا
جسوقت جو آپکو درکار ہو منگوا لیا کیجیے پر اسبات کو اپنے جی مین رکھئے بزرجمہر نے لونڈی کو اسکے روبرو
کیا اور وہان سے قصاب کی دوکان پر آن کر اس سے کہا کہ ایک من تبریزی گوشت اس کنیز کو میرے روز دیکم
اور اگر منظور نہووے تو وہ جو تو نے قوس گلہ بان سے کئی ہزار بکریان مول لی تھین جب وہ تجھسے انکا مول
مانگنے کو آیا تو تو نے اسے مار کر اپنی کوٹھری مین گاڑ دیا ہے تو وہ کہدون قصائی اسکو سنکر گائی کی طرح کانپ
گیا اور کہنے لگا خدا کیواسطے یہہ حرف زبان پر مت لائیے جتنا گوشت چاہیے مین دونگا اسی صورت سے کچھ پیسے
صراف کو تبلا کے کئی دینار اس سے مقرر کئے اور اپنے گھر جا کر لگا گذران کرنے **حکایت** یہان دو کلمہ
داستان ملک القش کے ملاحظہ فرمائیے جب کہ وہ باغ تیار ہوا ایکدن بادشاہ کے حضور مین عرض کی غلام
نے ایک باغ حضور کی دولت سے بنایا ہے سو امیدوار ہے کہ ظل سبحانی اگر وہان تشریف فرما ہون اور ایک جشـ
ـن کا نوشجان فرمائیے تو اس خانہ زاد کا باعث عزت ہے مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را فرمایا کیا
مضایقہ تم جا کے تیاری کرو ہم بھی آتے ہین القش حضور سے رخصت ہو کر واسطے تیاری کے آگے گیا بعد اسکے
جانے کے بادشاہ بھی ایک زمرد کے تخت پر سوار ہو کر اور تمام وزرا امرا ہمراہ لے کر طرف باغ بیداد
کے رونق افزا ہوئے جبکہ سواری قریب باغ کے آئی ملک القش نے ایک تخت واسطے بادشاہ کی تیار کیا
تھا ہوادار کہ تمام اس مین گل اور بوٹے لعل اور الماس کے تھے اور چارون کونون پر اسکے چار طاؤس
زمرد کے بنائے تھے کہ جنکے پیٹ مین لخلخے خوشبو کے رہتے تھے اور واسطے تخت کی نشان کے

اس پر طاؤس کے پہلو مین دونون طرف اِک اِک نرگسدان رکھا تھا کہ جنکے کوزے مرصع کے اور زمرد
کے سبز سبز تھے اور الماس کے پھول جنمون کی زردی سے پکھراجکی تھی اسکو معہ عہدون اور چالیس
ہاتھی جن پر جھولین زربفت کی پڑی ہوئین ہودج اور عماریان تمام زری کار اور جواہر نگار اُنھون کی
پیٹھ پر کسی ہوئین اور دوسی گھوڑے عربی عراقی ترکی تازی معہ جواہر مرصع اور کئی اونٹ بغداد کے
دو کوہانی کہ جنکے کجاؤن پر کارچوبی زربفت کی چادرین کسی ہوئین اور کتنے خیمے اور کتنی کشتیان سلاح کی
اور جواہرات کی اور پارچہ آلات سوتی اور پشمینی اور ریشمی اپنے ساتھ لیا اور باہر کے جلوخانہ تک استقبال
کرکے بادشاہ کو یہہ سب نذر گذرانا اور تخت کا پایا پکڑکر بوسہ دیا اور ہمراہ ہوا جبکہ بادشاہ اندر باغ کے
گئے دیکھا تو واقعی عجب گلزار ہے کہ شاید اور کہین ایسا نہ ہوگا اسکی وہ چاردیواری سنگ مرمر کی جسمین
تمام فیروزے کی تحریر اور طرح بطرح کی داربیل ہے اور نیچے ان دیوارونکے ہر طرف سنہری چوبون کی
کی انگورون کی دارلبست بنی ہوئی کہ اسمین پتے زمرد کے اور خوشے موتیون کے لگے ہوئے اور وہ جو اصلی
خوشے ہین انھون مین تھیلیان تماشی اور بادلہ کی چڑھی ہوئین کہ بے اختیار لوگ اسکو ہر طرف سے تاک رہے
اور وہ جو صاف صاف روشنی پریون کا عالم ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پھولون کی خوشبو ہر دم جسسے دماغ کو
قوت ہوتی تھی کیاریان اقسام کے گلزار ہر قسم کے پھول جسمین پھولے ہوئے مثل گل لالہ نافرمانی جعفری
بابونہ گیندا جوہی سوسن چنبیلی موتیا موگرا رائی بیل بیلا گلاب سیوتی کلغا گل مہدی اور رنگ شبّو نرگس
داؤدی ہر اک طرحکی بہار تھی اور دونو طرف روش کے دو بڑے بڑے پیڑ چمپا اور مولسری بہت
خوصورت پھولے ہوئے جنکے تمام ٹہنیون پر اور شاخون پر عزارے بادلہ کے چڑھے ہوئے وہ مہدی اور
گڑہل کی ٹہنیون کی شان وہ چوپڑکی نہر مثل لوح الماس ملبب پانی سے ہر چار طرف گئی کہ جسکے فوارون پر
ہزار یکی جا طوطی بلبل فاختہ مور عندلیب جواہرات کے بنے ہوئے کہ جنکے پر و بال سے ہزارا چھوٹتا ہوا
ایک لطف دیتا تھا اور سفید سفید عالم عمارت کا کہ جسمین سنہری روپہری الماس تراش استادون پر
تمام تمامی کے سائبان کھینچے ہوئے کہ جن مین سراسر موتیون کی جھالر تھی اور سونے کے ٹیلون کی چلونمین
مینے سے رنگین ہوئین بوٹے دار درون پر کلابتون کی ڈوریون سے زربفت کے پردون کے ساتھ بندھے
ہوئین غرض بادشاہ اس باغکو دیکھکر اپنے باغ داد کو بھول گیا ایک بارہ دری بھی ریشم کی کہ
اسمین پکھراجکا کام تھا اسکے اندر بادشاہ ایک تخت پر بیٹھا اور رالقش کو خلعت جمشیدی امداد کیا
بعد جہانتلک بادشاہ اور بادشاہزادے قباد کامران کے ہمراہ آئے تھے داہنے اور بائین طرف بادشاہ
کے کرسیون پر جواہر کے بیٹھے تھے بادشاہ نے خاصہ تناول فرماکے وزیر بہت سی سرفرازی فرمائی

اور صحبت عیش و نشاط کی گرم ہوئی جہان تلک معشوقان ماہرو اس شہر مین تھے آنکر حاضر ہوئے
اور انکا لگا مجرا ہونے ساقیان گلفام مے ارغوانی کا جام ہاتھون مین لیکر گردش مین لائے اور لگے
ساتھ تحفگی کے ہر طرف دینے آواز ہوش بادہ نوش باد کی بلند ہوئی غرض بادشاہ نے اکیس دن تک وہان
جشن کیا بعد جشن کے دوبارہ وزیر کو خلعت دیا اور سوار ہوکر اپنے دولت سرا کی طرف روانہ ہوئے

بیان خواجہ بزرجمہر کا یہان سے دو کلمہ داستان خواجہ بزرجمہر کے بیان کرون کہ اپنے گھر مین
گوشۂ عافیت مین رہتا تھا ایکدن اسکی مان نے کہا کہ کچھ اندنون اکثر میتھیون کے ساگ کھانیکو جی دورے
ہی کہین سے منگوایا چاہئے بزرجمہر نے کہا مین لاتا ہون کچھ پیسے اپنے ہاتھ مین لیکر باغ بیداد کے دروازے
پر آیا اور باغبان کو آواز دی وہ سنکر آیا اور دروازہ بند تھا چاہا کہ قفل کو کھولے بزرجمہر نے کہا خبردار
قفل کو ہاتھ مت لگانا کل جو تو نے وہ سانپ مارا تھا اسکا جوڑا اسمین تیرے کاٹنے کو بیٹھا ہی باغبان برابر
قفل کے آنکر دیکھا تو واقعی ایک پتلی سٹک سی کالی ناگن قفل کے چھید سے منہہ لگا ہوئے بیٹھی ہی اسے
مار لیا اور دروازہ کھول کے لڑکے کا بڑا معتقد ہوا کہ صاحب کمال ہی پوچھا یہہ سانپ کا احوال تو نے کسطرح
جانا کہا تجھ کو اس بات سے کیا اگر تیرے باغمین میتھی کا ساگ ہو تو دے اسنے بزرجمہر کو ایک جا بٹھلایا اور آپ
ساگ توڑنیکو گیا ناگہان اسی باغبان کی ایک بکری جدہر ہزاران زار ایک تختہ زرد مثل رنگ چہرۂ عشاق
کھلا ہوا تھا جا پڑی اور لگی کھانے باغبان نے دیکھکر ایک بیلچہ اس بکری کی پیٹھ پر اس زور سے مارا کہ تڑپھکر
مرگئی بزرجمہر نے کہا ای نادان یہہ تین خون تو نے کیون کئے اسنے ہنسکر کہا ای لڑکے تجھے سودا ہوا ہی
کہ ایک خون کو تین بتلاتا ہی کہا ایک یہہ اور دو بچے اسی رنگ کے پیٹ مین ہین جسوقت ان دونو مین باتین
ہوتی تھین القش بھی بالاخانے سے دیکھتا تھا انکو اپنے نزدیک بلاکر احوال کو دریافت کیا کہ یہہ گفتگو ہی مکر بکا
پیٹ پھاڑکر دیکھا تو اسی رنگ کے دو بچے ہین القش نے باغبان کو رخصت کیا اور بزرجمہر کو اپنے پاس بٹھلایا
اور پوچھا تو کون ہی اور یہہ غیب دانی کیونکر دریافت کی کہا مین بیٹا بخت جمال کا اور نواسا جاماس حکیم کا
ہون میرے باپ کو اس شہر مین کسنے مار ڈالا ہی سو اس سے خون کا بدلا لینے کی فکر مین ہون القش
نے کہا پھر خونی کو اپنے باپ کے تو کسطرح پائیگا کہا خدا کے نزدیک کچھ دور نہین وقت پر موقوف ہے القش
نے کہا بھلا بتلا تو رات کو میرے دلمین کیا ضمیر تھی کہا تو نے کسی جا مال پایا ہی اپنی جورو سے کہا چاہتا تھا
پر نہ کہا القش اسکی صورت دیکھکر کانپ گیا اور جی مین کہا یہہ لڑکا بڑا روشن ضمیر ہی اکثر سنا ہی کہ روشن
ضمیر کے دل اور جگر کے کباب کھانے سے آدمی روشن ضمیر ہوتا ہی اسکا ایک غلام تھا بختیار حبشی اسکو
بلا کے چپکی سے کہا مین تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤنگا تو اس لڑکے کو کسی جا لیجاکر ذبح کر اور اسکے دل اور

جگر کے کباب بناکر میری خاطر لا اس غلام نے تلے ایک اندھاری کوٹھری مین بزرجمہر کو پچھاڑا اور چاہا کہ
چھاتی پر بیٹھ کے چھری سے حلال کرے بزرجمہر نے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ تو مجھے اُسکے
کہنے سے قتل کرتا ہی اپنی مراد کو نہ پہنچے گا وہ مراد میرے ہاتھ سے برآتی ہی اُسنے کہا میری مراد کیا
ہی کہا تو القش کی بیٹی پر عاشق ہی اُسنے تجھسے دینے کا وعدہ کیا ہی پر نہ دیگا مجھ کو چھپا رکھ آج کے
دس دن کے بعد بادشاہ ایک خواب دیکھکر بھول جائیگا اسوقت یہہ مجھ کو تجھسے مانگیگا جب تک "مین
طمانچے اسکے ہاتھ سے نہ کھا نا مجھ کو مت تبلانا غلام نے اُسنے تمھارے دل اور جگر کے کباب طلب کئے
ہین اگر اور جانور کے بنا کر لیجاؤنگا وہ حکیم ہی معلوم کر لیگا کہ یہہ گوشت آدمیکا نہین ہی بزرجمہر نے کہا
شہر کے دروازے پر ایک بڑھیا بکری کا بچہ بیچتی ہی کہ اسکو آدمی کے دودھ سے پالا ہی اُسسے
مول لیکر حلال کر اور اسکے دل اور جگر کے کباب بناکر اسکو کھلا اس مین بھی آدمی کی بو ہی اس غلام نے
بزرجمہر کو رخصت کیا اور وہ بکری کا بچہ لاکر اسکے دل اور جگر کے کباب بناکر القش کو دئے وہ کھاکر بہت
خوش ہوا کہ اب مین صاحب کمال ہوا اور بزرجمہر اپنے گھر کو آکر آرام سے بیٹھ رہا اسبات کو کئی ایکدن
گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھکر فراموش کیا صبحکو جبکہ دربار کے وقت تمام وزرا امرا حاضر
ہوئے بادشاہ نے فرمایا رات کو مین ایک خواب دیکھہ کر بھول گیا ہون سو سوال ہی سب سے کہ وہ خواب
کیا تھا اور اسکی تعبیر کیا ہی جہانتک حکیم اور ندیم تھے یہہ سنکر حیران ہوئے اور عرض کی کہ اگر خواب معلوم
ہو تو اسکی تعبیر کہین اور خواب کا احوال کیونکر کہین کہ آپنے یہہ خواب دیکھا تھا فرمایا سکندر کیوقت مین اکثر
ایسے حکیم تھے کہ سکندر اگر خواب دیکھہ کر بھول جاتا تو خواب کو معہ تعبیر کہتے تھے مین تمھکو ہر سال اسقدر
مال دیتا ہون اور کبھی کچھہ کام نہین لیتا اگر اس خواب کو میرے معہ تعبیر نہ کہو گے ایک ایک کو جیتا قبر مین
گاڑ دونگا بلکہ اس کام کی خاطر تم سب کو چالیس دن تک مہلت دیتا ہون "تاکہ اسکی فکر کرو القش سب سے
زیادہ تھا اسکو زیادہ تقید کی لیکن یے سب حیران تھے کہ کیا جواب دین چالیس دن کے بعد بادشاہ نے
پوچھا کہ خواب کو ہمارے دریافت کیا اور تو سب خاموش رہے لیکن القش نے کہا غلام بموجب نجوم کے
معلوم کیا آپنے دیکھا تھا آسمان سے مرغ آیا اور اسنے آپکو اٹھا کر آگ کے دریا مین ڈالدیا آپ اس
دہشت سے جاگ اُٹھے اور خواب بھول گئے بادشاہ نہایت خفا ہوا اور کہا ای مردک ایسی عقل پر
وزارت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین حکیم ہون یہہ خواب مین نے کب دیکھا تھا تم سے آتشکدہ نمرود کی
دو دن کی فرصت اور دیتا ہون اگر اسکے درمیان مین نہ کہو گے تو تیسرے دن تم سب کو مار ڈالونگا
جب تو حواس ان سب کے اُڑ گئے القش اپنے گھر گیا اور غلام سے پوچھا مین نے جو اس لڑکے کو تجھے ذبح

کرنے دیا تھا وہ بڑا مکار تھا شاید تیرے ہاتھ سے بچ گیا ہو تو اب اس سے ایسا ہی کام ہے جہان ہو وہان
سے لے آؤ اسنے کہا مین آپکے کہنے سے اسکو ذبح کیا اور اسکے دل اور جگر کے کباب بناکر آپ کو کھلائے
ہڈیان بھی اسکی گلکر چونہ ہوگئین اب وہ کہان ہے القش نے کھسیانہ ہوکر ایک تین طمانچے زور سے اسکے
گالونپر لگائے کہ بیتاب ہوگیا اور لگا کہنے غلام کو مت ماریے لے آتا ہون القش حیران ہوا اور کہنے
لگا ای نادان تو نے پہلے کیون نہ کہا جو مار بھی کھائی کہا یہہ بھی اسنے کہدیا تھا کہ ملک القش کے ہاتھ
سے تجھکو تین طمانچے لگنے ہین وزیر نے اس غلام کو چھاتی سے لگاکر کہا جا لے آ اسنے بزرجمہر کے دروازے
پر جاکر دستک دی بزرجمہر آواز سنکر باہر آیا اور اس غلام سے پوچھا خیر تو ہے اسنے سلام کرکر کہا صاحب
جو جو تم نے کہا تھا سو سب سچ ہوا اب القش نے تمکو بلایا ہے بزرجمہر خاموش ہوکر اسکے ہمراہ القش کے گھر گیا
اسنے دیکھکر بہت تعظیم کی اور عزت سے اپنے پاس بٹھلایا اور شدت سے خاطر کی گذشتہ کا بھی عذر کیا
اور کہا بادشاہ اپنا خواب دیکھکر بھول گیا ہے سو ہم سب پر ایک عذاب ہے اگر آپ کہدین تو نہایت
احسان ہے بزرجمہر نے کہا یہان تو مین ہرگز نہین کہنے کا آپ صبحکو جو دربار جائے تو بادشاہ سے کہئے
کہ مین ان وزیرون کی عقل دیکھتا تھا سو معلوم ہے بندے کا ایک شاگرد ہے فرمائے تو وہ ابھی آنکر کہدے
یہہ کہکر حضور سے کسیکو بھجوا دینا مین آنکر کہدونگا یہہ کہکر رخصت ہوا اور اپنے گھر گیا باقی داستان فردا شب را

داستان پہلی

بزرجمہر کا القش پر سوار ہوکر بادشاہ کے پاس جانے مین اور اپنے باپ کا عوض خون کا لینے مین جوہریان
بازار سخن اس داستان کے کہنے کا یون بیان کرتے ہین کہ جس وقت القش حضور مین بجز کو بادشاہ کے
گیا عرض کی کہ غلام کا ایک شاگرد ہے وہ اس خواب کو کہا چاہتا ہے اور غلام نے کبھی کا کہدیا ہوتا پر مجھکو
ان سب حکیمونکا امتحان لینا تھا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور فرمایا لوگ جاوین اور اسکو لے آوین
بموجب حکم کے چوبدار گئے اور جاکر بزرجمہر سے کہا کہ جلد تمکو حضور مین بادشاہ نے یاد فرمایا ہے کہا اچھا چلو
پر سواری کیا ہے لوگون نے کہا سواری تو کچھ نہین کہا اچھا جاؤ لے آؤ چوبدارون نے بادشاہ سے عرض
کی فرمایا گھوڑا لے جاؤ دو بارہ آدمی گھوڑا لے گئے اور کہا اسپر سوار ہوکر چلئے بزرجمہر نے کہا پیدایش
گھوڑے کی باد سے ہے اور آدمی کی خاک سے پس خاک اور باد سے کیا نسبت کہ باہم دشمن ہین مین
نہین اسپر سوار ہونیکا کچھ اور لایق میرے لاؤ کہ اسپر سوار ہوکر حضور مین بادشاہ کے جاؤن لوگون نے
یہہ بھی عرض بادشاہ سے کی کہا اور سواریان ہین سو سب لے جاؤ جسپر چاہے سوار ہوکر آوے جسوقت سب

سواریان بزرجمہر کے پاس لائے دیکھکر کہا ان مین کوئی قابل میری سواری کے نہین ہی کسواسطیکہ ہاتھی جو
ہی بادشاہ کے تخت کا ہی خلاف ادب ہے اسپر سوار ہونا اور میانہ جو ہی اسپر بیمار چڑھتے ہین مین بیمار نہین
ہون اور اونٹ پر کیون سوار ہون کہ یہہ فرشتہ ہے خچر حرامزادہ ہی حلال زادہ اسپر سوار نہوگا اور یہہ بیل
جو لائے ہو اسپر بنئے اور دھوبی چڑھتے ہین اور گدھے پر وہ سوار ہو کہ جسنے ایسا ہی گناہ کیا ہو مین بیگناہ
ہون ان سبکو لیجاؤ اور حضور مین عرض کرو لاچار سب سواریان پھیر لے گئے اور بادشاہ سے یہہ تمام
احوال کہا پھر فرمایا اس سے پوچھو کیا سواری بھیجون تو جسپر سوار ہوگا لوگون نے جاکر پوچھا کہا بادشاہ کو
اگر خواب سننا منظور ہی تو القش کی پیٹھہ پر زین کسکر بھجوا دین کسواسطے کہ کوئی سواری سوا اسکے میرے
لایق نہین ہی جسپر سوار ہوکر حضور مین آؤن الجنس مع الجنس وہ بھی آدمی مین بھی آدمی دوسرا وہ آخر
حکیم ہی اسپر چڑھنا عیب نہین جسوقت یہہ خبر بادشاہ کو ہوئی بے اختیار ہنسا اور کہا معلوم نہین اسکے ہاتھ
سے اسکو کیا ایسی ایذا پہنچی بے اختیار ہنسا اور کہا القش کی پیٹھہ پر زین باندھکر لیجاؤ ہر چند کہ اسنے منت
وزاری کی پر کچھہ فایدہ نہوا آخر القش کی پیٹھہ پر زین باندھکر بزرجمہر کی ڈیوڑھی پر لائے اور کہا صاحب سوار
ہوجئے بادشاہ نے تمھاری خاطر کی بزرجمہر اسوقت ملک القش پر سوار ہوا اور بآواز بلند کہا آج مین
نے اپنے باپ کے خونی کو پایا ہی یہہ کہکر بادشاہ کی ڈیوڑھی پر گیا لیکن پیچھے پیچھے اسکے واسطے تماشے
کے خلقت چلی آتی تھی اور لڑکون کو اک تماشا ہوا لگے غل مچانے غرض بزرجمہر اسیطرح آیا اور اسکے اوپر
سے اترکر حضور مین بادشاہ کے گیا اور دعا دی بادشاہ نے دیکھکر بہت عزت کی اور واسطے بیٹھنے کے
حکم کیا بزرجمہر آداب بجالایا بعد ایک ساعت کے بادشاہ نے کہا ایعزیز خواب کو میرے جلد بیان کر اور القش
نے تجھسے کیا برائی کی جو تو نے اس سے یہہ حرکت کی کہا خائن حضور کا ہی اسنے سات گنج مال کے پاکر آپسے
چھپائے ہین اور دوسرا باپ کو میرے بیگناہ قتل کیا ہی سو اس سے حضور مین بادشاہ کے خون چاہتا ہون
بادشاہ نے غضب کی نگاہ سے القش کو دیکھا اور کہا یہہ کیا کہتا ہی کہا القش نے مجھپر طوفان کرتا ہی بزرجمہر
نے کہا عیان را چہ بیان لوگ بندے کے ساتھہ آوین ثابت کر دونگا بادشاہ آپ بزرجمہر کو معہ اور سب امرا
ساتھہ لیکر باغ بیداد مین آئے اور اس مکانکو کھدوا کر دیکھا تو واقعی سات گنج مال کے دھرے ہین اور
ایک مردہ آدمیکا سوکھا پڑا ہی بادشاہ نے وہ مال خزانے مین بھجوایا اور بزرجمہر کو کہا اپنے باپ کے
لاش کو اوّل منزل پہنچاؤ بزرجمہر نے بادشاہ کی دولت سے لاش کو گڑوایا اور پختہ مقبرہ بناکر روشنی کی اور
کھانا پکواکے فاتحہ دی اور غربا مساکین کو کھلایا بعد چالیسوین کے حضور مین آیا اور عرض کی ارشاد ہو تو وہ
خواب بندہ بیان کرے فرمایا بہت اچھا بزرجمہر نے کہا آپنے یہہ دیکھا کہ آپکے روبرو دسترخوان پر

چالیس پر ایک قاب کھانیکی رکھی ہی آپ نے ایک حلوی کی قاب سے نوالہ بنا کر چاہا کہ تناول کرین ایک کالا کتا آیا اور آپکے ہاتھ سے چھین کر کھا گیا آپ اس دہشت سے چونک اٹھے اور خواب بھول گئے فرمایا قسم ہے آتشکدۂ نمرود کی یہی خواب مین نے دیکھا تھا اب اسکی تعبیر کر کہا غلام کو محل مین لیچلیے اور جہانتک کہ عورتین ہین معہ چالیس اور ایک محل سب ہون وہان عرض کرونگا بادشاہ بزرجمہر کو اندر زنانے کے لے گیا اور سب معشوقون کو بلوایا بموجب حکم کے سب کے سب حاضر ہوئین بعد ان سب کے ایک معشوق کئی ایک خوبصورت خواصین اپنے ہمراہ لئے ہوئے آئی اسکے ساتھ ایک حبشن تھی بزرجمہر نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بادشاہ سے کہا وہ سگ سیاہی ہے اور لقمہ خاص یہہ بادشاہزادی بادشاہ حیران ہوا اور دریافت کیا تو وہ مرد تھا بادشاہ نے لوگون کو بلوا کر فرمایا اس حبشن کو شکاری کتون کے آگے ڈالدو کہ پھاڑ ڈالین اور اس بدبخت کو سر راہ منار مین چنوادو بعد بزرجمہر پر بہت سرفرازی فرمائی اور القش کو اسی روز آدھا زمین مین گاڑ کر تیر انداز کیا اور جہانتک اس مال تھا معہ نقد اور جنس اور زن و فرزند سب بزرجمہر کو عنایت فرمایا بزرجمہر نے اٹھکر نذر سرفرازی کی گذرانی اور رخصت ہوکر ہمراہ بختیار غلام کے القش کے محل مین گیا اور اسکی جورو کو بلا کر کہا مجھکو تمھارے مال اور دولت سے کچھ کام نہین تمکو مبارک ہو مین نے بختیار سے شرط کی تھی کہ بعد اپنے باپ کے خون لینے کے القش کی بیٹی کو تجھ سے بیاہ دونگا سو اسوقت تم سے بھی شرط کرتا ہون اگر انکا بیٹا تولد ہوا تو اسکو آپ پڑھا کے فاضل کرونگا اور القش کی جا بادشاہ سے خلعت وزارت کی دلوا کے بٹھلاؤنگا القش کی جورو نے قبول کیا اور اپنی بیٹی کی شادی بختیار سے کی بزرجمہر نے جہانتلک القش کا مال تھا سب اسکو معاف کیا بادشاہ اسکو سنکر حیرت مین گیا کہ عجب مرد سیر چشم ہی یہہ دولت کچھ اسکے خیال مین نہ آئی سب اسکو بخشدی اسکے کئی روز کے بعد بادشاہ نے ایکدن جبکہ سب امرا و وزرا حکیم ندیم پہلوان شاہ و شہر یار بارگاہ جمشیدی مین حاضر ہوئے بادشاہ نے فرمایا تم سب سے سوال کرتا ہون کہ بزرجمہر اپنی قوم کا بزرگ ہی اور اشراف ہی اور جاماست حکیم کا نواسا ہی تیسری علم اور فضل مین آج کوئی اسکا ثانی نہین ہی پیشتر جتنے وزیر تھے سب بعقل تھے اب مین چاہتا ہون کہ اسکو اپنا وزیر کرون سب نے کہا رائے بادشاہ جو مرضی حضور کی وہی مرضی ہماری بادشاہ نے قابل وزارت کے جانکر بزرجمہر کو خلعت وزارت کی دیا اور کرسی الماس نگار پر بیٹھنے کا حکم کیا بزرجمہر دیوان کے برخاست کے وقت ایک تجمل سے سوار ہوا اور اپنے گھر جا کر اپنے اہالی کو خوش کیا اور واسطے عمارت کے حکم فرمایا باقی داستان فردائے شب را

حکایت قباد ہیزم فروش

بادشاہ نے جبدن سے اس بادشاہزادیکو ہمراہ اس حبشی کے بابت تعبیر خواب مارا تھا اسدن سے تمام
عورتونکا اعتبار بادشاہ کے نزدیک سے اٹھہ گیا تھا بلکہ ان کی صورت دیکھنی موقوف کی اور کہا کہ اب
انکا منہہ کبھی نہ دیکھونگا لیکن ایک عورت تھی دلارام نامی چنگ کے بجانیمین کمال رکھتی تھی اور مصاحبت
بادشاہ کی اسکو بہت بھاتی تھی ایک اسکو اکثر صحبت مین یاد فرماتے تھے اور جہان تشریف لیجاتے
تھے اسکو اپنے ہمراہ سے جدا نکرتے تھے ناگہان بعد کئی دن کے بادشاہ واسطے شکار کے طرف
ایک صحرا کے گئے دلارام اور خواجہ بزرجمہر اور بھی کئی سردار ہمراہ تھے پہاڑ کی ترائی مین ایک میدان تھا
سبز گہانس سے کہ کوسون تک ایک تختہ زمرد کا معلوم ہوتا تھا اور وہ رنگ اس پہاڑ کا اور اس کے
اوپر سے چادرین پانی کی چھوٹتی ہوئی ایک لطف دیتی تھین اور وہ جو پہاڑ کے دامن سے دریا نکلا تھا
اسکے کنارے کنارے دونو طرف ہرے ہرے دہانو کے کھیت کا عالم جسطرح لوح الماس پر تحریر
زمرد کی ہوتی ہے اس دریا کے کنارے دونون طرف پختہ گھاٹ سنگ مرمر کے بہت دھوم تک بنے ہوے
تھے وہان بجرے اور کشتیان بادشاہ کی سواری کے واسطے رہتے تھے رنگ برنگ کی کشتیان اور
بجرے دنوارے فیل چھڑے مگر چھڑے سنگ چھڑے گھوڑدوڑ مورپنکھیان لچکے ہوئے چلکر پلواریں پانی
مین سب پر ایک عجب طرحکا عالم تھا سواری اسجا کھڑی ہوئی بادشاہ لب دریا آکر لگے تماشا دیکھنے قضا
ایک طرف سے اس جنگل کے ایک بوڑھا لکڑہارا گٹھا لکڑیونکا سر پر لئے چلا جاتا تھا لیکن ایسا ضعیف
ناتوان کہ اتنے عرصے مین کئی جا گرپڑا اور پھر اٹھکر چلا بادشاہ کو اس پر ترس آیا فرمایا دریافت کرو کہ
اسکا نام کیا ہے لوگون نے اسے جا کر پوچھا اسنے کہا میرا نام قباد ہے بادشاہ اس نام کو سنکر حیرت
مین گیا اور بزرجمہر سے پوچھا کہ ہمارے طالع کیا ہے اور اسکے طالع کیا ہے عرض کی آپکا بھی جوزا اسکا بھی جوزا فرمایا یہہ کیا
سبب ہے کہ مین اور وہ ہم طالع اور ہم نام ہون مین بادشاہ ہفت اقلیم اور وہ ایسا محتاج بزرجمہر نے
گذارش کی آپکے تولد کے وقت آفتاب اور مہتاب شرف مین تھے اور اسکے تولد کیوقت ہبوط
مین فرمایا یہی باعث ہوگا لیکن دلارام بولی مین اس بات کی قایل نہین اسکی مفلسی کا یہہ سبب ہے کہ شاید
اسکے گھر مین عورت نہین ہے اور اگر ہے تو بدسلیقہ ہے اس باعث یہہ آسودہ نہین ہوتا ہے بادشاہ
کے دلمین عورتون کے طرف کی ازبسکہ خلش تھی فرمایا بس یہہ ہماری دولت تیرے باعث سے ہے
جا مین نے تجھہ کو اسکے حوالے کیا دیکھون تو اسکو کسطرح میرے برابر کرتی ہے یہہ کہکے فرمایا اسکا پوشاک
اور لباس اتار لو اور ایک پرانے بنات کی چادر اڑا کے اس جنگل مین چھوڑ دو کہے اور چلے گئے یہان
دلارام نے دیکھا تو غضب سلطانی مین گرفتار ہوئی بادشاہ اعتراض ہوکر چھوڑ گیا لاچار اس پیرمرد کے

پاس آئی اور کہا اے شخص مین نے تجھ کو اپنا دین کا باپ کیا ہے مجھ کو اپنے گھر لے چل ہمیشہ تیری
خدمت کیا کرونگی اس لکڑہارے کو اسکے چاند کی سی صورت دیکھ کر چکاچوندھی آگئی لگا کہنے مین
تو فرزند ہین تجھ کو قبول کر کے لیجاؤن لیکن میرے یہان کچھ کھانے کو نہین دلارام نے کہا مین
تجھ سے کھانا نہین مانگنے کی اسباب سے خاطر جمع رکھ یہہ کہہ کے اسکے ہمراہ ہوئی جونہین گھر گئی اور
اسکی جورو نے دیکھا کہ ایک جوان سی رنڈی اسکے ساتھ آتی ہے وہین چوڑیل کی طرح چلاتی ہوئی دوڑی
اور لگی کہنے تو اوا ایسے تیسے تجھ کو کیا بڑہ ملبس لگا ہے جو مجھ پر سوت لایا ہے یہہ کہکر دو ہتڑ اسس بیچارے کی
پیٹھ پر اسس زور سے مارے کہ لوٹ گیا اور لگا کہنے لڑکی مین نہ کہتا تھا آخر تو نے مار بھی کھلائی اب
تیرا جہان جی چاہے وہان جا دلارام آگے بڑھی اور اسس عورت کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی تم غصہ کیون کرتے ہو
مین نے اسے اپنا دین کا باپ کیا ہے اور تم میری مان ہو فرزندی مین مجھے بھی اپنے گنو کچھ تم کو کھانے
پینے کی تصدیع نہ دونگی ایسی باتین اس بڑھیا کے ساتھ کین اسکو دلارام پر ترس آیا اپنی اس حرکت
سے شرمندہ ہوئی اور دلارام کو بٹھلایا لیکن وہ بوڑھا بازار مین لکڑیون کو بیچکر اسکے پیسے کی روٹیان مول
لایا تھا بارہ تیرہ اسکے بیٹے اور بیٹیان تھین سب اندھے لنگڑے لولے چار طرف سے غل مچا کر اسکو
لپٹ گئے اور بھوکھا بھوکھا کر کے لگے نوچنے وہ لکڑہارا جو روٹیان لایا تھا رکھدین لڑکون نے اسکو چھوڑ دیا
اور روٹیون پر جا گرے آدھی آدھی حصہ مین بھی نہ آئی کسیکا پیٹ نہ بھرا بھوکھے بھوکھے رہنے دوسرے دن
جبکہ وہ بوڑھا لکڑیون کے کاٹنے کو چلا دلارام نے اسکو کہدیا کہ آج لکڑیان جو بکین اسکی قیمت کی روٹیان
نہ لانا گیہون لیتے آنا وہ اسدن کہنے سے اسکے گیہون لایا دلارام نے پڑوس مین ایک کے گھر مین چکی
تھی جاکر آٹا پیسا اور اپنے ہاتھ سے روٹیان پکا کر سبھونکو کھلائین اور اسس آٹے کو تین دن کیا کہ سبھون
نے پیٹ بھر کر کھایا اور اسکو دعا دی وہ جو تین دن کے پیسے بچے تھے دلارام نے اسس سے
دنبے کی پشم مول لیکر مہین مہین ڈوریان بٹین کتنے ایک دن مین سو سوا سو ڈوری تیار کر کے اسس
بوڑھے کو دی کہ اتنے اتنے مول کو بازار مین بیچ لا اسنے بیچکر روپئے اسکے دلارام کو لا دئے اسیطرح
کچھ روپئے جمع کر کر اسس بوڑھے کو ایک گدھا مول لیکر دیا کہ اسپر لادکے لایا کرو کہ چیز بھی بہت سی
آوے اور تمکو بھی آرام ہووے غرض اسس طرح ایک برس کے عرصہ مین مرتبہ بمرتبہ دلارام نے پانچ
غلام اور کئی گدھے لیدئے پھر تو لگی اور زیادہ آمد ہونے کچھ اور عرصے مین دس گیارہ گدھے اور پانچ
غلام لیدئے اور گھر کی لگی نئی صورت معلوم ہونے کچھ اسباب بھی ہوگیا انہون موسم گرمی تھا دلارام نے
اسس بوڑھے کو کہا انہون تمکو بڑی محنت ہوتی ہے کی ایک کام کرو پہاڑ کے تلے کسی جا بڑا گڑھا

تلاش کرکے اس مین لکڑیونکو جمع کرو کہ جاڑے مین مہنگی بکنے لگین اسنے بھی دیکھا کہ سچ کہتی ہی خدا کے
فضل سے گھر مین کھانیکو ہی دامن مین پہاڑ کے ایک غار پیدا کیا اور اسمین لکڑیون کو جمع کرکے ایک
ڈھیر کیا بعد اپنے گھر مین آن کر آسودگی کے ساتھ لگا رہنے کتنے ایکدن مین جبکہ موسم جاڑیکا آیا اتفاقاً
بادشاہ اس پہاڑ کے نیچے شکار کھیلنے کو آیا اور اسی روز وہین اترا اس رات ایسی برف پڑی کہ تمام
لشکر بارے سردی کے مرجائے لوگون نے جاکر اس لکڑیون کے ڈھیر پر سے پتھر دور کئے اور آگ لگادی
تمام رات سارے لشکر نے اس آگ سے تاپ تاپ کر اپنی جان بچائی صبح کو بادشاہ وہان سے کوچ کرکے
اپنے قلعہ مین داخل ہوا یہان وہ لکڑہارا دو تین دن کے بعد جو وہین اس غار پر آیا دیکھتا کیا ہی کہ تمام
لکڑیان جلکر کوئلا ہوگئین بیٹھ کر خوب رویا لیکن اس مکان مین سونے کی کان تھی اس آگ کی گرمی سے
تاؤ کھاکر سلین کی سلین پتھر کی صورت بنکر رہ گئین اس بوڑھے نے واسطے دلارام کے دکھلانے کے
کئی گدھے اس کوئلے سے بھر لئے اور ایک اس پتھر کی سل اٹھالی کہ یہہ عورتون کے مصالح پیسنے کو خوب
ہی دلارام کو وہ کوئلے دکھلائے اور وہ سل دی دلارام کی آنکھون مین اس پتھر کے اوپر کچھ کچھ نقش سے
نظر آئے اسلیے کہ عاقلہ تھی چھری کی نوک سے کھرچکر دیکھی تو سونا ہی بہت خوش ہوئی اور خدا کا شکرانا
ادا کیا اور اس بوڑھے سے پوچھا ایسے پتھر وہان اور بھی ہین کہا بہت پڑے ہین دلارام نے کہا سب
اٹھالا بوڑھا گدھے لیکر گیا اور تمام سلین اٹھالے آیا اور دلارام نے گھر کی صحن مین تین گڑھے بڑے
بڑے کھدوا کر وہ سب پتھر گڑوا دئے اور ایک خط تیار کرکے اس بوڑھے کو دیا اور کہا یہہ خط اور دس
گدھے اسی سونیکے سلونکی بھر کر بصرے مین لیجا وہان فضیل زرگر نامی ایک آدمی ہی کہ مین نے
اسکو اپنا بھائی کیا ہی اسکے پاس جا اور کہیو مین وکیل دلارام کا ہون وہ تجھکو ان سب کا سکہ کر دیگا
تو لے آنا وہ راضی ہوا دلارام نے وہ خط اس بوڑھے کو دیکر طرف بصرے کے بھیجا بعد اسکے جانے کے
دلارام نے ایک غلام کو مداین بھیجکر سہیل صراف کو بلوایا اور اس سے کہا مین کئی برس سے بادشاہ کی
خفگی مین ہون پر اب اگر خدا چاہتا ہی تو وہ خفگی جاتی ہی لیکن تجھکو اس خاطر بلایا ہی کہ مین چاہتی ہون
کہ اس جنگل مین بادشاہ کے محل کی سی عمارت بنواؤن کارفرما اسکام کا تو ہی رہیگا ایک کروڑ روپیے
مجھے قرض دے اور معمارونکو بلواکے مدد لگادے کہ جلد تیار ہو اسکو ازبسکہ دلارام کا اعتبار تھا کہ
حرم خاص بادشاہ کی ہی روپے ڈوب نہین جائینگے کہا بندہ حاضر ہی جو فرمائیگا بجا لاونگا کہا
تو اسکی فکر کر اسنے معمار اور کاریگر کو بلائے اور مکان بنانا شروع کیا جبکہ وہ مکانات تیار
ہوچکے دلارام مصورونکو بلاکے کئی تصویرین اسوقت کھنچوائین جسوقت بادشاہ نے دلارام کو

لکڑہارے کے حوالے کردیا تھا ان تصویرون کو ہر دروازے پر اُس مکان کے لگوادیا اور جہانتک سباب
ضرور تھا منگوایا اور کئی آدمی بھی نوکر رکھے اُس عرصے مین قباد سوداگر وہ سونے کی اشرفیان
بصرفیے بنواکر لایا اور دلارام کو دین اُسنے اُسے حمام مین واسطے غسل کے بھیجا لوگ جسوقت لگے
کپڑے اتارنے وہان کی گرمی دیکھکر لگا غل مچانے کہ مین نے کیا تقصیر کی جو میرا بدن جلاتے ہو
جسوقت لنگی باندھنے کو دی لگا سر سے باندھنے غرض اسی طرح بہزار خرابی نہاکر کپڑے پہنے دلارام
نے وہ پوشاک پہنا دی کہ سوائے بہزاد بادشاہ کے اور کسیکو میسر نہین ہوتی اور لوگون سے کہدیا
کہ آج کے دن سے سوائے قباد بازرگان کے جو قباد لکڑہارا کہیگا سو ہلاک ہوگا اسکے چار پانچ دن کے
بعد دلارام نے بہت سا تحفہ اسکے ہمراہ کرکے واسطے خواجہ بزرجمہر کے ملاقات کے بھیجا بزرجمہر
بغلگیر ہوئے اور بہت عزت کی جبکہ دو تین ملاقاتین ہو چکین دلارام نے کہا تم بزرجمہر سے اب بادشاہ
کی ملاقات کی درخواست کرو دیکھو اُس کا کیا جواب دیتے ہین قباد نے جاکر خواجہ سے کہا کہ امیدوار
ہون بادشاہ کی ملاقات کا فرمایا کل اچھا دن ہے اول وقت تشریف لائے ہم اور آپ ہمراہ
چلینگے اور ملازمت بھی ہو جائیگی قباد رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور دلارام سے کہا اس نے اسی دن
نذر کی تیاری کر رکھی دوسرے دن سُہیل سے دریافت کیا کہ بادشاہ کے گلیمن کیسی پوشاک ہے
کسواسطے اسکو بادشاہ کے خدمتگارون سے راہ تھی ویسی ہی خلعت قباد سوداگر کو پہناکر سوار کیا
اور بھیجا جسوقت قباد بزرجمہر کے پاس آیا وہ منتظر کھڑے تھے سوار ہوکر خواجہ نے قباد سوداگر کو بھی ہمراہ
لیا اور حضور کی ڈیوڑھی پر آنکر کہا کہ تم ذرہ ٹھہرو مین پہلے جاکر تقریب کرلون جسوقت حضور سے تمھاری
طلب ہوگی تو آنا یہہ کہکر اندر گئے اور بعد مجرے کے عرض کی کہ ایک شخص سوداگر قباد نامی امیدوار ہے کہ
حضرت کا آنکر قدمبوس ہووے فرمایا بلوالو جسوقت اسکی ڈیوڑھی کہ قباد سوداگر کا نام چلے حضور مین یاہو سنی دیے اسنے بہر قصد اندر جانیکا
کیا لیکن یہہ بیچارہ تمام عمر لکڑیان کاٹا کیا اسکو بادشاہ اور وزیر کی صحبت سے اور آئین سلطنت سے
کیا کام تھا جسوقت دلارام نے اُسے بھیجا تھا اسوقت کہدیا تھا کہ جب حضور مین بادشاہ کے جانا پہلے
داہنا پیر آگے بڑھانا وہ بات اسکو اسوقت یاد آئی لیکن داہنے پانوٗن کو بھول گیا کہ کونسا ہے ہتیرا
قصد کیا کہ یاد آوے ہرگز میسر نہوا جی مین کہا دونون پانون ملاکر کود کے اندر جائیے کہ داہنا پانوٗن
پیچھے نہ رہے یہہ خیال کرکے دونون پانوٗن برابر ملاکر ایک جست کی جو چوکھٹ کے اندر گیا وہان سنگ مرمر
کا جو صاف فرش تھا اسپر دونون پانوٗن بے اختیار پھسل گئے اور گر پڑا کہ چوٹ بھی کھائی جو نہین
آواز اسکے گرنے کی ہوئی بادشاہ معہ سب سردار دیکھے اور ایک عجب طرح کی ہنسی ہوئی تقریب سے جو

بزرجمہر کے آیا تھا کچھہ کسینے نہ کہا بادشاہ نے بلاکر نذر لی اور سرفراز کیا ہاتھہ مین بادشاہ کے ہو قت ایک مصری کی ڈلی تھی اسکو عنایت فرمالی لیکر سلام کیا اور منہہ مین ڈال لی اور کھا گیا سب اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ کیا بے ادب ہے بزرجمہر بھی اپنے جی مین شرمندہ ہوئے لیکن جبکہ دربار برخاست ہوا سب امرا رخصت ہوکر اپنے گھر گئے یہہ بھی رخصت ہوا اور دلارام سے سب احوال کہا وہ اپنے جی مین نادم ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر شرمندہ ہوئے ہونگے قباد کو کہا ایسا کام کوئی بھی کرتا ہے کہ بادشاہ کی دی ہوئی چیز اسیوقت کھا جاوے کہا پھر کیا کرتے ہین دلارام نے کہا اسکو سرپر رکھتے ہین اسنے اسکو یاد رکھا دوسرے دن جو گیا اسوقت بادشاہ خاصہ کھاتے تھے اسکو دیکھہ کے مہربانی سے ایک رکابی طلائی قورمے کی عنایت فرمائی یہہ لیکر آداب بجالایا اور وہ بات یاد آئی کہ بادشاہ کی دی ہوئی چیز سرپر رکھتے ہین وہ رکابی لے کر سرپر اولینڈ دی کہ تمام اسکا شوربا داڑھی اور موچھون سے بہکر لگا گرنے بادشاہ نے اور بھی زیادہ تعجب کیا کہ عجب مرد بیوقوف ہے جو حرکت کرتا ہے نئی ہی کرتا ہے لیکن جو اس کا لباس دیکھتا تھا کہ بادشاہ سے اور اسسے کچھہ فرق نہین اس روز دلارام نے اسکو کہدیا تھا کہ خواجہ بزرجمہر کو شریک کر کے بادشاہ سے عرض کرنا کہ غلام کی دعوت قبول ہو اسیطرح بادشاہ سے کہا اکہ بندہ امیدوار ہے خداوندکی معہ سردارون ضیافت کرے بادشاہ نے قبول کیا قباد آداب بجالاکر رخصت ہوا اور واسطے تیاری کے آگے گیا یہان بادشاہ نے بزرجمہر سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پاس بہت مال ہے جو میری ضیافت کا قصد کیا ہے عرض کی بجا ارشاد ہوا غلام کو بھی یہی معلوم ہوتا ہے دوسرے دن بادشاہ بزرجمہر کو اور کئی سردارونکو ہمراہ لے کر قباد کے مکان کیطرف روانہ ہوا جسوقت کہ قباد سوداگر اپنے گھر گیا اور دلارام سے کہا بادشاہ صبحکو آوے گا دلارام سنکر بہت خوش ہوئی اور تمام تیاری اسی دن کر رکھی دوسرے روز گھڑی دن چڑھا تھا کہ خبر ہوئی بادشاہ کے آنیکی قباد سوداگر استقبال کی خاطر آگے گیا اور بادشاہ کو نذر دی اور اس مکان مین لے آیا جسوقت کامران قباد اس مکان کے دروازے پر آیا دیکھا تو تصویر اپنی لگی ہوئی ہے لیکن اس وقت کا عالم ہے کہ بادشاہ نے دلارام کو اس لکڑہارے کے حوالے کردیا تھا یاد کر کے اسکو آنکھون مین آنسو بھر لائے اور سب سردار بھی اسکی خاطر گریان ہوئے اور بہت افسوس کیا پر بادشاہ اس مکان کو دیکھہ کر حیرت مین ہوگیا کہ تمام نقشے اپنے یہان کے سے ہین بزرجمہر سے فرمایا یہہ معلوم ہوتا ہے جسنے عمارت بنوائی ہے گویا میرے مکان مین سو برس رہا ہے کہ کہین فرق نہین جس قطعہ مین جاتے تھے اپنی اور دلارام کی تصویر نظر آتی تھی لیکن بارہ دری جو خاص بادشاہ کے بیٹھنے کی تھی اسمین جاکر مسند الماس نگار پر بیٹھا اور کھانا

تناول فرمایا اسوقت دلارام پوشاک نفیس پہنکر جواہرات مین ڈوبی ہوئی ایک پردے کی اوٹ مین کھڑی
تھی جونہین نظر بادشاہ کی اسپر گئی شباہت یاد کرکے دلارام کی چشم نم ہوئے اور قباد تاجر سے پوچھا
یہہ عورت کون ہے کہا اس غلام کی بیٹی ہے آپ سے تو کچھہ پردہ نہین تشریف لیچلیئے بادشاہ قباد کا ہاتھہ پکڑکر
اندر اُس دالان کے گیا نزدیک سے دلارام کو دیکھہ پہچانا اور ایک آہ سرد بھر کر پوچھا کہ تو دلارام ہے دوڑکر
قدمبوس ہوئی اور کہا یہہ عزیز جو آپکے نزدیک کھڑا ہے یہہ وہی قباد لکڑہارا ہے جسکے حوالے اس لونڈی کو
آپنے کردیا تھا اسکو اس درجے پر پہنچادیا بادشاہ نے دلارام کو چھاتی سے لگایا اور اسکے رخسار کے
بوسے لئے اسوقت سرداروں مین کوئی محل صحبت نتھا دلارام کا ہاتھہ پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے
اور اُسی مسند کے پاس ٹھہلائے دلارام پہلو مین بادشاہ کے مسند کا کچھہ ایک حاشیہ دبائے ہوئے
بیٹھی سردار جتنے تھے دلارام کو دیکھکر خوش ہوئے جہانتک کہ وہ مال اور اسباب دلارام کا تھا معہ دہ
سونے کی سلین دلارام کو معاف فرمایا اور خواجہ قباد کو خلعت دیا دو پہر تک وہان آسایش
فرمائی بعد خواجہ پر بہت سرفرازی فرمائی اور خلعت منصب کا عنایت فرماکے ملک بازارگان خطاب
دیا اور دلارام کو سوار کر طرف شہر کے تشریف فرما ہوئے اس روز بادشاہ کا پھر عورتون کی طرف خیال
ہوا اور اپنے چچا کی بیٹی محرم بانو سے عقد کیا بعد دو برس کے حمل رہا جب امید ظاہر ہوئی سبھون نے
بادشاہ کو نذرین مبارکبادی گذران کر مبارکباد دی اور اُس روز عجب طرح کی خوشی رہی

داستان دوسری پیدا ہونا نوشیروان کا

جبکہ نو مہینے گذر گئے ایک روز گھڑی پہر دن چڑھا تھا کہ محل کے اندر سے ایک خواجہ سرا آیا اور کچھہ آہستہ
بادشاہ کے کان مین کہکر چلا گیا بادشاہ نے اسیوقت دیوان برخاست کرکے خلوت کیا اور خواجہ
بزرجمہر کو بلوا بھیجا اور فرمایا تم ساعت کو تولد کے سادھو ہمارے گھر مین لڑکا ہوا چاہتا ہے بزرجمہر نے
واسطے دریافت کرنے وقت کے کئی گھڑیان فرنگی رومی ہندی اپنے نزدیک رکھین اور اسطرلاب ستارون
کے معلوم کرنے کو ایک طرف حاضر کئے تختہ اپنے روبرو رکھا قرعہ اپنے ہاتھہ مین لیکر نیت کی اور عین تولد
کے وقت ڈالا زایچہ لکھکر طالع مین نظر کی تمام شکلون کو خوب سا دیکھکر بادشاہ کو مبارکباد دی اور
کہا یہہ بادشاہزادہ ملک ایران مین ستر برس بادشاہت کریگا بلکہ ہفت اقلیم سے خراج لیگا پر ایک
مصاحب بد کے سبب سے سرگردانی بھی بہت سی اٹھائیگا یہہ کہکر فکر مین نام رکھنے کے گئے کہ کیا نام رکھیے
وہین عیار آپہنچے اور انھون نے بادشاہ کو بعد دعا کے خبر دی وہ جو چشمہ نوش خاص جو کئی برس سے

سوکھ گیا تھا آج خود بخود پانی آگیا اور روان ہوا بزرجمہر نے بموجب اسی خوشی کے نوشیروان نام رکھا اور بعضے راوی کہتے ہین تولد کے وقت بادشاہ کے ہاتھ مین جام شراب کا تھا بزرجمہر نے زبان فارسی مین بادشاہ سے کہا ای قبلۂ عالم نوش روان کن اور مطابق اس مژدہ کے نوشیروان نام رکھا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کو خلعت مرصع عنایت فرمایا اور حکم کیا کہ نقارخانہ مین اور توپخانہ مین جہر دو کہ شلخ ہو اور شادیانے بجین جو مین یہہ خبر ہوئی توپخانہ مین لگی مبارکباد کی سلامتی داغنے اور نقارخانے مین جہانتک نقارچی تھے انھون نے زربفت کے تھانون سے نوبت خانہ کو مڑھ کر سائبان اور پردے بادلے کے باندھے اور سقرلات کی زرنگار کرتیان گلو مین پہنکر زری سرپیچ سرون پر باندھے ہوئے زد پھری نقارون کی جوڑیان سب نے اپنے آگے رکھین اور زیلونکو سینک کر بم پر پانی چھڑکا مرصع نگار چوبین اپنے اپنے ہاتھ مین لین اور سب لگے بجانے اور وہ کرنا نواز ٹھاٹھ بنا کر ساز پھرکی کی اوپر لگا کر لگے بجانے اور آواز کرنا کی لگی بلند ہونے غرض جو نہین دھون سے بڑون کا ہوا اسکی آواز لگی پھیلنے ہر ایک غنی اور فقیر نے سنی جہانتک امرا اور زرا تھے سب نے مبارکباد کی نذرین بادشاہ کو دیکر تہنیت دی بادشاہ نذرین لے کر سب کو موافق مرتبے کے خلعت دیا اور باغداد مین صحبت جشن کی آراستہ ہوئی جہانتک دعاگو تھے حاضر ہوئے اور لگا مجرا ہونے بھانڈ بھگتئے کشمیری قوال ڈھاری کلانوت سبھی تھے اور رنڈیون کے طایفے بھی حاضر ہوئے بین قانون رباب سرمندلا جرنک ستار طنبورہ چنگ مورچنگ سارنگی نال کٹھال پکھاوج مندڑ ولڈ ھولکی تپلا وہ برہ خنجری لگے بجنے اور ان کے سُرون کے ساتھ وہ خوش آواز جہانتک تھے ٹپہا خیال دھرپت گیت سنگیت تک خیگل بند ترانہ سرگم دستک فارسی ٹھمری کہروا دادرا لگے گانے راگ کا اک عجب طرح کا عالم ہوا اور رنکھنیان اور ڈومنیان مراسنین باگرنیان چونوالیان رام جنیان نٹنیان آئین ہر ایک کا ہر ایک طرف لگا ناچ ہونے بادشاہ بہت خوش ہوا اس روز اتنا مال و زر انعام مین خرچ کیا کہ ہر ایک فقیر اپنے اپنے گھر مین آسودہ ہو گیا ایک برس کی تمام ملک کی تحصیل رعیت کو معاف فرمائی گیارہوان روز نوشیروان کے تولد کو ہوا تھا کہ بادشاہ کو عین جشن مین خبر ہوئی کہ القش کا نواسا بختیار کی طرف سے پیدا ہوا ہے بادشاہ نے سنکر بزرجمہر سے فرمایا یہہ لڑکا تیری دشمن کی اولاد مین سے ہے اسکا نانا بھی تیرا دشمن تھا اور اگر یہہ جیتا رہا تو مقرر تجھسے دشمنی کریگا اسکو مار ڈال تا فتنہ باقی نہ رہے اگر جیتا رہا تو بہت سے فساد برپا کریگا بزرجمہر نے ہاتھ باندہ کر عرض کی کہ بادشاہ کا اختر دولت ہمیشہ تابندہ رہے جو ارشاد ہوا سو بجا ہے لیکن ابھی بیگناہ ہے امیدوار ہون کہ اسپر مہربانی ہو فرمایا مختار ہے لیکن آخر کو ایذا اٹھانے پڑیگی بزرجمہر اسکو بخشا کے سوار ہوئے اور القش کے گھر جا کے اس

لڑکیکا نام بختک رکھا اور واسطے پرورش کے تقید کی یہہ دونون لڑکے لگے پلنے جبکہ نوشیروان چار برس
کا ہوا قباد نے بزرجمہر کے حوالے کیا کہ علم اور ادب سیکھے بزرجمہر نے بختک سے بھی بادشاہ کو نذر دلوائی
اور نوشیروان کا مصاحب کیا ایک ساتھہ ہی پڑہنا شروع کیا لیکن نوشیروان ذہین تھا کئی ایک برس
مین اسنے علم نحو کی تحصیل مین صرف کئے کہ عالمون مین مشہور و معروف ہوا اسنے ہیئت و ہندسہ و بیان و
آداب منطق و معانی معقول و منقول سب کو دریافت کیا اور علم رمل اور نجوم مین ایسی معلومات پیدا
کی کہ آئینۂ دل پر روشن ضمیر کا سا اسکو صاف نظر آوے دفینے خفی اور دفین لگا نکالنے اور لکھنے مین
اتنی مشق کی جتنے قلم خط کے تھے مثل نستعلیق و نسخ ثلث ریحان خفی جلی شکستہ شعاع شگفتہ شفیعہ گلزار
سب مین مشاق ہوا اور سپاہ گری کے امور مین کشتی لکڑی بانک پٹا بندھی نیزہ بازی بندوق لگانا
سب معلوم کیا بارہوین برس ہر فن مین لاثانی ہوا کہ کوئی کسب اور ہنر اس سے باقی نہ رہا ایکدن چین سے
کئی سوداگر آئے تھے بادشاہ کو تحایف گذران کر بادشاہزادیکو نذر دئے نوشیروان نے راہ و رسم چین
کی پوچھی اُن سوداگرون نے تعریف خاقان اعظم بادشاہ چین کی بیٹی کی اس درجہ کی کہ نوشیروان نادیدہ
عاشق ہوا چند روز مین یہہ حالت ہوئی کہ کھانا پینا بھی موقوف ہوا اور چہرے پر نقاہت سی لگی معلوم
ہونے جب تو سب گھبرا گئے کہ بادشاہزادیکو کیا ہوا ایک روز بزرجمہر نے کسی حکمت سے نوشیروان کو
بہت خوش کیا جبکہ طبیعت مین فرحت معلوم ہوئی کہ نصیب دشمنان یہہ کیا حال آپکا ہے جو کھانا پینا بھی موقوف
ہوگیا بندہ تو کسیطرح سے مخل نہین اگر دریافت ہو تو اسکا علاج کرے فرمایا خواجہ تمکو بھی مین اپنا بزرگ
جانتا ہون کسواسطے میرے استاد ہو تم سے کوئی بات میری چھپی نہین ہے بادشاہ چین کی بیٹی مہرانگیز
پر عاشق ہوا ہون ہرچند چاہتا ہون کہ دلکو سنبھالون پر نہین ہوسکتا اگر اس مراد کو نہین پہنچون گا
تو زندگی نظر نہین آتی خواجہ بزرجمہر نے عرض کی بادشاہزادے ہی بادشاہزادیون پر عاشق ہوتے ہین
آپ خاطر جمع رکھئے مین اس بادشاہزادی کو آپ جا کر لاؤنگا نوشیروان کی خاطر جمع کرکے بادشاہ
کی خدمت مین عرض کی کہ باعث شاہزادے کے آزار کا یہہ ہے کہ بادشاہ چین کی بیٹی پر فریفتہ ہے
لیکن اس گفتگو سے تقریر کی کہ بادشاہ بے اختیار کہا سوائے تمہارے اور کسی سے یہہ مہم سر نہوگی کنجیان خزانون
اور کوٹھریون کی لیکر جتنا اسباب تحفہ نقد و جنس درکار ہو لو اور چین کو جاکے اسکو لے آؤ بزرجمہر نے
جو کچھہ ضرور درکار تھی ساتھہ لی اور پچاس ہزار سوار پیادہ توپچی اپنے ہمراہ لے کر طرف چین کے روانہ
ہوئے لیکن بختک کا یہہ عالم تھا کہ ہر روز اپنی مان سے کہتا تھا کہ یہہ حکیم بادشاہ و بادشاہزادیکے نزدیک
بڑا رئیس ہے پر مین بھی جب قابو پاؤنگا اپنے نانا کا بدلا لونگا اور ہر روز نوشیروان سے بھی سوائے

بدی کے خواجہ بزرجمہر کی طرف سے کچھ اور نہ کہتا بلکہ کتنے مرتبہ بادشاہزادہ خفا بھی ہوا پر اسنے اپنی عادت نچھوڑی باقی داستان فردائی شب را

داستان بشیری شادی ہونا نوشیروان عادل کی مہرانگیز کے ساتھ

راوی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ بزرجمہر جب نزدیک چین کے گئے یہہ خبر خاقان الاعظم کو ہوئی کہ بادشاہ ہفت کشور کا وزیر آتا ہی بادشاہ چین نے جہانتک سردار تھے معہ اپنے چار فرزند واسطے استقبال کے بھیجے اور شہر کو آئینہ بند کیا تا دو چند لطف معلوم ہووے بزرجمہر جب قریب دروازے کے پہنچے تھے کہ بادشاہان ختن اور سرداران چین پیشوا آنکر بزرجمہر کو لے گئے بارگاہ مین خاقان اعظم کے جاکر نذر گذرانی اور ساتھ اپنے یہان کے آداب مجرا کیا بادشاہ آداب و لحاظ اس کا دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو خلعت امداد فرمایا اس روز بادشاہ چین سے اور بزرجمہر سے یہہ اختلاط ہوا کہ بادشاہ نے جو سوال کیا اسکا جواب باصواب پایا کہتے ہین اس روز بادشاہ نے گیارہ مرتبہ بزرجمہر کو خلعت سرفرازی کا دیا اور ہر بات مین بزرجمہر سے خوش ہوتا تھا سامنے اسکے ایک بتخانہ تھا بادشاہ اسمین واسطے عبادت کے گیا اور معہ اپنے سردارون کے سجدہ کیا لیکن خواجہ ایک جا کھڑے ہوئے تماشا دیکھتے تھے جبکہ بادشاہ اپنی عبادت سے فراغت کر چکا بزرجمہر سے کہا کہ تم نے سجدہ کیون نہین کیا عرض کی یہہ سب بُت کس وقت مین بنے ہین فرمایا بعضے جمشید کے وقت کے ہین اور کتنے میرے وقت کے ہین بزرجمہر نے کہا کہ جو چیز آپ بنایا ہو وہ کب سزاوار سجدے کے ہی بادشاہ یہہ بات سنکر بہت خوش ہوا اور بزرجمہر سے پوچھا باعث تمہارے آنیکا اسطرف کیا ہی عرض کی بیٹا بادشاہ ہفت کشور کا نوشیروان کہ علم و فضل مین اور آئین سلطنت مین لاثانی ہی وہ بادشاہزادہ نور اقبال شاہ چین ملکہ مہرانگیز بانو پر عاشق ہی یہہ تحایف واسطے بادشاہزادی کے بھیجا ہی اور واسطے نوشیروان کے اسکی طلب کی ہی بادشاہونکو سوائے بادشاہونکے غیر سے رشتہ نہین ہوتا بادشاہ چین نے سنکر فرمایا سعادت ہی میری کہ نوشیروان میرداماد ہو وہین فرمایا اسباب سفر کا واسطے مہرانگیز کے ہمراہی کے تیار ہو گئی ایک روز مین اسباب سفر کا مہیا کر کے بادشاہ نے تحفہ چین کا بیشمار اور چالیس ہزار ازبک اور ترک تیرانداز اور دو بیٹے کیابہ چینی اور قلابہ چینی کو ہمراہ مہرانگیز کے کیا اور بزرجمہر کے ساتھ طرف ایران کے روانہ کیا بعد کئی مہینے کے جب نزدیک ایران کے پہنچے بادشاہ کو خبر

ہوئی کہ بزرجمہر مہرانگیز بانو کو چین سے لیکر آئے ہین شہر سے پانچ کوس پر انکا لشکر اترا ہے فرمایا شہر آئینہ بند ہوا اور تمام اُمرا بہ لباس جشن صبحکو آن کر حاضر ہون کہ ہم نوشیروان کو لے کر سوار ہونگے صبحکو تمام شاہ اور شہریار جواہر پوش ہو کے جلو خانے مین حاضر ہوئے اور بادشاہ بھی ایک تجمل سے سوار ہوا نوشیروان بھی ایک تخت پر مرصع کے سوار ہو کر ساتھ بادشاہ کے روانہ ہوا وہ چھتر الماس کا سر پر شہزادے کے پھرتا ہوا اور دونون طرف مورچل زمرد کے ہوتے ہوئے اور پیچھے بادشاہ کے چار سی تخت بادشاہ ہفت ملک کے جواہر نگار اور ہزارون ہی پالکی نالکی چھپان سکھپال سبکر تخت نیم تخت ہوا اور دونو طرف برابر چلے جاتے تھے اور ایکبارہ تیرہ سو کھار قلماق زر بفت کی کرتیان پہنے ہوئے تاشکی پگڑیان سر پر باندھے ہوئے موتی موئے جڑاؤ اور سونے کے کڑے سب کے ہاتھون مین اور وہ سُرخ و سفید ان سب کے چہرے اور سیاہ سیاہ زلفین اُن کی چھوٹین ہوئین کیا خوب معلوم ہوتی تھین اور آگے تخت کے روشن چوکی والے صبحکو سر نئی مین بھیروی کے تانین لیتے ہوئے اور ایکہزار سے عیار بجنے مین زمزمہ زابلکا بجاتے ہوئے اور انکے دایرونین دھیمی دھیمی یک تالے کی گت بجتی ہوئی ایک لطف دیتی تھی اور اسکے آگے گھوڑونپر تمام نقارچی آہستہ آہستہ نوبت بجاتے ہوئے چلے اور قریب بادشاہ کے کچھ ایک آگے بڑھے ہوئے چوبدار نقیب مردھے ہوئے بردار عصا بردار ونکا اہتمام اور ہاتھیونکا یہہ عالم کہ جنکے سنہری روپہری ہودے اور عماریان چمکتی ہوئین یک لطف دیتی تھین وہ شہر کی تیاری اور وہ فوجکا عالم کہ ایک دولہ کی برات کا سا سما معلوم ہوتا تھا غرض اس شان و شوکت سے بادشاہ نوشیروان کو ہمراہ لیکر باہر گیا ادھر سے بزرجمہر آئے اور بادشاہ کے پائے تخت کو بوسہ دیا اور نذر گذران کر چین کے بادشاہزادون کی ملازمت کروائی بادشاہ بزرجمہر سے نہایت خوش ہوئے اور شہزادگان چین کو خلعت شاہانہ عنایت فرمایا مہرانگیز کے محافہ پر زر سرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے محل مین داخل ہوئے تمام امراو وزرا بادشاہ اور بادشاہزادیکو اسکی خوشی کی نذرین گذرانیان بادشاہ نے شادی اس بادشاہزادی کی نوشیروان کے ساتھ کی اور ایک برس تک اس شادیکا جشن رہا بعد اس شادی کے ایکدن بادشاہ نے بزرجمہر کو بلا کے فرمایا مین چاہتا ہون کہ نوشیروان کو اپنی قید حیات مین تخت سلطنت پر بٹھلاؤن سو اس امر کا تمکو مختار کیا بزرجمہر نے عرض کی بعد چالیسدن کے لیکن اس چالیسدن مین مین جو حرکت کرون آپ مزاحم نہو جئے فرمایا ہم نے تمکو مختار کیا جو مناسب جانو سو کرو خواجہ بزرجمہر نے اسی روز نوشیروان کو طوق و زنجیر کر کے زندان مین بھیجا بعد چالیسدن کے قید سے نجات دی اور آپ

گھوڑے پر سوار ہوکر نوشیروان کو پیدل ساتھ لیکر اپنے گھر آئے اور تین کوڑے شہزادیکو لگائے
کہ خط پڑ گئے بعد اسکے تازیانہ کو ڈالدئے اور تلوار کھینچکر بادشاہزادیکے ہاتھ مین دی اور اپنا سر
جھکا کر کہا اب غلام حاضر ہے لگائے کسواسطے غلام نے بے ادبی واقعی کی ہے لیکن اسکا باعث یہہ
تھا کہ خدا نے آپ کو بادشاہ کیا ہے قدر ہرایک کی سمجھو کسیکو بیگناہ قید مت کرو اور نہ مارو کہ اسکا
مزہ معلوم رہے اور جو لوگ سواری کے آگے دوڑین ان کی قدر کرو نوشیروان نے بزرجمہر سے
ہنسکر کہا یہہ مین جانتا ہون جو تم کروگے غیر حکمت کے نہ کروگے مین اس حرکت سے آزردہ نہین ہوا
بزرجمہر نے نوروز کے دن نوشیروان کو حمام مین غسل کروایا اور خلعت شاہانہ پہنا کر سوار کیا اور
معہ سب سرداران رکاب سعادت کے بارگاہ جمشید مین داخل ہوکے تخت سلطنت پر بٹھلایا اور
بزرجمہر نے بادشاہ سے سفارش بختک کی کرکے اسکو خلعت وزارت کی دلوایا قباد نے دونون
ہاتھ پکڑ کر نوشیروان کو نصیحت کی کہ باباجان خبردار بغیر بزرجمہر کی مشورت کے کچھ کام نہ کرنا اور
بختک کا ہرگز کسی بات مین کہنا نمانناجہانتک امیر و زیر تھے سب نے بادشاہ کو نذرین گذرانیان اور
ایک برس تک نوشیروان جشن مین رہا لیکن بختک ہر روز بادشاہ کو ورغلاتا تھا یہانتک دو برس
کے بعد قباد کامران نے انتقال کیا نوشیروان سیاہ پوش ہوا اور باپ کو لے تجہیز و تکفین کیا کتنے
دن تک قباد کے مرنیکا غم رہا لیکن بعد قباد کے مرنے کے مصلحت بختک کی سنکر یہہ ظلم کرنا شروع
کیا کہ کسی بادشاہ کے وقت مین ایسا ظلم نہوا تھا ناگہان ایک قضاق حضور مین بادشاہ کے پکڑا آیا
کہ اسنے ایک قافلہ کو لوٹا تہی حکم ہوا کہ اسکی گردن مارو اس نے کہا مجھ کو سب جانورون کی
زبان سیکھنے کا علم ہے اگر مجھ کو چالیس روز تک ایک خوبصورت رنڈی اور شراب و کباب دیجئے
جسکو فرمائے بتلادون بعد اسکے مار ڈالئے گا نوشیروان نے اسے بزرجمہر کے حوالے کیا خواجہ اسے
اپنے گھر لیگئے اور چالیسدن تک اسکو اسیطرح رکھا بعد چالیسدن کے خواجہ نے اسکو بلا کے پوچھا کہ وہ
بوجھنا جانورونکی زبان کا بتلا اسنے کہا مین نے واسطے جان بچانے کہا تھا ورنہ کہان مین اور
کہان جانور اپنی خاطرخواہ عیش اسی بہانہ سے کرلیا اب شوق سے میری گردن مارئے آرزو کسی بات کی
نہین رہی بزرجمہر نے اسکی جان بخشی کی اور چوری سے توبہ کروائی اپنے پاس سے کچھ خرچ دیکر
نکالدیا اسکے کئی دن کے بعد ایک روز بادشاہ واسطے شکار کے گیا تھا فوج سے اپنے جدا ہوکر سوائے
بزرجمہر اور بختک کے کوئی ہمراہ نہ تھا یہہ تینون سوار ایکدرخت کے نیچے کھڑے ہوئے ناگہان اسپر ایک
جوڑا اُلّو کا بیٹھا ہوا تھا اور آپس مین کچھ بولتا تھا بادشاہ نے بزرجمہر کو پوچھا کہ وہ جو تم نے جانورونکی

زبان سیکھی تھی عرض کی معلوم ہی فرمایا یہہ دو نو جانور کیا کہتے ہین بزرجمہر نے کہا ان دونون نے
اپس مین رشتہ کیا ہی وہ جانور اپنے بیٹے کے واسطے اسکی بیٹی مانگتا ہی سو یہہ کہتا ہی ایسے ایسے
تین ویرانے اگر جہیز مین دے تو مین قبول کرون وہ کہتا ہی اگر نوشیروان کی بادشاہت ہی تو
یہہ تین کیا ایسے ایسے دس دونگا بادشاہ نے کہا بس میرے ظلم کا شہرہ یہانتک پہنچا ہی کہ جانور
بھی ذکر کرتے ہین اسی روز سے شہر مداین آہنگر زنجیر عدالت کی باندھی اور کہا جو دادخواہ ہو اس
زنجیر کو ہلاوے کہ مین اسکی مراد کو پہنچاؤنگا پھر تو وہ عدالت شروع کی کہ باگ و بکری لگے ایک گھاٹ
پانی پینے اور ہر ایک اپنے گھر کا دروازہ کھولکر لگا رہنے کسی کو کسی بات کا غم نہ رہا کتنے برس سلطنت
کی کہ خواجہ بزرجمہر کے بھی دو فرزند ہوئے خواجہ سیاوش اور خواجہ دریا دل اور بادشاہ کے بھی دو بیٹے
اور ایک بیٹی ہوئی بادشاہزادونکا نام ہرمز اور فرامرز اور بادشاہزادیکا نام مہرنگار اور بختک کے
گھر مین بھی ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام بختیارک رکھا ایک روز نوشیروان نے خواب دیکھا کہ مشرق
کی طرف سے ایک کوا آیا اور وہ سر سے میرے تاج اتار کر لے گیا پھر مغرب سے ایک باز آیا اسنے اس زاغکو
مارکے وہ تاج پھر میرے سر پر رکھا اس خواب کو دیکھکر بادشاہ جاگ اٹھا اور صبح کو بزرجمہر سے
اسکی تعبیر پوچھی کہا کہ اس کی تعبیر یہہ ہی کہ مشرق کی طرف ایک شہر ہی کہ نام اسکا خیبر ہی وہان
ایک بادشاہزادہ پیدا ہوگا حشام بن علقمہ خیبری نام کہ وہ آنکر بادشاہ کا تخت اور تاج چھین
لیگا اور مغرب کی طرف مکہ سے ایک لڑکا آویگا امیر حمزہ نامی کہ وہ اسکو مار کر پھر تاج اور تخت حضور
مین گذاریگا بادشاہ بہت خوش ہوا اور بزرجمہر کو خلعت دیکے طرف مکہ کے بھیجا کہ اگر وہ لڑکا پیدا
ہوا ہو تو اسکی پرورش کرو اور ہمارا فرزند مشہور کرو بزرجمہر بہت سا اسباب اور تحفہ لیکر طرف مکہ
کے روانہ ہوئے جبکہ بزرجمہر کو نوشیروان نے طرف مکہ کے رخصت فرمایا اور انھون نے اسباب
اور تحفہ واسطے روسایان مکہ کے اپنے ساتھ لیکر گئے جسوقت نزدیک مکہ معظمہ کے پہنچے خط خواجہ عبد
المطلب کی خدمت مین بھیجا کہ وہ بنی ہاشم کی قوم مین سردار تھے مضمون اس خط کا یہہ تھا کہ بندہ
واسطے بیت اللہ کی زیارت کے آیا ہی اور دوسرا مشرف ہوا چاہتا ہون آپ کی بھی خدمت مین
خواجہ عبد المطلب نے خط کو پڑہکر مضمون دریافت کیا اور جہانتک کہ رئیس مکہ تھے سب کو لے کر استقبال
کیا اور شہر مین لے آئے پہلے بزرجمہر نے ہمراہ خواجہ عبد المطلب کے طواف کعبۃ اللہ کا کرکے شہر مین
سکونت اختیار کی اور جہانتک بزرگ اور سردار وہان کے تھے سب سے ملاقات کی اور بادشاہ
ہفت کشور نوشیروان کی طرف سے ان سب کو روپئے اور اشرفیان بے حساب بخشین اور

فرمایا سلطان ایران تم سے بہت خوش ہی اکثر فرماتا ہی کہ یہہ اہل عرب ہمیشہ سے میرے دعاگو ہین مین
اپنا دوست جانتا ہون سو اب مجھکو اسواسطے بھیجا ہی کہ اس شہر مین جہانتک عورات حاملہ ہین اُن
لڑکے آج کے دن سے بادشاہ کے نوکر ہین اور ڈھونڈنے کو بلوائے حکم دیا کہ تمام شہر مین ڈھنڈھورا
پھیر دے کہ آجکے دن سے جسکے گھر مین فرزند ہووے اسے ہمارے پاس لے آوے کہ اسکا نام بھی
رکھین اور درماہہ جاری کرین پر لشکر خواجہ بزرجمہر کا شہر سے باہر تھا اکثر بزرگ مکہ کے وہین تشریف
لیجاتے اور کبھی خواجہ عبدالمطلب کے مکان مین خواجہ بزرجمہر آپ جا رہتے تھے دن بیس ایک بعد
بزرجمہر جو ایکبار انکے گھر گئے کہ عبدالمطلب اندر سے باہر نکلے اور سلام علیک کرکے کہا بندہ زادہ
ایک پیدا ہوا بزرجمہر نے اسی وقت اس لڑکے کو منگوا کر اپنے ہاتھو نپر لیا اور نظر طالع مین کی دیکھا
تو یہہ وہی لڑکا ہی جو ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور تمام جہان مین اپنا عمل کریگا اور ملک ملک
کے پہلوانون کو اور بادشاہون کو زیر کرکے حلقہ اپنی بندگی کا ان کے کان مین ڈالیگا اور مسلمان
کریگا بزرجمہر نے اس لڑکے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور حمزہ نام رکھا خواجہ عبدالمطلب کو مبارکباد دی
اور واسطے لڑکے کی سلامتی کے فاتحہ پڑھ کر سب نے طرف کعبے کے دعا مانگی کئی صندوق اشرفیونکے اور
بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو واسطے امیر حمزہ کے پرورش کے دئے بعد شربت تیار کرکے قصد کیا کہ سب کو
پلواوین بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے فرمایا ایک دو ساعت اور تامل کیجئے کہ مین اور بھی دو شخصونکا
منتظر ہون کہ انکے لڑکے یار جانی امیر حمزہ کے ہونگے یہہ باتین کرتے تھے کہ بشیر غلام خواجہ عبدالمطلب
کا ایک لڑکے کو اپنے ہاتھونپر لئے ہوئے آیا اور کہا غلام کے یہان بھی خانہ زاد پیدا ہوا
بزرجمہر نے اس لڑکے کا نام مقبل وفادار رکھا اور بشیر کو ایک توڑہ ہزار اشرفیونکا واسطے مقبل
کی پرورش کے دیا اور کہا یہہ لڑکا تیراندازی کے فن مین بادشاہ ہوگا مان نے حمزہ کے انتقال
کیا اور مقبل کی بھی مان مرگئی دو یہہ لڑکے ایک اور بھی ہی ان تینون کی پرورش ایک ہی جا ہووے
تو بہتر ہی لیکن جسوقت بشیر اس لڑکے کو اور اشرفیون کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلا تھا راہ مین عمیہ
عیار بانسے ملاقات ہوئی عمیہ نے دیکھا کہ ایک توڑا لئے ہوئے بہت شاد شاد جاتا ہی سلام علیک
کہکے بشیر سے پوچھا کہ یہہ توڑا کہانسے پایا اسنے تمام احوال بیان کیا کہ نوشیروان کا وزیر آیا ہی
جسکے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہی اسکو اس قدر مال دیتا ہی عمیہ ضمیری بہت خوش ہوا اور اپنے گھر مین جاکر
اپنی جورو سے کہنے لگا تو جو ہمیشہ کہا کرتی ہی کہ مین پیٹ سے ہون جلد لڑکا جن کہ اسوقت روپئے
بھی ہاتھ آتے ہین اسنے کہا تو دیوانہ ہوا ہی ابھی مجھکو ساتوان مہینا ہی جب نو مہینے پورے

ہونگے تب کہین لڑکا پیدا ہوگا عمیہ نے کہا اگر نو مہینے کے بعد ہوا تو مین نے کیا فایدہ پایا مین اپنے
ہونے سے باز آیا اسوقت جلد زور کر مین ایسی باتین نہین مانتا تو خوب سا کھانس کہ جلد لڑکا
نکل پڑے اسنے یہہ سنکر دو تین گالیان دین عمیہ ضمری خفا ہوا اور ایک لات اسکے پیٹ مین
اس زور سے ماری کہ بلبلا گئی اور اسی درد سے لڑکا جنکر مر گئی عمیہ ضمری نے اس لڑکے کو اپنی
فرغل کی آستین مین اٹھا لیا اور خواجہ بزرجمہر سے آنکر کہا کہ غلام کے گھر مین بھی لڑکا پیدا ہوا
ہے جو نہین بزرجمہر کی نظر اسپر پڑی بے اختیار ہنسے اور اس کو گود مین لیکر باواز بلند کہا یہہ وہ
لڑکا ہے کہ تمام بادشاہ ہفت اقلیم سے خراج لیگا اور اسکے زیر فرمان رہینگے اور اسکے واسطے
ہمیشہ نذر بھیجا کرینگے اور اس کے خنجر کی نوک تلے رہینگے اور جو کہ اسکے فرمان سے باہر ہوگا اسکو
خفت دیگا اور جو قلعہ بادشاہان گذشتہ سے فتح نہین ہوا اسکو یہہ اکیلا سر کریگا اور محرم راز اور قوّت
پرداز حمزہ کا رہیگا اور بادشاہ تمام عیاران روے زمین کا ہوگا لیکن بزرجمہر کی گودی مین اُس
لڑکے نے یہہ رونا شروع کیا کہ انکو بات کرنی مشکل ہوئی واسطے اسکی تشفی کے بزرجمہر نے انگلی اسکے منہہ
مین دی کہ چپ رہے ایک انگوٹھی خواجہ کی اس انگلی مین تھی اس لڑکے نے منہہ سے اتار لی اور چپ
ہو رہا خواجہ نے نام اس لڑکے کا عمر رکھا اور فرمایا کہ شربت لاؤ سب پئین جسوقت کہ شربت آیا اور
بزرجمہر نے پیا اسوقت یہہ خیال کیا تو ہاتھہ مین وہ انگوٹھی نہین دیکھی لگے تکیون کے تلے جیب مین اِدھر اُدھر
ڈھونڈھنے لاچار جبکہ نملی خاموش ہو رہے اور منہہ سے بھی کہہ نہین سکتے کہ لوگ شرمندہ ہونگے
آپ شربت پینے چاہا کہ ایک قطرہ اس لڑکے کے منہہ مین ڈالدین کہ وہ انگوٹھی نکل پڑی یہہ دیکھہ کر حیرت مین
رہ گئی بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کے طرف دیکھکر کہا کہ یہہ پہلی اسکی چوری ہے ایک صندوق روپیون
اور اشرفیون کا عمیہ ضمری کو عمر کی پرورش کی واسطے دئے اور کہا اِسے لیجاؤ اور پرورش کرو
عمیہ ضمری نے ہاتھہ باندھکر عرض کی کہ اس لڑکے کی مان اسکو جنکر مر گئی ہے غلام سے اسکی پرورش کیونکر
ہوسکیگی بزرجمہر نے تامل سے خیال کیا اور خواجہ عبدالمطلب سے فرمایا امیر حمزہ کی مان نے انتقال کیا
اور ان دونون لڑکون کی بھی مائین مرگئین تو اس سے بہتر کوئی بات نہین کہ آپ صبحکو شہر کے باہر
جائیے کہ مان معدی کرب کی عادیہ بانو امیر کے دودہ پلانے کو آتی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اسکو خواب مین مسلمان کیا ہے اور بھیجا ہے اسکو پیشوا جاکر لے آؤ سوائے اسکے امیر کو کوئی دودہ
نہ دیگی پس اُسکے داہنی چھاتی سے امیر دودہ پیا کرے اور بائین سے عمر اور مقبل وفادار خواجہ عبد
المطلب بموجب خواجہ بزرجمہر کے کہنے کے جاکر اسکو لے آئے اور تینون لڑکون کو اسکے حوالے کیا

کہ دودہ پلائے جبکہ چھہ دن امیر کے تولد کو گذرے خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ صبح کو گہوارہ امیر کا بالاخانے پر رکھوا دیجئے گا اور اگر گہوارہ غائب ہوجائے تو کچھہ اندیشہ نہ کیجیگا حق تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے عجائبات بہت خلق کئے ہین چنانچہ دنیا کے گرد بڑے بڑے دریا ہین جیسے محیط کہ تمام دنیا کو جسنے احاطہ کرکے درمیان مین لیا ہی اسکے پار ایک پہاڑ ہی عظیم الشان کہ اسے سب خلقت کوہ قاف کہتے ہین اسکے نیچے اٹھارہ طرحکا عالم رہتا ہی مثل دیو پری جن غول شترگاؤ سرگاؤ گلیم گوش نیم تن شہر دختران اسیطرح بستیان ہین بادشاہ ان تومونکا شہبال بن شارخ ہی ایک پریزاد نہایت خوبصورت اور عادل عبادت الٰہی مین مشغول رہتا ہی گہوارہ امیر حمزہ کا اسکے پاس جائیگا بعد سات روز کے پھر آئیگا یہہ فرما کے خواجہ عبد المطلب کو رخصت کیا لیکن یہان سے دو کلمہ داستان پردۂ کوہ قاف کے ملاحظہ فرمائیے کہ پردۂ کوہ قاف مین ایک بادشاہ تھا شہبال بن شارخ ایکروز بارگاہ سلیمانی مین تخت پر حضرت سلیمانؑ کے بیٹھا تھا تمام اٹھارہ اقلیم قاف کے بادشاہ حاضر تھے اور بادشاہ کے محل مین ایک لڑکی تولد ہوئی تھی ایک وزیر تھا اس بادشاہ کا عبد الرحمن نامی جنی کہ اسنے حضرت سلیمانؑ کی بھی وزارت کی تھی اور سب علمون مین لاثانی تھا بادشاہ نے اسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم طالع لڑکے کا دیکھو عبد الرحمن نے تختہ اپنے آگے رکھا اور اسپر قرعہ ڈال کر زایچہ لکھا اور رمل کی بیاض کو کھول کر شکلونکا احکام دیکھا اور بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی طریق اسکے ایسے نظر آتے ہین جیسے آپکے ہین یہہ لڑکی اٹھارہ برس پردۂ قاف مین بادشاہت کریگی اور جماعت دیو پری کی اسکے زیر فرمان رہیگی تمام عمر اسکو عشرت اور مزے مین گذریگی لیکن اٹھارہ دن اٹھارہ برس اسکا طالع کچھہ نحس ہوگا کہ تمام دیوان جو اسوقت زبردست ہونگے اور بادشاہ سے مخالف ہونگے اور سب اجتماع کرکے چارون طرف سے آوینگے اور شہر گلستان ارم شہر زرین شہر سیمین شہر قاقم سب ملک بادشاہ کے ہاتھ سے نکلجاوینگے لیکن پردۂ دنیا سے ایک آدم زاد آئیگا اسکی قوت سے یہہ ملک پھر ہاتھ آوینگے بادشاہ شدت سے خوش ہوا اور خواجہ عبد الرحمن سے دوسرے دن فرمایا دیکھو تو وہ آدم زاد پیدا ہوا یا نہین اور کس ملک مین ہی عبد الرحمن نے عرض کی کہ دنیا مین ایک ملک ہی مکہ وہان کا ایک شخص سردار ہی عبد المطلب نام ہی اسکے گھر مین وہ لڑکا تولد ہوا ہی سو آج اسنے گھر کے چھت پر اس لڑکے کے گہوارے کو رکھا ہی بادشاہ نے پریزادونکو فرمایا کہ پردۂ دنیا مین جاکر اس لڑکے کو لے آؤ کئی پریزاد ادہر اڑ کے چلے اور یہان نام اس لڑکی کا آسمان پری رکھا اور بادشاہ نے جشن کی تیاری کی اسوقت بارگاہ سلیمانی مین بادشاہان قاف حاضر تھے کہ عین جشن مین وہ پریزاد

جو لینے گئے تھے گہوارہ امیر حمزہ کا لائے اور بادشاہ کے روبرو رکھا نظر جس جس پرپزاد کی اس لڑکے کے حسن وجمال پر پڑی تصویر کی سی صورت حیرت مین رہ گئے بادشاہ نے اس گہوارے کو نزدیک منگوایا امیر کو اپنے ہاتھون پر اٹھا کے پیشانی پر اُسکے بوسہ دیا اور سرمہ سلیمانی منگوا کے آنکھون مین امیر کے ڈالا اور دو دو دہ دیو و پری جن وغول وشیر کا پلوا کے کہا کہ عالم جوانی مین کس سے دہشت نکھاویگا خواجہ عبدالرحمن نے عرض کی کہ علم غیب سے معلوم ہوتا ہے کہ بیاہ بھی آسماپری کا اسی کے ساتھ ہوویگا بادشاہ خوش ہوا اور گہوارہ اپنے یہان سے منگوایا کہ اسکے چارون پائے زمرد کے تھے اور پٹیان اور کہڑے یاقوت کے اور اسمین طرح بطرح کا جواہرات بیش قیمت سراسر اُس گہوارہ مین لگا تھا امیر کو اس مین لٹایا اور کئی دانے لعل شب چراغ سرخ اور سبز ریشم مین قاف کے اس گہوارہ مین لٹکا دئے اور ان پرپزادونکو کہا کہ اُسی مکان مین رکھہ آئیو پرپزادون نے گہوارہ امیر کا مکہ مین جہان سے لائے تھے وہین رکھا اور جا کے اپنے بادشاہ کو خبر دی باقی داستان فردای شب را

داستان چوتھی جانا بزرجمہر کا نوشیروان کے پاس اور روانہ کرنا ستمکا اور عمر عیار نے اپنے استاد کے حق مین کرنا بدی کا

راوی اس داستان کا یہان سے یون بیان کرتا ہے کہ وہان خواجہ عبدالمطلب نے خواجہ بزرجمہر کے کہنے سے آدمیون کو اپنے کہا دیکھو گہوارہ امیر حمزہ کا آیا لوگ جا کر دیکھے تو ایک اور ہی گہوارہ ہے کہ جسکی جوت سے تمام چھت چمک رہی ہے خواجہ کو خبر دی اور امیر کے گہوارے کو لے آئے بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب سے کہا پرورش مین آپ ان تینون لڑکون کے تغافل نہ فرمائیگا اور انکو بادشاہ ہفت کشور کا پسرخوانده گیجیگا اور بنده اب رخصت ہوتا ہے کہ حضور مین بادشاہ کے اپنے دشمن بھی ہین اسواسطے جلد جاتا ہون اور بنده جو کہ گذارش نامہ لکھا کرے اُسے مطالعہ فرما کے عمل کیجیگا خواجہ عبدالمطلب نے ایک عرضی اپنے احوال کی لکھکر بزرجمہر کو دی اور کہا کہ بندہ کیطرف سے حضور مین گذرانیگا اور یہہ کہہ کے رخصت کیا بزرجمہر کئی روز مین راہ طی کر کے مداین مین پہنچے اور بادشاہ کو نذر گذرانی بادشاہ نے میر منشی کیطرف واسطے پڑھنے کے اشارہ کیا جو نہین اسکو پڑھا مضمون یہہ تھا کہ ہم ہمیشہ سے بادشاہ کے دعاگو ہین اور یہہ جو ہم پر مہربانی فرمائی ہے امید یہی رکھتے ہین کہ الطاف سے اس جناب کے ہمیشہ دعاگوؤن مین گنے جاوینگے بادشاہ بہت خوش ہوا اور بزرجمہر پر نہایت سرفرازی فرمائی اسکے کئی ایک مہینے کے بعد ایک روز بادشاہ بارگاہ جمشیدی مین تخت پر کیکاؤس

کے بیٹھا تھا کہ چین کی اخبار گذری خفیہ نویس نے لکھا تھا کہ خاقان اعظم کا بیٹا بہرام گرد خاقان چین نام اسکی
جا تخت نشین ہوا ہی زور آور ہمین کوئی اسکے برابر نہین جنگل مین جب شکار کو جاتا ہی گھوڑے کو ملا کر
جس ہاتھی کی مستک مین گھونسا مارتا ہی بٹھلا دیتا ہی اور شیر مست کا کان پکڑ کر لے آتا ہی سو چین
ماچین کے اور بھی ملک اسنے اپنے قبضے مین کئے ہین اور سال بسال ترقی ہی اور چار سال سے اپنے
تئین بھی خراج نہین دیتا کہتا ہی مین بزور شمشیر شاہ ہفت کشور سے تخلبندی لونگا بادشاہ سنکر
فکر مین گیا اور بزرجمہر سے پوچھا کہ اس کا علاج کیا کرین عرض کی لازم تو یون ہی کہ اسنے قرار واقعی زور
نہین پکڑا ہی اور قایم ابھی نہین ہوا اگر خلق اسکے پاس جمع ہوئی اور مسلط ہوا تو پھر اس کا اکھاڑنا
مشکل ہوگا کسی خانہ زاد کو اجازت ہو کہ اسکو سنبھلنے نددیوے باندہ کر حضور مین حاضر کرے فرمایا تم
مختار ہو جسکو مناسب جانو اسکو روانہ کرو بزرجمہر نے ایک شخص سپہ سالار تھا گستہم بن اشک زرین
کفش ساسانی اسکو بادشاہ سے خلعت رخصت کا دلوا کے بارہ ہزار سوار ساسانی کی جمعیت سے بہرام گرد
خاقان کے سر پر روانہ کیا جب تک کہ یہہ چین پہنچے دو کلمہ داستان امیر اور عمر کے سنئے جبکہ مکہ مین
پرورش ہوتے تھے اور عادیہ بانو دودہ ان تینون لڑکون کو پلاتی تھی دیکھے تو امیر دن بدن دبلے
ہوتے جاتے ہین اور عمر روز بروز موٹا ہوتا جاتا ہی سب حیران ہوئے کہ اسکا کیا سبب ہی ایکدن رات کو
دیکھتے ہین کہ عمر نے امیر او مقبل کو پلنگ سے تلے ڈالدیا اور دونون چھاتیون سے آپ دودہ پینے لگا
صبحکو دائی نے کہا یہہ لڑکا بڑا چور ہوگا جب کہ کچھ اور سیانہ ہوا گھٹنون سے لگا چلنے رات کو چپکے سے
جاتا اور ازار بند چھلا انگوٹھی نت عورتون کے گھر مین سے چرا کر دائی کے گھر مین چھپاتا صبحکو سب دھوم
مچاتیان کہ چوری ہوئی جب کہ تلاش کرتیان دائی کے پاندان مین سے وہ نکلتا وہ بیچاری شرمندہ
ہوتی اسیطرح کئی ایکدن کے بعد وہ جو لعل شب چراغ امیر کے گہوارے سے بندھے تھے انہین
سے ایک غایب ہوگیا یہہ خبر خواجہ عبدالمطلب کو ہوئی انھون نے آکر بہت ڈھونڈھا کہین نہ پایا
لاچار ہو کے غلام اور لونڈیون کو باندھا اور دائی کو دھمکایا کہ اس لعل کو پیدا کر نہین تو ایک ایک سے
بطرح سمجھونگا سب روتے تھے اور قسمین کھاتے تھے کہ ہم نے نہین لیا لیون آپ مالک ہین جو چاہین
سو کرین خواجہ نے عمر کے گہوارے کے پاس آکے لگے دیکھنے دیکھین تو گال عمر کا سوجا سا معلوم ہوتا ہی
لعل کو بھول گئے اور دائی کو پوچھنے لگے یہہ کیا ہوا اسنے کہا یہہ رات کو بھلا تھا اسوقت خدا
جانے کیا ہوا ہی خواجہ نے ہاتھ سے معلوم کرنے کو ذرا دبایا کہ عمر کے منہہ سے وہ لعل نکل پڑا خواجہ
حیران ہوئے کہ خدا خیر کرے بڑا ہوگا تو مقرر یہہ چور ہوگا جن جن کو باندھا تھا کھولدیا اور دائی سے

اور دائی سے معذرت کی غرض عمر کے ہاتھ سے سب نالان تھے جبکہ پانچ برس کے یہہ لڑکے
ہوئے عبدالمطلب نے جہانتک کہ اشراف مکہ تھے سب کی ضیافت کی اور فرمایا مین چاہتا ہون کہ ان
لڑکون کو مکتب مین اخوند کے پاس پڑھنے کو بٹھلاؤن کہ مان باپ پر یہہ بڑا فرض ہوتا ہی ایک
اخونداس محلے مین تھا کہ تمام قوم بنی ہاشم اور بنی امیہ کے اس کے پاس پڑھتے تھے امیر حمزہ اور عمراور مقبل
کو اسکے پاس بہت شیرنی لیکر لیگئے اور پڑھنے کو بٹھلایا اس روز فقط بسم اللہ ہی پڑھوائی دوسرے دن
جو یہہ لڑکے سبق لینے کو گئے آخوند لگا پڑھانے امیراور مقبل جو جو کہ اخوند کہتا تھا کہتے تھے لیکن عمر نے
عجب تکرار شروع کی اخوند حیران ہوا آخوند کہے الف عمر کہے برحق اخوند نے کہا مین تجھ سے کیا کہتا ہون
اور تو کیا کہتا ہی عمر نے کہا مین بھی تو آپکا جواب دیتا ہون آپ نے کہا الف یعنے الف واحد ہی اور
واحد ذات خدا کی ہی خدا برحق ہی غرض اسیطرح بہزار خرابی پہلی تختی پڑھی جبکہ دوسری تختی شروع
کی انھون نے کہا کہہ الف خالی بے کے تلے ایک نقطہ ت کے اوپر دو نقطے ث کے اوپر تین نقطے عمر
نے آخوند کی طرف دیکھ کر قاعدے کو بند کیا امیر اور مقبل کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوا چلو گھر مین چلین ہم اس
اخوند کے پاس نہین پڑھینگے ہم کو اس کے پاس پڑھنے کو بھیجا ہی نہ کہ حساب سیکھنے کو یہہ سخت
خاین ہی کسی پاس ایک ہوتا ہی کسی پاس دو کسی پاس تین اسے ہمکو کیا جو اسے یاد رکھین آخوند
لاچار ہوا اور عمر کو چشم نمائی کی لیکن عمر جو پڑھتا تھا ساتھ شرارت کے سبکو پڑھتا تھا آخوند خواجہ عبد
المطلب کی خدمت مین گیا اور کہا کہ عمر عمیہ ساربان کا بیٹا سخت شریر ہی اسکو اور کسی آخوند کے
حوالے کیجیے مجھ کو حیران کرتا ہی اور حمزہ کو بھی پڑھنے نہین دیتا خواجہ نے اسکو رخصت کیا اور چاہا
کہ عمر کو امیر سے جدا کرین امیر نے رونا شروع کیا اور کہا کہ اگر عمر مجھسے جدا ہوگا تو مین ہرگز نہین
جینے کا لاچار پھر اسی آخوند کے پاس بھیجا ہر روز پڑھتے اور جتنے لڑکے اخوند کے پاس پڑھتے
تھے ناشتے کو اپنے گھر سے لیجاتے تھے دوپہر کو سو کر اٹھکر کھانا کھاتے تھے ایک روز عمر نے
دیکھا کہ سب سو گئے ہین چپکے اٹھکر سب کا ناشتہ چرایا اور اخوند کے سرہانے تکیون کے تلے چھپایا
اور آپ سو رہا جب کہ تمام لڑکے جاگے دیکھین تو ناشتا کوئی لے گیا اخوند سے ظاہر کیا اخوند نے
کہا سوائے عمر کے اور کسیکا کام نہین مین نے سنا ہی کہ جب دودھ پیتا تھا جواہرات امیر کے گہوارے
سے چرالیتا تھا بلاکے عمر کو شور کیا اور کہا یہہ سب کھانا کیا کیا عمر نے کہا مین تو سوتا تھا مجھہ کو کیا معلوم
ہی کہا کہ ڈھونڈھو جسنے چرایا ہوگا دریافت ہوجائیگا ملا نے کہا جا تلاش کر عمر لگا ڈھونڈھنے پہلے
سب لڑکون کو اٹھا کر انکا جھاڑ لیا بعد اخوند کا بچھانا نکالکر پٹی مین تکئے کے تلے سے وہ سب

نکالا اور بآواز بلند لگا کہنے دیکھو صاحبو آخوند صاحب آپ لڑکون کا کھانا چراتے ہین اور مجھہ کو ہمیشہ بھوکا رکھتے
اسوقت چار پانچ بھلے مانس اور بھی کھڑے تھے ملا بیچارہ نہایت شرمندہ ہوا اور دو تین قمچیان عمر
کو مارین لیکن امیر نے تقصیر معاف کروائی دوسرے دن لڑکے پڑھنے کو آئے اس روز عمر نے
دوپہر کیوقت جبکہ سب لوگ سو گئے اخوند کا شملہ کرمانی چرا کر حلوائی کی دوکان مین پانچ روپے پر
رکھا اور مٹھائی لاکر رکھی اور آپ سو رہا جبکہ سب جاگین دیکھے تو ایک ٹوکرا شیرنی کا دھرا ہے
اور عمر سوتا ہے جگا کر پوچھا کہ یہہ شیرنی کیسی ہے عمر نے کہا کہ باواجان نے نذر مانی تھی سو یہہ شیرنی
وہ لائے تھے بڑی دیر تک بیٹھے رہے جب آپ نجاگے تو انکو کام ضرور تھا مجھہ کو اٹھا کر کہہ گئے
کہ اسپر فاتحہ دلوا کر تقسیم کر دینا آپ فاتحہ دیجئے کہا کسکے نام کی فاتحہ دون عمر نے کہا ایک فقیر بابا
شملہ تھے تب اخوند نے کہا کہ یہہ کیسا نام ہے عمر نے کہا اکثر فقیر لوگون کا ایسا ہی نام ہوتا ہے اخوند
نے فاتحہ پڑہ کر اوپر سے بڑے بڑے پیڑے اٹھا لئے ان پیڑون مین جمال گوٹہ ملا ہوا تھا
اخوند نے وہ کھائی اور باقی مٹھائی عمر نے امیر اور مقبل کے آگے رکھی امیر نے اور سب لڑکون کو
شریک کرکے کھائی گھڑی دو ایک گذری کہ آخوند کو دست آنے شروع ہوئے عمر سے کہا یہہ
تو نے کیا کھلایا عمر نے کہا مجھہ کو بدنام مت کیجئے یہی سب کھاتے ہین آپ کی بھوک تھوڑی ہے اور
کھا گئے بہت اسئنے جا کر گرمی کی بدہضمی سے پیٹ چھوٹ گیا جب گھڑی چار ایک دن رہا امیر نے
شرارت عمر کی دریافت کرکے دھی منگوایا اور اخوند کو بلوایا بارے کچھہ فرصت ہوئی اخوند نے
لڑکون کو چھٹی دی اور آپ نے اٹھہ کر کپڑے پہنے شملہ دیکھے تو نہین ہے لڑکے بھی جا چکے تھے
کس سے پوچھین دوپٹے کو سر سے لپیٹ کر مسجد سے عصا کو ہاتھہ مین لیکر اپنے گھر چلے جو نہین حلوائی
کی دوکان پر گئے اسئنے وہ شملہ دیا اور کہا آپ نے پانچ روپے کی مٹھائی منگوائی جب چاہئے منگوا لیا
کیجئے یہہ شملہ بھیجنا کیا ضرور تھا آخوند نے معلوم کیا کہ آج کی شیرنی جو عمر لایا یہہ وہی تھی اپنے پاس
سے اسکو قیمت دی اور شملہ لیکر گھر گئے اسکی صبحکو عمر نے نماز کے وقت اٹھہ کر سب لڑکون سے
پہلے مکتب مین اکر جھاڑو دی اور بچھونا کرکے قاعدہ کھول کر لگا پڑھنے آخوند نے آنکر دیکھا تو عمر سب
کے آگے آیا جی مین کہا اسکو تیری دہشت ہے آج کچھہ نہ کہہ آنکر بیٹھا کہ اور لڑکے بھی آئے اخوند سب کو
سبق دیا اس روز آخوند نے حمام مین جانیکا قصد کیا خضاب تیار کرکے عمر کو دیا کہ فلانے حمام مین
لیکر جاؤ اور مین بھی آتا ہون یہہ کہکے آپ لگا نماز پڑھنے عمر نے راہ مین اس خضاب کے اندر ایک
تولہ ہرتال باریک کرکے ملا دیا اور حمام مین جا کر لگا آخوند کی راہ دیکھنے گھڑی ایک کے بعد آخوند

صاحب بھی آئے اور کپڑے اتار کر وہ خضاب ڈاڑھی اور موچھون مین لگا کر ارنڈ کے تپونسے
باندھ کر بیٹھے اور عمر نے اپنے گھر کی راہ لی یہان آخوند نے دو گھڑی کے بعد گرم پانی سے دھویا
جو ہین پانی منہہ پر ڈالا اور چاہا کہ ہاتھہ سے ملے پانی پڑنے کے ساتھہ ہی تمام بال چھوٹ رہے
تھے گر پڑے اخوند بیچارہ مارے شرمندگی کے پانی پانی ہو گیا کہ مین جو باہر نکلونگا لوگ کیا کہینگے
کپڑے پہنکر خواجہ عبدالمطلب کے پاس جاکر انکے روبرو اپنا عمامہ دے مارا اور اپنا حال دکھایا کہ
عمر نے میری یہہ صورت کی آپ اسکو سزا دیجئے خواجہ عبدالمطلب نے آخوند کو رخصت کیا اور عمر کو
بلا کر دونون ہاتھہ پانؤن باندھ کر لٹکا دیا اور خوب کف پائیان اور قمچیان لگائین بعد امیر کو بلوا کے منع
کیا کہ تم عمر سے کبھی بات کروگے تو ہم تم سے خفا ہونگے اور فرمایا کہ عمر کے ہاتھہ کھول کر نکال دو
عمر کو تو نکال دیا لیکن امیر کی حالت عمر بن عجب ہوئی کہ اسکی جدائی کے قلق سے دو دن تک
رویا کئے اور کھانا بھی نہ کھایا لاچار خواجہ نے عمر کو بلوا کے امیر کے حوالے کیا اور اخوند سے عمر کی
تقصیر معاف کروائی عمر پھر لگا پڑھنے ایکدن اخوند کے پاس ایک لڑکے کے گھر سے کھانا آیا تھا عمر کو
کہا یہہ ہمارے گھر لیجا لیکن خبردار کھولیو مت کہ اسمین مرغ ہے اڑ جائیگا عمر نے کہا مجھہ کو کھولنے سے
کیا کام ہے اسکو یونہی حوالے کرونگا اس خوان کو سر پر اٹھا کے آخوند کے گھر کیطرف چلا جبکہ مکان
کے نزدیک آرہا ایک جا کنارے اسکو کھول کے دیکھا تو اسمین بھونے میٹھے چانول بہت خوب پکے
ہوئے ہین بھوکھا بھی تھا پیٹ بھر کر کھائے باقی کتون کے آگے ڈالدئے خالی رکابی خوان مین دھر کر
آخوند کے گھر گیا اور اسکی جورو سے کہا کہ اخوند صاحب نے کھانا بھیجا ہے اور کہدیا کہ آج کچھہ گھر مین
پکانا نہین یہہ کہہ کے وہ خوان دیا اور مکتب مین جاکر اخوند کو خبر دی شام کو اخوند سب لڑکونکو
چھٹی دیکر اپنے گھر گیا اور اپنی جورو سے پوچھا کہ کیا پکا ہے اس نے کہا کہ تم نے منع کر بھیجا تھا اس
لئے کچھہ نہین پکایا وہ خوان تم نے بھیجا تھا دھرا ہے ملا بیچارہ چپ ہو رہا اور اس خوان کو منگوا کر کھولا
دیکھا تو خالی ہے ساری رات گھر کا گھر بھوکھا رہا صبح کو کچھہ ناشتا کر کے مکتب مین گیا اور عمر سے
پوچھا کل کا کھانا کیا کیا عمر نے کہا کھانے سے تو مین واقف نہین ہون لیکن وہ خوان جو مین لیگیا
تھا راہ طی کرتے وقت وہ مرغ کسی پہاڑ کر اڑ گیا اخوند نے کہا پھر تو نے گھر کے کھانے کو کیون
منع کیا عمر نے کہا یہہ البتہ تقصیر ہوئی اخوند نے اور لڑکون سے کہا عمر کو باندھ کر خوب مارو آخر
امیر نے تقصیر معاف کروائی اور کہا کہ پھر ایسی حرکت اس سے نہوگی لیکن عمر جی مین دشمن جانی
اخوند کا ہوا پر اسی مکتب مین جہان امیر اور عمر پڑھتے تھے اسیجا ابوجہل اور ابوسفیان بھی پڑھتے

تھے دوسرے دن دوپہر کیوقت جب تمام لڑکے سوگئے عمر نے اٹھکر انگوٹھی ابوجہل کے ہاتھ سے اتار
لی اور اخوند کے گھر جاکر اسکی بیٹی کے پاندان مین رکھدی اور اس لڑکی کے کان کی بالی لاکر
ابوجہل کے ہاتھ مین اس انگوٹھی کی جا پہنادی اور سو رہا جب کہ سب لڑکے جاگے منہ ہاتھ دہوکر پڑھنے
لگے اخوند نے ابوجہل کی انگلی مین وہ اپنی بیٹی کے کان کی بالی دیکھی ابوجہل سے پوچھا کہ کہ یہہ
بالی کہان سے پائی وہ دیکھا تو انگوٹھی کے عوض کسی نے کسیکی کان کی بالی انگلی مین پہنادی ہے حیران ہوا
کہ کیا جواب دون عمر نے کہا صاحب مجھ سے پوچھو اسکے مین خوب واقف ہون اخوند نے کہا کہ کہا کہ عمر نے
کہا دوپہر کو جب یہہ سب سوجاتے ہین یہہ اٹھکر آپ کے گھر جاتا ہے آج مین اسکے پیچھے پیچھے گیا تھا
جب کہ یہہ آپ کے دروازے پر گیا اور اسنے زنجیر کو کواڑ کے ہلایا اسکی آواز سے آپ کی بیٹی اندر
سے آئی اس سے کچھ باتین ہوین بعد اسکے اسنے اپنے کان کی بالی اسکو دی اور اسنے انگوٹھی اسکو
دی اخوند کے انکھون مین مارے غصہ کے ایک اندھیرا سا آگیا ابوجہل سے وہ بالی لوٹ لی اور اسکو
یہانتک ماردی کہ تمام بدن کی کھال اترگئی اور اسی غصہ مین اپنے گھر گیا اور اپنی بیٹی کا پاندان کھول کر
دیکھا تو انگوٹھی اسمین تھی دیکھتے ہی اک آگ سی لگ گئی پکڑ کر بال اسکے دوچار طمانچے خوب ہی
لگانے کہ تلملا گئی یہہ حرکت جو نہین اسکی جورو نے دیکھی بے اختیار گالیان دیتی ہوئی دوڑی اور ر::
ایک دوہتڑ اسکے پیٹ پر ماری اسنے اس لڑکی کو چھوڑدیا اور متوجہ ہوا اس عورت کیطرف غرض ::
دونو مین خوب ہی لڑائی ہوئی اسکے دوسرے دن روز جمعہ کا تھا عمر فرصت پاکر بازار مین اک بساطی کی
دوکان پر گیا اور آہستہ اسکے کان مین کہا کہ تم یہان بیٹھے ہو گھر مین تمھاری جورو کا برا حال ہی اس
بساطی کو اپنے گھر مین عورت سے زیادہ انس تھا بیتاب ہوکر دوڑا عمر بھی تھوڑی دور تک اسکے ساتھ
گیا بعد اسکے جدا ہوکر پیچھے رہ گیا اور اسکی دوکان پر آکر اسکے شاگرد سے کہا کہ تمھارے استاد نے وہ
جو پوڑا سوئیونکا ہی ایک شخص اسکو سب مول لیگا سو دو مانگا ہے اسنے حوالے کیا عمر اسکو لیکر اپنے گھر گیا ::
دوسرے دن صبح کو اٹھکر مکتب مین آیا اور وہ پوڑا سوئیون کا کھول کر اخوند کے بستر کے تلے اور تکیون مین
غرض ہر چار طرف وہ سویان رکھدین اور چلا گیا جبکہ سب لڑکے آچکے عمر بھی آیا اس روز اخوند لڑکون کے
پیچھے آیا اور اندر مکتب کے جاکر چاہا کہ پاؤن رکھے وہ سویان تمام تلوؤن مین چھید کر پار ہوگئین اک آہ کرکے
بیٹھ گیا ساتھ بیٹھنے کے وہ تو شک اور تکیون مین جو تہین بیچارے کے بدن مین گڑگئین بے اختیار خون
ہر عضو سے بہنے لگا اور اسکے درد سے مچھلی کی طرح لوٹنے لگا ایک مردے کی سی حالت ہوگئی جب تو سب لڑکے
گھبرا گئے اور ہر طرف سے دوڑکر آخوند کے پاس آئے اور وہ سویان لگے نکالنے جبکہ اسکے بدن سے تمام سویان

نکال چکے تب دوپہر تک اس غریب ملا کی حالت غش کی رہی لیکن سب بدن سوج گیا ہوش مین آکر کہا ای لڑکو
معلوم نہین تمھارے بیچمین میرا اب کون دشمن ہے جسنے یہہ حرکت کی عمر نے کہا اگر مجھکو معلوم ہووے تو
اسس بیحیا سے اسطرح سلوک کرون کہ ان سولیون کو اسکے بدن مین چھیدون آخوند نے کہا تو جاکر میانہ لے
آکہ اسپر سوار ہوکر گھر کو جاؤن عمر جاکر سواری لایا اخوند جاکر سوار ہوا اور لڑکون کو کہا کہ تم سب بیٹھے پڑہو چار گھڑی
دن رہے اپنے اپنے گھر جاؤ عمر کو اپنے ساتھ لیکر چلا جو نہین میانہ اس لب طمی کے دوکان پر پہنچا اور نظر اسکی
عمر پر پڑی بے اختیار دوکان سے دوڑا کہنے لگا وہ لڑکا تو بڑا اشریر ہی کل مجھکو بہانہ کرکے دوکان سے اٹھاکر
ادہر بھیجا اور لپوڑا سولیونکا لیگیا اب کہان جاتا ہے اخوند نے نام سولیونکا سنکر اسکی طرف دیکھا اور پوچھا
کیا ہی وہ لگا اخوند سے احوال کہنے عمر دیکھا تو بات بگڑی اخوند کی آنکھ بچاکر بھاگا اور مکتب مین آنکر امیر اور
مقبل سے لگا کہنے کہ اب ہمارا اشہر مین رہنا برا ہے امیر نے کہا آخر سبب کیا ہی ہم بھی سنین عمر نے کہا کہ مجھے
حواسس بات کرنے کا نہین رخصت ہوتا ہون امیر نے کہا ای عمر مفارقت تیری مجھ سے کب سہی جائیگی
مین بھی تیرے ساتھ ہون امیر اور مقبل عمر کے ساتھ ہوئے اور بھی جن جن لوگونکو امیر سے الفت ہوگئی
تھی ہمراہ ہوئے اور شہر سے باہر کی راہ لی باہر مکہ کے ایک پہاڑ ہے کہ اسکا نام جبل ابو قبیس ہے اسکے
درہ مین سب لڑکے جاکر چھپے جب کہ تمام روز گذرا اور رات ہوئی اسی ورپ مین ایک پتھر پر سب
لڑکے سورہی صبح کو اٹھکر ایک چشمہ تھا پانی کا اسمین وضو کرکے سبنے نماز پڑھی اور باہم بیٹھ کر لگے
باتین کرنے جب کہ چار گھڑی دن چڑھا امیر نے عمر کی طرف دیکھ کر کہا بھائی اتنو مارے بھوکھ کے برا حال
ہی کچھہ کھانیکی فکر کرو عمر نے کہا غلام کھانا لاتا ہے یہہ کہکر طرف شہر کے دوڑا شہر مین جاکر قصائی سے
ہاتھہ دو ایک رودا آنتکا لیکر ایک بڑھیا تھی زبیدہ نام اسکے گھر مین مرغیان بہت تھین کہ انکے انڈے اور
بچے بیچکر اپنی گذران کرتی تھی عمر نے اسکے پچھواڑے جاکر اس رودے کے اک سرے پر گرہ دیکر ایک مرغی
کے آگے ڈالدیا اور دوسری کو اپنے ہاتھہ مین رکھا اس مرغی نے اس سرےکو نگل گئی عمر نے دوسرے کو
منہہ مین لیکر پھوکنا شروع کیا کہ وہ آنت پھول گئی اور وہ گرہ اسکے گلےمین آٹکی مرغی لگی تڑپنے عمر نے چپکے
اسکو پکڑکے تلے واب ذبح کیا اور صاف کرکے اپنے رومال مین باندہا اور پچھواڑے چار پانچ پتھر اس
بڑھیا کے چھپرے پر مارا وہ بیچاری غل مچاتی ہوئی گھر سے باہر نکلی ادہ اسطرف سے آکر لگی شور مچانے
عمر نے دوسری طرف سے اندر جاکر ایک باسن مین انڈے بھرے ہوئے تھے انکو اٹھاکے اپنی راہ لی اور
ایک کبابی کے دوکان پر جاکے اسنے کہا ان انڈونکا خاگینہ تل دے اور اس مرغی کے کباب اور اک پانچ سیر
کی روٹیان اور پنیر ایک خوان مین لگاکر اسکے اوپر کباب انڈے رکھدے مین اپنے سر پہ لیجاؤنگا اور ایک

آدمی اپنا میرے ساتھ کردے کہ اسکو خواجہ عبدالمطلب سے اسکی قیمت دلواؤنگا اسنے موافق کہنے عمر کے سب تیار کرکے
ایک خوان مین لگا دیا اور عمر کے سر پر رکھدیا اور واسطے قیمت کے اک آدمی اپنے ساتھ کیا عمر نے تھوڑی دور جاکر اس
آدمی سے کہا کہ تم خواجہ عبدالمطلب کے دیوانخانہ مین جاکر بیٹھو مجھکو کچھہ اور کام ہے اسطرف سے ہوکر آتا ہون وہ تو
اسطرف چلا اور عمر نے کوہ ابوقبیس کی راہ لی وہ جو لیگیا تھا سب امیر کے روبرو رکھدیا دیکھے تو کھانا معقول لایا ہے
امیر نے سب لڑکون کو ساتھہ لیکر کھایا اور عمر کو شاباش دی یہان وہ آدمی کبابی واسطے قیمت کے عمر کے
ہمراہ گیا تھا خواجہ کے پاس گیا اور احوال عمر کا کہا کہ اس طرح ہماری دوکان سے آپکا نام لیکر اتنا سودا لیگیا ہے
آخوند آگے سے وہان بیٹھا ہوا اپنا احوال کہہ رہا تھا کہ وہ بیچاری ضعیفہ بھی آئی اور خواجہ سے فریاد کی کہ عمر عیار ضمری
کا بیٹا میرے گھر سے ایک مرغی اور اتنے انڈے لیگیا ہی اور لگی رونے خواجہ نے اسکو مرغی کی اور انڈون کی قیمت
دیکر رخصت کیا اور اس کبابی کے آدمی سے پوچھا کہ وہ کدھر ہی اسنے کہا ابوقبیس کیطرف گیا خواجہ نے یہہ دریافت
کرکے اسکو بھی قیمت دی اور اخوند کو کہا کہ تم لڑکے لیکر جاؤ عمر کو اور سب لڑکون کو پکڑ لاؤ اخوند رخصت ہوکر مکتب
مین گیا اور بیس بائیس لڑکے اپنے ساتھہ لئے اور ان سب کے ہاتھون مین لکڑیان دین کہ عمر کو مارنا اسطرح مستعد
کرکے روانہ ہوئے جونہین نزدیک پہاڑ کے پہنچے اور نظر عمر کی اخوند پر پڑی بے اختیار ہنسا اور امیر سے کہا کہ یہہ
اخوندان لڑکون کو ساتھہ لیکر میرے پکڑنے کو آتا ہی قسم ہی مجھکو بیت اللہ کی یہہ تو کیا الغیر خواجہ عبدالمطلب کے
اگر جمشید جم ساکوئی میرے پکڑنے کو آئیگا تو بھی ایک مرتبہ اسکی نسے لڑونگا امیر نے فرمایا عمر مین بھی تیرا شریک
ہون مقبل نے کہا بندہ بھی حاضر ہی اور سب لڑکے بھی مستعد ہوئے اخوند نیچے اس پہاڑ کے آیا اور لڑکون کی طرف
اشارہ کیا کہ جاؤ ان سب لڑکون کو پکڑ لو لڑکے لکڑیان ہاتھون مین پکڑکر طرف عمر کے دوڑے عمر چپکا کھڑا رہا ؛
جسوقت وہ لڑکے نزدیک پہنچے عمر نے ایک پتھر اٹھا کے ایک لڑکا جو آگے بڑہا چلا آتا تھا اسکے ماتھے مین مارا
کہ اسکا سر پھٹ کر لہو بہنے لگا وہ تو بھاگا ادہر امیر نے دو تین لڑکون کے ہاتھہ پاؤن توڑے اور ادہر مقبل نے لڑکون
کے ساتھہ کتنے کو مارے جب لڑکے سب زخمی ہوکر بھاگے تب اخوند اپنے عصے کو ہاتھہ مین لیکر عمر کی طرف چلا کہ شاید
ملاحظہ سے کچھہ نہ کہے اور پکڑا جائے پر عمر نے ذرا بھی خیال نہ کیا ایک پتھر اٹھاکر ایسا ہی اسے مارا کہ سر اسکا پھوٹ
گیا اور پگڑی بھی گر پڑی مارے شرمندگی کے عصے کو توڑ ڈالدیا اور گویا آپ عصے کی شکل بنکر زمین پر گر پڑا اتنی نہ آگے
پاؤن رکھہ سکتا ہی لیکن وہ لڑکے جو زخمی ہوکر بھاگے تھے اپنے اپنے گھر جاکر اپنے ماباپ کو انھون نے وہ حال دکھایا و
ان لڑکون کو لیکر خواجہ عبدالمطلب کے پاس گئے اور سب ماجرا سنایا خواجہ نے بلا تامل اونٹھ منگوایا اور سوار ہوکر
طرف اس پہاڑ کے چلے جونہین اس میدان مین پہنچے اور عمر نے دور سے دیکھا کہ خواجہ آپ تشریف لاتے ہین امیر سے
کہا اب میرے قدم نہین ٹھہرتے مین تو جاتا ہون آپ اپنی فکر کیجیے یہہ کہکر ایکطرف کی راہ لی جونہین خواجہ عبدالمطلب

قریب آئے امیر دیکھکر اپنے باپ کو اس پہاڑ کے نیچے اتر آئے اور اپنے والد کے قدمبوس ہوئے انھون نے اس
فرزند ارجمند کو چھاتی سے لگایا اور کہا مین جانتا ہون تمہاری کچھہ تقصیر نہین ہی جو شرارت ہی اس ساربان زادیکی
ہے کہ وہ تمکو بھی بدراہ کرتا ہی دیکھو تو اسے مین کیا سلوک کرتا ہون امیر اور مقبل معہ سب لڑکون کو شہر مین
لے آئے اور تقید کی کہ عمر کو یہان ہرگز مت آنے دو دو تین روز امیر کے آنیکو گذرے اور عمر سے ملاقات نہوئی
امیر کی حالت تباہ ہوئی خواجہ عبدالمطلب کو یہہ خبر ہوئی فرمایا جو ہو سو ہو عمر کو ہرگز نہ آنے دونگا جب سالقوان روز گذرا
اور امیر نے کھانا نہ کھایا تب لاچار ہوئے عمر کو پھر بلا کے امیر کے حوالے کیا لیکن یہہ کہدی کہ عمر کا کہا مت مانیو
اگر تمکو سیر کو جانا منظور ہو تو اپنے باغ کو جائیو شہر کے باہر نہ جائیو کہ تمہارے واسطے موجب بیکلی کا ہی امیر
نے قبول کیا اور ساتھہ عمر کے کھانا کھایا اور رہنے لگے گھر مین رہتے روز دس ایک بعد ایکدن امیر اور عمر اور مقبل بازار
مین سیر کی خاطر نکلے پھرتے پھرتے اپنے یہان کے نخلستان مین جانکلے وہان خوب سا ہر طرف پھرے بعدہ
عمر کسی اور کے نخلستان مین لیگیا وہان دیکھے تو خوشے خرمہ کے بامراد لگے ہوئے ہین اور ہوا بھی خوب سرد ہے وہان
ایک تختہ سنگ مرمر کا بہت صاف تھا امیر اسکے اوپر مقبل کے زانو پر سر رکھہ کر سو رہے اور عمر لگا پھرنے ایکدرخت پر دیکھا
تو بہت خوب خرمے لگے ہوئے ہین اسپر چڑھہ کر کئی خوشے توڑے اور تلے لا کر کھانا شروع کیا امیر بھی جاگے اور
عمر سے پوچھا کہ یہہ کہان سے لایا کہا درخت پر چڑھہ کے توڑ لایا ہون امیر نے کہا ہم بھی دیکھین عمر نے کہا یہہ بندہ بڑی محنت سے
لایا ہی اگر آپ مین طاقت ہی تو آپ بھی توڑ لے امیر اٹھہ کر لگے درخت پر چڑھنے عمر نے کہا درخت پر چڑھنا ہم سے دبلے
پتلونکا کام ہی اور پہلوان درخت کو اکھاڑ کر میوہ کھاتے ہین امیر کو یہہ طعنہ عمر کا برا معلوم ہوا غصہ مین آکر ایکدرخت کو
اکھاڑ ڈالا اور لگے اس سے خرمے توڑ کھانے عمر امیر کی قوت دیکھہ کر حیران ہوگیا لیکن امیر کے دق کرنے کو کہنے لگا ایسے
کرم کے کھائے ہوئے درخت کو تو مجھہ سا دبلا آدمی بھی اکھاڑ سکتا ہے جب جانے کوئی مضبوط پیڑ اکھاڑے
امیر نے طیش مین آکر ایک اور جوان درخت تھا اسکو اکھاڑا عمر نے کہا یہہ تو بن پانی کم زور ہو رہا تھا امیر نے ایک اور پیڑ
اکھاڑ ڈالا جب تین درخت امیر نے اکھاڑے اور چوتھے پر چلے عمر نے کہا وہ غرب کچھہ دیوانہ ہوا ہی پرایا باغ اجاڑے
ڈالتا ہی تجھے کسیکا ڈر بھی ہی یا نہین امیر نے کہا مین نے تیرے کہنے سے اکھاڑے ہین عمر دوڑا ہوا صاحب باغ کے
پاس گیا اور کہا کہ ایک بگولہ آیا تھا سو اسکا باغمین کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے ہین اسنے کہا یہان تو ہوا کا نام
بھی نہین ہے باغمین ہوا کہان سے آئی عمر نے کہا یہہ خدا جانے لیکن تم چلکر دیکھو کہ مین سچ کہتا ہون یا جھوٹھ
باغبان عمر کے ساتھہ آنکر دیکھا تو واقعی تین نامدار درخت گر پڑے ہین انھین درخت سے اسکی روزی بھی رہی تھی رونے
لگا امیر کو اسپر رحم آیا ہر نخل کے عوض اسکو یک یک اونٹ دیا وہ تین شتر لیکر بہت خوش ہوا اور وہان سے
چلا عمر اسکے پاس گیا اور کہنے لگا ابے سن تو درخت تو تیرے ہوا سے اکھڑے اور چاپلوسی کر کے تو لڑکون سے

شتر لیوے ہی مین ہرگز نہ لینے دونگا غرض یہان تک اُس سے تکرار کی کہ ایک اونٹ پھیر لیا اور اسکو دو دیے ہمراہ امیر
کے آنکر کہا کہ اب گھر چلیئے وہان سے یہہ لڑکے اپنے گھر آئے اور رہنے لگے باقی داستان فردا لے شب را فقط

داستان پانچوین

قضارا ایکدن بالاخانہ پر امیر اور عمر اور مقبل یہہ تینون بیٹھے تھے بازار مین دیکھے تو لوگ بہت سے ہر طرف سے آتے ہین اور
شہر کے طرف چلے جاتے ہین امیر نے عمر سے کہا دریافت کرو یہہ خلقت کہان جاتی ہی عمر بالاخانہ پر سے اُترا اور دریافت کرکے امیر
سے جاکر کہا کہ سوداگر آکر شہر کے باہر اترے ہین اور گھوڑے اُنکے پاس طرح طرح کے ہین امیر کو گھوڑون سے شوق
تھا عمر اور مقبل کو ہمراہ لیکر اس طرف کو چلے وہان اُنکو دیکھے تو واقعی کیا کیا خوب گھوڑے ہین کہ ویسے گھوڑے
بادشاہ ہفت کشور کے یہان بھی کم ہونگے لیکن ایک گھوڑا ہی ابلق جہان تک خوبیان گھوڑے مین چاہیئے سب اسمین
موجود ہین ایک بابات کے شامیانہ کے تلے زنجیرون سے بندہا ہی عمر اس سوداگر کے نزدیک گیا اور اس سے پوچھا
اس گھوڑے کو ایسا زنجیرون سے کیون باندہا ہی اُسنے کہا اگر ایسا نہ باندہون تو آدمیون کو ایذا دے اور اسپر کوئی آجتک
سوار نہین ہوا اگر جو اسپر سوار ہو تو گھوڑا مین اسکو یونہین دیتا ہون اور قیمت اسکی نہین مانگتا عمر نے کہا یہہ بات تو
کہتے کی ہی مجھہ کو کہو تو اسپر سوار ہو کر خوب سا پھیرون تب سوداگر نے کہا کہ اگر سوار ہو تو گھوڑا مین نے تیرے نذر کیا عمر نے کہا
یارو تم شاہد رہنا یہہ عزیز آپ قرار کرتا ہی لیا ہو جو پھر اس گھوڑے کا دعوی کرے اور سوداگر نے بھی کہا تم سب گواہ رہیو یہہ لڑکا
اپنی جان آپ دیتا ہی کل کوئی اسکے خون کا اُنکر مجھہ سے دعوی نکرے عمر اس سے قرار کرکے امیر کے پاس آیا اور کہا حیف ہے
کہ مین گھوڑے پر سوار ہون اور تم کھڑے رہو امیر کو غیرت دامنگیر ہوئی قدم آگے بڑہاکے اس مرکب کے نزدیک گئے اور جہانتک کہ
زنجیرین اسپر بندھی تھین سب کھولڈالین اور اندھیری بھی اُتار لی اُس گھوڑے نے آدمی کو اپنے نزدیک دیکھا منہہ کھولکر
چاہا کہ امیر کو کاٹے امیر نے اسکی عنان پکڑکے ایک گھونسا اس زور سے اسکے سر پر مارا کہ تمام بدن اسکا تھرتھرا گیا اور سر ڈالدیا
امیر نے اسکا کان پکڑکر عمر سے کہا بابا اسکی زین مانگ لا عمر ایک خیمے سے زین اسکی اٹھا لایا کہ اس زین مین کل مرصع جڑا
ہوا تھا امیر نے وہ زین کو اس مرکب کی پیٹھہ پر کس کر باہر شامیانے کے نکالا اور سوار ہونے لگے پہلے اسکو قدم پر اُٹھائے لیکن
گھوڑے نے اپنے کو کھلایا پایا اور میدان کی ہوا دیکھی دہانے کو داڑھ تلے داب کر ایک سمت کو صحرا کے بے اختیار چلا ہر چند امیر نے اسکو
روکا نہ رکا تمام روز مین قریب پچاس ساٹھہ کوس کے جا پہنچا جسوقت کہ کچھہ ایکدن باقی رہا گھوڑا ایک خندق پر پہنچا اور جست کرکے
اسپار گیا لیکن لنگر زبردست تھا گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور مر گیا امیر لاچار اس سے جدا ہو کر پیادہ پا چلے کوس دو ایک گئے
تھے کہ پاؤن مین آبلے ہو آئے اور ماندے ہو کر درخت کے تلے بیٹھ گئے اور لگے جناب ایزدی مین دعا مانگنے کہ ایک طرف
سے اس بیابان کے ایک سوار نمودار ہوا نقاب سبز منہہ پر ڈالے ہوئے امیر کے برابر آکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور امیر کو

کہا خدا کے حکم سے ہم نے تمکو اپنا نظر کردہ کیا کوئی پہلوان تمہارے برابر نہو سکیگا اس پتھر کے نیچے ایک صندوق ہی پیغمبرون کے سلاح کا اسکو تم اپنی ذات سے لگاؤ اور یہہ گھوڑا ہی خنگ اسحاق نبی کا اسپر سوار ہو الغرض امیر اس صندوق کو کھود کر نکالے اور اسمین سے پیراہن اسماعیل کا پہنا اور خود ہود پیغمبر کا سر پر رکھا اور زرہ داؤد پیغمبر کی گلے مین ڈالی اور دستانے یوسف پیغمبر کے اور موزے صالح نبی کے اور کمربند یعقوب پیغمبر کا اور خنجر رستم کی اور دو تلوارین صمصام قمقام اپنی بغل مین لگا لی اور سپر گرشاسپ کی اور گرز سام بن نریمان کا اور نیمچہ سہراب کا اور نیزہ لوح نبی علیہ السلام کا یہہ سب سلاح لگا کے اس گھوڑے پر سوار ہوئے نام اس گھوڑے کا قیطاس تھا اور وہ نقاب پوش غایب ہوگیا راوی کہتا ہی حضرت خضر تھے لیکن جسوقت امیر اس مرکب پر سوار ہوئے جہانتک کہ کوفت تھی سب دور ہوگئی اور مارے خوشی کے سماتے نتھے چند روز مین آ گئے طرف مکہ معظمہ کے لیکن یہان دو کلمے عمر کے ملاحظہ فرمائے کہ وہ جو امیر کے پیچھے چلا تھا کوس دس ایک تو گیا لیکن تمام کانٹون سے پاؤن چھد گئے اور ٹھوکرین لگ کر ناخن اتر گئے بیہوش ہوکر گر پڑا حکم سے خدا کے حضرت خضر آئے اور عمر کو اپنا نظر کردہ کیا فرمایا تجھ سے آگے کوئی نہ چل سکیگا یہہ کہکر تشریف لیگئے اور عمر اٹھکر دیکھا تو آگے سے چوگنی قوت معلوم ہوتی ہی اور دوڑ مین دیکھا تو کوئی آگے نہین چل سکتا خدا کا شکرانہ ادا کیا پھر امیر کی تلاش مین چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ اسطرف سے امیر ساتھ اس شان و شوکت کے چلے آتے ہین عمر کی نگاہ جو نہین امیر پر پڑی اس سلاح اور گھوڑے کو دیکہہ کر حیران ہوا اور کہنے لگا وہ عرب وہ گھوڑا سوداگر کا کہان بیچا اور یہہ کسکو مار کر سلاح اور گھوڑا اسکا لے آیا امیر نے فرمایا خون کرنا کام تیرا ہی مین خضر علیہ السلام کا نظر کردہ ہوا ہون اور یہہ خنگ اسحاق نبی کا اور یہہ سلاح سب نبیون کے مجھکو خدا کے جناب سے عنایت ہوئے ہین عمر نے کہا مجھکو تب اعتبار آوے کہ یہہ گھوڑا پیغمبر کی سواری کا ہے جب مجھسے آگے نکل جاوے امیر نے فرمایا اچھا دیکہین دوڑ عمر نے کہا کچھہ شرط بد ہو فرمایا جو تو کہے عمر نے کہا اگر مین اس گھوڑے کے آگے نکل جاؤن تو آپ دس اونٹ مجھے دیجئے اور اگر یہہ بڑھ گیا تو میرا باپ ایک سال تمھارے باپ کے اونٹونکو بے اجرت چراوے امیر نے قبول کیا لیکن عمر کے نظر پامالی کی خبر نہ رکھتے تھے گھوڑے کو دوڑایا اور عمر بھی بگوش مرکب کے برابر قدم مارتا ہوا چلا دو کے قدم برابر تھے کوئی نہ بڑھ سکتا تھا لیکن احوال وہان کا سنئے جب گھوڑا امیر کو وہان سے لے بھاگا اور عمر تعقب کر کے امیر کا گیا لوگون نے یہہ خبر خواجہ عبدالمطلب کو دی گریبان چاک کر کے معہ خویش و اقربا روتے ہوئے شہر سے باہر نکلے اور لگے اس میدان کیطرف دیکھنے ناگہان اک سمت سے اس بیابان کے ایک گرد اٹھی اور مقراض باد نے گریبان گرد کا چاک کیا جو نہین دامن گرد شگاف ہوا نظر سب کی امیر اور عمر پر پڑی کہ امیر شکوہ تاجداران عرب لباس تمام نبیونکا پہنے ہوئے مرکب اسحاق نبی سیاہ قیطاس پر سوار اور جلو مین عمر عیار قدم طرار کئے ہوئے برابر اس خنگ کے چلا آتا ہی راوی نے کہا ہی کہ عمر اور سیاہ قیطاس دوڑ مین برابر تھے

جونہین نگاہ خواجہ عبدالمطلب کی امیر پر پڑی مارے خوشی کے عجب حالت ہوئی امیر گھوڑے سے اترکر باپ کے قدمبوس
ہوئے خواجہ نے چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا شہر مین ہرایک کو امیر کے آنیکی خوشی ہوئی لیکن مقبل وفادار
نے دیکھا کہ امیر اور عمر دونو نے نظر پائی جی مین کہا استواندو لونظر کر دون مین کسطرح رہیگا بہتر یہہ ہی کہ نوشیروان
کی خدمت مین حاضر ہو جئے وہان سبکی عزت برابر ہی یہہ خیال کرکے شہر سے باہر نکلا اور مداین کیطرف چلا کوس
چار ایک جاکر شدت سے ماندہ ہوا اور ایکدرخت تلے بیٹھ گیا اور جیمین کہنے لگا اس زندگی سے مرنا بہتر ہی کہ یون ذلیل
ہونے پھر یہہ تصور کر اس درخت پر چڑہ کر ایک شاخ پر جا بیٹھا اور کمر سے ٹپکا کھول کر اسکے سرے کی لپیٹ گلے مین
پھانسی لگائی اور دوسرا سرا درخت کے پھنگ سے باندھ کر کود پڑا اور لگا لٹکنے انکھون مین دم آگیا تھا قریب تھا کہ
جسم روح سے انتقال کرے کہ وہ مین اسمیدالمکین ایک شہسوار پیدا ہوا کہ زمین سے لے آسمان تک اسپر ایک طبقہ
نور کا تھا برابر مقبل کے اس شہسوار نے آکر ایک انگشت کا اشارہ کیا کہ وہ کمربند درمیان سے جدا ہوا اور مقبل گر پڑا اس
سوار نے مقبل کو اٹھایا پانچ تیر اور ایک کمان دی اور کہا تیرانداز یمین تجھکو ہم نے اپنا نظر کردہ کیا اس سب مین تو بادشاہ
ہوگا مقبل نے ہوشمین آکر عرض کی کوئی پوچھے کہ تو کس کا نظر کردہ ہی تو کیا بتلاؤن فرمایا کہ کہیو اسداللہ الغالب یہہ
کہہ نگاہ سے مقبل کے غایب ہوگئے مقبل وہ تیر کمان لیکر شاد ہوا اور دیکھا تو آگے سے دس درجے زیادہ قوت ہی مکہ کے
طرف پھرا وہان امیر اور عمر نے مقبل کو جو نہ دیکھا گھبرائے اور نہایت فکرمند ہوئے کہ کہان گیا ایسے مین مقبل آیا امیر کو
خوشی اپنے نظر پانے کی سنائی امیر اور عمر نے اسکو گلے سے لگایا اور باہم لگے رہنے راوی کہتا ہی کہ بعد نظر پانیکے
ایک روز امیر اور مقبل اور عمر یہہ تینون جوان نوخاستے کہ ساتوان برس انکو شروع تھا امیر بازار مین ایکدن واسطے
سیر کے نکلے دیکھین تو لوگ بہت سے کچھہ خزانہ تحصیل کرتے ہین اور شہر کے آدمیون کو باندھتے ہین امیر نے عمر سے کہا
دریافت کر یہہ کون ہین عمر نے دریافت کیا کہ سہیل یمنی کرکے ایک سردار ہی منظر شاہ یمن کا وہ یمن سے آیا ہی :
اسکے لوگ خزانہ تحصیل کرتے ہین امیر کو برا معلوم ہوا عمر سے فرمایا ہم تعلق رکھتے ہین نوشیروان سے یہہ
کون اس مکان سے خراج لینے آئے انکو منع کر اور روپئے جو جمع کئے ہین ان سے پھیر لو عمر نے جاکر ان آدمیون
کو منع کیا کہا انھون نے کہ ہم ایسے لڑکون کے کہنے سے چھوڑدین بس سپاہ گیری کرچکے امیر کو یہہ بات بد معلوم
ہوئی فرمایا انکو مارو اور روپئے چھین لو وہ بھی دو اڑہائی سو آدمی تھے لڑنے کو مستعد ہوئے امیر بھی سلاح
انبیا کے پہن کر سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے عمر عیار اور مقبل وفادار اور اکثر جو یار تھے ہمراہ لیکر ان لوگون
کے ہاتھ ناک کان کاٹے اور روپئے جو انھون نے جمع کئے تھے چھین کر جنکے تھے انکو پہنچا دئے اور انکو شکست
دی وہ سب بھاگ کر سہیل یمنی کے خیمہ کیطرف چلے وہان مکہ کے لوگ دیکھین تو بہت سے آدمی
زخم کھائے ہوئے بھاگے آتے ہین اور انکے پیچھے کوئی مارتا چلا آتا ہے یہہ زخمی تو اندر خیمہ کے

گھس گئے اور لگے اپنا احوال کہنے ایسے مین امیر بھی معہ لوگون اسکے اندر
بیٹھ گئے نظر سہیل کی جو امیر پر پڑی عجب اک جوان خوردسال مثل آفتاب کے
دکھائی دیا کہ مغرق سلاح مین اور اس گھوڑے پر کہ چشم فلک نے
ایسا مرکب نہ دیکھا ہوگا امیر کیطرف متوجہ ہوکر لگا کہنے یہہ سلاح اور گھوڑا مجھے
دے کہ معاف کرون وگرنہ تو نے شاہ یمن کے حکم کو عدول کیا اور اسکے آدمیون
کو مارا ہرگز جیتا نہ بچیگا امیر نے فرمایا او مردک جو تجھ سے ہوسکے قصور مت کر
جب تو اسکو آگ سی لگ گئی تلوار کھینچکر امیر پر جھپٹا امیر نے قدم آگے بڑھا کے قبضہ اسکا
پکڑ لیا اور تلوار ہاتھ سے نکال لی دوسرا ہاتھ کمر مین دیکر اسکو اٹھا لیا اور زمین پر پٹکا
عمر نے حلقہ کمند کشادہ کرکے اسکے گلے مین ڈالا اور باندھا دس ہزار سوار اسکے ہمراہ
آئے تھے سب مسلح ہوکے تیار ہوئے اور امیر کو معہ ہمراہیون گھیر لیا لیکن معہ یار جنگ رستمانہ
کرنے لگے قریب ڈیڑھ ہزار سوار کے مارے گئے اور ہزار آدمی کو مسلمان کئے باقی رہے
انھون نے یمن کی راہ لی اور انکا مال و اسباب امیر کے ہاتھ لگا سہیل یمنی بھی
مسلمان ہوا امیر نے اسکو کھول کے گلے سے لگا لیا اور اپنے برابر بٹھلایا اس روز
امیر کو عمر اور مقبل نے ایک تخت پر بٹھلا کر نذر دی اور سب یارون نے بھی دعا دی پھر
کہا آج سے غلامون نے آپ کو اپنا امیر کیا اسکا اکر سب کی نذر لی اور جسوقت کہ
معہ ہزار سوار یمنی نو مسلم داخل شہر مین ہوئے تمام عالم تماشا دیکھنے کو نکلا اول امیر
جاکر بشرائط طواف بیت اللہ کے ادا کئے بعد گھر مین جاکر اپنے باپ کے قدمبوس ہوئے اور
خوشی کی نذر اس فتح ہونے کی اور امیر ہونے کی گذرانی فرمایا بابا خوشی تو تمھاری
ہمکو ہر دم دیکھنے کی ہے لیکن ظاہر مین یہہ دونو باتین خوب نہ کین امیر و ہمین سب اسکا
رشک کرینگے اور دشمن ہونگے اور بادشاہ یمن سے جو بگاڑا خوب نہ کیا کہ وہ مالک
چالیس ہزار سوار کا ہے مبادا اگر وہ چڑھ آوے تو سخت مشکل ہے امیر نے عرض
کی کہ توفیق سے خدا کے اور دعا سے آپ کے اسکو یہان کب آنے دیتا ہون آگے
ہی جاکر اسکو معہ ملک مین مسخر کرتا ہون خواجہ نے بہت سا سمجھایا لیکن امیر
رخصت ہوئے اور ہزار سوار کی جمعیت سے طرف ملک یمن کے روانہ ہوئے
دوسری منزل تھی کہ امیر فوج سے جدا ہوکر عمر عیار کو ہمراہ لیکر ایک طرف چلے

دیکھین کہ تختۂ سنگ پر ایک نوجوان برس گیارہ کے سن و سال مین لباس فقیرانہ پہنے بیٹھا ہے
امیر کو اسپر رحم آیا کہ ایسا جوان فقیر ہو اسکے برابر آکر سلام علیک کی اور کہا یہہ تمھاری عمر اور
جمال باعث اس وضع کا کیا ہی اسنے کہا صاحب کو اسکے پوچھنے سے کیا حاصل ایک درد رکھتا ہون
کہ جسکی دوا نہین امیر نے کہا درد مرگ کی دوا نہین ہی اور سب دردون کی حق تعالے نے دوا بنائی ہی
شاید اسکی دوا میرے ہاتھ سے ہووے اسنے جو شفقت امیر کی اس قدر دیکھی کہا مین بیٹا بادشاہ
مغرب کا ہون منظر شاہ یمنی کی بیٹی پر عاشق ہو کر نکلا ہون جو کوئی سنتا ہی سو فریفتہ ہو کر جاتا ہی
وہ بادشاہزادی کہ ہماے تاجدار اسکا نام ہی جو شخص اس سے نکلکر میدان مین چوگان بازی
کرتا ہی وہ اس سے گوئے سبقت لیجاتی ہی اور اسکا باپ اس جوان کا سر کاٹ کر قلعہ کے کنگورے
پر رکھوا دیتا ہی مین نے اپنے مین یہہ جرأت نہ پائی یہان فقیر ہو کر بیٹھا ہون امیر نے کہا اگر خدا نے
چاہا تو مین اس معشوق کو تمھارے زیر کرونگا اور نام اس جوان پرارمان کا سلطان بخت مغربی
تھا مسلمان ہوا اور امیر کے پانؤن کو بوسہ دیا امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا اور اسباب ضروری
باورچیخانے کا اور نقارخانیکا اور صطبل کا ایک حصہ اسکو عنایت فرمایا اور اس روز وہان
مقام کیا دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوئے منزل بمنزل چلے جاتے تھے ایکدن امیر اسیطرح
لشکر سے جدا ہو کر جنگل جنگل جاتے تھے کہ نظر امیر کی ایک جوان پر پڑی کہ شیر کے چمڑے
کا ٹوپ سر پر اور شیر ہی کے کھال کی قبا گلے مین زنجیر آہنی سے کمر بندھی ہوئی اور ایک شیر روبرو
بندھا ہوا ہی امیر نے اسکو اپنا ہم عمر دیکھا برابر آکر اسسے پوچھا ایجوان تو کون ہی اور یہہ لباس
کیون اختیار کیا کہا نام میرا طوق بن حیران حرامی ہی اس جنگل مین رہتا ہون جو شخص کہ ادہر سے
گذرتا ہی اس شیر کو اسپر چھوڑ دیتا ہون یہہ شیر اسکو مار ڈالتا ہی مین اسکا لباس اور اسباب
لیکر بازار مین جاکر بیچتا ہون اور اسکی قیمت سے اپنی اوقات مین صرف کرتا ہون امیر نے
کہا حیف ہی کہ تجھسا جوان یہہ پیشہ اختیار کرے اگر کچھ میسر نہو تو گدائی کرے اس سے وہ خوب ہی
کہ بندگان خدا کو بیگناہ مارنا اسنے کہا ایجوان مجھکو تیرے اوپر ترس آتا ہی اپنا لباس اور
گھوڑا میرے حوالے کر دے نہین تو شیر کو چھوڑتا ہون امیر سنکر کہے مین بھی اس شیر کا منتظر ہون
اسنے پٹا شیر کے گلے سے نکال لیا اور امیر کی طرف اشارہ کیا وہ شیر امیر پر لپکا امیر نے نیزہ لیکے
اٹھا لیا اور اوپر اس جوان کے پھینکا اسنے جو یہہ زور اور قوت امیر کی دیکھی تلوار کو نیام سے
کھینچکر امیر پر دوڑا جو نہین نزدیک آیا امیر نے وہی نیزہ عصا وار اسکے شانون مین اس زور

سے مارا کہ گر پڑا اور پھر اٹھ کر چلا امیر بھی گھوڑے سے اُتر پڑے اور اسکے برابر جا کر ایک ہاتھ سے اُسکی
گردن پکڑی اور دوسرا ہاتھ کمربند مین ڈالکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارین اُسنے امان طلب کی امیر نے
اسکو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے اس روز لشکر وہین اترا امیر نے اسباب واسطے طوق بن حیران کے
جدا کیا اور اسکو اپنا علم بردار کیا دوسرے دن طرف یمن کے چلے جبکہ قلعہ یمن کا پانچ کوس رہا وہان اترے
لیکن یہان یمن مین منظر شاہ یمنی نے جو اپنے لوگون کے مارے جانیکا اور سہیل یمنی کے معہ ہزار سوار مسلمان
ہونیکا احوال سُنا اپنے بیٹے کو کہ نام اس کا نعمان بن منظر تھا دس ہزار سوار سے قلعہ کی محافظت کو چھوڑا
اور باقی فوج اپنے ساتھ لیکر طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوا لیکن امیر اور راہ سے چلے اور وہ اور راہ سے
گیا امیر نے ایک خط لکھ کر نعمان کو بھیجا کہ مین خواہندہ مغربی ہون واسطے ہمائے تاجدار کی خواہش کے
آیا ہون جو جو اسکی شرطین ہین سو مجھ سے کہے کہ مین ادا کرون جس وقت کہ وہ خط نزدیک نعمان کے
گیا اسنے پڑھ کر اپنی بہن سے یہ احوال کہا اسنے کہی میدان کو ہموار کرو صبح کو اس سے سلاح بازی
کر کے سنراو ونگی اُسنے جواب امیر کے پاس بھیجا امیر نام چوگان بازی کا سنکر نہایت شاد ہوئے اور
اودھر نعمان بن منظر دس ہزار سوار سے قلعہ کے باہر گیا اور طبل جنگ کا حکم کیا امیر کے بھی لشکر مین طبل
اور نقارے لگے بجنے تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی امیر اس شب یارونکو
ہمراہ لے کر شب بیدار رہے عمر عیار جام شراب کا ہاتھ مین لیکر لگا امیر کو پلانے اسوقت شب مہتاب مین خیمہ
کے روبرو وہ جو بڑی بڑی سابر کی قناتین تھین کھولڈالین فقط ایک نگیرا اطلس سرخ کا کہ اس مین
بادلے کی جھالر لگی ہوئی تھی کلابتون کی ڈوریون سے طلائی الماس تراش استادون پر کھڑا ہوا تھا اس چاندنی رات
مین میدان کا عالم اور ابتدائے برسات کی ہوا مطلع صاف تھا لیکن کہین کہین ابر کے سفید سفید
چاند کی روشنی مین فلک پر معلوم ہوتی ہوئی اور صدا دریا کے موجکی اور سناٹا ہوا کا اور لشکر کی ہوم
آواز کوس ونقارے کی آتی ہوئی نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی اسوقت امیر کو سرور شراب کا اور اُس
گلابی آنکھون مین سرخ ڈورون کی نمود جیسے برگ گل پر رگ گل کا عالم ہوتا ہے اُس حالتین عمر کو فرمایا کہ اب
تم جام اور شیشہ رکھدو اور ہتیارون کو منگواؤ عمر نے اسوقت امیر کا معہ یارون سلاح منگوایا اور لگے
سان دینے غرض اسیطرح تمام رات گذری صبح کو نعمان بن منظر دس ہزار سوار لے کر میدان مین کھڑا ہوا
اس طرف سلطان صاحب قران امیر حمزہ نامدار ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لے کر تمام سلاح بنیون کا
لگائے ہوئے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طوق بن حیران حرامی ہاتھ مین علم لیا ہوا اس کا سایہ
صاحب قران کے سر پر کیا ہوا دست راست امیر کے سلطان بخت مغربی سلاح جواہر نگار مین مغرق

اور

اور دست چپ کو سہیل اور اسیطرح پیچھے امیر کے مقبل وفادار دو ترکش قضاقی ایک گھوڑے سے لگائے
ہوئے اور ایک کمربند سے کمان ہاتھہ لئے ہوئے مستعد اور آگے جلو مین عمر عیار پیک نامدار خنجر گذار
چست وچالاک بنا ہوا اسطرح امیر آہستہ آہستہ جسوقت کچھہ ایک کرن سورج کی نکلنی شروع ہوئی
اسوقت مقابل نعمان کی فوج کی جاکر کھڑے ہوئے لیکن عمر نے اس قرینہ سے صفین استاد کی تھین
کہ وہ ہزار بھی چار ہزار سے کم نہ معلوم ہوتے تھے اور اسوقت ہلکا ہلکا خفیف سا کچھہ ابر بھی آسمان پر
چھایا ہوا اور سبزہ میدان کا معلوم ہوتا ہوا خنکی ہوا کی بان ونشان دونون فوجون کے پھراتے ہوئے
تیرہ کی زرہ جوشن کی اور گھوڑونکا ہنہنانا نفیریون کی صدا اسوقت سب منتظر ملکہ ہمائے تاجدار کے
کھڑے تھے کہ ایک مرتبہ قلعہ کی طرف سے ایک سوار جواہر پوش نکلا گویا سراسر یہہ مرکب جواہرات
کے دریا مین غوطہ مارے تھا لیکن ایک نقاب سبز زمردنگار منہہ پر پڑا ہوا معہ سپر تلوار خنجر ترکش کمان
پر مسلح ہے اور ایک چوگان ہاتھہ مین لئے ہوئے آیا مانند شعلۂ آتش منہہ مسلمانون کی طرف کیا
اور آواز دی کہان ہے خواہندۂ مغربی آوے میدان مین کہ اسکا کسب اور ہنر دیکھہ لون ساتھہ ہی اس
کہنے کے امیر نے خنگ اسحاق نبی کو ران مین گدگدایا مثل برق کے میدان مین آیا اور برابر اسکے اگر کہا
وہ معشوق دیکھون تیرا کمال جو یہہ شہرہ تو نے پیدا کیا ہے اسنے اشارہ کیا اپنے عیار کو اسنے ایک
گوئے میدان مین ڈالا اس معشوق نے چوگان کو گوئے سے آشنا کیا اور میدان مین لیچلی امیر نے
تامل کیا جبکہ آدھے میدان مین گذر گئی جب تو امیر نے بھی چوگان عمر کے ہاتھہ سے لیکر سیاہ قیطاس
پیدا نہین ڈالا اور برابر آکر اسکے چوگان کو گوئے مارا اور طرف میدان کے پھیرا اس معشوقہ نے نقاب کھولکر
سر پر ڈالا اور امیر کو کہا میری طرف دیکھہ جو نہین نگاہ امیر کی اس پر پڑی تو واقعی ایک معشوقہ ہے
کہ حسن اور جمال مین لاثانی ہے آفتاب اور ماہتاب اسکے حسن کی تجلی کے آگے شرمندہ ہین ایک سکتہ کی
حالت ہو گئی اس معشوقہ نے امیر کی یہہ حالت دیکھہ کر گھوڑیکو جولان دیا اور پھر چوگان سے اس گوئے
کو لے چلی امیر نے دفعتاً ہوش مین آکر اپنے مرکب کو بھی ایڑ دی اور کہا او علامہ معلوم ہوا اسیطرح
تو مردان عالم کو فریب دیکر شرط جیت لیتی ہے لیکن مین ہرگز تیرے حسن کا فریفتہ نہین ہوا میرے ہاتھہ
سے کہان جا سکتی ہے یہہ کہکر چوگان کو اسپر لائے اور میدان کی طرف لیچلے ہرچند ہما نے چاہا کہ گو
تک پہنچے لیکن امیر لے ہی گئے اور فرمایا ای ہما اب کیا کہتی ہے کہا ایک مرتبہ اسکو پھر آزمائیے امیر نے
گوئے اسطرف پھینکا اور وہ اس دفعہ مثل ہوا کے لیچلی امیر نے پھر گھوڑا دباکر گوئے پھیری اس نے
دیکھا کہ حمزہ گوئے کی طرف مصروف ہے بھاگی اور چاہا کہ بھاگ کر صف مین جاوے نظر امیر کی اسپر

ٹری گوٹے اسپر چھوڑ کر اسکے برابر گئے اور کمر بند پکڑ کر گوٹے سمیت اٹھا لیا اور لا کر عمر کے حوالے کیا اسنے
کمند کو ہاتھ سے باندھ کر لشکر کی راہ لی یہہ حالت نعمان نے دیکھی فوجکو حکم کیا اور کہا یارو اس جوان
نے غضب کیا سب ملکر اسکو مار لو یہہ کہنا تھا کہ دس ہزار سوار ہر طرف سے سپر و تلوار و خنجر لئے ہوئے امیر
صاحب قران پر آگرے امیر نے بھی سپر دست چپ اور شمشیر دست راست لیکے لشکر کفار مین گھسے جسطرح
شیر درندہ بکریون مین در آتا ہی اور سب بھاگتے ہین اسطرح پرے کے پرے لگے بھاگنے اور
رفیق بھی امیر کے ہزار سوار کی فوج سے مدد کو امیر کے اس دس ہزار سوار پر جا گرے اور لگی تلوار چلنے جس
کافر کے سر پر تلوار مارتے تھے تا بکمر زرہ بکتر کاٹتے جسکی کمر مین لگاتے تھے مانند خیار کے
قلم کرتے تھے جسکے حمایل پر ہاتھ چھوڑتے معہ ایک طرف کے ہاتھ سر جدا ہوتا غرض امیر کے پہلوان جنگ
آوردہائے ہوئے مردم نعرہ کنان سرہائے کافران مانند گوئے غلطان جو نہائے روان مثل آبجوی
روان دونون فوجونکا عالم جیسی گھٹا سی چھائی ہوئی چمکنا تلوار کا بجلی کے مانند اور تقاطر ہونا خون کا ایک عجب
عالم تھا کہ سب کے چہرے پر چھینٹے لہو کے پڑے ہوئے اور تلوارون کی دھارون سے خون بہہ بہہ کر قبضون
کے پاس آکر ٹپکتا غرض جسوقت نعمان نے آکر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر نے سپر پر روکی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈالکر اسکو اٹھا لیا اور عمر کی طرف پھینکا اسنے حلقۂ کمند سے اسکو باندھا باقی لوگ شکست کھا کر
شہر مین بھاگ گئے نعمان نے امان مانگی اور مسلمان ہوا امیر نے اسکو بلوا کے خلعت دیا اور چھاتی سے
لگایا نعمان نے جہانتک کہ خلقت یمن مین تھی سب کو مسلمان کیا اور امیر کو شہر مین لیگیا امیر نے ہمائی
تاجدار کو مسلمان کر کے محل مین بھیجا لیکن وہان جو منظر شاہ مکہ کو جاتا تھا راہ مین یہہ خبر اسکو پہنچی کہ شہزادہ
معہ سپاہ و ہمائی تاجدار حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے اور قلعہ بھی اپنے تخت سے گیا لاچار وہین سے
پھرا اور یمن مین آکر دیکھا تو تمام ملک مسلمان ہوا جو فوج اسکے ساتھ تھی لے کر طبل جنگ کا بجوایا دوسرے
دن میدان مین آکر امیر سے لڑا اور مسلمان ہوا امیر نے اسکا ملک اسیکو بخشا وہ قدمبوس ہوا اور امیر کی ایک
مہینے تک دعوت کی خوب جشن رہا بعد امیر نے ہمائے تاجدار کو بلوا کے سلطان بخت مغربی کے حوالے کیا
وہ امیر کی لیاقت دیکھکر حیران ہوا اور عرض کی ابھی یہہ اپنے باپ کے گھر رہے کسواسطے کہ میری خاطر جمع
ہوئی جب آپ شادی کیجئے گا بندہ بھی تب ہی کریگا بعد امیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسنے
کہا اب غلام آپکے قدم چھوڑ کر کہان جاتا ہی یہہ قصد رکھتا ہی کہ رکاب سعادت کے ہمراہ رہون منظر شاہ
نے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور دس ہزار سوار جنگ آزمودہ ہمراہ لئے وہان اپنی طرف سے ایک نائب
شہر مین چھوڑا اور امیر کے ہمراہ طرف مکہ کے روانہ ہوا

داستان چھٹی

یہان سے دو کلمہ داستان حشام بن القمہ خیبری کے ملاحظہ کیجئے کہ خیبر مین اسکا تولد ہوا جبکہ گیارہ برس
کا ہوا ایک روز بازار مین خیبر کے سیر کی خاطر نکلا تھا دیکھا کہ نوشیروان کیطرف سے کچھ لوگ آئے ہین
اسکو برا معلوم ہوا لگا کہنے جہان مین رہون وہانکا خزانہ اور لے ان مین سے بیس آدمی کے ہاتھہ پاؤن اور
ناک کان کاٹ کے شہر سے نکالدیا اور لوگونکو کہا خراج ہمارے واسطے لاؤ کہ فوجکو جمع کرکے
نوشیروان کو مارلون لوگ بموجب کہنے اسکے سب حاضر کرتے تھے چندروز مین اس نے فوج تیار کی اور
مداین کی طرف چلا راہ مین جسجگہہ جاتا تھا جو قصبہ یا گانون یا شہر ملتا تھا اسکو لوٹ کر بیچراغ
کرتا تھا چالیس ہزار سوار غرق آہن فولاد ہمراہ لئے ہوئے اسیطرح قریب مداین کے جا پہنچا یہہ خبر بادشاہ کو
ہوئی بزرجمہر سے مشورت پوچھی کہ اسکا علاج کیا کرین اپنا قصد ہے کہ سپہ لیکے نکلئے اور اسکو مارئے بزرجمہر
نے کہا ہرگز آپ کو مناسب نہین جو اسکا سامنا کیجئے کسواسطیکہ وہ بے نام و نشان تھوڑی سی جمعیت
ساتھہ لیکر آیا ہے روبرو ہونا حضور کی سبکی ہے خدانخواستہ اگر اسکے ہاتھہ سے کچھہ زیادتی ہوئی تو
سب کہینگے کہ بادشاہ ایک ادنی شخص سے فتح نہ پا سکا دوسری موت اسکی اور کے ہاتھہ ہے بیفائدہ
لڑنے سے کیا حاصل اسکے آنیسے قبل شکار کو چلئے کہ لوگ جانین کہ بادشاہ کو خبر نہ ہوئی کسی پہلوان کو قلعہ
کی محافظت کے واسطے یہان چھوڑئے کہ وہ خبردار رہے اور آپ چالیسدن شکار مین ماندئے کہ چالیسدن
آپ کے طالعون مین نحوست ہے بادشاہ کو کہنا بزرجمہر کا خوش آیا ایک پہلوان تھا غترفیل گوش نام اسکو
پچاس ہزار سوار سے قلعہ مین چھوڑا اور تقید کی کہ خبردار جو کوئی لڑنے کو آوے قلعہ بند کرکے لڑنا
اور شہر ہاتھہ سے نہ دینا اسکو کوتوال کرکے شہر حوالے کیا اور آپ طرف کوہستان کے واسطے
شکار کے گئے اسکے دس بارہ دن کے بعد حشام چالیس ہزار سوار خونخوار سے آیا اور طبل جنگ کا
بجواکر شہر کو محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کردی لیکن غترفیل گوش بھی شرط قلعداری کی جیسی
چاہیے ویسی بجالایا اوپر سے گولے مارا کیا اور کسیکو تمام دن نزدیک خندق کے پھٹکنے نہ دیا کہ کوئی
قلعہ مین آوے جب شام ہوئی اور رات کا وقت قریب آیا حشام نے طبل بازگشت کا بجوایا
اور ایک طرف کو مداین کے اتر پڑا رات کو غم و غصہ مین کاٹا صبحکو پھر کوس و نقارے جنگ کے بجواکر
شہر مداین کے لینے کو میدان مین آکر کھڑا ہوا راوی لکھتا ہے کہ اس روز غترفیل گوش کے
جی مین خیال آیا کہ مین سپہ گیری مین اس سے کم نہین ہون میدان مین نکلکر اسکو کیون نہ جواب دیجئے
کہ بادشاہ کے سامنے نامور ہووے یہہ خیال کرکے مسلح ہوا اور دروازہ شہر کا کھولکر پانچہزار سوار

اور تمام مال اور اموال امیر کے ہاتھہ آیا امیر نے تمام مال مسلمانون کو تقسیم کیا اور تخت و تاج نوشیروان کا اپنے پاس امانت رکھا اور وہ جو ستر ہزار آدمی زن و مرد تمام مداین سے اسیر کرکے لایا تھا اسکو آزاد کیا بعضون کو اپنے پاس سے سواری دی اور کتنون کو خرچ راہ کا دیکر رخصت کیا اور عریضہ شاہ ہفت کشور نوشیروان کی خدمت مین لکھا اسکا یہہ مضمون تھا کہ اقبال سے شہریار کے خانہ زاد نے اس گبر خود پرست کو مارا اور اسکی فوجکو شکست دی اسکے سر کو نیزہ پر رکھکے ستر ہزار زن و مرد کو قید سے رہائی دی اور ہمراہ مقبل وفادار کے حضور عالی مین بھیجا ہے کہ رضامندی خداوندگی ہووے تخت اور تاج اپنے نزدیک رکھا ہے اگر حکم ہو بندہ آپ لیکر حاضر ہو یا نہین تو جسکو ارشاد ہو اسکے ہاتھہ روانہ کرون یہہ عریضہ مقبل کو دیکر ہمراہ اُن لوگون کے طرف مداین کے ارسال کیا باقی داستان فردائی شب را ؛

ساتوین داستان

اب چند کلمے داستان نوشیروان کے ملاحظہ کیجئے کہ بعد چالیس دن کے شکار سے فراغت کرکے پھر مداین مین آ دیکھے تو تمام شہر خراب ہی اور زن و مرد اسیر ہو گئے ہین اثاثہ سلطنت بھی کچھہ باقی نہ تھا غرضکہ گوش کر جسکو کوتوال شہر کا کیا تھا مارا گیا بسبب عدل کے نوشیروان کو شفقت خلق خدا پر تھی بے اختیار رو دیا اور منہہ طرف بزرجمہر حکیم کے کیا اور کہا ایخواجہ خواب مین جو مین نے دیکھا تھا علامت اسکی تو ظاہر ہوئی اور تم نے تعبیر کہی تھی کچھہ ابتک ظہور مین نہ آئی کہو گمشدہ اسکا کہان ہے کہا انشا اللہ تعالی آج یا صبح تک خبر اسکی آپکو پہنچیگی بادشاہ نے تامل کیا لیکن جہانتک ساسانی تھے سب نے بختک کو اپنے آگے رکھکے ایک ہجوم کیا گریبان چاک کئے ہوئے خاک منہہ پر ملکر رونا شروع کئے اور بادشاہ سے کہا بزرجمہر آپکا دشمن ہے چاہتا ہے کہ اپنے قوم کی پرورش کرے اور کیانیون کی سلطنت کو برباد کرے اسنے دانستہ یہہ حرکت کی جو آپ کو غنیم کے آنیکی خبر سنا کر شکار کا مشورہ دیا جو آپ اُدھر تشریف لے گئے شہر خداوند کے جانے سے خالی رہا اس بدبخت نے اگر یہہ ظلم کیا کہ ہمارے زن و فرزند کو اسیر کرکے لیگیا اب ہمکو زندگی تلخ ہوئی ہے کہ یون غیر قوم ہمارے ناموس پر متصرف ہوا اور ہم سے کچھہ ہو سکے اب جینے سے مرنا بہتر ہے ناحق آپ نے بزرجمہر کے کہنے سے فریب کھایا اگر یہین رہتے اور مداین سے تشریف نہ لیجاتے تو کیا مقدور تھا اسکا جو یہان آتا اگرچہ وہ گبر نہایت زورآور تھا پر اقبال سے شہریار کے آپکے آپ غضب سلطانی مین گرفتار ہوتا ہرگز شہر پر دست ظلم اپنا دراز نکر سکتا اب آپ خاوند ہین انصاف فرماوین اور ہماری داد دین یا حکم ہمارے قتل کا دین کہ ہم لوگ اس درد والم سے چھوٹ جاوین غرض اسوقت اُن سب مین عجب طرحکا غوغائی

وحشت تھا بے اختیار روتے تھے کسی نے اپنا سر پھوڑ ڈالا تھا کسو نے منہہ پر خاک ملی تھی ماتم کی صورت بنا کر دادیلا
اور فغان کر رہے تھے کہ یکایک سوار نمد پوش عیار راہ سے گرد آلودہ آیا اور بادشاہ کو مژدہ دیا کہ
اقبال سے جہان پناہ کے حشام بن القمہ خیبری کو امیر حمزہ نے مارا اور اسکی فوجکو شکست دی جن جنکو وہ یہان سے
اسیر کر لیگیا تھا حمزہ نے ان سبکو نجات دی ہر ایک کے رتبہ کی لائق خرچ راہ اور سواری دیکر مقبل وفادار کے
ہمراہ بھیجا ہے یہان سے چار کوس پر اسکا لشکر اترا ہے اس خبر کو سنتے ہی ایکبارگی وحشت تمام ساسانیون سے
پیدا ہوا اور بادشاہ کو اسوقت آئین سلطنت کا امتیاز نرہا بے اختیار شاہ تخت سے کود پڑا اور بدوڑ کر بزرجمہر
کو چھاتی سے لگایا اور اس درجہ پر خوشی ہوئی کہ یہہ فرحت تمام عمر مین نہوئی تھی فرمایا سب سردار
ہمارے مقبل کے استقبال کو جاوین اور اسکو بتوقیر تمام لے آوین بموجب حکم کے ہر ایک شخص سوار ہو کر
ادہر روانہ ہوا اور جس جس شخص کے اقربا قید سے چھوٹ کر ادہر آئے تھے وہ مارے خوشی کے خود بخود
اسطرف چلے لشکر مین مقبل کے ایک میلا سا لگ گیا اک شب اسجا مقام کیا دوسرے دن صبح کو بادشاہ کے
پاس اعزاز واکرام لائے جسوقت کہ بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا حضور مین جا کر زمین ادب کو لب عبودیت
سے چوما اور دعا دیکر عرضی امیر کی گذرانی بادشاہ نے اسپر نہایت سرفرازی فرمائی اور واسطے امیر حمزہ کی
عزت کے وہ عریضہ اپنے ہاتھہ مین لیا لفافہ کو کھول کر اول آپ نے مطالعہ فرمایا بعد طرف خواجہ بزرجمہر کے متوجہ
ہو کر فرمایا کہ تم اسکو باواز بلند پڑہو کہ تمام حضار مجلس سنین خواجہ نے جسوقت اسکو پڑہا اور مضمون کو اسکے
ہر ایک سردار نے دریافت کیا بادشاہ کو اس فتح کی مبارکباد دی نوشیروان نے مقبل کو خلعت مرصع
نگار سپر شمشیر عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجلس مین امراء نامور کے بیٹھے اور جبتک مداین مین
رہے ہر روز دربار مین آیا کرے جس روز مقبل وفادار نے بادشاہ ہفت کشور سے ملازمت کی اتفاقاً
اسی روز ایک فاختہ آکر بارگاہ جمشیدی کے کلس پر بیٹھا لوگون نے دیکھا کہ ایک کالا سانپ اسکی
گردن مین لپٹا ہوا ہے جا کر بادشاہ سے عرض کی فرمایا میرا نام عادل ہے مگر شاید اس سانپ کے ہاتھہ سے وہ فریادی
آیا ہے کہ اپنی مراد کو پہنچے اور اس موذی کی گرفتاری سے نجات پاوے ہان کوئی ایسا ہے کہ اس بلا کو اسکی گردن
سے دور کرے عرض کی سب بندے ہین جسکو آپ فرماوین ابھی بجا لاوین لیکن یہہ کام بہت مشکل ہے اگر
سانپ کو مارین اور ضرب اس فاختہ کو پہنچے تو حضور کے گنہگار ہون اور غضب سلطانی مین پڑین اسلئے کوئی
ارادہ نہین کرتا فرمایا ہمین بھی یہی منظور ہے جب ایک ساعت نجومی گذری اور کسی نے قصد نہ کیا جب نہایت
غمگین ہوا اور لگا کہنے ہماری عدالت کس کام کی ہے جو ایک جانور کی جان بچ نسکے اسدم مقبل
نے اٹھکر پایہ تخت کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی غلام کو ارشاد ہو تو اس کام کو بجا لاوے

بادشاہ بدرجہ کمال خوش ہوا اور کہا جاو لیکن وہ شرط ہے کہ اسکو آتش نہ پہنچے مقبل اجازت لیکر صحن مین
بارگاہ کے آیا دیکھا تو سانپ اسکے گلے مین پیچ در پیچ لپٹا ہوا ہے اور اپنے سر کو اسکے سر پر وصل کرکے بیٹھا
ہے تمام خرد و کلان گرداگرد کھڑے ہوے دیکھنے کو کہ کیا کرتا ہے مقبل نے ایک نیزہ منگوایا اور اسکے سر پر
ایک آئینہ باندھا اور آئینہ کو اسکے مقابل کیا جونہین سانپ کو اپنی شکل نظر آئی کفچہ کو اٹھا کر لگا اسکو دیکھنے
مقبل نے وہی وقت فرصت کا پایا تیر کو چلہ مین کمان کے جوڑ کر تا گوش کھینچا اور یاد کرکے لب پر کو شست سے
چھوڑ دیا جیسا کہ وہ سانپ پھن اٹھائے دیکھتا تھا اسکے سر مین ترازو ہوا اور وہ اسکے پہلو سے جدا ہو کر
زمین پر گرا اور فاختہ نے اڑ کر ایک طرف کی راہ لی سب بے اختیار ہزار ہا دل کے منہ سے آواز تحسین و آفرین
کی پیدا ہوئی اور بادشاہ نے مقبل کو بلا کر اسکی پیشانی کے بوسے لئے اور کہا کیون نہو میرا پسر خواندہ ہے
اور ملے مروارید کے اپنے گلے سے نکال کر اسکے گلے مین ڈالدئے اور بزرجمہر سے اسقدر خوش ہوئے
کہ کبھی ایسے نہوئے تھے بختک نے یہہ سرفرازی بادشاہ کی مقبل اور بزرجمہر پر دیکھی لگا آتش رشک سے
جلنے بعد مقبل کی سرفرازی کے بزرجمہر کو فرمایا کہ نوازشنامہ ہماری طرف سے امیر کو لکھو کہ تمنے جو کیا ہمکو
نہایت پسند آیا نمک خوار اور جان نثار جو ہوتے ہین انکا یہی کام ہوتا ہے واقعی میرے پسر خواندگی کا نام
رکھا نہین تو مجھکو ساسانیون سے سخت خفت تھی سبب یہ تھا کہ بزرجمہر کے کہنے سے مسلمانون کی لڑکون
کو بیٹا کیا تھا اس سے بھی کچھ نہو سکا انکو خدا نے شرمندہ کیا اب مین نے بہمن سکان اور بہمن خزان کو تمہارے
واسطے خلعت دیکر بھیجا ہے کہ ہاتھ سے ہمارے عوض تمکو خلعت پہنا دین تم انسے بخوبی ملاقات کرنا اور
تاج اور تخت معہ اثاثہ سلطنت جو تم نے ہشام کو مار کر لے گئے انکے ہمراہ کرکے ہمارے پاس بھیجدینا اور
پیچھے انکے تم بھی تشریف لاؤ کہ ایک عالم تمہاری ملاقات کی اشتیاق کا حد سے گذر گیا ہے بادشاہ نے
وہ خط لکھوا کر بختک کو دیا اور ایک خلعت مرصع نگار توشہ خانہ سے تکلف کا نکلوا کر اسکے حوالے کیا
کیونکہ وہ دونو اسکے ماموں تھے اور فرمایا اسکو روانہ کردو راوی لکھتا ہے جسوقت بادشاہ نے سکہ
بختک کو دیا اس خط پر مہر کرکے اسی گھڑی اسنے سوائے اس خط کے ایک اور سفید کاغذ پر بھی مہر کرکے
چھپا رکھا تھا اور اپنے گھر مین جا کر وہ خط جو حضور کا فرمان تھا چھپا ڈالا اور اس دوسرے کاغذ پر بادشاہ
کی طرف سے آپ نے ایک خط لکھا اس مضمون کا اے عرب میرا ارادہ تھا کہ تمکو معہ ساری قوم تمہاری قتل
کرنا پر اب تمنے ایسا کام کیا ہے کہ کہا نہین جاتا اس خاطر تمہارا گناہ معاف کیا پر اب تم ہمارا اسباب
جہانتک ہے ان دونو کے ہاتھ بادشاہ بہر روانہ کردو یہ نامہ اور ایک خلعت نامعقول انکے ہمراہ کرکے طرف مکہ کے روانہ

امیر کا سنگ رواحل مین جانا اور پہلوان کو وہان کے زیر کرکے شہر مین اپنا عمل کرنا

اب چند کلمہ داستان امیر کے ملاحظہ فرمائیے کہ قبل اسکے ذکر ہو چکا ہے سلطان صاحبقران نے جسوقت حشام کو جہنم واصل کیا اس لڑائی کو فتح کرکے طرف اپنے ملک کے پھرے راہ مین قریب سنگ رواحل کے جا نکلے وقت شام کا ہوا تھا خیمہ مین داخل ہوے اور لشکر ظفر اثر وہین اُترا شب کو تمام سپاہ نے آرام کیا جب صبح کو روز روشن ہوا امیر حمزہ نامدار معہ رفیق و یار سوار ہوے واسطے سیر کے جب برابر پہاڑ کے آئے دیکھے تو سبحان اللہ عجب مکان دلچسپ ہے کہ ملک عرب مین کہین نظر نہ آیا ایک دو پہاڑ برابر ہمدوش سر بفلک کشیدہ ہین خوشرنگ اور اسکے تلے تمام عالیشان عمارت بنی ہوئی ہے درختان سبز ہر طرف کو جلوہ گر مثل قد عروسان اور زمین پر کاہ سبز کوسون تک یہہ معلوم ہوتا تھا گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہے اور گل ہزارہ کا پہاڑون پر اور نیچے صحرا مین ایک لطف دیتے ہے لٹکے چدرین پانی گرتی ہین اور دامان مین اسکے ہر طرف سے صد ہزار چشمۂ آب روان درمیان مین اُن دونو پہاڑون کے ایک دریا شکل لوح سیمین کے جاری کہ پانی جب کہ فصل بہار مین طغیانی کرتا تھا تمام خلقت شہر کی کشتیون پہ سوار ہوکر زیر کوہ واسطے سیر کے جاتے تھے اور موسم گرما مین تھوڑا پانی رہجاتا تھا کہ نمود دور سے معلوم ہوتی تھی امیر کو یہہ مکان نہایت پسند آیا لوگون سے پوچھا کہ اسجا کے کا نام کیا ہے اور یہان کا حاکم کون ہے کہا اسکو قلعہ سنگ رواحل کہتے ہین اور عادی کرب اس جا کا مالک ہے اٹھارہ ہزار سوار عرب سے اس مکان مین رہتا ہے اور اٹھارہ بھائی شہ زور اپنے برابر کے رکھتا ہے خداپرست اور مسلمان ہے رہزنی کرکے اپنی گذران کرتا ہے اور طریق اسکا یہہ ہے جب کوئی سردار ادھر آتا ہے آمدنی کی خبر اسکی سنکر مکان کو خالی کرکے پہاڑ مین جا چھپتا ہے لوگ جب اس شہر مین داخل ہوچکتے انکو غافل کرکے آکر غارت کرتا ہے امیر کچھ خیال مین نہ لائے اسجا مقام کیا اور معہ لشکر وہان اُترے اور صحبت نشاط کی گرم کی اب احوال پہلوان عادی کا بیان کردن اسنے حشام بن القمہ خیبری کے آنیکی خبر سنکر مکان کو اپنے خالی کیا اور دامن مین پہاڑ کے معہ فوج دبکا ر بیٹھا تھا عیارون نے اسکے یہہ خبر پہنچائی کہ حشام کو امیر ابو العلی مکّی نے مارا اور اسکے تمام اسباب پہ متصرف ہوا ہے اور اب سنگ رواحل مین آیا چاہتا ہے کہ اس راہ سے مکّہ کو جاوے حشام حریف کا رتھا اور یہہ اسکی لڑائی فتح کرکے اس راہ سے اپنے شہر کو جاوے تمہارے واسطے نہایت سُبکی ہے عادی نے یہہ بات اپنے یارون سے سنا اُسکو معقول جانکر ایک سردار تھا نام اسکا اسد اسدان اسے بنیابی کرکے امیر کے پاس بھیجا اور کہا حمزہ سے جاکر کہو کہ حشام شکار میرا تھا تم نے لیے

پیشدستی کی خوب نہ کیا خیر ہمہ حال گذشتہ را صلواۃ اب جو کچھ تمھارے ہاتھ آیا ہے اسکے دو حصہ کرو ایک تم لو اور ایک ہمارے واسطے بھیجواؤ اور اگر یہہ منظور نہو تو خبردار رہنا مین بزور لونگا جب اسد اسدان امیر کی خدمت مین آیا اور پہلوان عادی کی زبانی سب احوال سُنایا لسے سنکر امیر بے اختیار ہنسے اور کہا کہ پہلوان عادیکو ہماریطرف سے دعا کہنا **بیت** اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ اور اسے خلعت دیکر رخصت کیا اسد اسدان امیر کے حسن سلوک کو دیکھکر دلوانہ ہوگیا پھر جاکر یہہ احوال عادی سے ظاہر کیا معدی کرب اٹھارہ ہزار سوار سے برابر امیر کے لشکر کے اگر اُترا اور طبل جنگ کا بجوا کر میدان مین نکلا امیر بھی امراؤ نامدار کو لیکر مع عمر و مقبل وفادار بارہ ہزار سوار سے اگر کھڑے ہوئے عمر نے عادیکو عجب وضع سے دیکھا کہ اکیس گز ارشن کا قد و قامت سر پر سات پگڑیاں باندھے ہوئے اور اوپر اسکے سات طرّے ہر طرف کو کھڑے ہوئے اکیس گز کا دائرہ توند کا اسپر کمر فولادی باندھے ہوئے زرہ دستانے چار آئینہ ناگی موزے اپنے جسم سے لگائے ہوئے سپر تلوار عمود خنجر کمان ترکش بدن پر آراستہ کئے جون لخت کوہ میدان مین آیا اور امیر کو للکارا عمر اسکو دیکھکر کانپ گیا اور صاحب قران کی طرف دیکھکر لگا کہنے حمزہ یہہ بڑا زور آور معلوم ہوتا ہے سنبھل کر جانا امیر نے اسم فتح دہندۂ عالم کو کہ جسکا نام فتاح ہے ہزار اور ایک نام سے یاد کیا اور اسکی قد و قامت سے اندیشہ نکیا مرکب سیاہ قیطاس کو اسکی طرف پھینکا اور برابر جاکر ایک لکا ور سپر کا گھوڑے کی پیشانی مین ایسا مارا کہ کئی قدم وہ گھوڑا پس پا ہوا ازبسکہ عرب مین یہہ جانور نہایت زور آور مشہور ہے جو اس جوان کا بوجھ اٹھاتا ہے اس گھوڑیکو لوگ سکندری رخش کہتے ہین پر امیر کے زور کے رو برو تاب نہ لایا عادی نے یہہ قوت حریف کی دیکھی دریافت کیا کہ یل زمانہ ہے کہنے لگا ای جوان معلوم کیا کہ تو بھی زبردست ہے **بیت** بگو نام خود را درین انجمن کہ بسیار تند آمدی پیش من اپنا نام کولسپنے ظاہر کر کہ بے نام و نشان تجھ سے شخص کا میرے ہاتھ سے مارا جانا خوب نہین مجھکو بھی معلوم رہے کہ مین نے کسے مارا تھا جواب دیا وہ پہلوان تعجب ہے کہ تجھسا مرد یہہ بات کہے نہین جانتا بہادرون کا نام تیرکی پیکان پر اور تلوار کے قبضہ پر کمان کے گوشہ پر لکھا ہوتا ہے نام میرا ابو العلی ہے شوق مین تیرے ضرب دست آیا ہون اگر کچھ تعمہ بہادری کا رکھتا ہے تو لا عادی کے ہاتھ مین ایک نیزہ تھا جیسے ڈانڈ پہاڑ کا داہنے بغل سے نکالتا ہوا اور بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا مثل آہ عاشقان یا کاکل معشوقان امیر پر مارا امیر نے خدای عزوجل کو یاد کر کے دست پیلے کو بڑھایا اور سر سنان اسکے نیزیکی پکڑکر ایک جھٹکا مارا کہ مانند خلال فر اسفان معدی کرب کے ہاتھ سے نکل گیا جب تو اسکو آگ سی لگ گئی گرز گرانبار لیکر امیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا حمزہ لے جان پر بر نہوگا اور وہ گرز امیر کے سر پر مارا امیر نے قربوس سے اپنے عمود کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا اور

قوت بازو سے اسکو رد کر کے کہا اب ضرب سیوم بھی جو رکھتا ہے لا جب خدا اس سے بچائیگا تب ضرب مین کرونگا کہ جسکی چاشنی تجھکو تمام عمر یاد رہے جب تو عادی نے غضب مین آکر گرز کو ڈال دیا اور کھینچی کمر سے تلوار آبدار جواہر بار مانند تختۂ دوکان عطار دشمن کش بیحجاب اور برابر امیر کی رکاب کے ملا کر وہ تلوار لگائی امیر نے پنجہ مردی کو دراز کر کے تلوار کی دہار بچا کر اسکا قبضہ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ کمر مین ڈالدیا عادی نے بھی امیر کی کمربند پکڑ لیا گھوڑے کی پیٹھون پر لگا دونو جوانون مین زور کشمکش کا ہونے عیار دونو طرف سے نکلے اور انھون نے اپنے اپنے آقا کو آواز دی کہ قبلۂ حاجات مرکب بے زبان ہین انکا مارنا کیا ضرور ہے اگر زور آزمائی منظور ہے تو زمین پر کیجئے یہہ سنکر دونو جوان اُتر پڑے عادی نے کہا کہ ا ے حمزہ سلاح بازی مین ہم تم برابر ہین آؤ جنگ مغربی مین آزمایش کرین جو زیر ہو وہ متابعت اختیار کرے امیر نے قبول کیا اور پلتھی مار کر زمین پر چار زانو بیٹھ گئے پس عادی نے امیر کی کمر پکڑ کر تین مرتبہ ایسا زور کیا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا لیکن امیر نے اس مقام سے جنبش نہ کی جب تو عادی نے کہا یا امیر تمہارا لنگر بھاری معلوم ہوتا ہے ہم زور کر چکے اب دیکھین تم کس طرح اُٹھاتے ہو یہہ کہہ کر اسیطرح بیٹھارہا امیر نے اس زور دہندۂ ہژدہ ہزار عالم کو یاد کر کے عادی کا کمربند پکڑ کے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور پہلے ہی زور مین اسکو معہ سلاح سر سے بلند کیا چرخ دیگر چاہا کہ زمین پر مارین عادی نے امان طلب کی امیر نے آواز امان کی سنکر ہاتھ سے رکھدیا عادی امیر کا قدمبوس ہوا اور حلقۂ بندگی کا صاحب قران کے اپنے کان مین ڈالا امیر نے چھاتی سے لگا کر اسکی پیشانی کا بوسہ دیا عادی نے تمام اپنی فوج سے امیر کو مجرا کروا اور بھائیون سے اپنے نذر دلوائی عادی امیر کو معہ لشکر قلعہ سنگ رواحل کے اندر لیگیا اور سب کی ضیافت کی کئی روز تک امیر کیواسطے جشن رکھا امیر اس قلعہ کے استحکام کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے بعد کئی روز کے عادی کو معہ اٹھارہ ہزار سوار ہمراہ لیا اور بارہ ہزار یمنی آگے تھے تیس ہزار کی جمعیت سے کوچ کر کے طرف مکّہ معظمہ کے روانہ ہوئے باقی داستان فردای شب را

امّا راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح حکایت کرتے ہین

کہ جب قریب مکّہ کے امیر پہنچے اور باہر شہر کے سراپردہ استادہ کیا اس جا خواجہ عبدالمطلب معہ تمام سرداران مکہ کے استقبال کو آئے امیر سے حسب ملاقات کی اور زر نثار کیا امیر نے خواجہ سے پہلوان عادی کی معہ سپاہ یمنی اور منظر شاہ و لغمان بن منظر سلطان بخت و طوق بن حیران کی ملازمت کروائی اور ہر ایک رئیس مکہ نے امیر کو مبارکباد دی اور بعد دعا کے کہا الحمد للہ عنایت سے رب الارباب کے جو تم پائیے

عزم بیچ رکاب کشورکشائی کے لئے ہوا امید ہے خدا سے ہمیشہ رزم سازو بزم افروز دشمن گداز ہو اس وقت امیر نے ہر ایک اشراف مکہ کو رخصت کیا اور آپ عادیکو ہمراہ لیکر بیت اللہ کے طواف کو گئے اور عادی سے رہزنی کی توبہ کروائی اور اپنے دیوانخانے اور فراشخانہ اور نقارخانہ کا داروغہ کیا اور ہراول لشکر کرکے سپہ سالار اپنی فوجکا کیا غرض اس روز امیر نے اسکو صاحب چار منصب کا کیا آخر کو معلوم ہوا کہ عادی بیٹا عادیہ بانو کا ہے ذوالحجاب الیٰ جانکر نہایت شاد و خرم ہوئے عادیکی خوراک یہہ تھی کہ ہر صبح کو اکیس اونٹ کے بچون کی نہاری کھاتا تھا اور بعد کھانے کے اکیس شراب کے شیشون کا تحت القہوہ پیتا تھا دونوں وقت مین اسکے باورچیخانہ سے اکیس بوجھ اونٹ کے چھلکے پیاز کے نکلتے تھے اکتیس سو تمن کا امیر نے اسکا روز مقرر کیا لیکن یہہ سب اسکے کھانیمین خرچ ہوتا خرچ بالائی معہ پوشاک اور درماہہ اسکی فوجکا امیر اپنے پاس سے دیتے تھے لشکر امیر کا تیس ہزار سوار سے باہر شہر کے اترا اور آپ مکہ مین داخل ہوئے اسکے کئی روز کے بعد خبر ہوئی کہ ایلچی نوشیروان کا نوازشنامہ لیکر آپ کیواسطے آتا ہے امیر سنکر نہایت خوش ہوئے معہ خواجہ عبدالمطلب تمام اہل مکہ کو لیکر شہر سے باہر چار کوس تک آپ اسکے استقبال کو گئے اور لشکر مین لائے دوسرے دن ایلچی نے وہ نامہ امیر کو گذرانا امیر نے اسکو پڑھا مضمون کو دریافت کیا اور کمال ناخوش ہوئے اور خلعت نامعقول دیکھکر نہ پہنا چین برابرو ہوئے اور کہا تعجب ہے کہ اسقدر ہم شاہ پر جان نثاری کرین اور بخشش انکی ایسی ہو رنگ امیر کا مارے غصہ کے مانند یاقوت سرخ کے ہوگیا خواجہ نے جو امیر کو غمگین دیکھا کہا بابا جان اس مقدمہ مین خفا ہونا خوب نہین یہہ بادشاہ مین کبھی گالی دینے سے خلعت دیتے ہین اور کبھی سلام کرنے سے برہم ہوتے ہین تم اپنے تئین ناخوش مت کرو معلوم ہوتا ہے دشمنون نے شاہ کی خاطرنشان کچھ اور طرح کی ہے اسکی فکر ہو جائیگی تم خاطر جمع رکھو امیر کو یہہ سمجھا بجھاکر ایلچی کو ہمراہ لئے اور ایک طرف لشکر کے اترنے کو جا دی علوفہ اسکے واسطے مہیا کیا اور جو جو ضرور تھا حاضر کیا وہ شب تو گذری دوسرے دن صبح کو کہ خان سالار قدرت نے خورشید کا قرص گرم تنور سے فلک کے نکالا خواجہ عبدالمطلب نے تمام اکابر مکہ جمع کئے اور دونوں کی معہ انکے سردارون کے ضیافت کی یہہ دونوں آئے اور دوسرا اشتہ حضور کا خواجہ کے واسطے لائے تھے کہ اسکے پڑھنے سے لوگون کو ایک تعجب ہوا کہ انکا عجب نام ہے بہمن خزان کے نام پر نکتہ زے پر تھا اسنے یہہ سمجھکر بہمن خزان پڑھا اور بہمن سکان کے کاف پر تشدید نہ کی تھی اسکو بہمن سکان پڑھے یہہ اسی نام سے مشہور ہوئے لیکن عمر عیار نے جو دیکھا کہ یہہ دونوں امیر کے واسطے ایسا نالائق خلعت لائے ہین نہایت رنجیدہ ہوا اور دل مین کہا کہ جیسا ان سب نے مجھے آزردہ کیا انکو بھی اسکا عوض دینا ضرور ہے

جسوقت دستر خوان بچھا اور سب کھانیکو بیٹھے عمر اسوقت دو لو خوان لا یا پر تکلف کسینون سے کسے ہوئے اور انکو کھول کر دو قابین نکالین اور لاکر اُن دو کے روبرو رکھین جو کھین سرپوش اُن پر سے اٹھایا لوگ خیال کر کے دیکھے تو ایک رکابی مین ہری ہری گھاس ہے اور دوسرے مین مُردیکی ہڈیان یہہ سب دیکھکر حیران ہوئے اور عمر سے پوچھا یہہ حرکت کیا معنی رکھتی ہے عمر نے کہا خورش سگ و خر کی گھاس و استخوان ہے پس اس سے بہتر تعظیم لئے واسطے اور نہین اس خاطر مین نے بھی انکی ضیافت کی اس واردات سے تمام مجلس مین ایسی ہنسی ہوئی کہ سب لوٹ گئے اور انکو نہایت شرمندگی ہوئی مارے خجالت کے چاہا کہ عمر سے کچھ بے ادبی کرین لیکن جی مین خیال کیا کہ عمر اس لائق نہین جو ہم اس سے ہمکلام ہو وین جب کھانے سے فراغت ہو بیٹھے دو دست بقچہ لایا خلعت کے اور اسکو کھولا اسمین سے پالان گدھے کی نکال کر بہمن خزان کی پیٹھ پر ڈالی اور دوسرے مین سے جھول کُتے کی کاڑکر بہمن سگان کو اڑائی جب توان دو لو مین طاقت نرہی خنجر نکال کر عمر پہ دوڑے عمر نے کہا جو خلعت تمھارے لائق تھی مین نے دیا اس پر اگر تم لڑا چاہتے ہو تو مین حاضر ہون عمر بھی خنجر پکڑ کر مستعد ہوا تھا کہ طوق بن حیران حرامی اور ذوا ظمان بدست دوسردار امیر کے ہین انھون نے خنجران دولو کے ہاتھ سے چھین لئے اور مارے گھوسون کے سرانکا خون سے آلودہ کیا یہہ دولو خواجہ عبدالمطلب کے گھر سے باہر نکلے اور اپنے لشکر کی طرف چلے مجلس بھی برہم ہوئی جسوقت یہہ دولو گھوڑون پر سوار ہو کر چلے عمر مکہ کے لڑکون کو ہمراہ لیکر اُن کے پیچھے ہوا پوست خربوزہ اور تربوز انڈون کے چھلکے کیچڑ ٹھکرے لیکر انکو مارنا شروع کیا بہزار ذلت یہہ اپنے لشکر مین پہنچے اور اسی روز کوچ کر کے مداین کو چلے یہان خواجہ عمر پر نہایت خفا ہوئے اور فرمایا یہہ حرکت تو نے خوب نہ کی کسواسطے گئے تو اسکے خاوند کے روسے دیکھتے ہین نوشیروان اسے سنکر آزردہ ہوگا اور امیر نے عرضی بادشاہ کی خدمت مین لکھی اس مضمون کی کہ بندہ نے آپ پر ایسی جان نثاری کی تعجب ہے کہ خداوند سرفرازی کے عوض یہہ اعتراض نامہ لکھین اور ایسی خلعت عنایت فرمائین کہ عدل و انصاف سے دور ہی یہہ عرضیدا اپنا اور وہ خط جو نامہ بادشاہ کا تھا مع خلعت کے اپنے ایک سردار مہتر عقیق کے ہاتھہ روانہ کیا

داستان اٹھوین

اب جبتک داستان بہ اسکے آوُن بیان دو کلمہ داستان اُن ایلچیون کی سُنئے کہ وہ اسیحالت سے بادشاہ کی حضور مین گئے اور جو واردات انپر گذری تھی سب کہی بادشاہ نے اس احوال کو سُنکر مارے غصے کے پیچ و تاب کھایا اور برہم ہو کر منہ طرف بزرجمہر کے کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ عرب خیال باغی گری کا رکھتے

ہین پس مجکو نہین جانتے کہ مین کون ہون جوابد یا شہریار جو یون فرمادین بندہ لاچار ہے اسکا جواب دے نہین سکتا والا نہ حمزہ کا وہ سلوک ہے اگر آپ کہین تو حضور کے تخت کو اپنے سر پر رکھہ کر بیان آوے نہایت سعادت مند ہے کیا مقدور رکھتا ہے جو بے ادبی کرے اسی بات چیت مین تھے کہ مقبل وفادار بارگاہ خسروی کے دروازے سے آیا اور آداب شاہ کا بجالایا اور وہ عرضی امیر کی جو اسکے پاس آئی تھی بادشاہ کو گذرانی اور وہ نامہ عملی بختک کا ساتھہ خلعت کے روبرو رکھا شاہ ہفت کشور اس مضمون کو دریافت کرکے نہایت برہم ہوا اور بختک کیطرف دیکھہ کر کہا تو سخت حرامزادہ ہے یہہ خط تو وہان بھیجا اور یہہ خلعت اور اصل اپنے نزدیک رکھا لیکن مین جانتا ہون تیرا گناہ نہین خیانت ہمیشہ سے تیری میراث مین چلی آتی ہے ہزار تمن زر سرخ کا اسپر جریانہ کیا اور کئی روز تک اسکو دربار مین آنے کا حکم نہوا امیر کو معذرت نامہ لکھا اور اسمین عذر کیا کہ یہہ بد ذاتی بختک کی تھی میرا کچھہ قصور نہین اب مین نے بزرجمہر کے بیٹے بزرگ امید کو ساتھہ خلعت شایستہ کے تمھارے پاس بھیجا ہے لازم ہی تمکو کہ باتفاق اسکے متوجہ ہمارے سریر اعلی کے ہون خط تیار کرکے بزرجمہر کو دیا کہ اسکو جلد روانہ کرو خواجہ لیکر رخصت ہوئے اور اپنے گھر مین آکے اصطرلاب آگے رکھا گردش افلاک سے سیر کواکب کی دریافت کی ساعت مناسب دیکھہ کر ایک علم واسطے امیر کے طلسم کا بنایا کہ جسکی شکل اژدہے کی تھی نام اسکا علم اژدہا پیکر رکھا اور اسمین صنعت رکھی جب ہوا اسکے منہہ مین جاکر پیچ کھاتی تب اسمین سے خود بخود آواز یا صاحبقران کی متواتر تین مرتبہ پیدا ہوتی کہ ہر دوست دشمن کے کانمین جاتی اور خوشبو سے سب کا مشام تازہ ہو جاتا یہہ علم اور ایک بارگاہ انکے پاس تھی حضرت دانیال کی یہہ واسطے امیر کے اور چار سے چالیس ٹکڑے کسوت عیاری خط کے ہمراہ بھیجا اور پہنانا اس لباس کا بزرگ امید کو سب بتلا دیا کہ عمر کو پہنانا اور خلعت خاص بادشاہ کا دیکر روانہ کیا بزرگ امید بعد از قطع منازل جب نزدیک مکہ کے آیا شہر سے کئی کوس پر مقام کیا قضارا عمر اسروز واسطے بالا دوی کے گیا تھا بزرگ امید نے اسکو دیکھہ کر پہچانا شتر سے اتر کر پیدل ہوئے عمر کو اپنے پاس بلا کر گلے لگایا اور خیمہ مین لے گئے نہایت خاطر کی کہا ہم اور تم دونو بھائی ہین والد نے تمھارے واسطے ایکدست لباس عیاری کا بھیجا ہے تمھین پہنایا چاہتا ہون راوی کہتا ہے اسروز تک جامہ عریانی نہ پہنا تھا بزرگ امید نے عمر کو برہنہ کیا اور ایک ساعت ننگا رکھا اور کہا پھر کبھی طمع خام سے ننگا مت ہونا یہی لباس پہن اور عنایت پر خدائی تعالی کے راضی ہو عمر نے یہہ سنکر مضطرب ہوکر رونا شروع کیا اور لگا خواجہ زادے کی منت کرنے کہ یہ پوشاک میری دو ہمیشہ تمھارا دعاگو رہونگا بزرگ امید ہنسے اور کہا ای بابا ئے روندگان عالم تو بہت لوگونکو عریان و پریشان کریگا اس خاطر مین نے تجھے برہنہ کیا ہے عمر نے کہا خیر اسکام مین تمھارا شاگرد ہوا اسوقت

بزرگ امید نے بقچہ اسباب کا منگوایا اور اس سے کھولکر اول تنبان بے میانی کا عمر کو پہنایا جو نہین اسکے اوپر پہنچا استر
عمر کا لٹکا نکلنے عمر نے کہا بابا جان نہایت بخیل ہین کہ تنبان میری خاطر ایسا بھیجا کہ ستر میرا ننگا رہا خواجہ زادے نے
آفت بند نکالا عمر نے دیکھا تو ایک چیز مخمل کی ہے کہ جسپر تمام ابریشم ہفت رنگ سے گل اور بوٹے بنائے ہین
وہ لنگوٹ عمر کی کمر مین باندھ کر ڈورے کو اسکے تکمہ لعل ایکطرف نصب کیا اور اس لنگوٹ مین ستر عمر کا
رکھکر کھینچا اور کہا اسکو آفت بند کہتے ہین اسکے سبب دوندگی مین خصیہ کو آفت نہ پہنچے اور دوسرے پانی
مین پیرنے کیوقت تنبان کے بند کھولنے کی احتیاج نہین رہتی عمر نے کہا رحمت ہے والد کو کہ میرے واسطے
بھی خلعت بھیجا اور میرے ستر کیلیے خاطر بھی بعد خواجہ نے دو پیرہن نکال کر عمر کے کلیجین ڈالے ایک حریر
کا اور کتان کا واسطے نرمی بدن کے اور اعتدال ہوا کے قنطورہ زربفتی اوپر اسکے پہنا اور نیم تاج جواہر کا
عمر کے سر پر رکھا جسکے اوپر ایک طوطی مرصع کی مجوف پر از مشک و عنبر نصیب کی تھی کہ چلنے کیوقت
دماغ معطر رہے کلغیان جواہر نگار اور طاقیہاء ابلق ساتھ جیغہ ہائے مرصع باہر چہارے رنگارنگ
اسپر قایم کئے تھے اور ایک فلاخن ستر رنگی ریشم کی اسپر لپٹی ہوئی پانچ خنجر مرصع کے دستون
کے عمر کی کمر مین لگائے چالیس اور چار رنگ عمر کی کمر مین باندھ کر بارہ مقام اور اڑتالیس گوشہ شش آوازہ
چوبیس شعبدہ چھیانوے رنگ آدمی کی جسم کے اور سات ترکیب عملی ڈارہی کے باندھنے کی ان سب مین
عمر کو تعلیم کیا اور کیسہ قارورہ نفط کا اسکی کمر مین باندھا اور قدر سینل کی روئی دواؤن کے ساتھ شراب
مین بھگا کر خشک کی تھی جب پانی مین بھگوتے شراب سارا پانی ہو جاتا حقہ موم روغن کا اور عطر واسطے نرمی
بدن وخوشبو کے عمر کو دیا تریاق دانی تریاق سے بھری ہوئی دی آفتاب گیر لوپست آہوی خطائی کا دہوپ کے
بچاؤ کو پیشانی پہ اسکے باندھا اور مگس ران دم طاؤس کا ہاتھ مین دیا اور مشکیزہ پانی کا شانے پر
لٹکایا سپر تلوار ترکش کمان چھریان سر بری اور گوشش بری و بینی بری کی کمر مین لگائیان اور ایک چادر
عیاری کی شبکہ دار مثل دام ماہی دی کہ جسکو اسمین باندھے اسکا دم خفگی نکرے اور مہرہ ہائے کرم الوب
ریشم مین پروے ہوئے عمر کو دئے کہ زانو مین باندھے اور پاپوش نرم پہنا کر خاک انداز سنگ لالی سنت
پاپہ پر نصب کیا القصہ اسیطرح چار سے چالیس پارہ یراق عیاری تصنیف بزرجمہر کا سب عمر کو پہنایا عمر
اسباب کو دیکھکر نہایت شاد ہوا آداب شکر کرکے رخصت ہوا اور امیر کی خدمت مین گیا یہہ تمام احوال بیان
کیا امیر نے عمر کو گلے سے لگایا اور کہا یہہ لباس کہان سے پایا عرض کی نبدیکا آپکے یہان قرب نہین ہے و
لیکن جسکے پاس رہونگا وہ مجھکو اس لباس سے رکھیگا ہرمز تاجدار نوشیروان کے بیٹے نے میری
تعریف سنکر یہہ خلعت میرے واسطے بھیجا ہے اور ہزار تن کا مجھے نوکر رکھا ہے آپکے پاس واسطے رخصت کے

ایا ہون آپ کیا فرماتے ہین امیر یہہ سنکر انکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا الیعمر مین تجھکو اپنا بھائی جانتا ہون اور
اسمین کچھ فرق نہین سمجھا یہان صاحبی اور نوکری سے نسبتی جواب تمہارا قصد نوکری کا ہے ہزار تمن کیا چیز مین
مین نے پانچ ہزار تمن تمہارے مقرر کئے واسطے زر و زیور کے ہرجائی مت ہو کہ اسمین بدنامی ہے عمر نے
جو یہہ اشتیاق دیکھا امیر کا اپنے اوپر بے اختیار روئی نیاز کو اپنے امیر کے پاؤن پر رکھا اور کہا یا امیر تمہارے
ہی سر کی قسم کھاکر کہتا ہون کہ جمشید اگر اوے اور ہزار تمن روزمیرا مقرر کرے جد بھی مین آپکی بندگی
سے منہ نہ پھیرونگا اور اس کمترین کو آپ سوا غلام وفادار کے ہرگز نوکر نجانئے بندہ نے اس وقت
خوش طبعی کی اور آپ ملول ہوئے یہہ لباس بزرجمہر نے میرے خاطر بھیجا ہے اور آپ کیواسطے علم اژدہا
پیکر اور بارگاہ دانیال کی بھیجی ہے بادشاہ ہفت کشور نے آپ کو معذرت نامہ لکھا ہی اور خلعت بھیجا ہے
بیٹا خواجہ کا بزرگ امید یہہ سب لیکر آیا ہے یہان سے دو کوس پر اسکا لشکر اترا ہے آپ سوار ہووین اور
اسکے استقبال کو چلین کہ بادشاہ کے خلعت کی عزت کرنی ضرور ہے اور منت خواجہ زادے پر بھی رکھین
امیر اسیدم معہ ہمراہیون سوار ہوئے اور بزرگ امید سے جاکر ملاقات کی بزرگ امید صاحبقران کے آنے سے
نہایت شاد شاد اور باغ باغ ہوئے وہ خلعت بادشاہ کی سرفراز کیا امیر کو پہناکر معذرت نامہ حضور کا گذرانا
امیر نے اسکو پڑھکر اپنے یارون کو سنایا سب نے مبارک باددی خواجہ زادے نے وہ علم اژدہا پیکر اور
بارگاہ دانیالی امیر کو سونپی امیر نے وہ علم اپنے علمدار طوق بن حیران کے حوالے کیا اور رخصت ہوکر سوار ہوئے
اس علم کے سایہ تلے طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے معہ خواجہ بزرگ امید شہر مین داخل ہوئے اور کئی
روز تک بزرگ امید کی خاطر جشن رکھا بعد جشن کی فراغت کے بزرگ امید نے کہا مجھے آئے ہوئے عرصہ بہت
ہوا آپ کو بادشاہ کی خدمت مین چلنا لازم ہے کہ منتظر ہونگے امیر اسیدم معہ خواجہ بیت اللہ مین گئے اور شرائط
وہان کے اداکرکے گھر مین آئے اور خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوئے اور بھائیون کو بھی رخصت کیا اسباب
سفر کا مہیا کرکے تیس ہزار سوار خونخوار کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکر سوار اور معہ رفقا مداین کو روانہ ہوئے ہر روز منزل
ومراحل طے کرتے چلے جاتے تھے پہلوان عادی فراش خانیکا دارغہ پیش خیمہ امیر نے اسکے ہمراہ کرکے ؛
روانہ کیا تھا کئی منزل کے بعد ایک دوراہے پر پہنچا جی مین کہنے لگا معلوم نہین امیر کس راہ سے جاوینگے تو اسجا
راہ دیکھہ جب لشکر یہان آویگا جدہر کو جائیگا حکم ہوگا اسطرف کو جانا پیش خیمون کو اتروا کر لگا امیر کا انتظار کرنے
بارے اسکے دوسرے دن امیر بھی وہان تشریف لائے اور عادیکو پوچھا یہان کس واسطے مقام کیا عرض کی اسجا
دوراہا ہے اس لئے غلام نے پیش قدمی نہ کی اب جدہر ارشاد ہو ادہر کو جاؤن امیر نے بزرگ امید سے دوراہونکا
احوال پوچھا کہا اسجا سے ایک راہ مداین کو بخطر جاتی ہے لیکن چھہ مہینے کی راہ ہے اور دوسرے یہہ بھی مداین کو جاتی ہے

بیشۂ فیض مین ہوکر آدمی اس راہ سے جلد بہت جاتا ہے مگر پانچ برس سے اس راہ مین ایک شیر پیدا ہوا ہے اسکی رہزنی کے سبب سے یہہ راہ بند ہے کوئی اس راہ سے نہین چلتا عمر نے جو یہہ احوال سُنا کہا ہمکو مداین جانا ہے بیشۂ فیض سے کچہہ کام نہین مثل ہے راہ راست رو اگرچہ دور ہست ناحق اس راہ سے اپنے تئین تہلکہ مین ڈال دینا اس سے کیا حاصل ہے بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹے کان ہم اس جلد راہ سے گذرے وہ دور کی راہ ہمکو اچھی ہے لیکن امیر کے دل مین یہہ خیال گذرا کہ اگر بیشۂ فیض کی راہ سے نجاونگا تو لوگ مقرر یہہ کہینگے کہ ابو العلی شیر سے ڈر کر اور راہ گیا دوسرے کسی کام کی امید مجھ سے نرکھینگے لازم ہی کہ اس راہ سے چل اور توفیق سے پروردگار کے اسکو مار اسمین ناموری اور دوسرے خلق خدا کو اسکے شر سے امان ہو گی فرمایا تمام لشکر راہ راست سے جاوے ہم بیشۂ فیض کی راہ سے اس شیر کو مار کر آگے بڑھ کر تم سب سے ملاقات کرینگے ہرچند سب نے منع کیا امیر نے تمام اسلاح انبیا کا بدن سے لگا کر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طرف اس دشت کے روانہ ہوئے عمر بھی گھوڑے کا شکاربند پکڑ کر جلو مین ہمراہ ہوا اور لگا کہنے یا امیر مین نے کبھی شیر نہین دیکھا چاہتا ہون کہ دیکھون کیسا ہوتا ہے امیر ہنسے اور کہا بہت اچھا تمھارے سبب سے ہمارا بھی دل بہلیگا اور عمر ہمراہ ہوا اور باتین کرتے ہوئے چلے تمام روز مین وہ میدان طے کیا جب شام ہوئی ایک درخت کے تلے مغرب کی نماز پڑھی اور رات کو اسی پیڑ کے نیچے کاٹا صبح کو عبادت سے خدا کے فراغت پا کے بالاتفاق پھر روانہ ہوئے جب تیسرا پہر نزدیک آیا بیشۂ فیض نظر آیا ایک ٹیلے کے نیچے دیکھے تو ہوا وہان کی بھلی معلوم ہوئی کہ چشمے پانی کے مصفا ساتھ لطافت کے ہر طرف کو روان اور نسیم روان بخش اس میدان مین دوان امیر اور عمر تفرج کنان نظارہ اس بیابان کا ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوکر دیکھ رہے تھے دیکھین تو گلشن کا یہہ عالم ہے گویا کوسون تک اس فراش قدرت نے جسکے سبب سے صفحۂ دنیا مین زینت ہے مخمل سبز کو بچھوایا ہے اور کوہستان اسکے صحرا کی گرد گل ہزارہ کی نقاب الوان منہہ پر ڈالے ہوئے اس صبحکو جلوہ عروسی کا سا عالم دیکھ رہے تھے اسکو ایکطرف دشت زیر کوہستان پھولا ہوا معلوم ہوتا تھا امیر نے عمر کیطرف دیکھ کر کہا کہ خیال مین آتا ہے کہ شیر اسی جنگل مین ہو کسواسطے اس سے بہتر جا شیر کی خاطر اور نہین عمر نے کہا واقعی نیستان ہے چاہیئے شیر اسمین ہو امیر اسیجا گھوڑے سے اتر پڑے اور زین پوش بچھا کر بیٹھے سپر کو چھاتی تلے دیکر اس نیستان کو دیکھتے تھے اور منتظر اس شیر کے بیٹھے تھے عمر ایکطرف گھوڑے کو لئے ہوئے چرا رہا تھا اور جنگل سے رنگ برنگ کے پھولون کو توڑ توڑ کر گلدستے بناتا تھا اور امیر کے پاس لے آتا تھا اسکے طرف سے امیر کو نہایت خطرہ تھا آپ بھی عمر کے ہمراہ لگے پھرنے امیر ایک چشمہ پر بیٹھ کر پانی کا تماشا لگے دیکھنے اور عمر گھوڑے کو درختون کے اوٹ مین چرا رہا تھا کہ نیستان مین کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی عمر لگا اس طرف

دیکھنے وہ شیر کیئی دن کا بھوکا تھا آدمی کی بو جو اسکے ناک مین گئی جنگل سے باہر نکلا عمر نے تمام عمر مین
کبھی شیر نہ دیکھا تھا جو نہین نظر اسپر پڑی گھوڑیکو چھوڑ کر ایکدرخت پر چڑہ گیا اور لگا امیر کو پکارنے حمزہ خدا
کیواسطے بھاگ دیکھ شیر نیستان سے نکلا ہے مین تو یک درخت پر چڑہ بیٹھا ہون تو بھی کسی بڑے اونچے
پیڑ پر بیٹھ نہین تو وہ شیر تیرے ہی طرف آتا ہے امیر عمر کی یہہ بات سنکر بے اختیار ہنسے اور لگے کہنے او زرد
مکار دیوانہ ہوا ہے مین آپ ارادہ کرکے اسکے مارنیکو آیا ہون تو مجھے بھگاتا ہے کہ وہ اگر میرے گھوڑیکو مارے
یہہ کیا معنی رکہتا ہی مرکب میرا امیر یجان کے برابر ہے یہہ کہکر اس شیر کیطرف متوجہ ہوئے اور عمر نے ظرافت
شروع کی امیر جب نزدیک گئے دیکھے تو عجب صورت کا شیر ہے کہ درازی اسکی سر سے دم تک چالیس ہاتھ
کی ہے اسکو دیکھ کر امیر نے خدا کو یاد کیا اور روبرو ہوئے شیر نے جو آدمی کو اپنے آگے کھڑا دیکھا ؛
یک جست کی اور چاہا کہ امیر کا سر پکڑ کر دانتون مین دبالے امیر خالی دیکر بیٹھ گئے اور شیر پیچھے جا پڑا
امیر نے وہین چالاکی سے پھر کر دو نون پچھلے پاؤن شیر کے پکڑ کر سر کے گرد چرخ دیا اور نعرہ اللہ اکبر کا
کرکے اس زور سے مارا کہ اس شیر کے تمام استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے ایکہی پٹکی مین مرگیا عمر درخت سے
نیچے اترا اور امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اس شیر کی کھال کھینچ کر صاف کیا اور اندر اسکے گھانس بھری اور
درخت سے لکڑیان کاٹ کر ایک گاڑی بنائی اسپر اس شیر کو بٹھلایا اور امیر سے کہا دیکھئے مین کیا کرتا ہون
سر شام اس گاڑیکو لیکر امیر کے ہمراہ روانہ ہوا قریب صبح کے نزدیک مداین کے پہنچے شہر سے باہر قلعہ
کے دروازے کے سامنے ایک بلندی تھی اسپر اس شیر کو گاڑی سے اتار کر بٹھلایا اور آپ امیر کے ساتھ
لشکر اسلام مین داخل ہوا

داستان نوین

امیر کے آنیکی خبر نوشیروان کو ہونے مین اور استقبال کرنا اور عمر شرطکو جیتنا راوی اخبار یون بیان کرتا ہے
کہ جب امیر اور عمر اپنے لشکر مین داخل ہوئے اور یہان صبح کو شہر کا دروازہ کھلا اہل مشقت جتنے لوگ تھے باہر
نکلے کوئی لکڑیان کاٹنے کی فکر مین کوئی گھانس چھیلنے کی تلاش مین جو نہین ملکر آگے کو چلے انمین سے ایک
کی نگاہ اس شیر پر جا پڑی بے اختیار ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگیا اور ساتھ والون نے بھی اس شیر
کو دیکھا اپنی اپنی جان لیکر شہر مین بھاگے اور غل کرنا شروع کیا کہ دروازہ بند کرو بیشۂ فیض سے شیر
بھوکا ہوکر آیا ہے لوگون نے شیر کو دیکھ کر دروازہ بند کیا اور بادشاہ کو جاکر خبر دی شاہ آپ سوار
ہوکر قلعہ کے برج پر گئے اور دیکھا تو واقعی شیر ایک پشتے پر بیٹھا ہے تمام خلقت سفیلون پر لگی تماشا
دیکھنے بختک اور بزرجمہر حکیم معہ ہر ایک ساسانی بادشاہ کے ہمراہ اسکو دیکھتے تھے لیکن کوئی اسپر قصد

بکرتا تھا سب اسکو دیکھکر کانپ رہے تھے راوی لکھتا ہے کہ مقبل وفادار کا خیمہ لشکر سے باہر تھا ہر روز بادشاہ
کے سلام کو آتا تھا اس روز صبح کو چالیس پچاس سوار سے جو ہین نزدیک قلعہ کے آیا ایک عجب طرح کا
غوغا دیکھا حیران ہوا کہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو پشتے پر ایک شیر بیٹھا ہے معہ اپنے سوار دن گھوڑے اٹھا کر شیر
پر چلا قریب جاکر خیال کیا تو وہ شیر ذرہ جنبش نہین کرتا پاس جاکر دیکھا معلوم کیا بیشۂ فیض مین امیر نے
اس شیر کو مارا ہی اور عمر نے عیاری سے اسکو یہان بٹھلایا ہے جاکر بادشاہ سے یہہ تمام احوال بیان
کیا شاہ مقبل سے نہایت خوش ہوا اور دروازہ کھلوا کر باہر نکلا پاس جاکر اس شیر کو دیکھا بعد قلعہ مین آکر مجلس
جشن کی آراستہ کروائی اور مقبل کو خلعت شاہانہ امداد کیا امیر کے آنیکی خبر سنکر نوشیروان کو کمال شگفتگی
حاصل ہوئی ہر ساعت از روے مہربانی اپنی ہاتھ سے مقبل کو پیالہ شرابکا عنایت فرماتے تھے اس روز
مقبل کو کئی صندوق زر سرخ اور سفید کے حضور سے امداد ہوئے جب دربار کے برخاست کا وقت ہوا مقبل
نے اٹھکر بادشاہ کو آداب بجالایا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا غلام امیدوار ہے کہ حضور سے رخصت
ہوکر امیر شیر بیشہ فیض کو مارکر نزدیک پہنچے ہین مجھکو لازم ہے کہ اب انکی خدمت مین جاکر حاضر ہوؤن بادشاہ
نے دوبارہ خلعت دیکر اسے رخصت فرمایا اور اس موسم مین جو جو میوہ تر و خشک تھا ہمراہ اسکے واسطے
امیر کے بھیجا اور خط دستخط خاص سے مقبل کو دیکر روانہ کیا مقبل باہر نکل کر مرکب تازی نژاد پر مرصع کا
ساز لگاکر سوار ہوا اور آپ جواہر پوش ہوکر معہ تین قاتر مال بڑے طمطراق سے بیشہ فیض ہوکر چلا جبتک
داستان اسکی کہون اب دو کلمہ داستان امیر اور عمر کے ملاحظہ کیجئے کہ اس شیر کو وہان رکھکر داخل لشکر
ہوا کئی سردار پیچھے رہ گئے تھے انکی خاطر دو تین مقام کئے کہ وہ بھی آلین تو مداین کو چلین ایکروز عمر جب
امیر کے اشارے سے اسی جنگل سے باہر نکلکر مداین کیطرف روانہ ہوا قریب جاکر دیکھا تو ایک جماعت قلعہ سے
باہر نکلی اور طرف بیشہ فیض کے روانہ ہوئے عمر نے پاس جاکر دیکھا تو مقبل اس شان و شوکت سے آتا
ہے عمر نے دیکھکر کہا ہوا کہ شاید مجھے دیکھکر گھوڑے سے اترے اور بغلگیر ہووے لیکن اسکی نگاہ
جو عمر پر پڑی دیکھکر لگا ہنسنے اور پوچھنے کہ امیر کہان ہے جو تو یہان آوارہ پھرتا ہے عمر کو یہہ حرکت اسکی
نہایت ناشایستہ معلوم ہوئی لگا کہنے سن تو وہ سیاہ بدنہاد تجھکو امیر نے مداین مین بادشاہ کے حضور مین
رہنے بھیجا تھا تو کسکے حکم سے باہر آیا کہا مین نے سنا کہ امیر اس شہر کے نزدیک آئے ہین واسطے ملازمت
کے آیا ہون عمر نے کہا بہت برا کیا جو آیا مقبل نے کہا عمر تو دیوانہ ہوا ہے جو مجھسے برابری کرتا ہے عمر بہانہ
ڈھونڈتا تھا لگا کہنے سن تو وہ کالے غلام تو نے یہہ مقدور پیدا کیا کہ مجھکو کہتا ہے کہ میری برابری مت کر لینے
نیم تاجکی دور سے فلاخن کو کھولا اور ایک سنگ تراشیدہ خراشیدہ آفتاب دیدہ و مہتاب خوردہ دودخانیکے

پالی نے پرورش پایا ہوا اسکو فن کے گلے مین رکھکر مقبل کو مارنیکا ارادہ کیا وہ سنبھلنے نپایا کہ عمر نے مارا مقبل کی
پیشانی پر لگا اور خون جاری ہوا مقبل نے سوا اسکے اور کچھ علاج نہ دیکھا روتا ہوا امیر کی خدمت مین آیا امیر نے اسکا
یہہ احوال دیکھکر خیال کیا کہ شاید اہل مداین نے اسکی یہہ حالت کی ہی کہ مقبل آکر قدمبوس ہوا اور شکوہ عمر کا کیا امیر
نے اسکو تسلی دی اور عمر کی اس حرکت پر بے اختیار ہنسے فرمایا خاطر جمع رکہہ عمر آوے تمہین اسکی پرسش
کرینگے یہہ باتین ہو رہی تھین کہ عمر بھی گرد آلودہ آیا امیر نے کہا عمر تسنے سر مقبل کا کیون توڑا جوابدیا یا امیر آپ
خاوند ہین انصاف کرین دنیا مین آدمی سے آدمی ہر بات کی توقع رکھتا ہے ایکمدت کے بعد مجھسے اور اس سے
ملاقات ہوئی آپکی خدمت مین بندہ اور یہہ دونو برابر ہین اسکا کیا سبب کہ مین اسکی ملاقات کو کھڑا ہوا اور یہہ ازروی
تکبری کے مرکب پر سوار نہ سلام علیک نہ تواضع نہ یہہ کہ گھوڑے سے اُتر کر بغلگیر ہو البس اس لباس جواہر
نگار پر اور صندوق زرسرخ پر اپنے تئین بھول گیا سچ کہتے ہین خدا کم ظرف کو مقدور نہ دیوے ؛ ؛

بیت . نہ منعم بمال از کسی بہتر ست خر ار جل اطلس بپوشد خر ست امیر نے جو احوال دریافت
کیا مقبل سے کہا گناہ تیرا ہے کہ عمر کو بیجا خفا کیا اب لازم ہے کہ آپس مین صلح کرو مقبل راضی ہوا لیکن عمر نے صلح
قبول نکی کہا وہ مرد صاحب مال و منال اور مین عیار بے اعتبار مجھکو اس سے کیا نسبت اور اسکو مجھسے کیا
مناسبت جب مقبل نے دیکھا کہ عمر تصفیہ نہین کرتا امیر سے کہا نگاہ عمر کی اس مال کے صندوق پر ہے اسمین سے
ایک اسکو دیجیے کہ میرے گناہ بخشے امیر نے ایک صندوق عمر کو دیا جو نہین اسنے صورت مال کی دیکھی مقبل کو گلے
سے لگا کر آشتی کی مقبل نے نوشتہ نعمان کا گذرانا اور وہ سوغات حاضر کی امیر نہایت خوش ہوئے اور وہ میوہ یارون
کو تقسیم کیا وہ شب اسیجا گذری دوسرے دن صبح کو بزرگ امید امیر سے رخصت ہوکر طرف مداین کے روانہ ہوے
اسنکے جا پہنچے تیسرے دن امیر بھی مع لشکر اپنے کوچ کرکے آہستہ آہستہ چلے لیکن وہان بزرگ امید نے بادشاہ
کی ملازمت سے سرفرازی حاصل کی امیر کے آنیکا احوال سنایا اور کہا حمزہ حسب الامر آپکے حاضر ہوا ہے اور
یہان سے چار فرسنگ پر پہنچا ہے حضور مین خبر کرنی ضرور تھی اسواسطے گذارش کی بادشاہ بزرجمہر کیطرف
مخاطب ہوا اور فرمایا تم جسکو مناسب جانو صاحب قران کے استقبال کو بھیجو ہاتھہ باندھکر عرض کی آپ نے
اسکو اس درجہ پر سرفراز کیا ہے کہ عزت اسکو ہوئی اور یہانتک وہ آپکی پابوسی کی تمنا مین آیا اب تو لازم ہے
کہ لطف شہریاری سے اپنے چند قدم شہر سے باہر جاکر لائے کہ اسکو امید اسیکی ہے اگر اسطرح وہ قلعہ مین
داخل ہوگا تو اور زیادہ ممنون اور شکور رہیگا اس بات کو سنتے ہی ساسانیون مین ایک غل اور خروش پیدا
ہوا سب کہنے لگے شاہ کو کیا لایق ہے کہ بادشاہ ہفت کشور ہوکے ایسے ایک مکہ کے رئیس زادے کے واسطے
استقبال کو جاوے تمام عالم کیا کہیگا جب دشمنون نے بات کو یہانتک پہنچایا بزرجمہر نے انکے جواب مین کہا

معاملہ حمزہ کا ان باتون سے نسبت نہین رکھتا اسکی قدر سے تم لوگ واقف نہین ہو کہ شاہ نے لے اپنا پسر خواندہ کیا ہے اور تربیت کرکے اس مرتبہ کو پہنچایا ہے جو کچھ وہ کہے اقبال اسکا ہی دوسرے لمبے اپنے قوم کا بھی سردار ہے سب اسکو ممتاز جانتے ہین بہترین اشراف عرب ہی بیتیر سے بادشاہ کو نہین دیکھا غائبانہ اپنی جان نثار کرکے وہ لڑائی لڑا اور حشام کو مارا حق اسکا تمام قوم ساسانی زن و مرد خرد و بزرگ کی گردن پر ہے کہ اتنے ہزار آدمی قید سے چھڑائے اور سب تمہارے اقربا زن و فرزند تھے پس سب پر لازم ہے کہ اسکی خدمت کرین سوا اسکے اسنے اکثر شاہزادون کو اور پہلوانون کو زور بہادری سے مطیع کرکے سلک مین بندگان بادشاہ کے لایا ہے مثل منظر شاہ یمنی لنعمان بن منظر سلطان بخت مغربی طوق بن حیران عمر معدی کرب مقبل وفادار عمر عیار اور بیس ہزار سوار بزرجمہر نے ایسے تقریر سے یہہ جملہ ادا کئے کہ ساسانیون نے سکوت کیا بادشاہ نے سواری منگوا کر مع اپنے تمام امرا چار ہاتھی کے تخت پر سوار ہو کر متوجہ امیر کے استقبال کو ہوا مع اپنے بیٹون اور وزیرون شکوہ شہریاری سے لشکر بے نہایت لیکر قلعہ سے باہر نکلے اس روز سوار اور پیادون کے چلنے سے گرد و غبار آسمان تک پہنچا اور نائے ہوئے مردان سپاہی ایران غوغا پیادگان آگے آگے تھے بادشاہ تخت پر کیکاؤس کے سوار اور روبرو تخت کے ناوک انداز تیر انداز حشمت انداز مستعد برابر جلو مین ایکطرف ہنر عیار جو اپنا ثانی نہین رکھتے تھے چار سے عیار سے نے لوازی کرتے ہوئے اور ایکطرف جوانان پر وانچی مرصع پوش اور پیچھے تخت کے سازندہ نائے چالاک اور تیز دست گھوڑون پر سوار گاتے بجاتے عالم عشرت کا اس بیابان مین سب کو دکھاتے اور ساقی ہائے گلندام شراب ارغوانی کا جام ہر ایک کو پلاتے چلے جاتے تھے بعد انکے سپہ سالار اور سردار ساسانی مجدی گیا مرسی لہراسپی گھوڑون پر گینڈون پر ہاتھیون پر تختون پر سوار جب بادشاہ کی سواری مدائن سے دو کوس آگے بڑھی نگاہ کرین تو بیشہ نیض کیطرف ایک گرد پیدا ہوئی سیاہ لوبار یک تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ غلطان و پیچان مانند زلف عروسان جو نزدیک پہنچی مقراض بادنے گریبان کو اس گرد کے تا بدامان چاک کیا نشان تیس ہزار سوار تیس علم اسمین سے نمود ہوئے علم اژدہا پیکر کے سایہ تلے امیر مرکب سیاہ قیطاس پر سوار مع سرداران نامدار شکوہ سپہ سالاری بادشاہ کو دکھائی دئے اور جلو مین امیر کے بابا می روندگان عالم سرہنگان روزگار عمر عیار قنطورہ زنبقی وتا وہ سغر لائی گو فن عیاری حیلہ ہائے ناقہ آراستہ کئے ہوئے تمام شاگرد اپنے ہمراہ لئے ہوئے نی نوازی کرتا ہوا اور صاحبقران سلاح پیغمبرون کا بدن سے لگائے ہوئے اور گھوڑے پر جوشن جواہر نگار پڑا ہوا اسکے اوپر جلا جل زرین اور رنگ حیدری لگے ہوئے دُہرے پلنگ اور رشتے زرلعبت کے گردنمین اسکے پڑے ہوئے اسکی پیٹھ پہ امیر بادرانہ بیٹھے ہوئے برس پندرہ سولہ کے سن و سالمین مانند شب چاردہ اور اسوقت چہرے پر امیر کے خال سبز رنگ ہاشمی گلابی سے

ابر ایسی چمکتا ہوا نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا غرض امیر کی یہہ شان و شوکت دیکھکر ہر ایک شخص حیرت سے
دیکھ رہا تھا اور نوشیروان کا یہہ عالم تھا کہ صاحبقران کیطرف گویا انکھین سی دی تھین اور جسنے یہہ
وضع امیر کی دیکھی ارادہ برابری کا دل سے اٹھا دیا نگاہ امیر کی جو نہین بادشاہ پر پڑی خانہ زین سے
جست کرکے زمین پر کھڑے ہوئے اور وہ جو تخت اثاثہ سلطنت کے ساتھ حشام ماین سے لگیا
تھا اصل تخت خسروی وہ تھا امیر نے اس تخت کو اپنے سر پر اٹھاکر بادشاہ کے پابوس کا ارادہ کیا
اس تخت کو سر پر اٹھانیکا سبب یہہ تھا کہ کیو مرث کیخسرو نے توران کو مسخر کرکے جب ارادہ ایران کا
کیا اور اہل ایران نے بھی اسکو اپنی بادشاہی مین قبول کیا اس روز رستم بن زال اس تخت کو سر پر
اٹھاکر تیس قدم بادشاہ کی تعظیم کو گیا تھا اسواسطے امیر بھی اسکو سر پر لیکر بادشاہ کی توقیر کو کھڑے
ہوئے اور چالیس قدم گئے کہ میرے زور کو کوئی رستم کے زور سے کم نجانے بادشاہ کو یہہ حرکت امیر کی نہایت
خوش آئی ہاتھیونکو اپنے بٹھواکر تخت سے اپنے اترکر زمین پر کھڑے ہوئے اور خادمونکو اشارت کی کہ
امیر کے سر سے تخت جلد ہی اتار لین اور آپ دوڑ کر امیر کے پاس چلے تھے کہ امیر اگر قدمبوس ہوئے شاہ نے
دونو بازو امیر کے پکڑ کر مانند جان گلے سے لگایا اور درمیان مین دونو ابرو کے بوسہ دیا اور اسیدم امیر کو اپنے
ہر فر فرامرز دونو بیٹون سے بغل گیر کروایا معہ بختک اور بزرجمہر سب سردارون سے ملاقات کروائی باقی داستان
فردائی شب رہا دوشینہ قصہ کو یہانتک پہنچایا تھا کہ جب امیر بادشاہ کی ملازمت کرچکے خواجہ بزرجمہر نے عمر
کی شاہ سے تعریف کرنی شروع کی اور اسکو حضور مین ملازمت کو لائے شاہ اسکیطرف مہربانی سے پاؤن
پھیلایا کہ چومے اور ہاتھ کو زانو پر رکھا عمر نے بادشاہ کے پاؤن چومکر ہاتھ پر بوسہ دیا اور دست بوسی کے
وقت انگشتری شاہ کی اس چالاکی سے اتار لی کہ کوئی ہرگز واقف ہوا بادشاہ سے ملازمت کرنے لگا اور لوگون
سے بغل گیر ہونے جب نوبت ملک بختک کی آئی عمر نے ہمکنار ہونے کیوقت وہ انگوٹھی آہستہ سے اسکے جیب
مین ڈالدی اور ہر ایک امرا و نامدار سے ملاقات کی اسوقت بادشاہ نے گھوڑا طلب کیا اور اسپر سوار ہوکر عنان
بعنان صاحبقران کے مداین کو متوجہ ہوئے عمر اپنے عیارون سے جلو مین نوشیروان کے قدم مارتا ہوا
چلا اور اپنے شاگردون کو حکم کیا کہ خبردار کسی غیر کو اپنے پیچھے آنے مدینا جب نوشاہ کا جو مہتر عیارون کا تھا
آتش نامی اسنے امیر کیطرف دیکھکر غل کیا اور کہا وہ لڑکے اپنی جگہہ پہچان چلو بادشاہ کی مجھ سے تعلق رکھتی
ہے تیرا یہہ رتبہ نہین جو اسجا تو حاضر ہو عمر نے جواب دیا تو بھی اپنے کام کا ایا ہے استخاطر اتنک تو تھا پر
اب یہہ خدمت تجھے نہین پہنچتی کیونکہ جب پانی ہو تب تیمم کرتے ہین آتش عیار یہہ سنکر غصہ مین آیا اور لگا واہیات
بکنے یہہ گفتگو امیر اور بادشاہ نے سنی احوال کو دریافت کیا اور پوچھا یہہ کیا ماجرا ہے آتش نے عرض کی شہریار

۴۵۲

غلام آپ کے اردوئے خاص مین عیارون کا سردار ہے اور یہہ عیار بچہ مجھے جلو مین دیتا بادشاہ نے سنکر نگاہ
عمر کیطرف کی اور فرمایا ایعمر تو کیا کہتا ہے جوابدیا عیاری فقط باتون سے نہین معلوم ہوتی تعلق کسب و ہنر سے رکھتی
ہے بالفعل بڑا امتحان اس فن مین دوندگی کا ہے اگر اسکو بات کا امتحان منظور ہو تو یہی گوئے اور یہی میدان ہے ؛
آزمایش کرلے بادشاہ نے فرمایا عمر تونے خوب کیا ہم نے ایکبات ٹھہرائی ہے اسمین دونو کا امتحان معلوم ہوویگا
مداین کے قلعہ کا دروازہ یہان سے دو فرسنگ ہے ایک ایک تیر دونو آدمی لیوین جو شخص پہلے دربان کو دے
وہ زیادہ ہے دونو نے قبول کیا بادشاہ نے فرمایا ایک ایک تیران دونو کو دو عیار سے حضور تیر لیکر روانہ ہوئے
کتف بکتف قدم ملاتے چلے جب سواری سے کچھ آگے بڑھے عمر دانستہ پیچھے رہ گیا اور آتش آدھ کوس
نکل گیا ہر ایک لگا کہنے عمر ناحق ہتر عیارون سے شرط باندھکر بلا اپنے پر مول لی آخر وہی زور آور تھا لگے پہنچا
اور یہہ پیچھے رہ گیا عمر نے لوگون کی یہہ باتین سنکر اپنے پاپوش کے پاشنے راست کئے اور وہان آتش اڑا چلا
جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا یہہ گوئے میدان سے لیگیا اب عمر کب پہنچ سکتا ہی نزدیک تھا کہ دروازے پر
پہنچے کہ بابائی روندگان نے معلق اپنے تئین اسکے پاس پہنچایا اور جست کرکے دولاتین اس زور سے اسکی
گردن کے نیچے دونو شانون کے بیچ مین لگائین کہ وہ بے اختیار گر پڑا اور سر اسکا پھٹ گیا عمر نے اسکا نصف
تاج عیاری کا سر سے اتار لیا اور اپنے تئین دربان کے پاس پہنچاکر وہ اپنا تیر دیا اور پھر کر بادشاہ کی خدمت مین
گیا امیر کے اور شاہ کے رکاب کو بوسہ دیا اور وہ اسکا نیم تاج دکھایا بادشاہ معہ تمام سردارون یہہ سنکر خوب
ہنسے لیکن آتش عیار اس شرمندگی سے حضور مین نہ آیا اپنے گھر کو گیا جسوقت سواری بادشاہ کی معہ صاحبقران
نزدیک شہر کے پہنچی دروازے پر شاہ نے جاکر فرمایا کہ لشکر امیر کا تل ستادکام پر اترے قلعہ کے باہر دریا
کے کنارے ایکجا ہے اسکو لوگ تل ستادکام کہتے ہین لشکر اپنا اور لشکر صاحبقران کا وہان اتارا خیمے اور سرا
پردے استادہ ہوگئے اور بادشاہ کے ہمراہ شہر مین داخل ہوئے عجب طرحکا قلعہ آراستہ دیکھا کہ برج و
کنگورہ ہر جانب کے فصیل کا محکم خندق پر آب و خاکریز و سنگ انداز تیار شہر مین باغات قصر والوانکوشک اور بتخانے
خانقاہ مدرسے ہر جا پر سفید ایک لطف سے معلوم ہوتے تھے شہر نہایت آراستہ و پیراستہ زیب دہندہ زینت
بخش چار سو کا ہر ایک آراستہ امیر نے جو یہان کی رعیت کے اقربا حشام کی قید سے چھڑا کر بھیجے تھے ہر ایک خورد و
بزرگ نے جشن کی تیاری کی تمام شہر کو آئینہ بند کیا دوکاندارون نے اپنی اپنی دوکان کو بادلے اور زربفت سے
مڑھا اور پوشاک نفیس پہنکر ہر ایک شخص اپنی دوکان مین امیر کے دیکھنے کی اشتیاق مین بیٹھا اور ہر کوچہ مین پا انداز
مخمل اور کمخواب کا بچھایا جواہرات کا ہر بازار مین ڈھیر لگا دیا شہر مین ایک عالم عید کا سا جمع تھا تماشا کنان
تمام خلقت سواری کی کیفیت دیکھتے تھے کہ امیر رکاب بر رکاب بادشاہ کے ساتھ سیاہ قیطاس پر سوار آگئے

ہر ایک شخص لگا امیر کو دیکھ کر دعا دینے تا کہ شاہ ہفت کشور کے بارگاہ جمشیدی کے دروازے پر پہنچے گھوڑون
پر سے اتر کر اندر داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ امراء اسلام دست راست بیٹھین اور زیر دست شاہزادے ہرمز
کے عمر کو جا دو عمر ایک کرسی مرصع نگار پر تکیہ سے لگ کر بیٹھا بزرجمہر کے پہلو مین تمام حکیم بیٹھے اور تمام سردار
کفار شاہ کے دست چپ کو تھے بادشاہ نے فرمایا امیر کی طرف دیکھ کر تم لایق اپنے مکان دیکھو اور جہان جی چاہے
وہان بیٹھو امیر نے دل مین کہا کہ ایسی جا بیٹھئے کہ کوئی دعوی ہمسری کا نکرے مثل ہے گر بہ کشتن بروز اول بادشاہ
کے برابر ایک صندلی جواہر نگار بچھی تھی کہ مشہور وہ رستم کی تھی امیر اسی پر بیٹھے جسوقت امیر نے اسکا غاشیہ
اٹھا کر قدم رکھا تھا کہ فغان ساسانیون مین پیدا ہوئی کہ حمزہ کا یہ رتبہ نہین جو رستم کی کرسی پر بیٹھے لیکن روز
اول تھا اسواسطے خاطر چپ ہو رہے ہے کہ مہمان ہے ابھی اس سے پرخاش کرنی خوب نہین بادشاہ اسکے واسطے اور جا
مقرر کرینگے سب اسی خیال مین تھے کہ بادشاہ نے کئی خوان زر سرخ و سفید کے منگوا کر امیر کے سر پر نثار کئے
اور امیر نے جو تحفہ شاہ کی خاطر لایا تھا گذرانا بعد شاہ نے شربت طلب کیا جوانان خوبصورت خوش لباس وشیرین
تراز جام شربت کا لیکر لگے یارون کو دست بدست دینے جب شاہ وامیر مع امراء شربت پی چکے خوان سالار
جواہر نگار خوان لیکر حاضر ہوئے اور ہر نعمت ہر قسم کی جو کہ عالم مین ہی بہم پہنچ سکی لا کر چنی جب کھانے سے فراغت ہوئے
اور ہاتھ دھو چکے آپس مین لگے خوش طبعی کی رمز اور رموز ہونے اور ساقیان سیمین ساق بعد طمطراق مجلس مین
حاضر ہوئے اور دور شراب کا گردش مین آیا مطربان خوش الحان جہان تک تھے حاضر ہوئے اور صدا ساز و آواز کی
بلند ہوئی نسیم عیش سے اس گلشن محفل مین غنچہ دل ہر ایک کا شگفتہ ہوا اسوقت شاہ نے عمر کو از راہ سرفرازی فرمایا
کہ بابا ہمکو تمہارے گانیکا نہایت اشتیاق ہے تم کچھ گاؤ عمر نے دوتارہ حضرت داؤد علیہ السلام کا لیکر بجانا شروع
کیا اور کئی شعر درد آمیز ایسے گائے کہ ہر طرف سے آواز احسن احسن اور واہ واہ کی پیدا ہوئی بادشاہ نے اسوقت
قصد کیا کہ انگشتری زر ہاتھ سے نکال کر عمر کو دیوے خیال کیا کہ انگلی مین وہ انگوٹھی نہین حیران ہوا کہ ہماری ہاتھ کی
انگوٹھی نہین معلوم ہوئی تلاش کرو کسنے لی ہی عمر نے کہا خاوند سوائے خلوتیون کے کوئی باہر کا نہین آیا حکم ہو تو ان
سب کا جھاڑالون کہا اچھا عمر لگا پکار پکار کہنے یارو جسنے انگوٹھی پائی ہو حوالے کر دے کہ شاہ ہرگز کچھ نہین فرماوینگے
مین تمہاری تقصیر معاف کرواؤنگا لوگ لگے ڈھونڈھنے اور ہر ایک شخص لگا کہنے الحمد للہ ہم ابھی باہر نہین گئے بادشاہ
نے فرمایا مردمان اسلام مین کسی نے نہین لی ہمارے ہی آدمیون کو دیکھو جب پر داخلی عام ایک ایک کو دیکھ چکے
اور نہ ملی حکم بزرجمہر کو ہوا کہ تم اٹھ کر حکما اور علما کا جھاڑا لو خواجہ لگے ہر ایک کے جیب و کمر دیکھنے جب بختک کے
پاس آئے وہ خاتم اسکے جیب سے نکلی شاہ نے فرمایا یہ وزیر ہو کر نیت چوری کی رکھتا ہے اسکو سیاست کرو کہ پھر
ایسی حرکت نکرے امیر نے بادشاہ کے کان مین آہستہ سے کہا اسپر غصہ نفرمائیے بے تقصیر ہے یہ خوش طبعی عمر کی

تھی شاہ نے اسکی تقصیر معاف کی اور عمر کی تیزدستی دیکھ کر حیران ہوئے اور وہ انگشتری عمر کو بخشی اور امیر کو سروپائے
مرصع سرداران اسلام کو خلعت جواہر نگار عنایت فرمایا اور امیر کو ارشاد کیا کہ مع اپنے رفقا ہر روز دربار کیوقت
حضور مین حاضر ہوا کرین اسوقت امیر رخصت ہو کر تل شادکام کیطرف روانہ ہوئے اور بارگاہ حشام مین داخل
ہوئے باقی داستان فردای شب راراوی روایت کرتا ہے کہ جب امیر مع سرداران اسلام اپنے لشکر مین
داخل ہوے اس روز ملک بختک نے ایک رقعہ عمر کی خدمت مین لکھا کہ اسمین یہہ مضمون تھا کہ بابای روندگان
عالم مین تم سے التماس رکھتا ہون کہ پھر کبھی دوسرے مرتبہ ایسی حرکت مجھسے نہ کیجیگا کہ مین ساہیون مین نام و
نشان رکھتا ہون یہہ ظرافت میرے واسطے سبکی رکھتی ہے پانسو تمن مین نے آپکی خاطر بھیجے ہین قبول کیجیے اور پانسو
تمن کا خط اپنے پاس رکھئے بعد چند روز کے یہہ بھی حاضر کرونگا عمر نے وہ روپئے لیکر خط کو پڑھا اور نہایت خوش
ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ یہہ فال مبارک ہے کہ پہلے روز صورت مال کی دکھائی دی چاہئے کہ ہمیشہ اسیطرح دستیاب
ہے اس خط کا جواب لکھکر عیار کو دیا اور معذرت کی اسکے دوسرے روز امیر پھر مع امرائے نامدار بارگاہ خسروی
مین گئے اور بادشاہ کو مجرا کر کے رستم کی صندلی پر بیٹھے اس روز بادشاہ نے کمال مہربانیان فرمائی اور ساسانی
اور مجدگی اور گیامرسی قوم کے لوگ اور اکثر وزیر و حکیم و ندیم جو کافر تھے انھون نے امیر کی دشمنی پر کمر باندہی
اور فتنہ و فساد کے تجسس مین رہنے لگے کہ کوئی بات ایسی پیدا کیجئے کہ اسکو بادشاہ کی نگاہ سے گرا دیں ایکروز
امیر بارگاہ مین اسی کرسی پر بدستور سوابق بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جوان نوخاستہ بارگاہ کے دروازے سے اندر
آیا اور مانند مینار کے قد مرصع پوشش زرہ کے دامن کو گردانے ہوئے اور آستینون کو رومال کئے ہوئے دست بقبضہ دلاور
اسنے اگر بادشاہ کا مجرا کیا بارگاہ مین جہانتک سردار کفار تھے اسکی تعظیم کیواسطے کھڑے ہوگئے وہ ایک فولادی
کرسی پر زیر دست ہرمز تاجدار کے بیٹھا اور بچشم غضب امیر کیطرف دیکھ کر کہنے لگا ای ابو العلی بادشاہ نے مجھکو
کابل بھیجا تھا تم جو میرے باپ کے دنگل پر بیٹھے کیا ارادہ رکھتے ہو اور نوشیروان سے کہا یہی چاہئے کہ باپ کو میرے
دشمن کی لڑائی پر بھیجا وہ اسے زیر کرکے لے آتا ہی لتنے روز کیلئے آپنے صبر نکیا جلدی میرے باپ کی ایک مکہ
کے رئیس زادیکو دی بادشاہ سے ایسی باتین کین کہ امیر سے رہا نگیا شاہ سے عرض کی یہہ کیا کہتا ہے فرمایا کہ
اسکا نام فولاد بن گستہم ہے بہرام گرد خاقان شہزادہ چین نے مجھسے سرکشی کی تھی مین نے اسکے باپ کو لشکر کے
جنگ کے فتح کرنیکو بھیجا ہے شاید دس سے لیکر بارہ دن مین پہنچے اور وہ اسی کرسی پر بیٹھتا تھا جسپر تم بیٹھے ہو وہ
میرا سپہ سالار ہے اور بہادری مین لاثانی ہے اس خاطر یہہ جا اسکو دی تھی اب یہہ کہتا ہے میرے باپ کی جا یہہ
کیون بیٹھا ہے امیر نے جو یہہ بات سنی کہا میرا بھی یہی مقصد تھا کہ وہ مجھسے زور آوری کا امتحان کرلے اسکے باپ
کو یہہ زہرہ کب ہی کہ میرے روبرو ڈینگ شجاعت کی مارے دیا زور و دلاوری سے آنکھ ملاوے فولاد کا مارے

غصہ کے سارا بدن کانپ گیا کہنے لگا ای امیر بادشاہ کے پاس بیٹھ کر لاف مارنی اچھی بات نہین اگر منظور ہو تو آؤ
ہم اور تم پنجہ کرین اسمین زور معلوم ہو جائیگا امیر نے کہا بسم اللہ آؤ مین بھی یہی چاہتا ہون وہ اٹھکر امیر کے پاس
آیا اور اسنے اپنا پنجہ طرف امیر کے بڑھایا امیر نے اسکے پنجہ مین پنجہ ملاکر ایسا زور کیا کہ وہ گبر پنجہ تاب نہ لا سکا
کرسی سے گر ہی پڑا اور خنجر کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے دست اسکا پکڑا اور خنجر ہاتھ سے نکال لیکر اپنے طرف اسطرح
کھینچا کہ وہ دو زانو بیٹھ گیا ہرمز تاجدار نے اسکو امیر کے ہاتھ سے چھڑایا اور اسسے کہا تم کیا کرتے ہو شاہ
کی مجلس مین بے ادبی کرنے چاہتے ہو کہ یہہ محفل برہم ہو شاہ نے بھی امیر سے مذکور کیا اور خلعت دیا
دشمنون کو امیر سے اور زیادہ بغض پیدا ہوا جب دربار برخاست ہوا امیر سوار ہو کر تل شاد کام کی طرف
متوجہ ہوئے ہر روز اپنے موافق دستور کے حضور مین آتے تھے کہ بعد کئی روز کے حضور مین خبر آئی کہ
گستہم بہرام کو مع چار ہزار ازبک قید کر کے اپنے ہمراہ لئے آیا ہی اور مداین سے کئی کوس پر اسکا لشکر اترا
ہے منتظر حضور کے فرمان کا ہے جب ارشاد ہو شہر مین داخل ہووے بادشاہ کچھ فرمایا چاہتے تھے کہ
خواجہ گراز الدین ملک بختک نے اٹھکر بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور یہہ عرض کیا کہ وہ خدمتگذار خداوند
کے حکم سے بڑا کام کر کے آیا ہے اگر نور اقبال شہ کا پرتو اسپر پڑے تو کچھہ عجب نہین کہ قطرۂ زلال وصال
آپ کے اس تشنہ بادیہ سرگردانیکا بھی لب تر ہو اور سرفرازی اسکی تمام قوم مین ہو لازم ہے کہ آپ
سوار ہو کر کئی قدم شہر سے باہر جاوین اور استقبال کر کے لے آوین کہ یہہ موجب تمام ساسانیون کے امیدواریکا
ہی بادشاہ سوار ہو کر شہر سے باہر گیا راہ مین بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر کو بھی خبر کرنی لازم ہے
بادشاہ نے آدمی امیر کے پاس بھیجا کہ ہم گستہم کے لینے کو جاتے ہین تم بھی جلدی آؤ یہان سواری شاہ کی کھڑی
ہے جب شہر سے ایک کوس باہر گئے گرد و غبار روبرو سے پیدا ہوئی اور مقراض بادنے گریبان گرد کو چاک کیا دس
پرکالہ علم نمود دس ہزار سوار کا ظاہر ہوا پیشاپیش علم گرگ پیکر کے تلے گستہم بن اشک زرین کفش زرہ جوشن
پہنے ہوئے گرگدن پر سوار دکھلائی دیا بہرام کو جو پکڑلایا تھا اسطرح موچھون کو تاؤ دیتا چلا آتا تھا گویا تمام عالم اسکا
زیر بار احسان ہے نزدیک اگر شاہ سے ملازمت حاصل کی اور زمین خدمت کی چومی تمام ساسانی خورد و بزرگ
سے ملاقات کی اسکے آنے سے تمام کفار کو شادمانی حاصل ہوئی سب نے سجدہ شکر کا اپنے پوجنے دو تو خدا کو ادا کیا
بادشاہ نے اسے ہمراہ لیکر طرف مداین کے بازگشت کی تھوڑی دور گئے تھے کہ راہ مین پھرتے وقت امیر بھی
آئے اور بادشاہ کو مجرا کیا فرمایا گستہم سے تم پہلے ملو امیر گستہم سے ملاقات کرنے کو چلے اور سواری بادشاہ
کی مداین کو گئی لیکن جب گستہم شاہ سے ملاقات کر چکا پیچھے سوار کے عنان لئے ہوئے آہستہ آہستہ تمام سرداران
کے ہمراہ جاتا تھا بختک نے اُسسے باتین کرنی شروع کین اور ہم زبانی مین ذرا یا شکوہ صاحبقران کا لگا کرنے اسکو

امیر سے شوق لڑائی کا دلایا اور کہا بے ادب یہان حمزہ کی کہانتک بیان کرون کہ تمھاری جگہہ پر بیٹھا ہے اور تمہارے بیٹے فولادبن گستہم سے پنجہ کیا اور لیگیا کہ تمام مجلس مین شرمندہ کیا گستہم نے کہا خاطر جمع رکھہ کہ اب مین آیا ہون ہر ایک اپنی جا بیٹھے کا کسکا مقدور ہے جو میری کرسی پر بیٹھے یہہ دونو اس گفتگو مین تھے کہ علامت امیر کی سواری کی معلوم ہوئی بختک نے کہا ای پہلوان وہ عرب یہی ہے تیری ملاقات کو آتا ہے بغلگیری کے وقت اسکو اپنا زور دکھا کہ تمام استخوان اسکے نرم ہوجاوین آج پہلا روز ہے اگر تیری قوت دیکھیگا ساری عمر یاد رکھیگا کہا خاطر جمع رکھہ یہی کرونگا جسوقت امیر نزدیک پہنچے گستہم نے جلدی ہوئے بے اختیار گھوڑے سے اُترکر زمین پر کھڑا ہوا اور واسطے تعظیم صاحبقران کیطرف چلا امیر بھی اسے پیادہ دیکھہ کر مرکب سے تلے اترے اور باہم اظہار محبت کرکے بغلگیر ہوئے گستہم نے امیر حمزہ کو چھاتی سے لگا کر زور کرنا شروع کیا اور کہا ای ابوالعلی مجھکو تمہاری ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا امیر نے دیکھا کہ یہہ زور اسکا محبت کا نہین نظر آتا اپنی قوت کو امتحان کرتا ہے اپنے تئین ہشیار رکھنا کہ جہانتک زور اسمین تھا سب کیا اور جسمین کہا کہ اسکا کام مین تمام کرچکا پھر امیر نے بھی کچھہ خیال مین نہ لایا اور کہا ایجوان کیا کہون جب مجھے تیری آرزو تھی کہ کونسا روز ہوگا جو ہم آغوش ہونگے بارے آج ایک مدت کے بعد تمنا دل کی حاصل ہوئی اور لے بغل مین لیکر ایک زور ایسا کیا کہ وہ تاب نہ لاسکا بیتاب ہو تین گوز اسیدم متعاقب اس سے صادر ہوئین اور شرمندہ ہو کر دل مین کہا کہ لعنت ہے بختک کی ہفتاد پشت پر کہ مین نے یہہ خجالت اسکے سبب سے پائی انکہین نیچے کرکے آہستہ سے امیر کے کان مین کہا امیر تم جوانمرد ہو التماس کرتا ہون کہ یہہ واقعہ کسی پر ظاہر نہووے ہمارے اور تمہارے یہان یہہ شرط ہے امیر نے قبول کیا اور اس سے ہاتھہ اٹھایا گستہم مداین کو روانہ ہوا اور امیر نے عمر سے فرمایا جیمین آتا ہے ذرا اس میدان کا سیر کرلین جب چلین گے سواری امیر کی آگے کو بڑھی دیکھئے تو ایک تابوت کے صندوق کو اعرابی کے سر پر زنجیرون سے بندھا ہوا ہے اور تابوت کا منہہ بند ہے اور چار ہزار سوار اذبک طوق و زنجیر کئے ہوئے گھوڑون پر سوار ہین اور اُنکے پانون گھوڑون کے پیٹ تلے رسیون سے بندھے ہوئے ہین امیر نے سیاہ قیطاس کو آگے بڑھایا اور لوگون سے پوچھا یہہ تابوت کسکا ہے کہا بہرام گرد خاقان نام اسکا ایک پہلوان گستہم نے اسکو چین سے قید کرکے لایا ہے اس تابوت مین وہ بند ہے امیر نے کہا جسکو بہادری سے زیر کرتے ہین اسکو اسطرح قید نہین کرتے یہہ کہکر برابر تابوت کے آئے اور اسکے منہہ کو کھولا ایک جوان سرو آزاد کو دیکھا کہ طوق و زنجیر کیا ہوا اُس اندھیرے مین مارے بھوکھہ اور پیاس کے بیہوش ہے امیر نے تھوڑا گلاب منگوا کر اسکے چہرے پر چھڑکا اور پانی اسکے حلق مین چوایا کی اس جوان نے آنکھہ کھولدی اور امیر سے کہا ایمرد نیک تو کون ہے کہ اسوقت مین تو نے مجھہ سے یہہ نیکی کی کہ باعث میری زندگانی کا ہوا چار مہینے ہوئے کہ مین مانند کی صورت سے واقف نہین اور اگر کبھی کسی نے پانی بھی

دیا تو بیہوشیکی دوا ملی ہوئی امیر نے پوچھا ای بہرام گستہم نے تجھکو کسطرح زیر کیا اسنے جواب دیا کہ ایکروز اسنے
جاکر مجھسے لڑائی کی کشتی مین مینے اسکو زیر کرکے اپنے تابع کیا چار برس تک یہہ میری خدمت مین حاضر رہا ناگہان
ایکدن مین شکار کو گیا تھا ایک صید کے پیچھے اپنی فوج سے متفاوت ہوا یہہ میرے ہمراہ تھا مین نے پیاسا ہو کر اس سے
پانی مانگا اسنے داروبیہوشی ملاکر مجھے دی مین وہ پانی پیکر بیہوش ہو گیا یہہ اسطرح مجھے پکڑ لایا ہے امیر کو اسپر
رحم آیا قید اسکے بدن سے دور کئے اور اسکے آدمیون کو بھی خلاص کر دیا بہرام کو سوار کرکے اپنے اردو مین
لے گئے یہہ خبر گستہم کو ہوئی کہ حمزہ نے یہہ حرکت کی سنتے ہی مارے غصہ کے گویا وہ آگ مین جھلک گیا اور جاکر
یہہ احوال بادشاہ سے کہا بادشاہ نہایت خفا ہوا اور کہا کہ حمزہ نے یہہ مقدور پیدا کیا کہ بیحکم ہمارے ایسی حرکت
کی اسی ساعت امیر کو طلب کیا عیارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ حضور مین آپکو بلایا ہے امیر سوار ہو کر شاہ
کی خدمت مین گئے اور پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشہ نے فرمایا ای ابو العلی تم جانتے ہو کہ بہرام سا دوسرا
اور کوئی میرا دشمن نہین ہے تم نے جو اسے قید سے چھڑایا اب کیسا وہ گرفتار ہوگا امیر نے کہا بندیکی غیرت قبول
نہین کرتی اور یہہ خوش نہین آتا کہ ایک شخص کو نامردی سے پکڑکر اسطرح طوق و زنجیر کیجئے تمام دنیا مین ؛
لوگ ہر شہر کے درمیان محافل اور مجلس مین کیا کہینگے آپکیواسطے اسمین بدنامی ہے تواریخ اور تذکرونمین
یہہ لکھا جایگا کہ نوشیروان نامرد تھا اسکے وقت مین اکثر بہادرونکو نامردی سے گرفتار کرتے تھے کام
ایسا کیجئے کہ بدنامی نہو نیکنامی رہے بہرام ایسا کہان کا رستم زمانہ ہے کہ کوئی اسکو زیر نکر سکیگا فرمایا کہان
ہے بلوا امیر اسے ساتھ لئے گئے تھے حضور مین حاضر کیا بادشاہ اسکی طرف مخاطب ہوا اور فرمایا ای بہرام گستہم
نے تجھکو مردی سے زیر کیا تھا یا نامردی سے کہا شہریار باوجود اسکے چار مہینے سے مین بے آب و طعام
قید کی شدت سے قریب مرگ پہنچا ہون گستہم کو کہئے کہ تلوار کھینچ کر آوے مین اگر اسکی تلوار نہ چھین لون تو ؛
گنہگار اسیوقت فرمائے کہ سر میرا تن سے جدا کرین تا پھر کوئی روبروشاہ ہفت کشور کے جھوٹھ نہ بولے گستہم
بھی اسوقت مع اپنے تمام سردارون اور ساسانیون کو ہمراہ لئے ہوئے کھڑا تھا پر اتنی جرات نہوئی کہ اسکو
جواب دے روبروشاہ کے نہایت شرمندہ ہوا بادشاہ نے فرمایا امیر تم بہرام سے لڑوگے جواب دیا
جسوقت فرمائی اس سے پوچھا ای بہرام تو حمزہ سے زورازمائی کریگا عرض کی اسیدم مین حاضر ہون بندہ بھی
یہی امید رکھتا ہے کہ شہریار میری دلاوری کا امتحان لین اور دیکھئے کہ بہادرون مین کیسا ہون امیر نے شاہ
سے کہا ابھی قید کی کوفت رکھتا ہے حکم ہو کہ چالیس روز تک دولت سے خداوند کے ناز و نعمت مین رہے
کہ توانا ہو بعد قبلہ عالم کے آگے بندے سے لڑیگا بادشاہ کو یہہ بات پسند آئی امیر کو اور بہرام کو خلعت عنایت
فرمایا اور کہا یا امیر بہرام کو تمھین اپنے پاس رکھو بعد چالیس روز کے ہم اسکو طلب کرینگے امیر اسکو ہمراہ لیکر

اپنے لشکر کی طرف تل شاد کام کے روانہ ہوئے باقی داستان فردا کی شب راکل رات کو قصہ یہانتک پہنچایا
تھا کہ صاحبقران بہرام کو لیکر اپنے مقام پہ گئے اور صحبت بزم کی اسکے واسطے آراستہ کی ہر روز ایکبار دربار کیوقت
بادشاہ کے حضور مین آتے تھے جب چالیس دن گذر گئے اکتالیسوین دن امیر بہرام کو سوار کرکے اپنے ہمراہ
شاہ کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ اب بہرام حاضر ہے اور اپنی قوت اصلی پہ ہے بندیکو لڑوائیے نوشیروان
ملک العادل نے بہرام سے پوچھا اسکو بھی مستعد پایا فرمایا بہت بہتر ہے ہم بھی تماشا دیکھینگے اسیجا بارگاہ
کیخسروی مین زمین کو ہموار کر دلوگون نے اسیدم اکھاڑا کھود کر تیار کیا اور گرداگرد سوار کے سردار بارگاہ
مین حاضر ہوئے امیر اور بہرام دونون نے سلاح اور لباس اپنے گلون سے اتارا اور شیر کی کھال کے جانگئے
زانوتمین پہنے اور اوپر لنگوٹ کھینچا کمر مین زنجیرین سونیکی لپیٹ کر پوست پلنگ کی لوٹ سرون پہ رکھے اور خم
ٹھوک کر دو نوجوان مثل رستم بن زال اور سام بن نریمان اس تعلیم مین کودے اور گردنون مین ہاتھ ڈال کر
ایک ٹکر ایسی لی اگر کوہ فولادی لیکے ہاتھ کے مقابل ہوتا سرمہ ہو جاتا جنگ کشتی مین در آئے اور لکد ملکد ٹکر
بکٹر سینہ بسینہ مشت بمشت لگے لڑنے نہ اسکو ظفر تھی نہ اسکو ظفر نہ اسکو خطر تھا نہ اسکو خطر کبھی بہرام امیر کے
دونو بازو پکڑ کر سینہ مین سر اڑاتا دس بارہ قدم پیچھے دوڑا کر لیجاتا اور کبھی اسیطرح امیر بہرام کو تین پہر کامل
کشتی ہوئی گھڑی ایکدن باقی رہا امیر نے کمربند بہرام کا پکڑ کر مثل رعد نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور زمین سے اٹھا کر سر
بلند کیا بہرام نے آواز دی کہ یا امیر مین نے معلوم کیا کہ تم مردان عالم ہو بہادر ہو اسیطرح زیر کرتے
ہین امیر نے اسے زمین پر رکھدیا اور کہا ای بہرام بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہ اسنے قبول نکیا کہا مین نوکر
آپ کا ہون شاہ سے کچھ کام نہین رکھتا اگر آپ فرمائین تو ابھی اپنا سر کاٹ کر رکھدون دوسرے کی طاعت مجھسے
نہو سکیگی نوشیروان نے کہا کچھ مضایقہ نہین غرض اسکے تابعداری سے ہے اگر تمھارا ملازم رہا جب بھی متعلق
میرا ہے امیر اور بہرام کو پھر دوبارہ خلعت دیا اور سرفرازی فرمائی امیر بہرام کو اپنے ساتھ لیکر تل شاد کام پر اردو
مین گئے اور اسکو اپنا برادر خواندہ کیا خیمہ و خرگاہ و سراپردہ و فراش خانہ قورخانہ مطبخ طویلہ اسکے واسطے جدا
کیا اور چالیس گھوڑے طلائی و نقرئی سازسے سات قطار اونٹون کے باربردار اور چالیس خروار زر سرخ و
سفید کے اور کچھ خراج ملک یمن کا معہ اردوی ہشام بہرام کو عنایت فرمایا اور جہانتک احوال گذرا تھا قلم بند کرکے
عمر عیار بیک نامدار کے ہاتھ مکہ معظمہ کو خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین بھیجا لیکن بیان تمام ساسانی معہ بختک ستمگر
کے گھر مین آئے اور کہا ہمارا لقوم مین سیکم سردار خوشنما ہو کچھ اس بات کی فکر نہین کرتے کہ اس عرب زادیکے عہد سے
کوئی بر نہین آتا روز بروز بادشاہ کے روبرو اسکا مرتبہ بلند ہوتا جاتا ہے اور اسکی عزت کو ترقی ہے کوئی مصلحت
ایسی کرو کہ وہ دفع ہو اور ہمکو اس سے مخلصی ہو ستمگر نے کہا وقت مین کوئی اس سے بر نہین آئیگا پر تم خاطر جمع رکھو

کہ مین کسی مکر سے دو چار روز مین اسکا کام تمام کرتا ہون یہہ کہہ کر اسکی صبح کو سوار ہوا اور امیر کے جلو خانے مین
گیا امیر کو خبر ہوئی اندر طلب کیا گستہم نے جاکر سلام کیا اور اظہار دوستی کی باہم سوار ہو کر بادشاہ کی بارگاہ مین آئے
اور رخصت کیوقت امیر کو پھر آن کر لشکر مین پہنچا دیا القصہ ایسی خوشامد کرنی شروع کی کہ امیر کو اسکا اعتبار
کلی ہوا ابھی مین کہا اس سے بہتر مدا این مین تیرا کوئی دوست نہین ایکروز بختک نے گستہم سے کہا ای پہلوان ایسا
فرصت کا وقت پھر اور ہاتھہ نہ آویگا کیونکہ عمر اسجا نہین ہے اگر ہو سکے تو اب حمزہ کا کام تمام کر گستہم کو بات
بختک کی پسند آئی وہان سے بطور ہمیشہ امیر کی خدمت مین آیا اور کہا یا امیر آرزو رکھتا ہون کہ مجھے خاک سے اٹھاکر
افلاک عزت پر بٹھلاؤ کہ تمام دوست دشمن جانین کہ حمزہ سے اور فلانے شخص سے یہہ دوستی ہے امیدوار
ہون کہ میری دعوت قبول ہو اور قدم رنجہ فرماکر میرے یہان ایک ماحضر آش کا نوشجان فرمائے فرمایا کہان کہا
ایک باغ ہے میرا شہر سے دو کوس پر کہ ہر قسم کے میوہ دار درخت مین نے اسمین لگائے ہین دو تین
روز وہان کی سیر کر کے پھر تشریف لائیگا امیر نے قبول کیا اور مقرر تھا کہ بادشاہ ایکہفتہ دلوان کرتے تھے عدل
و انصاف مین رہتے تھے اور ایک ہفتہ شبستان مین نازنینان ماہ رو سے صحبت عیش کی رکھتے جب باری عیش
کی آئی گستہم امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ان روزون مین بادشاہ عیش و نشاط مین ہین تشریف لیچلئے جب
بادشاہ کو فرصت ہو آپ فراغت کر کے پھر آئیگا امیر نے قبول کیا اور بہرام کو معہ اپنے اور سردارون کے ہمراہ
لیکر گستہم کے ساتھہ روانہ ہوئے جسوقت امیر باغ کے دروازے پر پہنچے گستہم نے کمخواب اور اطلس پانداز
ڈالا اور امیر پر بہت کچھہ نثار کیا امیر باغ مین گئے اور فرش شاہانہ بچھا دیکھا اسمین امیر صحبت نشاط مین بیٹھے
گستہم نے میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھا اور تحفہ بہت سا گذرانا مانند نوکرون کے دامن باندھ کر خدمت مین حاضر
ہوا جب دس دور شراب کے چلے تب یہہ آپ ایک پیالہ پیتا اور خدمت مین رہنے کے بہانہ سے ٹالتا ہر گھڑی
امیر کو مطعومات اور مشروبات کی تکلیف کرتا لیکن امیر کے آنے سے آگے اسنے چار سے جوان جنگ آزمودہ
بھائی بند مسلح و مکمل باغ مین ایک طرف کو بٹھلا رکھے تھے اور ان سے کہہ رکھا تھا جسوقت مین دستک دون تم
سب اگر حمزہ کو مع اسکے رفیق مار لینا لیکن امیر نامدار اپنے یارون مین بیٹھے شراب پیا کئے تمام روز گذرا اور دو
پہر رات کا وقت آیا اور نگین نشہ سے آنکھین بند ہوتی پر مقبل وفادار نے آپ کو ہشیار رکھا تھا اور شراب
کم پی تھی نگہبانی مین امیر کے مستعد بیٹھا ہوا مجلس کو دیکھ رہا تھا تیسرے دن گستہم نے امیر کو معہ یارون
مست و مدہوش دیکھا بار دو بیکے ..... غلام گردش مین آکر لگا دستک دینے جونہین آواز ان جوانون کے
کان مین گئی چار سو نفر کمات کی جا سے باہر نکلے گستہم انکے ہمراہ تلوار نکالکر امیر کیطرف چلا اور لگا کہنے او
عرب تو کبتک زندگی کریگا آج تیری قضا آپہنچی یہہ کہکر وہ تلوار امیر پر لگائی بہرام نے جو یہہ دیکھا اسکی شہ

کی حالت مین اپنے تئین امیر پر ڈالدیا اور اپنے کو سپر کیا وہ تلوار گستہم کی بہرام کے پیٹ پر لگی بائین پہلو
سے لیکر داہنے پہلو تک برابر زخم کاری ہوا اور انتڑیان باہر نکل پڑین مقبل وفادار نے یہہ دیکھا بے اختیار
دوڑا اور لگا اسکو تیر مارنے گستہم نے اپنے جیمین خیال کیا کہ حمزہ کو مار چکا ہون اب یہان رہنا خوب نہین
باہر نکلکر چلا مقبل نے سو آدمی اسکے ساتھ کے نیزون سے مار ڈالے گستہم لاچار تین سو جوان لیکر مارے غصے باہر
ہو کر بھاگا امیر کا جسوقت نشہ اترا مجلس مین عجب حالت دیکھی کہ بہرام کا پیٹ پھٹا ہوا ہے اور سب رو رہے
باہر نکل پڑے ہین اور لوگ گستہم کے نیزون سے موئے ہین انکی لاشین پڑی ہین اور مجلس برہم ہے
امیر کے مارے جانیکی خبر مشہور ہوئی کہ گستہم نے امیر کو مارا لشکر اسلام کے امرا فریاد کنان سر پر خاک ڈالتے
طرف اسباغ کے دوڑے اور تمام مداین مین شور پڑ گیا جسنے یہہ خبر سنی افسوس کیا دربار کیوقت
بادشاہ کو یہہ خبر ہوئی کہ گستہم نے رات اسطرح سے حمزہ کو دغا سے مار ڈالا یہہ بات سنتے ہی بادشاہ
کے آنکھون سے آنسو نکل پڑے ہرمز تاجدار کو اور بزرجمہر کو مع بختک بھیجا کہ حمزہ کی خبر لاوین اگر ضایع ہونے
پائے جلد اسکا علاج کرو اور ایک پہلوان القمہ ساطور دست نامی اسکو تین ہزار سوار سے گستہم کے پیچھے
روانہ کیا کہ جہان ملے اسکو پکڑ لاؤ مین اس سے اسکا عوض لیونگا لیکن گستہم نے جو یہہ سنا کہ بادشاہ نے
تیرے پکڑنے کے لئے القمہ ساطور دستکو بھیجا ہے بھاگا اور شہر کے باہر کی راہ لی جبتک اسکی داستان
پر پہنچون دو کلمے امیر کے حال کے سنیے یہان بزرجمہر بختک ہرمز اور تمام سرداران اسلامیہ امیر کے پاس باغ کے دروازے پر جمع ہوے اور اسیجا
سے اندر گئے باری امیر کو سلامت پایا سب نے خدا کا شکر کیا اور جو کچھہ حال شب کو گذرا تھا پوچھا امیر نے تمام
قصہ بیان کیا اور خواجہ بزرجمہر حکیم کیطرف دیکھہ کر فرمایا کہ آپ بہرام کا جلد علاج کرین اس ملعون کے ہاتھہ سے
اسنے زخم کاری کھایا ہے ایسا ہو کہ اسکی جانکو خلل پہنچے اگر اسکو کچھہ آسیب پہنچا تو قسم ہے بیت اللہ کی
اس قوم ساسانی سے ایک کو جیتا نچھوڑونگا اور رنگ امیر کا جون دانہ انار سرخ ہو گیا لیکن مع بزرجمہر
تمام حکیم اس زخم کے علاج مین حیران تھے اور افسوس کرتے تھے کہ قضا کار اسیوقت بابای روندگان عالم
شعبدہ باز جہان راہ دور دراز سے آیا اور احوال کہا امیر کو سنایا بہرام کا یہہ حال دیکھہ کر آنسو بھر لایا اور درد
الفت سے بہرام کے رو کر صاحبقران سے کہنے لگا کہ سلوک بندہ نوازی اسکو کہتے ہین کہ ایک شخص کو اپنا
زیر بار احسان کیجئے اور پھر اسکا یہہ حال کیجئے مروت سے بعید ہے فرمایا ای عمر یہہ وقت نصیحت کا نہین ہے
اب بہرام کے بچنے کی فکر کرنا ہے اسکا وقت آخر ہی عمر خواجہ بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوا اور کہا آپ نے کیا
تجویز کیا جواب دیا زخم کاری لگا ہے اور انتڑیان باہر نکل پڑی ہین اگر پیٹ مین جا دین تو زخم سیا جاویگا
لیکن یہہ مشکل ہے انتڑیون پر ہاتھہ لگانے سے وہ مر جائیگا اور بے ہاتھہ لگانے انکا اندر جانا معلوم نہین

ہوتا عمر بولا خواجہ واقعی یون ہے کہ حکمت مین تم میرے استاد ہو پر حکمت بہت مشکل ہے کون بڑی بات ہے
اٹھا اور بہرام کو اپنے دونو پاؤن پر درمیان مین لیکر کھڑا ہوا جھککر ایک استرہ جیب سے نکالا اور اسکو پتھر
پر تیز کرکے ہاتھ بہرام کے پیٹ کیطرف بڑہایا جو نہین یہہ حرکت خواجہ نے دیکھی پوچھا کیا ارادہ ہے کہا یہہ
انتڑئین جو باہر نکلی ہوئی ہین انکو ہاتھ کی صفائی سے کاٹ کر دور کر دیتا ہون کہ یہہ زیادتی جاتی رہے اور
زخم سیا جائے بعد ٹانکے دیکر زخم کو اچھا کرونگا خواجہ حیران تھے کہ کیا کہتا ہے لیکن جو باتین ہوتی
تھین بہرام سنتا تھا عمر نے جو روودون کے کاٹنے کا نام لیا مارے ہول کے کانپ گیا اور دم کو اوپر کھینچا
سانس کے اوپر ہوتے ہی تمام رودے پیٹ مین گھس گئے عمر نے خواجہ کیطرف دیکھکر کہا جو آپ کا مقصد
تھا سو ہوا اب سی لیے اور ٹانکے دیجیے خواجہ نے عمر کی عقل پر آفرین کی اور تمام سردار مارے ہنسی کے
لوٹ گئے بزرجمہر نے زخم کو سیکر شربت تیار کیا اور بہرام کو پلایا کہ خون فاسد جہان تک ہے نکل جاوے
اور فرمایا اسکے ہاتھ پاؤن باندہ کر اسیجا رہنے دو کہ حرکت نکرے اگر حرکت کریگا ٹانکے ٹوٹ جاوینگے
اور پھر نہ بچیگا مین دونو وقت آکر اسکا اسیجا معالجہ کرونگا یہہ کہکر بزرجمہر اور بختک شہزادے کے ہمراہ معہ
تمام سردار مداین کو روانہ ہوئے امیر بہرام کو نہایت عزیز جانتے تھے اسواسطے اپنے سب یارون
سمیت وہین رہنا اختیار کیا یہان بزرجمہر نے تمام احوال بادشاہ کی خدمت مین گذارش کیا فرمایا ای
خواجہ باغداد جو قباد کا بنا کیا ہوا ہے اس سے بہتر مکان اس شہر مین اور نہین میرا ارادہ ہے حمزہ کو وہان
ملا کر خاطرداری کرون اور کچھہ تحفہ دون کہ وہ کوفت اسکے دل سے جاتی رہے ایسا نہو کہ اسکا گمان ہو کہ ہمارے
اشارت سے یہہ حرکت ہوئی قسم ہے آتشکدۂ نمرود کی اگر مجھکو معلوم بھی ہو بلکہ مین نے کئی سردار تلاش
کو بھیجے ہین تم اسکو وہان لاؤ اور تصدقات امیر کی خاطر بھیجا دوسرے دن جو بزرجمہر امیر کے پاس گئے
جو جو بادشاہ نے بھیجا تھا امیر کی خدمت مین گذرانا اور بادشاہ کیطرف سے احوال پرسی کی اور کہا شاہ
نے کہا ہے الحمد للہ خدا نے آپ کو اس موذی کے ہاتھ سے بچایا ہے مین نے لوگ اسکی گرفتاری کے
واسطے بھیجے ہین اگر وہ آیا تو جو احوال بہرام کا ہوا ہے وہی احوال اسکا کرونگا لیکن ہمارے طرف سے بختک
اور تمہاری طرف سے عمر اس مجلس مین نہو وین کہ دونو مایۂ فساد ہین امیر نے قبول کیا اور وہ تصدق جو بادشاہ
نے بھیجا تھا فقیرون کو بخشا بزرجمہر نے جاکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ سوار ہو کر باغداد مین گیا اور امیر
کو طلب کیا صاحبقران پہلوان عادی اور مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر باغ مین آئے عجب طرح کا آراستہ باغ دیکھا
کہ چار فرسنگ اسکا عرض و طول تھا خیابان خوشنما ہر طرف اور سرو و عرعر و شمشاد و صنوبر صحن گلشن مین
ہر جانب کو استادہ اور گلہای رنگارنگ کا عالم کہ جسکے دیکھنے سے بے اختیار طبیعت کو فرحت ہوتی تھی

ہر درخت سے جلوۂ طاؤسی ظاہر تھا اور ہر گل سے شکوہ تاج کیکاؤسی میوہ ہر قسم کا فصلی اور غیر
فصلی لگا ہوا تھا کہ اس باغ کے دیکھنے سے باغ چمن فردوس بھی رشک سے خاک حسرت انکھون مین بوستان
ارم کے ڈالتا تہا بیچ اس باغکے عمارت کی استاد صنعت گردون نے بنائے تھے مثل کوشک و منظر و قصور
ایوان چار صفہ ہشت بہشت اور چہل ستون ہر ایک مکان کا دروازہ چوب شمشاد و آبنوس و چنار و صندل
اور عاج کا بنایا تھا اور طلائی اور نقرائی کا کام اسپر کرکے تیار کیا تہا ہر مکان مین خاتم بندی کی تھی اور جا بجا
حوض مربع و مثمن و طلائی و سنگ مرمر اور بلور اور رخام کے جنکے تکئے یشم اور عقیق کے تھے انمین فوارے
سنہری اور روپہری جواہر نگار طرح بطرح کے طایر خوب صورت اور گلہائی خوشرنگ کی شکل چھوٹ
رہے تھے امیر بادشاہ کی مجلس مین ہر فرقا جدار کے ہم پہلو بیٹھے بزرجمہر بعضے سرداروں سے بادشاہ
کے دست راست اور دست چپ کو امیر نامدار اور مقبل وفادار عرض سازندہائی خوش نواز اور خوانندہائی
خوش آواز حاضر ہوئے اور صحبت بزم کی گرم ہوئی روز اول بادشاہ نے امیر کیواسطے ایکبارہ دری مین
جشن رکھا ساقیان ماہ رخسار شیشہ ہائی حلبی اور پیالہ ہائی جواہر نگار لیکر مجلس مین ہر ایک کو شراب ارغوانی
پلانے لگے وہ شراب زرد اور سرخ ایک سالہ سے لیکر ہفت سالہ تک اور عرق دوآتشہ کیتکی تیز و تند کہ
جسکے عکس سے بادہ گلگون نے لباس ارغوانی پہنا تھا ہر چند ہر ایک بچشم غور دیکھتا تہا لیکن صفائی بادہ
کے سبب جام کو شراب سے اور شراب کو جام سے فرق نجانتا تھا گویا شراب خوش رنگ کفدست پر ساقی
گلعذار کے بے ساغر استادہ ہے مطرب اس مجلس مین جیون رضوان صدائی ساز دلفریب کا انمین ساکنان قبہ
زمردین کے پہنچاتے تھے اور خوانندے اس ساز کے لطافت سے اپنی آواز کو مانند مژدہ حیات جاویدانی
گوش جانمین ہر شخص کے سناتے تھے لخلخے اور عنبر سوز ہر طرف کنج مین مکان کے روشن غرض بادشاہ
ہر دم پیالہ اپنے ہاتھ مین لیکر امیر کی تواضع کرتے تھے تمام روز عجب طرحکا عالم رہا جب شام ہونے نزدیک
آئی اور بربط زرین افتاب غلاف مغرب مین ہوا اور دف سیمین ماہ انجمن مین آیا بادشاہ اسوقت امیر کو معہ تمام
سرداران ہمراہ لیکر اس مکان سے اٹھے اور چمنون مین پھرنے لگے اور بعد شام کے ایک مکان تھا
اسمین صحبت گرم رہی لیکن جسوقت باغبان قدرت نے گل صد برگ خورشید چمن سبز مین فلک کے لگایا اسدم
صبح کو شیشہ ہائی خمار شکن اگر حاضر ہوئے جب دو گھڑی دن چڑہا بادشاہ وہان سے اٹھکر ایک اور قصر مین گئے
وہان جاکر بیٹھے اور پھر مجلس تازی ہوئی اب احوال ہا بالی ہشیار عمر عیار کا سنئے جب امیر کو دو دن گذرے اور
عمر نے نہ دیکھا گھبرا کر گھر سے باہر نکلا اور باغداد کے دروازے پر آیا دیکھا تو عادی بیٹھا ہوا شراب پیتا ہے
اور لوگ کھانا ہر طرحکا اسکے روبرو رکھتے جاتے ہین وہ شکم پروری مین مشغول ہے اور نوکر پاس اسکے تیار

کہڑے ہین کسی سے پوچھ کر معلوم کیا کہ امیر و بادشاہ کا یہہ حکم ہے کہ عمر اور بختک اندر نہ آنے پائین اسی
واسطے عادیکو دروازے پر بٹھلایا ہے عمر اسکے نزدیک گیا اور سلام علیک کر کے برابر ایک کرسی
پر بیٹھا معدی کرب نے کھانیکو تو منع کیا عمر شریک ہوا اور آہستہ آہستہ اسکے ساتھ کھانے لگا جب عادی
فراغت کر چکا دسترخوان کو اٹھوا کر ہاتھ دہوئے اور کرسی پر تکیہ لگا کر بیٹھا چماق اپنے طرف رکھکر عمر
کے روبرو متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا خواجہ عمر اسوقت آنا کیون ہوا عمر نے کہا تمھارے دیکھنے کو جی چاہتا
تھا اسلئے آیا عادی خاموش رہا جب اور سب لوگ لگے کھانا کھانے عمر نے فرصت پائی عادی
سے بآہستگی کہا آج ہم نے بازار مین لعل مول لیا ہے آپ بھی دیکھین کیسا ہے مین ٹھگا تو نہین گیا عادی اپنے
دل مین بہت خوش ہوا کہ عمر بھی مجھکو صاحب وقوف جانتا ہے جو لعل پرکھوانیکو لایا ہے انکھین کھولکر لگا
دیکھنے عمر نے ہاتھ جیب مین ڈالکر دونو مٹھیان ریت سے بھر کر نکالین جیسا عادی دیکھتا تھا عمر نے وہ خاک
اسکی آنکھون مین ڈالدی کہ اسکی مغز کی راہ سے دھوان نکل گیا دونو ہاتون سے اپنی انکھون کو لپیٹ گیا اور لگا کہنے
عمر تیرا برا ہو مجھے اندھا کیا آنکھین ملنے لگا عمر جست کر کے اندر گیا لوگ اسکی حرکت سے واقف ہوئے اور
پانی لاکر اسکی آنکھین دہلائین بارے دو گھڑی کے بعد اسکی آنکھین درست ہوئین پوچھا عمر کہان گیا لوگون نے
کہا ہم نہین واقف عادی نے سمجھا شاید میرے خوف بھاگ گیا اسیطرح بیٹھکر لگا نگہبانی کرنے لیکن عمر جو باغ مین
داخل ہوا عجب طرح کا باغ دیکھا کہ تمام عمر نہ دیکھا تھا چمن مالی آراستہ اور گلہائی نوخاستہ کا تماشا دیکھتا ہوا
سیر کنان نزدیک اس مکان کے پہنچا جہان بادشاہ اور امیر صحبت بزم مین بیٹھے تھے عمر اندر قصر کے نگیا قریب
اسکے باہر لب نہر ایکدرخت عالیشان چنار کا تھا اسکی جڑ مین بیٹھ گیا اور دوتارہ بجا کر اسکے آواز کے ساتھ
لگا گانے عمر کا گانا مردون کو جان بخشتا تھا جونہین آواز اسکی امیر کے کان مین گئی مقبل کیطرف دیکھ کر کہا آواز
عمر کی آتی ہے ہمنے عادیکو منع کر دیا تھا کہ وہ آنے نپاوے پھر یہہ اندر باغ کے کیونکر آیا جاؤ عادی کو بلا لاؤ
شاہ نے امیر کو برہم دیکھ کر فرمایا عادی کو بلانا کچھ ضرور نہین خیر ہمنے عمر کی تقصیر معاف کی پروانچیون کو
حکم ہوا جاؤ عمر کو لے آؤ پروانچی گئے اور جا کر کہا خواجہ عمر چلو تمکو حضور مین یاد فرمایا ہے کہا مین بیچارہ بے یار و
بے آشنا اس باغکے گوشہ چمن مین واسطے تفریح کے بیٹھا ہون مجھکو بادشاہ اور امیر کی صحبت سے کیا کام
ہے دوسرے اگر مین جاؤن اور میرےطرف سے غبار کسیکے آئینہ خاطر پر بیٹھے اور مبادا وہ مجھے ایذا دے اسواسطے
تنہائی خوب ہے اسمین کسیکو کسی سے کام نہین رہتا پروانچی لاچار ہو کر گئے اور یہہ عرض بادشاہ سے کی :
بادشاہ یہہ سنکر بے اختیار ہنسا اور امرا تمام لوٹ گئے بادشاہ نے امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس قصر سے
تلے اترے مع تمام سردار روشون کا اور چمنون کا تماشہ دیکھتے ہوئے وہان آئے جہان عمر تہا عمر نے دیکھا کہ

بادشاہ تیری طرف آتا ہے صحبت کی اور دعا دیکر شاہ کا قدمبوس ہوا اور کہا بندیکو آپ سے یہہ توقع نتھی کہ اس خانہ زاد کو محل جانین فرمایا عمر برچہ عوض دار دگلہ ندارد اگو بھی مجلس مین شریک ہو یہہ کہکر عمر کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک جلومکان فیروزنگار تھا اسکی طرف متوجہ ہوئے اور پھر صحبت گرم ہوئی بادشاہ نے عمر کو فرمایا ساقی ہو عمر آداب بجالایا شیشہ اور پیالہ ہاتھ مین لیکر موافق بادشاہ کی مرضی کے ہر طرف سے دینے لگا کبھی ساقی گری کرتا تھا کبھی شعر پڑھتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی بجاتا تھا مجلس مین عمر کے آنے سے دونا رنگ ہوگیا بادشاہ کو کمال تفریح تھی وہ شب بھی بادشاہ کو نشاط مین گذری جب صبح لگی ہونی سفیدی آسمان پر دکھائی دی صحن گلشن مین آواز مرغان چمن کی پیدا ہوئی اسوقت عمر نے ہفت بندلی کو نکالکر جوڑا اور لگا بجانے جو عمر کا زمزمہ سنتا تھا زار زار روتا تھا القصہ تیسرے دن بادشاہ نے ایک قصر زرنگار مین صحبت کی وہ مکان تمام خشتہائی طلائی سے بنا تھا اور جواہرات کی اسپر داربیل تھی وہان امیر کو لائے اور اسباب جشن کا مہیا کیا باقی داستان فردای شب را کل رات کو یہان تک بیان کیا تھا کہ بادشاہ قصر زرنگار مین گئے لیکن جب تک پھر اسد استان پر آون اب دو کلمہ داستان بختک کے سنئے کہ اسکو عمر کے باغداد مین جانیکی خبر ہوئی سنتے ہی بیتاب ہوگیا لگا جی مین تصور کرنے کہ کس مکر سے گیا تو بھی کسیطرح چل ایسا نہو کہ عمر کچھ فساد برپا کرے یہہ خیال کرکے اٹھا اور کچھ تھان مخمل اور کمخواب کے کئی کشتیون مین لگا کر اپنے ساتھ لئے اور خچر پر سوار ہوکر باغداد کیطرف چلا اور دروازے پر آیا سواری سے اُتر کر عادی کے پاس گیا اور اظہار دوستی کی عادی نے تعظیم کرکے بیٹھایا اور کہا اسوقت کدھر تشریف لائے کہا یہہ اسباب آپکی خاطر لایا ہون اسے قبول کیجئے اور مجھے اندر جانے دیجئے اب بادشاہ کو گئے کئی روز ہوئے آپ پر کچھ بات نہ آویگی عادی سنکر نہایت برہم ہوا اور لگا کہنے ای بختک تو مجھے رشوتی جانتا ہے جو رشوت دکھلاتا ہے قسم ہے امیر کی سر کی تجھکو جانے نہ دونگا جا دور ہو روبرو سے میرے نہین تو بیحرمت ہوگا ہرچند بختک نے منت کی عادی مخاطب نہوا جب تو وہ لاچار ہوکر اٹھا اور پھر اپنے گھر مین آیا لگا تردد کرنے جب روز آخر ہوا اور رات آئی اپنے نوکرون کو غافل کرکے ایک نمد سر پر اوڑھا اور تنہا باغکی طرف چلا چور کی طرح چھپتا اور پاسبانون سے بچتا درختون کے سائے سائے باغکی دیوار کے تلے پہنچا وہان جاکر ننگا ہوا اور اپنے کپڑون کی کٹھڑی باندھ کر باغکی دیوار کے اُس پار پھینکا باغ مین پانی جانے کی ایک راہ تھی بادشاہ کے آنیسے اسکو بند کیا تھا لیکن واسطے پانی کی ضرورت کے تھوڑی سی کچھ راہ رکھی تھی بختک اس راہ سے لمبا ہوکر گھسا اب احوال عمر کا سنئے کہ آگے اسکے ذکر کیا تھا کہ اس قصر زرنگار مین بادشاہ کو شراب پلاتا تھا اس شب عمر کے جی پر خیال گذرا کہ اسیطرح گستہم نے امیر کی دعوت کی تھی پس مجھکو غافل رہنا خوب نہین چلکر باہر کی بھی خبر لے کہ کون کس کام مین مشغول ہے اور عادی دروازہ

پر کیا کرتا ہے یہہ خیال کر کر اس قصر کے باہر آیا ہر طرف سیر کرتا روش بروش چمن بچمن ہر یک جانب کی
خبر لیتا چلا دروازے کے پاس جا کر لگا عادی کو دیکھنے وہان عادی یہہ ذکر کر رہا تھا کہ بختک مجھے بازی دینے گیا
تھا کہ باغ مین جاوے پر مین کب اسکی دغا کھاتا ہون اسوقت بادشاہ زادہ کیون سوتے ہیں کم صاحبقران
کے چاہے اندر جائے کیا جان رکھتا ہی عمر نے یہہ باتین سنی اور دل مین کہا کہ آج بختک مقرر ہر طرح سے
باغ مین آویگا لیکن دیکھئے کہ کس راہ سے آتا ہے یہہ کہکر لگا چار طرف پھرنے اور اسکی راہ دیکھنی ایک ساعت
نگذری تھی کہ دیوار کے اسطرف سے ایک بقچہ آپڑا عمر نے دوڑ کر اسکو اٹھا لیا اور کھول کر دیکھا تو اسمین
پوشاک ملک بختک کی دکھائی دی نہایت خوش ہوا اور لگا دل مین کہنے اسنے اپنا رخت تو ادہر سے پھینکا
اب دیکھئے آتا کس راہ سے ہے نگاہ کرے تو پانی کے بدرو سے ایک شخص نے سر نکالا عمر نے کہا یہی
مقرر ہے اسکا علاج کیجئے کہ اس حرکت کی سزا پاوے اس بقچہ کو چھپا رکھا اور وہان سے خواجہ الف
پوش مہتر باغبانون کا گھر نزدیک تھا جا کر اسے خبر دی کہ چلکر دیکھو تو باغ مین پانی کی میزابکی راہ سے چور
کسطرح آتا ہے وہ بیل لینے گردن پر رکھکر پانچ چار باغبان ساتھ لیکر عمر کے ہمراہ ہوا اور اس میزاب
کی پاس آکر ایک درخت کے تلے چھپکر بیٹھ گیا اور چوری سے لگا دیکھنے اتفاقا اس وقت بختک نکلکر باغ کی
دیوار کے نیچے ننگا کھڑا ہوا اپنا لباس ڈھونڈھ رہا تھا کہ عمر کے اشارے سے مالیون نے اسکی مشکین
باندہین اور بے اختیار مارنا شروع کیا ہرچند وہ کہتا تھا کہ مین وزیر بادشاہ کا ہون ملک بختک نام
کوئی نسنتا تھا عمر تماشا دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ جھوٹھ کہتا ہے وزیر کا نام بدکرتا ہے اسوقت بختک
کا بیان کیا کام ہے اسنے جو نہین آواز عمر کی سنی معلوم کیا کہ رخت تیرا اسی نے چھپایا ہے اور تیرے
سر پر یہہ بلا وہی لایا ہے زبان عیاری مین لگا کہنے ایخواجہ عمر مین بختک ہون اول باغ کے دروازے
پر آیا تھا عادی نے نہ آنے دیا لاچار ہو کر اس راہ سے آیا ہون مجھکو اس جماعت کے ہاتھ چھڑا تیرا
ممنون ہونگا اور حق یاوریکا ادا کرونگا عمر نے ان باغبانون کیطرف دیکھکر پکارا یارو تم نے غلطی کیا
یہہ چور نہین ہے واقعی وزیر ہے ان لوگون نے جواب دیا اسوقت بھلی اجازت شاہ کے برہنہ ہو کر یہان
آویگا ہم لنے یہی صورت کرینگے صبح کو جو بادشاہ کا حکم ہوگا اسے بجا لاوینگے سبھون نے ملکر اسکو
دیگر رخت کے ساتھ باندہا بختک نے کہا ایعمر اسوقت ان کے ہاتھ سے مخلصی کسیطرح ہوگی تم میری
کپڑے دو کہ پہنون عمر نے کہا کہ مجھے خبر نہین ہے کہ تمہارے کپڑے کسنے لئے لیکن جا کر اس احوال کی
خبر بادشاہ کو کرتا ہون بہلے سکے فرماینگے تمہین کوئی چھوڑیگا وہان سے بادشاہ کی خدمت مین آیا
اور تمام رات خدمتگاری مین مشغول رہا جب صبح ہوئی بادشاہ اور امیر کو زرغلان کر گلستان کے سیر کو

نے نکال وہان لایا جہان بختک کو باندہا تھا مالیون نے بادشاہ کو دیکھکر فریاد کرنی شروع کی کہ خداوندنعمات کو یہہ شخص چورونکی طرح پانی کی راہ سے آیا تھا ہم نے اسکو درخت کے ساتھہ باندہ رکہا اب صبح کو دریافت ہوا کہ بختک ہے شاہ کی آنکہیون مین سے جسکی نگاہ اسپر پڑی ہنسنے ہنستے لوٹ گیا کہ عجب صورت اسکی بنی ہے درخت سے مشکین باندہی ہوئی ہین اور مار جو کھائی ہے تمام بدن پہنکر چمڑی نکل پڑی ہے سب ملکر اسکی لگے احوال پرسی کرنے اور ہاتھہ اسکے کھلوا دئے لیکن بادشاہ کو اسکی یہہ حرکت بُری معلوم ہوئی فرمایا اسکو اور خوب سا مارو اور یہان سے نکالدو پہر امیر نے شاہ سے عرض کی اور اسکی تقصیر معاف کروائی اور درخت اسکا عمر سے تین سو تمن مول لیکر دیا اور ہمراہ لیکر نوشیروان کے ساتھہ روشون پر سیر کرتے ہوئے اور طرف کو چلے اس باغ داد کے اندر محل کی دیوار کیطرف ایک باغ تھا کہ اسکو ہشت بہشت کہتے تھے درمیان مین باغداد کے مثل نگین واقع ہوا تھا اسکے آٹھہ تختے کئے اور ہر تختہ مین باغچہ بنایا تھا اور ہر باغچہ مین نئی وضع کی عمارت بنائی تھی درمیان مین اس ہشت بہشت کے ایک نہر لاجوردی بنائی تھی کہ جو اسکی ہر ہشت رکن مین وہ نہر گئی تھی مانند چشمۂ کوثر کے معلوم ہوتی تھی اور قطع مکانات مین جدی طرحکا رنگ کیا ہوا تھا اور قسم قسم کا جواہرات جڑا ہوا تھا بادشاہ اور امیر معہ ہرمز تاجدار اور بزرجمہر اس مکانین داخل ہوئے عمر لگا ظرافت کرنے کہ مین بختک کو مرد احمق جانتا تھا لیکن دیکھئے کس تدبیر سے باغمین آیا سب سنکر لگے ہنسنے عمر بادشاہ کو دعا دیکر لگا کہنے خدا آپ کو سلامت رکھے کہ امیر کے کہنے سے اسکی تقصیر معاف کی ورنہ یہہ بیچارہ مارے باغبانون کی لاتون کے مرجاتا اور بختک سے کہا اب توبہ کر کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا غرض عمر نے اس بیچارے کو مسخرہ بنایا تھا اسکی باتون سے سب ہنستے تھے بادشاہ نے فرمایا عادی کو تو بلاؤ اسے پوچھین کہ اسکو کسکے حکم سے آنے دیا لوگ گئے اور عادی کو بلا لائے بادشاہ نے فرمایا ای عادی یہی مناسب ہے کہ ہم تمہین دروازے پر واسطے نگہبانی کے بٹھلاوین اور تم ایسے غافل ہو کہ بختک اندر آوے اور تمکو خبر نہو عادی نے عرض کیا کہ کیا مقدور ہے کسیکی جو بن اجازت آپکے یہان آسکے اگر پرندہ ہو تو اسکے پر کتر ڈالون واقعی بختک غلام کے پاس آیا تھا اور اتنا اسباب رشوت دیتا تھا مین نے لے سے اندر آنے نہ دیا لاچار ہو کر اپنے گھر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا دیکھو تو وہ کون بیٹھا ہے عادی نے جو صورت بختک کی دیکھی آگ ہو گیا اور اسکا گریبان پکڑکر کرسی سے کھینچا اور کہا وہ مکار حیلہ ساز سچ کہہ کس راہ سے آیا نہین بیحرمت کرونگا اور کھینچ کر مجلس سے باہر لیچلا تمام لوگ ہنسنے لگے امیر نے فرمایا وہ عادی دیوانہ ہوا ہے اس سے ہاتھہ اٹھا شاہ نے اسکی تقصیر معاف کی

تو جا اور دروازے پر اپنے کام مین مشغول رہ عادی نے اسے چھوڑ دیا اور اپنے مقام پر جا کر بیٹھا
یہان بادشاہ تمام روز باغ مین رہے اور جام شراب ارغوانی کا گردش مین رہا جب شام کا وقت
نزدیک پہنچا کہ طاؤس جلوہ گر آفتاب مغرب مین گیا اور سرخاب خوشخرام ماہ گرداب نیلگون فلک سے
نکلا مجلس مین شمعدانہائے مومی اور شمعہائے کافوری قد آدم برابر روشن ہوئین سازندون اور خوانندون
سے تمام رات عجب عالم رہا عمر ظرافت اور طرفگی سے ہر وقت بادشاہ کی طبیعت خوش کرتا تھا صبح اسجا سے
مجلس برخاست ہوئی اور ایک مکان تھا اسمین جا کر بیٹھے کہ وہ مکان چہل ستون مشہور تھا امیر نے اس مکان
مین بغور و تامل نظر کی کہ صنعت گرون نے اسمین کیا کیا ہنرمندی کی ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے راوی لکھتا
ہے کہ اسکا ہر ستون سنگ مرمر کا تھا طلائی اور اندر اس ستون کے اوپر جانے کو زینے رکھے تھے اور سر
ہر ستون کے جواہر نگار بنائے تھے جسکے اوپر جانیسے تمام شہر کی نمود تھی اور تلے نشستنشین یشم و عقیق
اور بلور سے بنائے تھے جن پر وہ ستون مثل جوانان سرو قد استادہ تھے اور ہر نشین کے روبرو حوض
طرح بطرح کے آب خالص اور گلاب و بید مشک سے بہرے ہوئے تھے جنکے فوارے قسم قسم کے چھوٹتے
تھے وہان نشست ہوئی جام شراب کا گردش مین آیا اور دروازہ عیش و نشاط کا کھلا القصہ بادشاہ امیر کو
ہر روز نئے مکان مین اور شب ایک شبستان مین لاتے تھے اٹھنے کے وقت جہانتک تیاری اس مکان
مین ہوتی تھی معہ فرش و فروش جام صراحی تک امیر کو بخش دیتے تھے پانچوین روز چہل ستون مین تھے
اس پانچدن مین بادشاہ نے ایک شب خواب نکیا تھا اس شب بادشہ کو خواب نے غلبہ کیا پلنگ پہ
جا لیٹے اور مجلس اسیطرح رہی جب بادشاہ کی آنکھہ لگ گئی امیر پوشاک بدلنے کی خاطر اٹھے مقبل کو ہمراہ
لیکر واسطے غسل کرنے کے طرف نہر کے چلے سیر کرتے ہوئے اس باغ کے ایک کنج مین پہنچے
دیکھے تو اس جا نہر نہایت لطافت سے بہتی ہے اور اسکا پانی جہجہری کی راہ سے محل مین جاتا ہے وہ جا امیر
کو پسند آئی ایکدرخت کے تلے پوشاک اتار کر مقبل کو دے اور آپ نہانیکو اسمین اترے اور لگے بدن
ملنے لیکن اس نہر کے قریب ایک محل تہا بادشاہ کی بیٹی کا نام اسکا مہر نگار تھا قضا تو وہ اس روز
ہوا کھانیکو اس قصر کے اوپر آئی اور دریچہ کھول کر لگی ہر طرف نگاہ کرنے ناگہان نظر اسکی نہر مین امیر پر پڑی
دیکھتے ہی تیر عشق کا کھا کر فریفتہ ہوئی اور دیوانہ وار اسنے ایک آہ ایسی بھری نزدیک تھا کہ اسکے
دھوین سے آئینہ آفتاب تیرہ ہو جاوے جی مین کہی کہ تو دل تو ہاتھ سے دے چکی اب دیکھئے اسکا انجام
کیا ہو لیکن ایسی فکر کر دیکہ وہ بھی کسیطرح تجہکو ایک نگاہ دیکھے یہہ خیال کرکے عنبرچہ گلے سے نکال امیر
کیطرف پانی مین پہنکا امیر نے سر اٹھائے عنبرچہ کو دیکھہ کر نگاہ اس قصر کیطرف کی اور مہر نگار کو دیکھا ؛

سے

بے اختیار دیکھتے ہی ایک آہ ماری اور بیہوش ہو گئے مقبل نے جو یہہ حالت امیر کی دیکھی پانی مین کو دکرا امیر کو سنبھالا بارے امیر نے اپنے تئین ہوش مین لاکر پانی سے باہر نکالا اور نئی پوشاک جو مقبل لایا تھا پہنی اور وہان سے بادشاہ کیطرف متوجہ ہوئے لیکن چشم پر آب و دل کباب تیر عشق کا کھائے ہوئے مجلس مین بیٹھے اور یہان مہر نگار کی بھی یہہ حالت تھی لیکن باعث ناچارگی کا تھا کسی سے نکہہ سکتی تھی وہان امیر صحبت مین امرا کی جاکر بیٹھے لیکن ہر وقت آہ عاشقانہ بھرتے تھے اور شعر درد آمیز پڑھتے تھے غرض دن کو بہزار تشویش سے گذارا جب رات آئی لگے ساعت کو شمار کرنے جب پہر رات کا وقت آیا دل مین خیال کیا کہ اسوقت کسی طرح اس ماہ فلک دلبری کو چل دیکھئے بادشاہ سے عرض کی اگر ارشاد ہو تو خانہ زاد ایک دو ساعت سو رہے پھر ابھی حاضر ہو گا فرمایا کیا مضائقہ امیر نے مقبل کو ہمراہ لیا اور اسیوقت قصر کیطرف روانہ ہوئے نزدیک جاکر دیکھے تو اوپر جانیکا کچھ لگاؤ نہین معلوم ہوتا جی مین کہا کسطرح جائے دیکھے تو برابر اس قصر کے ایک درخت عالیشان ہی اسکی شاخین بام قصر پر پھیلی ہوئی ہین مقبل کو اس درخت کی جڑ مین کھڑا کیا اور آپ اسپر چڑھ کر قصر کے اوپر گئے باقی داستان فردائی شب را

داستان دسوین امیر کا جانا محل مین مہر نگار کے اور اسکے چونکنے مین

جوہریان بازار معانی کہتے ہین کہ جب صاحبقران اوپر گئے اور دور سے لگے نگاہ کرنے دیکھے تو مہر نگار نے محل مین ایک جانب مجلس نشاط آراستہ کی ہے اور اپنے ہمنشینون سے بادہ خواری مین مشغول ہے اور مہر نگار بہتر از صد نگار درمیان مین معشوقان ماہ رویان کے مانند بہار بیٹھی ہوئی ہے کہ اسکی جمال کی تجلی سے وہ تمام مکان روشن ہے عجب طرح کی نازنین دیکھی کہ حسن و جمال مین چشمہ خورشید تابان اسکی چاہ زنخدان کا ایک رشحہ ہے مطلع ماہ رخشانکا دلبر خوش ادا دلربا مہوش عالم آرا سرو قد لالہ عذار آہو چشم سنبل موئی خوشخوئی ہلال ابرو مرغولہ زلف دراز مژہ بلور بدن مروارید دندان باریک میان آرام جان حقہ ناف حباب پستان مدعا فہم خون دل عاشقان اس روز امیر نے مہر نگار کو دور سے دیکھا تھا اور اب جو نزدیک سے دیکھا دوبارہ حالت پھر وہی ہوئی اور دل اختیار سے جاتا رہا جب اسکو دیکھتے تھے نئی انداز سے نظر پڑتی تھی لیکن مہر نگار نے جسوقت امیر کو دیکھا تھا اسوقت سے اسکو عجب طرح کی وحشت تھی دن تو اسنے بہزار مشقت کاٹا جب رات ہوئی واسطے جی بہلانیکے صحبت نشاط آراستہ کی اور اپنی دائی کی بیٹی فتنہ بانو کو بلاکر کہا آج ہمکو نہایت قلق ہے اور جی گھبراتا ہے تو اپنے ہاتھ سے شراب پلا غرض جو جو اسکی محرم راز تھین آکر اسکے پاس حاضر ہوین اسوقت گلستان

حسن مین ان غنچہ رویونکا گردا سکے بیٹھکر گانا اور بجانا ایک جلوہ نور کا سا معلوم ہوتا تھا امیر اسوقت
کے کونیمین چھپے ہوئے یہہ تماشا دیکھ رہے تھے جب فتنہ بانوسے صحبت رہی دو پہر رات سے زیادہ
گذری مہرنگار نے ایک آہ سرد بھری اور فتنہ بانوسے کہی اب پیالہ کو روان کر کہ رات بہت آئی ہے جاکر
سورہین فتنہ بانو نے جو دم پیالہ لبریز کرکے مہرنگار کو دیا بادشاہزادی نے وہ پیالہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہا
اسوقت جو شراب پیوے پہلے اپنے آرام جان کا نام لیوے اور ہم سب کے بعد پیوینگے اور تم سب پیو جو نہین
ملکہ مہرنگار نے یہہ بات کہی فتنہ بانو نے عمر عیار کا نام لیا اور جام شراب کا پیا امیر سنکر حیران ہوئے کہ
عمر یہان کیونکر آیا یہہ خیال جی مین کر رہے تھے کہ دوسری معشوقہ نے مقبل وفادار کا نام لیکر پیا جب
یہہ دونو پی چکین مہرنگار نے جام اٹھایا اور کہا مین بیٹی ہون کشندہ حسام بن القمہ خیبری کی یاد مین کہ
جسنے تم سب کو قید سے چھڑایا یہہ کہکر لب سے لگایا اور پی گئی امیر سنکر نہایت خوش ہوئے غرض
اس شب مہرنگار دو پہر رات سے آگے تک بیٹھی شراب پیا کی ہر پیالہ کے ساتھ امیر کو یاد کیا کی
اور کہا کہ افسوس یار جانی وای محبوب زندگانی اسوقت تو کہان ہوگا چل پہنچ ہر دم یہہ کہتی تھی اور
بیقراری کرتی تھی جب تین پہر رات گذری مہرنگار نے ہم صحبتون کو کہا اب رخصت ہو انھون نے مجرا کر
چلین اور آپ ایک بارہ دری مین جاکر چھپرکھٹ جواہر نگار پر واسطے آرام کے لیٹی لیکن اشتیاق مین امیر
کے مینہ نہ آتی تھی پڑی ہوئی کروٹین لیتی تھی اور صاحبقران کے تصور مین روتی تھی جب گھڑی چار ایک رات
باقی رہی اسوقت اسی خیال مین آنکھ جھپک گئی لیکن امیر جو چھپے ہوئے دیکھتے تھے اسجا سے سیڑھیون
کی راہ تلے اُترے کسیکو بیدار نہ دیکھا نہایت خوش ہوئے اور اندر اس بارہ دری کے گئے دیکھے تو
پردی اسکے چارون طرف کو پڑے ہوئے اور شمعہائی مومی گلکاری کے ہر جا مانند آہ عاشقان روشن
ہین اور چھپرکھٹ پہ مہرنگار سوئی ہے لیکن اسکی حسن کے روبرو تمام شمعونکی روشنی پھیکی معلوم ہوتی تھی
اور وہ مکان اسکے جمال سے مانند آفتاب کے منور تھا امیر نے جیمین خیال کیا کہ ایسی معشوقونکا وصال
قسمت سے میسر ہوتا ہی شاید پھر سے نصیب ہو اب اس مکانمین تو بڑی محنت سے آیا ہے اس معشوق
کے رخسارہ برگ گل سے ایک بوسہ تو لے یہہ کہکر اس چھپرکھٹ کے پاس گئے برابر مہرنگار کے بیٹھکر دونو
ہاتھ اپنے اسکے سرکے دونو طرف کے تکیہ پہ ٹیک دیئے اور چاہا کہ جھکگر اسکے لب لعل سے بوسہ لے
لیکن ابتداء عشق تھا اور ناکردہ کار ہاتھ امیر کا تکیہ سے پھسل گیا چھاتی پہ اس معشوق کے گر پڑے
جو نہین مہرنگار کی آنکھہ کھل گئی امیر کا خیال نہ رہا بے اختیار ایک چیخ ماری اور کہا ارے دوڑو چور آیا عورتین
چارونطرف سے اٹھکر دوڑین امیر نے کہا ایجان مین ہون کشندہ حسام بن القمہ مہرنگار نے جو امیر کو

پہنچا تا اپنے اس فعل کرنیسے پشیمان ہوئی اور صاحبقران کو پلنگ کے تلے چھپایا اور اُن عورتون کو کہا مین
نے خواب دیکھا تھا اس دہشت سے چیخ ماری تھی تم جاؤ اور کچھ اسباب کو خیال مین نہ لاؤ سب پھر گئین اور
اپنے اپنے مکان مین جاکر سو رہین مہر نگار نے امیر کو نکالا اور اپنے برابر بٹھلایا اول مرتبہ امیر کو دور سے دیکھا
تھا اور اب نزدیک سے دیکھا کہ عجب طرح کا جوان زیبا صورت و پاکیزہ سیرت ہی مانند شب چار دہ کے
نور رخسارے اسکے کا چاند کی صورت اس شب تیرہ کو روشن کر رہا تھا صاحبقران کی صورت کو دیکھ کر
شکل تصویر کے حیران رہ گئی اور امیر بھی اس نگار کو دیکھ کر دیوانہ وار تک رہے تھے کہ سفیدہ صبح کا نمودار ہوا
امیر مانند شبنم کے جون برگ گل پر ہوتی ہے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہا اے مہر نگار جو تو نے میرے آہوے
دلکو کمند ناز سے گرفتار کیا ہے اس صید زخم خوردہ عشق کو نیم بسمل چھوڑنا اب رخصت ہوتا ہون بادشاہ کی
صحبت سے سونیکا بہانہ کرکے آیا تھا ایسا نہو کہ یہ پردہ کھلے اور رسوائی پاؤن پھیلا دے اگر زندگی ہے تو
کل پھر آؤنگا یہ کہہ کر مہر نگار کو وداع کیا اور اس مکان سے نکلکر زینون کی راہ سے چھت پر چڑھے اور
اسی درخت کی شاخ پکڑ کر نیچے اُترے وہان سے مقبل کو ہمراہ لیکر شاہ کی مجلس مین آکر بیٹھے جب
کرن آفتاب کی نکلی شاہ امیر معہ ہمنشینان درمیان مین اک چمن کے لے گئے اور وہان نشست گاہ مین
صحبت آراستہ کی لیکن خواجہ بزرجمہر اور عمر نگاہ گئے تو بشرے پر امیر کے حالت عشق کی سی معلوم ہوتی
ہے کہ ہر وقت مجلس سے بہانہ کرکے اُٹھتے ہین اور چمنستان مین جاکر مہر نگار کی قصر کیطرف دیکھتے ہین اور پھر
آکر بیٹھتے ہین لیکن بختک نے امیر کی بیتابی سے اور گھڑی گھڑی اُٹھنے سے اس مقدمہ کو دریافت کیا اور جی مین
کہا کہ کچھ فکر ایسی کیجئے کہ حمزہ یہان سے اُٹھنے نپاوے بادشاہ سے عرض کی کہ مجلس مین عجب لطف ہے
لیکن اکثر لوگ بیجا اُٹھ کر خلل کرتے ہین جو بیہودہ جب اُٹھے آپ اُسپر سو تومن جرمانہ کیجئے بادشاہ نے اسبات
کو پسند کرکے امیر سے کہا امیر نے قبول کیا لیکن امیر کے دلپر بے چینی تھی راوی لکھتا ہی کہ امیر اس اضطراب
کی حالت مین دو مرتبہ اُٹھے اور دو سو تومن دئے بزرجمہر نے عمر کیطرف دیکھ کر کہا کہ کچھ ایسا علاج کیجئے کہ
بختک مجلس سے باہر جائے عمر نے کہا اگر آپ کی مرضی یہ ہے تو دیکھئے مین کس طرح نکالتا ہون اپنی جائے
سے اُٹھکر بادشاہ کا آداب بجا لایا اور کہا خداوند خوب واقف ہین کہ خدا نے ہر ہاتھ کو جُدی لذت دی ہے کیا
عجب ہی جو غلام کو اس وقت خدمت ساقی گری کی ملے اور شہریار اس خانہ زاد کے ہاتھ سے دو چار
دور پیوین فرمایا کیا مضائقہ عمر نے صراحی و پیالہ اُٹھا لیا اور بھر کر گردش مین لایا طرفگی و ظرافت کے ساتھ
پلانے لگا مجلس مین آواز ہوش بادہ نوش کی بلند ہوئی عمر کی ساقی گری سے ہر خورد و کلان کو کمال حظ
تھا بعد بادشاہ کے عمر نے جام شہزادونکو پلائے جب نوبت خواجہ گراز الدین کی آئی عمر نے اس جام مین کچھ

متقال جب سلاطین داخل کیا اور ملک بختک کے روبرو لیگیا جو نہین اسنے وہ جام دیکھا معلوم کیا کہ آئین
عاقبت بخیر نہین ہے اج عمر ساقی ہوا ہے تو نہین بچیگا کہنے لگا خواجہ عمر کل سے مین نے شراب پینے کی توبہ
کی ہے آپ اور لوگو نکو دیجئے بندہ نہین پیویگا جب عمر نے دیکھا کہ نہایت تکرار کرتا ہے اور نہین پیتا بادشاہ
اور امیر کیطرف منہہ کرکے کہنے لگا خداوندا اپنے غلام کے ہاتھہ سے جام پئے اور ہمیں جسنے جانا پیا بختک
میرے ہاتھہ سے پینے مین کس واسطے اندیشہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی ہے نہین جانتا یہہ وہ
چیز ہے کہ اگر ایک پیالہ ابلیس پیتا تو ہزارون سجدے آدم کی خاک کو کرتا شاہ و امیر معہ تمام مجلس عمر کی یہہ
بات سنکر ہنسنے لگے بختک بھی شرمندہ ہوا اور ہرمز تاجدار نے کہا بختک تو دیوانہ ہوا ہی نہین جانتا
شاہ نے اسکو ساقی مجلس کیا ہی اسکے ہاتھہ سے پینے کا انکار کرتا ہی لاچار ہو کر بختک نے عمر کی ہاتھہ
سے وہ پیالہ لے لیا جبرًا و قہرًا پیا ایک ساعت نگذری تھی کہ بختک کے پیٹ مین ہڑبڑی ہوئی اور لگا پیچ
کھانے اپنی کرسی سے اٹھا اور بادشاہ سے کہنے لگا مجلس مین یہہ شرط ہی کہ جو کوئی بیضرورت اٹھے
وہ سو تمن گنہگاری دے بندہ مکان ضرور کو جاتا ہے یہہ کہکر گیا اور فراغت کر کر آیا ایک لمحہ نہ بیٹھا تھا
کہ پھر پیٹ اسکا گڑگڑایا مارے درد کے اٹھا عمر نے کہا اب کیون اٹھے کہا پھر مکان ضرور کو جاؤنگا
عمر نے کہا خیریت ہی اب یہہ عذر بیجا ہی کوئی نہین سنیگا ایکمرتبہ صاحب ہو آئے ہین بختک نے سو تمن
جریمانہ دئے اور گیا حاجت دفع کرکے ایا اور پھر اپنی جا پر بیٹھا دم بھی نہ لیا تھا کہ پھر خلش معلوم ہوئی
لیکن شرط ہارنے کی دہشت سے اپنے تئین ضبط کرکے بیٹھا رہا کرسی سے نہ اٹھا ازبسکہ پیٹ مین
پیچ و تاب ہو رہا تھا تھام نہ سکا وہی جا ضرور اسکا خطا ہوا اور ازار کے پائچون سے بہہ نکلا عمر اسی تاک مین
بیٹھا تھا عقل سے دریافت کیا پیالہ کو ہاتھہ سے رکھکر شاہ سے عرض کی اسوقت خوب خوشنما ہوا ہی اور سبزہ
بھی کس مزیکا ہی اگر چلکر خیابان کی سیر کیجئے اور گلستان کا تماشا دیکھئے تو کمال فرحت ہو فرمایا عمر ہمارا بھی
جی چاہتا ہی امیر کا ہاتھہ پکڑ لیا اور چمنستان کی طرف متوجہ ہوئے جہانتک اور سب بیٹھے تھے اپنی اپنی جا سے
کھڑے ہوئے اور چلے اور بختک بھی اٹھا لوگ دیکھے تو جس کرسی پر وہ بیٹھا تھا تمام نجس ہے اور اسکے
پائچونکی راہ سے زرد پانی نکلتا ہی اور قالین ابریشم کا بھی خراب ہوا ہی عمر نے شاہ سے عرض کی جو نہین بادشاہ
نے وہ حالت اسکی دیکھی مارے غصہ کے شاہ کا عجب حال ہوگیا فرمایا یہہ مردک نہایت نامعقول ہی ہمارے
صحبت مین بیٹھنے کے قابل نہین ہی بلاؤ پہلوان عادیکو کہ اسے باغ سے نکال دیوے عادیکے دل مین آگے
سے کینہ تھا بادشاہ کا یہہ جو حکم پایا ایک ہاتھہ سے اسکی داڑھی اور دوسرے ہاتھہ سے گریبان پکڑ کر گھسیٹ
لیچلا ٹھوکر کھا کے گر پڑا اور سر پھوٹ گیا سر خون آلودہ نجاست سے بھرا ہوا کشان کشان باغ سے باہر ہوا

لیکن

لیکن اسکے جانیکے بعد خواجہ بزرجمہر نے دل مین خیال کیا کہ امیر کی اسوقت حالت بیقراری کی ہے ایسا نہو کہ بادشاہ کو یہہ حال معلوم ہو اور باعث رسوائیکا ہو اسواسطے ہاتھ باندہ کر شاہ سے عرض کیا کہ حمزہ کو آپ نے جسطرح سے راضی کیا وہ ہر صورت آپکا زیر بار احسان ہی جبتک زندہ رہیگا بندہ رہیگا بہتر ہوا کہ آپ باغمین تشریف لائے ہو خلق تمام آپکے فیض عدالت کی منتظر ہے بہت کام معطل پڑے ہین اب باہر تشریف لیچلیے اور سریر حکومت پر بیٹھکر شہریاری کیجیے کہ لوگ اپنی اپنی مراد کو پہنچین شاہ کو یہہ بات پسند خاطر ہوئی امیر کو خلعت شاہانہ عنایت فرمایا اور بارگاہ مین اگر کارسازی عدل وداد مین مشغول ہوئے اور امیر تلشاد کام پر اپنے لشکر مین آئے　　باقی داستان فردائی شب را

داستان گیارہوین

امیر کا مہر نگار کے محل مین جاکر مہر نگار کو کلمہ پڑہانا یمین گل داستان کو یہانتک پہنچایا تھا کہ جب مجلس باغداد سے برخاست ہوئی اور امیر تلشاد کام پر اپنے لشکر مین آئے دنکو خیال کرنے لگے اور گھڑیونکو گننے کہ رات ہو تو مہر نگار پاس جائے لیکن بصد تشویش روز گذرا جب شام ہوئی اور سیمرغ خورشید طرف آشیان مغرب کے متوجہ ہوا اسوقت امیر نے لباس شبرنگ کا منگوایا جب پہر سے اوپر رات گئی صاحبقران نے جامہ اطلس مشکین کا سیہ رنگ گلے مین پہنا اور کمربند زربفت سیاہ کا کمر مین باندہا اور شملہ سیاہ شال کا سر پر لپیٹا اسپر جیغہ مرصع کا رکھا خنجر اور شمشیر کمر مین محکم کرکے پاتابہ صوف کا سرمہ گون پہن کر اوپر اسکے کفش نمدی پاؤن مین پہنے کمند کے حلقہ کو شانے مین ڈالکر ہمراہ مقبل وفادار کے خیمہ سے باہر آئے اور مہر نگار کی محل کیطرف روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے ناگاہ عمر راہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا جونہین امیر کو دیکھا دوڑکر پاس آیا اور امیر کا ہاتھ پکڑکر کہنے لگا اے شہریار تعجب ہی کہ تم نے بندیکو اپنا محرم راز بنایا اور رات کو اٹھکر اکیلے سیر کو جانا ہمکو خبر بھی نہونا امیر عمر کو دیکھکر ہنسے اور کہا اے عمر مین نے اسلئے تجھسے چھپایا کہ تو ہر وقت نصیحت کیا کرتا ہے تجھکو اسبات سے آگاہ کرون اور تو نصیحت کرے تو دلکو میرے بیچینی ہو دیکھ تو میری کیا حالت بن گئی ہی کہ صبر وآرام دلسے اٹھ گیا اور خواب وخورنے بھی مجھے جواب دیا ہے عاشق اور دیوانیکو نصیحت پذیر نہین ہوتی اب میرے ساتھ آکہ یار کی گلی مین جاتا ہون دیکھ تو کیا محبوب ہی القصہ امیر وعمر اور مقبل ملکر باغداد کو چلے راہ مین عمر نے امیر سے پوچھا کہ شہریار وہ کون شخص ہی مین بھی دریافت کرون جسکی خاطر تمہاری یہہ صورت بنی ہی فرمایا اے عمر تعریف اس صنم کی منہہ سے نہین کہہ سکتا ہون اگر خدا چاہا تو کوئی ساعت مین دیکھ لیگا یہی باتین کرتے چلے جاتے تھے پر اب احوال مہر نگار کا سنو کہ وہ امیر کی فریفتہ ہوئی اور نقد دل اپنا بازار مین عشق کے گنوا کر تہیدست ہوئی گریہ وزاری آغاز کی لیکن جب اسنے سنا کہ حمزہ کو بادشاہ

سنکے باغسے رخصت کیا اور وہ اپنے لشکر مین گیا سوز فرقت مین اسکے جون شمع لگی جلنے اور دروازہ عیش و عشرت
کا بند کرکے ایک گوشہ مین جاکر بیٹھی اور لگی ہر ساعت امیر کی یاد مین آہ عاشقانہ اپنے دل پر درد سے
نکالنے اور ہیہانتک بیتابی کرنی شروع کی کہ دائی کی بیٹی مہ و اور مصاحبون اسکے اس مقدمہ سے واقف ہوئین
دیکھین تو بادشاہزادی کی حالت تباہ نظر آتی ہے سب ملکر احوال پرس ہوئین مہرنگار نے کسیکو اسبات کا
جواب نہ دیا یہہ سب حیران ہوین اور اپنی جانکی دہشت سے ڈرین ایسا نہو کہ ہم پر کچھ آفت ہو دائی کو جاکر
خبر کی دائی سنکے آکر اس مہر خصال کی بلائین لین اور پاس بیٹھ کر کہا ای نو گل گلستان خوبی و ای سرو چمن
محبوبی باعث تیرے ملال کا کیا ہے جو ہر دم آہ و نالہ تو کرتی ہے کس پر فریفتہ ہوئی ہے بچگی سے لیکر اس
حال تک مین تیری محرم راز ہون کوئی بات تیری مجھ سے نہان نہین اب کیون چھپاتی ہے مجھ پر ظاہر کر مین اسبات
کو اسطرح رکھونگی جسطرح تن مین جان رہتی ہے مجھکو نامحرم و بیگانہ مت جان مہرنگار نے یہہ باتین محبت کی
جو دائی سے سُنی بے اختیار رو رو کہنے لگی ای دائی مین تجھکو اپنی جان کی برابر جانتی ہون ہرگز کوئی
بات چھپاتی نہین ہون لیکن اس مقدمہ مین مجھکو شرم آتی ہے کہ تجھپر کیسی ظاہر کرون دائی نے رومال سے
اسکے آنسو پونچھے اور کہا ای زندگی بخش تو خاطر جمع رکھہ کہ مین تیری مراد بر لاؤنگی مہرنگار نے جیمین خیال
کیا کہ دائی مقرر معلوم کریگی بہتر ہے کہ اسیوقت جانلے تو بھی کہدے احوال تمام صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ
مین اسپر عاشق ہون اگر اسکا وصل میسر نہوگا تو مر جاؤنگی کچھہ اسبات کی فکر کیا چاہئے دائی سنکر حیران
ہوئی اور مقام نصیحت مین در آئی کہ ایملکہ تعجب ہے تجھ سے کہ شاہزادون ساسانی و مژدگی کو چھوڑ کر مسلمان
پر مایل ہوئی اسکا دین کہان اور تیرا مذہب کہان مہرنگار نے کہا دائی عشق دین اور مذہب سے کام نہین
رکھتا اور ایک عنبرچہ مرصع کا گلے مین مہرنگار کے تہا کہ اسکو نوین ہزار تمن کو مول لیا تھا وہ نکال کر دائی کو دیا
اور کہی ای دائی قسم ہی اپنے دوسے خدا کی اگر میری یہہ امید بر آئی تو تجھے نہال کر دونگی طمع دائی کو دامنگیر
ہوئی لگی کہنے ای سرو آزاد گلستان حسن مین نے دریافت کیا کہ تیری اسطرف بے اختیار طبیعت آگئی ہے
خاطر جمع رکھہ رانکو محل مین سب کو غافل کرکے امیر جہان ہوگا وہان لیچلونگی جب روز آخر ہوا اور رات آئی مہرنگار
اول شب جاکر پلنگ پر لیٹی اور سب نزدیکیون کو رخصت کر دیا ہر ایک اپنے اپنے مکان مین جاکر سو رہین جب
پہر رات گذری مہرنگار نے اٹھہ کر لباس شب روی کا مردانہ پہنا اور دائی بھی اپنی صورت مرد کی بنا کر تیار
ہوئی اور کمند ہاتھہ مین لیکر ہمراہ مہرنگار کے چلی مسقف دالان پر جاکر ایک برجمین کمند کو باندھ کر قصر سے تلے
اترین اور باغ کے دیوار سے گذر کر قلعہ کے باہر ہوئین اور امیر کے لشکر کی راہ لی درختون کے سایہ
مین اپنے تئین چھپاتی چلی جاتی تھین جو نہین قریب اردو مین امیر کے پہنچین راہ مین تین سیاہ پوش دکھائی

دستے یہہ دونون انکو دیکھ کر ایک پیڑ کے تلے اپنے تئین چھپا کر کھڑی ہوئین لیکن امیر جو عمر مقبل کو لئے ہوئے آتے
تھے نگاہ انکی دو سیاہ پوشون پر پڑی مقبل کیطرف دیکھ کر امیر نے باواز بلند فرمایا دیکھنا یہہ دو سیاہ
پوش کون ہین اور کہان جاتے ہین مہر نگار نے امیر کا آواز پہچان کر اپنے کو درخت کے سایہ سے
نکالا اور مقبل کیطرف قدم بڑھایا اسنے نزدیک آکر مہر نگار کو پہچانا اور امیر کو خبر کی صاحبقران سنکر ایسے
خوش ہوئے گویا بادشاہت ہفت اقلیم کی ملی عمر کو لیکر اس ماہ رو کے پاس گئے اور ہاتھ پکڑ لیا
عمر نے کہا ایملکہ آفاق بڑا احسان کیا کہ ہمکو اسوقت سطبری سے بچایا مہر نگار نے مقبل سے پوچھا یہہ کون
ہی عرض کیا خواجہ عمر یہی ہین عمر کی وضع کو دیکھ کر حیران ہوئی اور امیر سے کہا جسوقت سے تم آئے ہو دلکو
جو بیچینی ہے کہہ نہین سکتی ہون امیر نے جواب دیا ایجان زندگانی درست ہی پر ہمارے جی کے احوال سے
بھی خدا ہی واقف ہے کہ ہمین دن کسطرح گذرا یہہ کہکر اس صنم کا ہاتھ پکڑے لئے ہوئے بارگاہ مین اپنے
لے گئے اور باہم بیٹھ کر شراب پینے لگے عمر گاتا گیا جب رات آخر ہوئی اور صبح کا وقت نزدیک آیا امیر مقبل
اور عمر کو ہمراہ لیکر مہر نگار کے قصر تک گئے جس راہ سے وہ آئی تھین اسی راہ مہر نگار اور دائی کو پہنچا کر
اپنے لشکر مین آگئے اور وے کمند پر چڑھ کر محل مین گئین لیکن جسوقت یہہ دونو قصر کے اندر گئین بعضے
بعضے خواجہ سرا اور کنیزکین اسوقت جاگتی تھین ان دو سیاہ پوش کو دیکھ کر سب غل مچانے لگے کہ
چور چور یہہ دونو بھی انکے شامل ہوکر یہہ کہنے لگین خواجہ سرا چارون طرف سے دوڑے اعدا ایک ہنگامہ
ہوا جب روز ہوا اسکو ندیکھا تب ناظر نے جاکر مہر نگار کی مان زر انگیز بانو سے یہہ احوال کہا کہ یہہ دوسری دفعہ
ہی جو محلمین چور کا غل ہوا ہے اکثر عرب اور ترک قلعہ مین بہت پھرتے ہین اور انکا لشکر نزدیک ہے معلوم
نہین انمین کون نیک اور کون بد ہی لازم ہے کہ شہزادی کے محل کے گرد کوئی سردار پاسبانی کو مقرر
رہے زر انگیز بانو نے یہہ احوال بادشاہ کو کہلا بھیجا بادشاہ نے سنکر ایک پہلوان عنتر تیغ زن نامی اسکو
چار سے سوار اور پیادے کی جمعیت سے گرد محل کے چوکی مین مقرر کیا لیکن جب رات کا وقت آیا امیر نے اپنے خیمہ
مین بیتابی کرنی شروع کی اور رونے لگے آہ سوز ناک نکالتے عمر نے جو یہہ احوال امیر کا دیکھا بے اختیار انکھون
مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا یا صاحبقران واسطے خدا کے ہم لوگونکی جان پر رحم کرو اتنی بے صبری خوب
نہین اجکی رات اس معشوقہ کے محلکی طرف جانا موقوف کرو کہ عنتر تیغ زن علاوہ مین مقرر ہوا ہے ایسا نہو
کہ اس امر سے واقف ہو اور تمکو کچھ ایذا پہنچا دے امیر یا تو روتے تھے یا تو اس بات کو سنکر بے اختیار
ہنسے اور لگے کہنے ای عمر تو مجھے مرنیسے ڈراتا ہی نہین جانتا کہ مین کشتہ ہشام بن القمہ ہون یہہ کہکر لباس
مشجر و بکا منگایا اور پہن کر عمر اور مقبل کو ہمراہ لیا اور مہر نگار کی قصر کیطرف روانہ ہوئے جب قریب باغ

کے پہنچے دیکھے تو عنتر تیغ زن چار سو جوان سے طلائی دار یمین مشغول ہین لوگ اسکے ہمراہ کے مشعلین
اور چوبِ مہتاب روشن کیے ہوئے خبردار باش بیدار باش پکارتے پھرتے ہین امیر انکو دیکھکر ایک گوشے
مین کھڑے ہو رہے جب یہہ سب آگے نکل گئے امیر باغ کی دیوار کے پاس آئے اور مقبل کو نگہبانی کیواسطے تلے
چھوڑا اور کمند لگاکر عمر کو ساتھ لیا کمند کو پکڑکر قصر پر چلے لیکن مہر نگار وہان بیدار تھی دائی سے کہنے لگی شاہ
نے گرد ہمارے محل کے چوکیدار پاسبانی کو مقرر کیے ہین پہ اگر امیر حمزہ واقع میرا عاشق ہے تو ان لوگون
سے ہرگز خوف نکریگا جسطرح قابو پاویگا آویگا مین بھی تیاری کر رکھون یہہ کہکر اسکے دو مصاحبین تھین
انھین پاس بٹھاکر مجلس گانیکی شروع کی اور جام شراب کا گردش مین آیا مہر نگار شراب پیتی تھی اور
ہر جام کے ساتھ امیر کو یاد کرتی تھی دائی نے کہا ای مہر نگار تو دیوانی ہوئی ہے جو آہ و فغان کرتی ہے حمزہ
اسوقت اپنے خیمہ مین سوتا ہوگا مہر نگار نے کہا ای دائی میرا دل گواہی دیتا ہے کہ حمزہ کوئی دم مین آتا ہی وہ
میرا عاشق صادق ہے اس چوکی سے ہرگز نڈریگا یہہ باتین ہو رہین تھین کہ امیر اور عمر دونو سقف سے تلے
اُترے جو ہنین مہر نگار نے دیکھا اٹھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور تخت پر لاکر بٹھلایا اپنے ہاتھ سے جام بھرکر امیر کو
پلانے لگی امیر اس نازنین کی گردن مین ہاتھ ڈالکر بیٹھے اور شراب پینے لگے عمر روبروان دونو کے
گانے لگا مہر نگار اور امیر اسوقت عمر سے نہایت خوش تھے مہر نگار نے کہا ای عمر ان معشوقون مین سے
تیرا جی بھی کسیکو چاہتا ہی یا نہین عمر نے کہا صاحب جی تو ایک شخصکو بے اختیار چاہتا ہے لیکن لاچار
ہون کس طرح منہہ سے نکالون کہ وہ آپکی بڑی مصاحب ہے مہر نگار نے کہا ای عمر ہم نے تجھکو خوشی سے
دیا جسکو تیرا جی چاہتا ہو اسکے پہلو مین جا بیٹھ عمر اٹھکر طراز خوبان کی بغل مین جا بیٹھا طراز خوبان لگی عمر کو
گالیان دینے مہر نگار نے کہا ای عمر وہ کیا کہتی ہے عمر نے کہا کیا کہتی ہے ناز کرتی ہے مہر نگار مارے ہنسیکے
لوٹ گئی اور کہنے لگی عمر اسکی کیا بات تجھے خوش آئی کہا زلیور اسکے پاس بہت سا ہی اسے خاطر طبیعت
میری اسپر آئی مہر نگار اور امیر عمر کی ان حرکتون سے خوب ہنستے تھے لیکن طراز خوبان نہایت دق ہوئی
جاتی تھی مہر نگار نے اسے خفا دیکھکر کہا ای طراز بانو تو بیمزہ مت ہو عمر قایم مقام امیر کا ہے اسکی معشوقہ
مجھہ سے رتبہ مین کم نہین تو اسکو کیا سمجھتی ہی غرض اس شب عجب طرحکی صحبت رہی مہر نگار نے کلمہ پڑہا اور مسلمان
ہوئی اقرار کیا کہ جبتک جیتی رہونگی صاحبقران کے حکم سے باہر نجاؤنگی اور امیر نے بھی شرط کی جبتک شادی
مہر نگار سے نکرونگا دوسری عورت مندیکھونگا اسروز مہر نگار نے پان سے ثمن زر سرخ کے عمر کو دیئے
تمام رات چین سے گذری جب صبح نزدیک آئی امیر اور عمر رخصت ہوکر اپنے لشکر کیطرف چلے جسوقت امیر کمند سے
تلے اُترے اور باغ سے باہر ہوئے اور طلایہ دار دیکھی نگاہ انپر پڑی سب چور چور کرکے دوڑے یہہ بھی تلوارین

نکال کرانسے لڑنے لگے دس بارہ آدمی انمین سے مارکر اپنے لشکر کیطرف چلے اور بخیر و عافیت خیمہ مین داخل ہوئے
یہان اس احوال کو سنکر عمر تیغ زن آیا اور روز روشن بھی ہوگیا تھا تو کئی آدمی موئے ہوئے پڑے ہین
اور کوئی غیر نہین دکھائی دیتا اسنے جاکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ سنکر حیران ہوا کہ ایسا شخص کون
ہے جسنے یہہ حرکت کی غرض تمام شہر مین یہہ احوال مشہور ہوا بختک لگا خیال کرنے کہ یہہ کسکا کام ہے آخر
اسکے دل پر یقین گذرا کہ سوائی حمزہ کے اور کوئی نظر نہین آتا مہر نگار کی خاطر نہایت عزیز تھی اسواسطے چپ
ہو رہا اسبات کو منہہ سے باہر نکالا جب دربار کا وقت آیا تمام امرا اور وزرا حاضر ہوئے امیر بھی اپنی
عادت پر آگئے اور بادشاہ کو سلام کرکے اپنی جاپر بیٹھے جب وقت برخاست کا ہوا بادشاہ نے فرمایا
ای ابو العلی کئی روز ہوئے کہ راتکو باغداد سے آواز چور کی آتی ہے معلوم نہین کہ وہ دزد کون ہے آج تم نگہبانی
کرو امیر نے عرض کی جو فرمائے مجھے قبول ہے حضور سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گئے اکثر لوگ
کہنے لگے شاہ نے خوب کیا کہ حمزہ کو طلایہ داری مین مقرر کیا کسواسطے اگرچہ کوئی ساسانی ہے تو حمزہ
کی دہشت سے ہرگز نہ آویگا اور اگر کوئی عرب ہے تو عرب اسکے تابع ہین کوئی نہ آنے پاویگا غرض حمزہ کو اگر
اس رات مین بدنامی ہو تو بہتر ہے لیکن بختک نے یہہ احوال سنکر نہایت عشعش کیا اور کہا سبحان اللہ
کیا عقل ہے بادشاہ کی کہ گرگ کو گوسفند کی نگہبانی مین مقرر کیا شعور مندی اسیکو کہتے ہین پس امیر جو
بادشاہ کی حضور سے رخصت ہوکر گئے اردو مین گئے سر شام دو سو جوان ساتھ لیکر گئے اور مقبل کو
ان لوگون کے ہمراہ گرد باغ کے تعین کیا اور ہر چار دشنی کی جب پہر رات گذری عمر کو ساتھ لیکر مہر نگار
کی قصر کیطرف چلے مہر نگار نے اس روز نہایت خوش ہوکر تمام رات عیش و نشاط مین گذاری صبح کو امیر مہر نگار
سے رخصت ہوکر باغ سے باہر آئے اور اپنے اردو کیطرف روانہ ہوئے باقی داستان فردائی شب را

داستان باروین

امیر کا زخمی ہونا قارن کے طلایہ مین اور اچھا ہونا ایک رات مین دوشینہ قصہ کو یہان تک پہنچایا تھا کہ
سلطان صاحبقران مہر نگار کو رخصت کرکے اپنے لشکر مین گئے اور صبح کو دربار کیوقت آکر بادشاہ
کو مجرا کیا اور کہا بندہ حسب الارشاد راتکو طلائی مین رہا لیکن کسی چور کو نہ دیکھا بادشاہ نے فرمایا تمہاری
دہشت سے آج کوئی نہ آیا سمجھا کہ اگر جاونگا تو مارا جاؤنگا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور امیر کو خلعت
سراپا امداد کیا اور نوازش بے نہایت فرمائی اس روز دربار کے برخاست کے وقت بختک نے
بادشاہ کی خدمت مین عرض کی آجکی رات قارن دیو بند کہ بزرگ زادہ قوم ساسانیون کا ہے باغداد کے گرد

طلایہ مین رہے تو بہتر ہے بادشاہ نے فرمایا اچھا اور قارن کو بلا کر ارشاد کیا کہ آج شبستان حرم کے گرد تم
چوکی دو اُسنے قبول کیا اور رخصت ہوا دربار کے اٹھنے کے بعد بختک اُسکے پاس گیا اور کہا ای پہلوان تو اولاد
مین طیمورث دیوبند کے ہی زور اور شجاعتمین تیرے مقابل کوئی نہین اور بارہا تونے بڑے بڑے کام
کئے سب طرح نیک و بد سے واقف ہی آج دریافت تو کر کیا گذرتی ہے اور وجہ کون ہے قارن نے جواب دیا
ای بختک حاجت سفارش کی نہین ہے دیکھ تو کیا کرتا ہون خاطر جمع رکھ جب رات کا وقت آیا اُسنے
تین سے جوان مسلح ساتھ لئے اور محل کے گرد چوکیداری مین مشغول ہوا ادہر اب احوال مہر نگار کا عرض کرتا ہون
کے آنیکی ملے سے جو خبر ہوئی ایک آہ مار کر بے اختیار رونے لگی اور لرزہ اُسکے بدن مین پڑ گیا دائی نے اُسکی
جو یہہ حالت دیکھی کہا ای مہر نگار خدا کیواسطے ہم پر رحم کر اور آجکی رات حمزہ کا وصل موقوف کر کہ قارن
سخت حرامزادہ ہے ایسا نہو کہ یہہ مقدمہ ظاہر ہو اور بدنامی پالون پھیلاوے ہمارے واسطے نہایت ذلون
ہے اگر تیرا پردہ فاش ہو تو بادشاہ مجھے مار ڈالیگا مہر نگار نے کہا ای دائی وہ خود جوان عاقل ہی چاہئے
تو نہ آوے اب داستان امیر کی سنو جسوقت قارن کی خبر ہوئی صبر کیا لیکن جب دو پہر رات گذری براق
شب روی کا منگوا کر پہنا اور ارادہ باغ دادکیطرف کا کیا عمر نے جو امیر کو چلنے پر مستعد دیکھا لگا دونو ہاتون
سے اپنا سر پیٹنے اور کہنے لگا حمزہ تجھے کیا ہوا ہی ایکرات بھی صبر نہین کرتا جانتا نہین کہ آج قارن دیوبند
طلائی مین ہے اسکو اور پہلوانون کے برابر مت جان یہہ بدبلا ہی ایران مین اُسکی برابر دوسرا زور
آور کوئی نہین آج تحمل کر کل چلنا امیر نے فرمایا الیعمر عشق سے صبر بہت دشوار ہے اگر آج نجاؤنگا تو وہ
معشوقہ اپنے دلمین جانیگی کہ حمزہ قارن سے ڈر گیا مین منقرر جاؤنگا یہہ کہکر قدم کو آگے بڑھایا اور فرمایا
جسکو جان اپنی عزیز ہو میرے ساتھ نہ آوے عمر اور مقبل نے عرض کی شہریار اگر ہزار جان ہماری ہوئی
تمپر نثار ہے ہم جان کی دہشت سے نہین کہتے جو مناسب سمجھے تھے وہ آپ کی خدمت مین گذارش کیا اگر
آپ نہین مانتے ہم ساتھ ہین غرض تینون شخص روانہ ہوئے وہ شب نہایت تیرہ تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا
تھا دیکھے تو قارن نے اپنے لوگون کو کئی گروہ کئے ہین اور انکو حکم کیا ہے کہ مشعل بہت سے جلا کر گرد باغ
کے پھرین اور آپ اندر جا کر ایک کرسی پر بیٹھا اور لگا ہشیاری کرنے امیر برابر باغ کے پہنچے دیکھے تو
ایکطرف سے کچھ لوگ چوکی دیتے ہوئے اور خبردار باش بیدار باش کہتے ہوئے گئے امیر نے معہ یارون
اپنے تئین چھپایا جب وہ طلایہ نکل گیا امیر باغمین گئے دور سے قارن کو کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا مقبل
نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام ایک تیر مارے کہ کرسی سے وصل ہو کر رہ جائے لوگ اُسکے سر پر جمع ہون
آپ شوق سے محل مین جائے فرمایا مجھے کسی سے کام نہین ہی جو میرا سدراہ ہوگا آپ سزا پاویگا جیسنے ہو

قصر کی دیوار سے آہستہ آہستہ کمند لگا کر عمر کو ساتھ لیا اور مقبل کو نیچے نگہبانی مین رکھا جسوقت امیر قصر مین گئے
مہر نگار بصد ہزار اندیشہ بیٹھی ہوئی امیر کیطرف خیال کر رہی تھی جو ہین صاحبقران کو دیکھا اپنی جا سے جست کر کے
امیر کو گلے سے لگا یا اور کہا حمزہ کس طرح آیا فرمایا جسطرح قابو پایا مہر نگار نے امیر کو لیجا کر تخت پر بٹھلایا اور
بدستور مجلس نشاط گرم کی ہر دم آواز طلائی کی سنتے تھے جب رات آخر ہوئی امیر نے اس نازنین کو رخصت
کیا اور عمر کو ساتھ لیکر باہر آئے جب باغکی دیوار پر پہنچے عمر اور مقبل تلے اُترے امیر نے کمند پکڑ کر نیچے
اُترنیکا ارادہ کیا قضارا قارن آپہنچا دیکھا تو ایک سیاہ پوش اوپر سے اُترتا ہے گھوڑا اٹھا کر ایک تلوار ماری
وہ تلوار امیر کو نہ لگی کمند پہ آئی کمند کٹی اور امیر تلے کو چلے اور آواز دئے ای مقبل مجھے روکنا مقبل نے امیر کو
دونو ہاتھ بڑہا کر روکا لیکن امیر بھاری تھے سر امیر کا دیوار پر لگ کر پھوٹ گیا لیکن عمر اور مقبل نے کئی
آدمی تیر اور سنگ سے مارے اور امیر کو لیکر اپنے اردو کے طرف روانہ ہوئے قارن نے دریافت کیا کہ حمزہ
ہے اسنے پیچھا نکیا وہ ادھی کمند بادشاہ کے دکھانیکو لیکر چلا اس کمند ابریشم پر ایک طلائی حلقہ مین نام
امیر کا کھودا ہوا تھا بادشاہ دیکھتے ہی غضب مین آیا اور خواجہ بزرجمہر کو بلا کر وہ کمند دکھائی اور کہا دیکھو
حمزہ کی نمک حلالی اسنے مجھ سے ایسی حرکت کی بزرجمہر نے عرض کیا بندیکو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ دشمنونلے یہہ
تعصب سے لکھا ہے اسکا یہہ کام نہین قارن نے کہا کہ حمزہ زخمی بھی ہوا ہے اسکے سر مین زخم بھی لگا ہے اگر مجروح
نہو تو مین جھوٹا نوشیروان نے حکم کیا کہ حمزہ کو بلاؤ ابھی معلوم ہو جائیگا کہ اسکے سر مین زخم لگا ہے یا نہین کئی
شخص امیر کی طلب کو چلے لیکن وہان جسوقت امیر سر شکستہ خیمہ مین داخل ہوئے قریب صبح کے وضو کیا اور نماز
صبح کی ادا کئے سر سجدہ مین رکھ کر لگے جناب باری مین مناجات کہنے کہ یا بار آلہ تیری درگاہ سے کچھ دور نہین
امیدوار ہون کہ نوشیروان اور مخالفین میرے سر مین زخم نہ دیکھین یہہ دعا مانگتے تھے اور زار زار روتے
تھے کہ اس حالت مین آنکھہ لگ گئی خواب مین دیکھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اپنا دست
مبارک امیر کے سر پر ملا برکت سے انکے ہاتھ کے زخم نہ دیکھا نہایت خوش ہوئے اور سجدہ شکر کا ادا کیا
وہین لوگون نے خبر دی کہ بادشاہ نے آپکو یاد کیا ہے امیر سوار ہو کر مداین کیطرف چلے شہزادہ ہرمز اس
روز صبح کو واسطے شکار کے گیا تھا پھرتے وقت امیر سے ملاقات ہوئی باہم بادشاہ کے حضور مین آئے
بادشاہ نے امیر کے سر مین ہرگز نشان زخم کا نہ دیکھا امیر کو خلعت عنایت فرمایا اور لوگون سے کہنے کو جھوٹ
جانا جب اس بات کو کئی روز گذری اور بہرام کا بھی زخم اچھا ہوا ایکدن بارگاہ مین شاہ کے سب سردار
حاضر تھے بزرجمہر نے بادشاہ سے عرض کی کہ کئی برس ہوئے کہ ہندستان سے خراج نہین آیا فرمایا
کیا سبب ہے کہا بادشاہ ہندستان سعدان شاہ کا بیٹا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اپنے

باپ کی جا تخت سلطنت پر بیٹھا ہے نہایت زور آور اور زبردست یکہزار سات سے من تبرزین کا اسنے گرز
بنایا ہے وہ ضرب ہاتھ مین رکھتا ہے اور سواری اسنے ہاتھی کی مقرر کی ہے چنانچہ اسکی صورت استادون
نے صنعت کرکے مع فیل و گرز بنا کر طاق کسریٰ کے دروازے پر کھڑی کی ہے کیا نیون سے کسیکا گھوڑا
دہشت سے اس تصویر کے پاس نہین جاتا سو بندیکی خاطر مین یہہ آتا ہی کہ جسوقت دربار مین تمام امرا حاضر
ہووین اسوقت آپ یہہ فرماوین کہ بیٹا سعدان شاہ کا لندھور بادشاہ ہندستان کا میری اطاعت نہین
کرتا جو کوئی جاوے اور اسکا سر لاوے مین مہرنگار کو اس سے نامزد کرونگا یقین ہے کوئی ساسانیون مین سے
جرات نکرے لیکن حمزہ تمام دلشان پر مرتا ہے وہ مقرر قبول کریگا پس اگر وہ ہندوستان کو جاکر لندھور سے لڑا
تو یہہ مقدمہ دو حال سے خالی نہین یا آپ لندھور سے مغلوب ہوکر مارا جاوے یا اسکو مارے پس دونو باتین
آپ کیواسطے بہتر مین اگر یہہ مارا گیا تو آپ بدنامی سے بچے اور اگر لندھور کو مار کر یا زیر کرکے لایا تو ملک ہندوستان
آپ کے ہاتھ مین آیا اور دوسرا کوئی بادشاہ آپ سے سرکشی نکریگا بادشاہ یہہ بات سنکر خوش ہوئے
اور بزرجمہر کی عقل پر آفرین کیئے دوسرے دن صبحکو جسوقت بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھے امرا اور وزرا حکیم
اور ندیم ساسانی مجد کی تمام ارکان دولت حضور مین حاضر ہوئے اور بطریق سابق اپنی اپنی جا پر بیٹھے
صاحبقران بھی رستم کے دنگل پر رونق افزا ہوئے اسوقت بادشاہ نے فرمایا شربت اور طعام لاؤ جب
اسے فراغت کرچکے تب ساقیان سیمین ساق بادنائی رواق لیکر گردش مین لائے اور دو دو چار چار دور
چل چکے نوشیروان نے باواز بلند کہا کہ ای گردان نامدار وای پہلوانان روزگار میرا ایک دشمن ہندوستان
مین نہایت زور آور ہے کسیکو اپنے برابر نہین جانتا جو کوئی جاوے اور اسکا سر کاٹ لاوے مین بیٹی
اپنی مہرنگار کی شادی اسکے ساتھ کر دونگا مہر مہرنگار کی خسرو کا سر ہے جسکو یہہ بات منظور ہو قبول کرے
جسنے یہہ کلمہ شاہ کی زبان سے سنا جبین کہا اسبات کا اقرار وہ کرے جسکو اپنی زندگی دشوار ہو ہم کہان
اور ہندوستان کہان جب سفر دریا سے بچکر وہان پہنچین اور اسپر فتحیاب ہون جدکہین یہہ بات میسر آوے ؛
ناحق اپنے تئین بلا مین ڈالنا خوب نہین کسینے جرات نکی جب امیر نے دیکھا کہ اسبات کو کوئی دم نہین مارتا اپنی
کرسی سے اٹھکر کھڑے ہوئے اور بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے اگر امر عالی ہو بندہ وہان جاوے اور
اپنی جان کو ظل سبحانی کے حکم پر فدا کرے اقبال سے شہریار کے اور توفیق سے پروردگار کے اسکو
جاکر گوشمالی دون اور سرلندھور کا حضور مین حاضر کرون شاہ یہہ سنکر شگفتہ خاطر ہوا اور ایک خلعت
خاص طلب کرکے امیر کو پہنایا اور فرمایا کہ تیس جہاز جنگی کہ ہر جہاز مین ہزار سوار کی گنجائش ہو مع شتر و
بزنل جلد تیار ہون اور ملاح آہن گرد و دیگر اسباب مستعد ہون بزرجمہر نے اسکے واسطے تقید کی اور امیر

بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر اپنے اردو کیطرف روانہ ہوئے اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا کوچ کرکے
دریائے بصرہ پر جاوے اور بیرون کو جمع کرے اور خلوت مین عمر کو بلا کر فرمایا اے بابا روندگان جی جانتا ہے
کہ یکمرتبہ پھر کسیطرح مہر نگار کو دیکھ لون عمر نے کہا شہریار مقصد آپ کا چاہئے تو بندہ سعی کرتا ہے خواجہ
بزرجمہر سے موافقت کیجئے البتہ ہو سکتا ہی فرمایا بھائی عمر اسباب تمین سعی کرمین پانسو تمن تجھکو دونگا ایک
رقعہ لکھکر عمر کو دئے کہ یہہ بزرجمہر کو دینا اسمین یہہ لکھا تھا کہ گردش سے فلک کے اپکی صحبت سے دور
جانا ہوا کہ سفر ہندوستان کا درپیش ہو جس مکان پر جاؤنگا لوگ وہان کے کہینگے کہ شاہ ہفت کشور کا
داماد آیا ہے لیکن اس وقت التماس یہہ ہی آپ شاہ سے عرض کرین کہ سر مجلس شربت پیا جائے تا مین
بھی جانون کہ مہر نگار مجھ سے نامزد ہوئی اور یہان کے لوگ بھی جانین وہ رقعہ عمر کے ہاتھ بھیجا عمر نے وہان
سے اندر جاکے آپ سے کے گھر مین ملاقات کی اور تمام احوال زبانی کہہ کر وہ خط دیا خواجہ نے اسکو پڑھ کر عمر کو
ساتھ لیا اور بادشاہ کے حضور مین جاکر مجرا کیا اور دعا ی بعد اسکے عرض کیا کہ قبلہ عالم نے بہت عمدہ
کام حمزہ کو امداد کیا ہے اور خداوند کے رائے عالی پر روشن ہی کہ حمزہ جس مکان مین جائیگا آپکا داماد مشہور
ہوگا اور وہ جان نثاری کرکے بموجب آپکے فرمانے کے چلا ہی لیکن یہہ کیسی دامادی کہ شربت بھی نہ
پیا گیا نوشیروان سنکر ہنسا اور کہا کیا مضائقہ حمزہ کو بلاؤ جسوقت امیر گئے بادشاہ نے شربت طلب
کی بزرجمہر نے عرض کی خداوند شربت کا پینا شبستان مین لازم ہی بادشاہ نے قبول کیا اور خواجہ کو فرمایا
حمزہ کو مع عمر اور مقبل محل مین لیجاؤ کہ مان مہر نگار کی زرانگیز بانو امیر کو شربت پلاوے اور پردے کے پیچھے
سے کہے کہ مہر نگار تمہاری امانت ہے دشمن کو بادشاہ کے مار آؤ اسکے ساتھ تمہاری شادی ہو بعد
اسکے تمام اہل حرم شربت پیوین جب نوشیروان نے یہہ کہا وہین خواجہ بزرجمہر نے عمر کو بھیجکر صاحبقران
کو بلوایا جسوقت عمر نے یہہ مژدہ امیر کو سنایا نہایت خوش ہوئے اور مقبل کو ہمراہ لیکر حضور مین بادشاہ
کے گئے اور آداب کا مہ سے مجرا کیا بادشاہ نے حمزہ کو بزرجمہر کے ہمراہ شبستان حرم مین بھیجا جب امیر
محل مین چلے یہہ خبر بختک کو ہوئی بیتاب ہوا کہ حمزہ اگر محل مین گیا تو مقرر مہر نگار کو دیکھیگا تو بھی چل کہ نہ دیکھنے
پاوے یہہ تصور کرکے اپنے خچر پر سوار ہوا اور سر بازار آکر کھڑا ہوا جو نہین امیر کی سواری آئی یہہ بھی بسلام
کرکے ہمراہ ہوا جب دروازہ حرم کا نزدیک رہا امیر نے آہستہ سے عمر کے کان مین کہا کہ بختک جسطرح ساتھ
ہوا ہے اگر اس بدبلا کو کسی صورت سے دفع کرے تو دو سو تمن دونگا عمر نے زبان عیاری مین جواب دیا کہ
آپ شوق سے چلے جائے مین اسکو روکتا ہون جونہین لگے بڑہا عمر نے باگ اسکے خچر کی پکڑ لی اور لگا کہنے خواجہ
بختک ہم ہندوستان کو جاتے مین خدا پھر لاویگا تب آوینگے وہ تمسک پانچسو تمن کا تمہارا جو ہمارے پاس

ہے لو اور اسکے روپئے دو کہ وہی ہمارا خرچ رہا ہے بختک نے کہا عجب خر دسی لے ہنگامہ ہی کہ مین حمزہ کے ساتھ کام کو جاتا ہون اسوقت مجھے روکتا کہ روپئے دو مین روپیون سے نہین واقف جا بادشاہ کی عدالت مین نالش کر جو مجھپر دینے ثابت ہونگے تو دونگا عمر نے کہا یہہ کیا بات ہے فریاد مین تب کرون جب تم سے کس طرح کم زور ہون ایکقدم آگے نہ بڑھنے دونگا جبتک کہ روپئے نہ لونگا آپ کسیکو بھیجکر منگوا لیجئے بختک نہایت دق ہوا اور اپنے غلامون سے کہا کہ اس بیحیا کو یہان سے نکالو جونہین عمر نے یہہ بات اسکے منہ سے سُنی ایک جست کرکے اسکے خچر کی پیٹھ پر جا بیٹھا اور نوک خنجر کی اسکے پیٹھ پر رکھدی اور کہا قسم ہے خدا کی اگر تیرے غلام میرے نزدیک آئیلے تو ابھی خنجر مار دونگا کہ اسکی نوک تیرے پیٹھ مین پھوٹ نکلیگی جونہین خنجر کی نوک اسکو چبھی گویا دم نکل گیا ڈر کر اپنے غلامونکو منع کیا عمر نے ایکدستہ خنجر کا ایسا اسکے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور لہو بہہ چلا عمر نے وہان سے جست کی اور ایک دوکان مین جاکر کھڑا ہوا اور وہان سے بارگاہ کیطرف چلا لیکن یہان بختک سر شکستہ روتا ہوا زار زار بادشاہ کے حضور مین گیا اور آگے بادشاہ کے اپنی پگڑی دے ماری اور گریبان چاک کیا لگا کہنے خداوند دیکھئے عمر نے غلام کی یہہ حالت کی پس اب ہمارا رتبہ یہانتک پہنچا کہ عیار پیشہ سر بازار بیحرمت کرنے اور سر پھوڑی بادشاہ کو یہہ بات بُری لگی فرمایا عمر کو بُلاؤ جونہین عمر آیا بادشاہ نے فرمایا عمر بختک سے یہہ حرکت کی جواب دیا آپ خداوند مین عدالت فرمائے کہ تقصیر بندیکی ہے یا اسکی دیکھئے مہر تمسک اسکے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے بندیکو آپ نے ہندوستان بھیجا ہی خدا جانے قسمت کب لاوی مین نے اسسے وہ روپئے طلب کئے اور کچھہ نہین کہا لازم ہی کہ کچھہ اپنی طرف سے دین سو تو گیا گذرا اپنا اصل مانگتا تھا انھون نے غلامونکے ہاتھ سے مجھے بیحرمت کروایا اور گالیان دین مین لاچار ہوکر اپنا بھی ہاتھہ چھوڑا اسمین بندیکی تقصیر ہو تو آپ سزا دین فرمایا اسمین تو تیری خطا نہین معلوم ہوتی سراسر گناہ اسیکا ہے بیجا کرتا ہی اگر تمسک ہی تو یہہ روپئے دیگا عمر نے تمسک نکال کر حضور مین تخت کے گوشہ پر رکھدیا بادشاہ نے دیکھا کہ واقعی تمسک درست ہی فرمایا روپئے اسکے اسیوقت دے نہین تو گنہگار ہوگا بختک لاچار ہوا اور بادشاہ کے خزانہ سے روپئے قرض کرکے عمر کو دئے اور تمسک لیا بختک اور عمر کو شاہ نے ملوا دیا بختک بیچارہ سر شکستہ اپنے گھر گیا اور عمر بادشاہ سے رخصت ہوکر شبستان کیطرف روانہ ہوا لیکن خواجہ بزرجمہر وہان بیٹھے ہوئے انتظار کر رہی تھے کہ امیر اور مقبل پہنچے انکے آنیکی خبر جو محل مین ہوئی زر انگیز بانو نے انکے واسطے فرش کروایا اور مسند زربفت بچھوائی اسپر امیر کو بلواکر بٹھلایا پیچھے پردے کے آپ مہرنگار کو لیکر بیٹھی اور مسند تیار کرنے کو حکم کیا لیکن عمر جو وہان سے چلا اور محل کی دیوڑھی پر پہنچا چاہا کہ اندر جائے دربانون نے لکڑی اسکے در آنے کو بلند کی اور کہا تو کون ہے کسکے حکم سے اندر جاتا ہے جونہین دربانون نے یہہ بات

کہی عمر دونو ہاتھ اپنی آنکھون پر رکھ کر لوٹ گیا اور کہنے لگا وہ دربان تیرا بُرا ہو مجھے اندھا کیا
اور کہا کہ یہہ معاملہ عجب ہی کہ لوگون کے لڑکون کو اندر بلا کے جو چاہتے ہین سو کرتے ہین اور اسکے ہمراہیون
کو مارتے ہین اور اندھا کرتے ہین یہہ کیا بیدادی ہے جونہین زر انگیز بانو کے کان مین یہہ آواز گئی لوگون
سے کہا خبر لو یہہ کون ہی امیر نے عمر کی آواز پہچانی کہ کہتا ہے کہ اندھا ہوا امیر اور مقبل سنکر بے اختیار دوڑے
خواجہ بزرجمہر نے بھی تصور کیا کہ شاید عمر کو کچھہ آسیب پہنچا زر انگیز بانو نے بزرجمہر کو بھیجا کہ تم خبر لو سب
لوگ جاکر عمر کے سر پر جمع ہوئے دیکھے تو دونو ہاتھ اپنی آنکھون پر رکھے ہوئے عجب طرحکی بیقراری
کر رہا ہی امیر نے کہا بھائی عمر آنکھون پر سے ہاتھ تو اٹھا لو دیکھین کیا ہوا اگر علاج پذیر ہو تو خواجہ
علاج کرینگے عمر ہاتھ نہ اٹھاتا تھا مارے بزور اسکی آنکھ سے ہاتھ جدا کیا اور دیکھا تو کچھہ خلل
نہین معلوم ہوتا جیسی آنکھ تھی ویسی ہی ہے کہا عمر یہہ کیا شرارت تھی جو ہمکو ناحق دوڑایا عمر نے کہا
آپ کی سر کی قسم ہی اسنے لکڑی اٹھائی اگر مارتا تو میرے آنکھہ ہی پر لگتی مین نے کچھہ جھوٹ نہین کہا
سب بے اختیار ہنس پڑے اور خواجہ سراؤن نے جاکر یہہ احوال ملکہ زر انگیز بانو سے کہا وہ
بھی سنکر متعجب ہوئے کہ عجب طرحکا آدمی ہے بلاؤ اسے امیر عمر کو لیکر اندر گئے اور اپنی جا پہ بیٹھے ملکہ
نے شربت کا حکم دیا کہ حمزہ کو پلاؤ جب شربت پی چکے زر انگیز بانو نے پردے کی اوٹ سے کہا حمزہ ہم نے
تمکو دامادی مین قبول کیا تم ہندوستان کو جاؤ اگر لندھور کو مار آئے مہرنگار امانت تمہاری ہی اسکی
خزانے سے جو تم لاؤ گے شادی کرینگے زر انگیز بانو نے یہہ بات کہی اور عمر نے خواجہ بزرجمہر کیطرف منہہ کیا اور کہا آپ ہمکو یہان
کیا دلوا رو درکینگے خاطر لائے ہین پس شرط مروت یہی ہی کہ ہم شاہ پر اپنی جان تصدق کرکے ایک غنیم
کے سر پر ہندوستان کو جاوین اور مہرنگار کی صورت سے واقف نہون جب ہم ادہر سے آوین خدا جانے
اسکے ساتھہ حمزہ کی شادی کرین ہم کیا جانین بیٹی بادشاہ کی کالی ہی یا گوری یا دُبلی ہے یا موٹی یا اندھی یا لنگڑی
بھلا ہم کسطرح معلوم کرین قسم ہی بادشاہ کے نمک کی جبتک مہرنگار کو نہ دیکھینگے شبستان سے باہر نجائینگے
غرض عمر نے ایسی باتین کہین کہ زر انگیز بانو نے ہنسکر کہا کہ امیر اور مقبل و عمر اندر پردے کے آوین اور مہرنگار کو
دیکھین بزرجمہر نے انکو لیکر اندر گئے اور زر انگیز بانو کے پاس بیٹھے امیر نے مہرنگار کو پہلو مین اسکی مان کے
دیکھا نہایت جی مین خوش ہوئے اور زر انگیز بانو نے نزدیک سے امیر کو دیکھا جی جان سے اسکو دامادی مین
قبول کیا جب رخصت کا وقت نزدیک آیا بزرجمہر نے مہرنگار سے کہا اگر آپ نے حمزہ کو قبول کیا تو
اسکو کچھہ اپنی نشانی دو کہ اپنے پاس رکھے اور آپ کو فراموش نکرے مہرنگار کے ہاتھ مین ایک زمرد کی
انگوٹھی تھی وہ اتار کر امیر کو دی امیر نے اپنے ہاتھ کی یاقوت کی خاتم اسکے عوض مین مہرنگار کو دی جب اٹھنے کا وقت

تھوڑا ارنا عمر نے ہاتھ باندھ کر زر انگیز بانو سے کہا کہ بندہ کچھ عرض رکھتا ہے فرمائیے کیا کہا یہہ احقر مہر نگار کی دایہ
کی دختر کو طلب کرتا ہے کچھ نشان اسکا اگر بندے کے پاس رہے تو نہایت مناسب ہے زر انگیز بانو نے اس سے
کہا تو بھی عمر کو کچھ دے اسنے ایک عطردان کئی سو من کی قیمت کا عمر کو دیا اور کہا تو بھی کچھ دے عمر نے
کہا ضرور ہے البتہ دونگا یہہ کہہ کر ہاتھ جیب مین ڈالا اسمین سے ایک خرما دو اکروٹ نکال کر اسے دئے
اور کہا اسے احتیاط سے رکھنا اور مجھے فراموش نکرنا تمام لوگ اس حرکت کو دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ
گئے زر انگیز بانو نے امیر کو اپنے ہاتھ سے شربت پلایا اور باقی لوگون کو خواجہ سراؤن نے غرض شربت کے
پینے سے فراغت کر کے امیر محل سے باہر آئے اور بادشاہ کی بارگاہ کیطرف روانہ ہوئے جب سواری
امیر کی جلو خانے مین پہنچی خواجہ بزرجمہر نے عمر عیار کو کہا کہ بابا تو لشکر اسلام مین جا کر امرایان نامدار کو خبر کر
سب متردد ہونگے کہ امیر اکیلے شہر سے گئے ہین اور انکا کچھ احوال معلوم نہین تو جا کر انکو تسلی دے
کہ خاطر جمع ہو اور ہم امیر کو بادشاہ سے رخصت کروا لاتے ہین عمر اردو کی طرف چلا خواجہ امیر اور مقبل کو
ہمراہ لیکر اپنے مکان مین گئے اور کہا آپ یہان بیٹھین مین حضور سے رخصت ہو کر آتا ہون یہہ کہکر سوار ہوئے
اور بادشاہ کے پاس جا کر مبارکباد دی اور کہا ملکہ نے حمزہ کو شربت پلایا اور دامادی مین قبول کیا ایکدو ساعت
تک خلوت مین کچھ باتین رہین بعد حضور سے رخصت ہو کر اپنے گھر گئے امیر سے اختلاط شروع کیا اور ہر
طرح کی نصیحت کی کہ ہندوستان مین یہہ یہہ کام کرنے پڑتے ہین یہہ کہہ کے بعد شربت منگوا کر امیر کو
پلایا اس شربت مین بیہوشی ملی ہوئی تھی جو نہین امیر نے پیا ایک ساعت نگذری کہ سر گردش مین آیا
اور چھینک آئی صاحبقران بیہوش ہوئے بزرجمہر نے مقبل کے روبرو امیر کو پلنگ پر لٹایا اور صندوقچہ جراحی
کا منگوا کر اسمین سے استرہ نکالا اور امیر کے پہلو کے چمڑے کو چیرا اور ایک مہرہ برابر فندق کے اسمین
رکھ کر اوپر سے ٹانکے دئے اور مرہم کا پھایا لگا دیا مقبل نے پوچھا خواجہ یہہ کیا ہے کہا اسکو شاہ مہرہ کہتے ہین
ہندوستان مین ایک شخص امیر کو زہر دیگا سوا اسکے اس زہر کا اور کوئی علاج نہین ہے لیکن خبردار کسی پر ظاہر
نہو جب تک عمر کے ہاتھ کے مارنہ کھانا نہ بتانا یہہ مقبل سے کہہ کر امیر کو ہوش مین لائے اور مرہم داؤدی سے زخم
اچھا ہو گیا تھا امیر سے خواجہ باتین کرتے تھے کہ عمر بھی لشکر اسلام سے آیا خواجہ نے صاحبقران کو رخصت کیا
امیر معہ عمر و مقبل لشکر اسلام کو لیکر دریائی بصرہ کیطرف روانہ ہوئے جب لب دریا پر پہنچے وہان تیس منزل
جہاز نوشیروان کے حکم سے کھڑے تھے امیر اپنے تیس ہزار سوارون سے جہازون پر سوار ہوئے اور تمام
اسباب چڑھایا اور مقرر ہوا کہ کل صبح کو لنگر اٹھاوینگے عمر اسوقت جہاز سے تلے اتر کر کھڑا رہا اور امیر سے
لگا کہنے خدا آپ کو بخیر و خوبی ہندوستان کو پہنچادے اور پھر وہان سے لے آوے بندیکو رخصت کیجئے کہ مگر

کو جاوے کیونکہ بندہ جن اور جادوے اور اژدہے اور پانی سے بہت ڈرتا ہی اگر خواجہ عبد المطلب کی
خدمت مین کوئی خط دینا ہے تو دیجئے نہین تو بندہ جاتا ہی جا کے کعبہ مین آپکی خاطر جناب باری مین دعا
مانگا کرونگا کہ آپ کو خدا شہریاری دے امیر نے دیکھا کہ یہہ کسیطرح ہمارے ساتھ اپنی خوشی سے
نہ آئیگا کسی فریب سے لیچلئے کہا بھائی عمر بہت اچھا کسیکو زورآوری سے مین نہین لیجاتا جسکا جی چاہی چلے
جسکا جی نہ چاہے نہ چلے خیر تم مکہ کو جاؤ لیکن ایک ساعت جہاز پر آکے بیٹھو کہ مین تمکو خط لکھدون اور
کچھہ کچھہ تحایف بھی تمھارے ہمراہ کردون عمر نے کہا اسکا مضایقہ نہین ایک کشتی پر سوار ہوکر جہاز مین آیا امیر نے
ایک خط لکھہ کر عمر کو دیا اور کچھہ تحایف منگوا کر اسکے روبرو رکھا اور کہا عمر یہہ سب والد کے روبرو گذراننا
اور کہنا کہ بندیکا ادہر جانا ہوا پر آپ گوشۂ خاطر سے اس کمترین کو فراموش نکیجیگا اور تمہین خدا کے حوالے
کیا آؤ گلے مِل لین پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی امیر نے بغلگیری کے بہانہ سے عمر کو پکڑا اور کہا لنگر اٹھا لو
جونہین لنگر اٹھائے جہاز دریا مین ہوئے اور کنارے سے بہت دور نکل گئے جب امیر نے عمر کو چھوڑ دیا عمر لگا
جہازون پر دوڑنے قاعدہ لشکر اسلام مین یہہ تھا جب سفر دریا درپیش ہوتا آپسمین جہازونکو حلقون
سے اور قلابون سے باندھہ کر ایک کرتے تھے کہ ہوا اور طوفان مین جدے نہوئین عمر ہر جہاز کے غرابون
پر لگا دوڑنے چار گھڑی تک خوب حیران ہوا جب تو یہہ مایوس ہوکر چاہتا تھا کہ امیر کیطرف پھرے ناگاہ
اسی دریا مین ایک ٹاپو دکھائی دیا قریب بیس گز کے عرض وطول ہوگا عمر وہ زمین دیکھکر نہایت خوش
ہوا جیمین کہا کہ اس خشکی پر بیٹھہ رہئے آخر کوئی ماہی گیر کی ناؤ ادہر آویگی اسپر سوار ہوکر کنارے پر پہنچ
جاوینگے یہہ تصور کرکے جہاز سے اسپر کُودا لیکن وہ مچھلی تھی ہوا کھانے کو پانی کے اوپر ترآئی تھی؛
جونہین اسکے پاؤن کی دہمک اسکی پیٹھہ پر پہنچی اسنے پانی مین غوطہ مارا اور ڈوب گئی عمر لگا غوطے کھانے
اور امیر کو لگا پکارنے کہ صاحبقران خدا کیواسطے مجھے بچاتا ہین تو مین ڈوب جاتا ہون امیر نے ملاحون کو
کہا کہ خبردار یہہ ڈوبنے نپاوے ملاح کودے اور عمر کو نکال کر جہاز پر لائے عمر اوپر آکر گوشہ مین بیٹھا
اور وہ دوڑنا موقوف کیا عقلمندون نے کہا ہے قدر عافیت کشتی کی وہ شخص جانے جو مصیبت مین گرفتار
ہووے اور کشتیان مانند باد کی روانہ ہوئین بعد ایک مہینے کے جہاز ایک جزیرے پر پہنچے ہنوز کنارا قریب
چالیس گز کے باقی رہا کہ عمر جست کرکے خشکی مین پہنچا امیر نے بھی وہان جہازون کو لنگرایا اور تمام سردارون
کو ساتھہ لیکر آپ بھی زمین پر آئے اور فرمایا جہازون مین میٹھا پانی بھر لو میلے کپڑون کو بھی دہلواؤ کہ کل پھر
لنگر اٹھینگے لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے اور عمر اس میدان مین لگا دوڑنے کہ اگر راہ ملے تو یہان
سے چلا جاؤن ناگاہ ایک سایہ کے نیچے ایک شخص نے عمر کو دیکھا نام لیکر سلام علیک کی اور کہا کہ اے

خوب ہوا کہ تو یہان آیا مین تیرا خالو ہون ایک مدت سے ہندوستان مین تھا وہان سے بہت سا
مال و اسباب جمع کرکے کشتی پر سوار ہوا اور تیرے دیکھنے کو چلا راہ مین جب اس مکان پر پہنچا جہاز
غرق ہوا مین ایک صندوقچہ جواہرات کا اپنے ساتھ لیکر ایک تختہ پر چڑھ بیٹھا ہوا نے کنارے پر لگا دیا
مین اس جزیرہ مین تب سے رہتا ہون اور وہ جواہرات کا صندوقچہ میرے پاس ہی عمر پہلے سنکر کہا چاہتا تھا
کہ مین خالو نہین رکھتا ہون لیکن جواہرات کا نام جو سنا ہرگز کچھ نہ کہا چپکا اسکے پاس آکر بیٹھ گیا اس مرد
نے کہا ای جان خالو معذور رکھنا کہ میرے پاؤن مین طاقت نہین ہی جو اٹھ کر تیری تعظیم کرون اگر اسدرخت
سے کچھ توڑ کر کھلاوے تو میرا دل خوش ہو عمر نے کہا یہہ کیا بڑی بات ہی مین اسدرخت پر چڑھ کر توڑ لاتا
ہون تمھارا جتنا جی چاہے کھالو اسنے کہا یہہ نہین میرا مطلب یہہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑ کر کھاؤن عمر
نے کہا یہہ بھی آسان ہی میرے کندھے پر پاؤن رکھ کر کھڑے ہو اور اپنے ہاتھ سے توڑ کر کھاؤ اسنے کہا ہان
اب اگر ہو تو بڑا احسان ہی عمر جھک گیا اور وہ عمر کی پیٹھ پر سوار ہوا راوی لکھتا ہی کہ وہ دوالپا تھا یعنے پاؤن
اسکے تسمے کی صورت کے تھے جونہین عمر کی پیٹھ پر چڑھا اپنے پاؤن سے عمر کو باندھ لیا اور کہنے لگا کہ دوڑ
عمر چاہتا تھا کہ چھوڑا دے اپنے تئین اسکے ہاتھ سے پھر تو ہاتھ بھی اسنے خوب جکڑے لاچار ہوا معلوم
کیا کہ مطلب اسکا دوڑانیسے ہی لگا دوڑنے اور لگانے وہ دوالپا عمر سے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب
گھوڑا ملا لیکن عمر دیکھا کہ تو سخت بلا مین گرفتار ہوا کسطرح اسکے ہاتھ سے چھوٹ سکے جیمین کہا چل
امیر کیطرف وہ اس سے چھڑا دینگے یہہ ارادہ کرکے امیر کیطرف چلا وہان جاکر دیکھا تو معہ سلطان صاحبقران
تمام سردارون پر دوالپا سوار ہین عمر دیکھ کر حیران ہوا جونہین اور سردارون کی نگاہ عمر پر گئی
ایک آہ بھری اور رونے لگے سبکو تصور یہہ تھا کہ عمر نے انکا فریب نہ کھایا ہوگا وہ آکر ہمین چھڑاویگا
عمر نے اسوقت امیر کو سخت درشت کہنا شروع کیا اور کہنے لگا وہ عرب یہہ ظلم تو نے کیا ہی ایک کافر کی بیٹی
کیواسطے اتنے مسلمانون کو مارا غرض دوالپایان سب کو دوڑاتے تھے کوئی کہتا میرا گھوڑا خوب دوڑتا ہی کوئی
کہتا تھا میرے مرکب کا قدم خوب ہی غرض آپسمین شرط کرکے ہر ایک دوڑتا تھا اور بیچارے پہلوان ::
عادیکی عجب حالت تھی گرتا تھا پھر لاچار ہوکر چلتا تھا جو آہستہ چلتا وہ دوالپا اسکے گلیمین اور کندھے
پر ببول کے کانٹے چبھاتے تھے لیکن عمر سب سے زیادہ چالاک تھا دوڑ کر آگے نکل گیا قریب دو کوس
کے جب گیا دیکھا تو ایک پہاڑ کے تلے ایک مکان پر خوشہ انگور بامزا و بہت سے لگے ہوئے ہین اور نیچے ان
انگورون کے درخت اکثر پتھر مین کھڑے ہین اور ان انگورون مین سے رس ٹپک ٹپک کر شراب ہو رہی ہے
اور کدو خوبصورت صراحی دار خشک و تر لٹکے ہین عمر دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای عزیز تیرے بڑے طالع ہین

جو مجھہ سے ملاقات ہوئی اور مین تجھے لیکر یہان آیا یہہ وہ درخت ہین کہ ایک مرتبہ مین نے اسکا عرق
پیا تھا جو مین اسقدر دوڑتا ہون سو اسکا اثر ہے اگر اسوقت میرے دوڑنیکا تماشا دیکھا چاہتا ہی تو
ایک تونبا کدو توڑکر صراحی بنا اور اسمین یہہ عرق بھر کر ساتھہ لے جب مین مانگون تھوڑا میرے حلق
مین چوانا اسنے قبول کیا عمر اسکو تونبے کے درخت کے تلے لے آیا اور کہا اسمین سے ایک بڑا کدو خشک
توڑ لے اسنے کدو توڑکر اسکی گردن جدی کی اور اسمین وہ شراب بھر لی اور کئی ایک قطرے عمر کے حلق مین
چوائے عمر شراب پیکر طرفگی کرنے لگا اور گانے ایک میدان مین اس زور سے دوڑا کہ دوال پا بالشدت
خوش ہوا اور کہنے لگا او گھوڑے جبتک جیؤنگا سوائے تیرے اور کوئی مرکب پر نہ چڑھونگا تیرا ہنہنانا مجھے
بہت بھلا لگا اور دوڑ کی تو کیا بات ہے تیرے قدم کو کوئی نہین لگتا عمر نے کہا ابھی کیا ہوا ہون جون اسکا اثر ہوگا
اور زیادہ تماشا دیکھوگے لیکن تم نہ پینا دوال پا جیمین سمجھا کہ یہہ آدمی اپنے پینے کو مجھے منع کرتا ہی تو بھی پیا
یہہ خیال کیا کہ اسمین بڑا فایدہ ہی اس کدو کو منہہ سے لگایا اور پینے لگا عمر نے کہا خبردار سب مت پینا مری
خاطر بھی تھوڑا رکھنا دوال پا کو مزہ لگا آدھی صراحی پی گیا قاعدہ ہے شراب کا جون جون پیتا جائے اور زیادہ
خواہش ہوتی ہی جب ساری صراحی پی چکا اسکو نشہ ہوئی مست ہوکر عمر کی پیٹھہ پر سے زمین پر گر پڑا عمر نے
خنجر سے اسکا سر جدا کیا اور امیر کیطرف روانہ ہوا جاکر دیکھا تو سب انکے ہاتھہ سے ایذا مین گرفتار ہین کہنے لگا کیون یارو
اب کیا کہتے ہو کچھہ دینا قبول کرو جو اس بلا سے نجات پاؤ ہر ایک نے عمر کو روپے دینے قبول کئے عمر نے سب کو ان
دوال پاؤن سے چھڑایا اور جتنے دوال پا تھے سب کو مارا دوسری روایت یہہ ہی کہ گردوال پا کو ہر ایک پہلوان نے
چیر ڈالا اور سب لوگ جلدی سے جہازون پر چڑھہ گئے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان ہی خدا جانے اور کیا آفت آوے جہازون
پر چڑھہ کر لنگر اٹھوائے اور بادبان کھولدئے جہاز وہان سے بامراد چلے اور ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے
جب پھر مہینے دو ایک دریا مین گذرے اور جہازون مین پانی کم رہا آدمیون کے کپڑے بھی میلے ہوے
واسطے ضروریات کے ایک جزیرہ مین لنگر کئے آدمی تلے اترکر اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے باقی داستان فردا کی شب را

داستان تیرہوین

یہانتک احوال داستان کا صاحبقران کے بیان کیا تھا کہ اس جزیرہ مین جہازون کے لنگر گئے اور ہر ایک
اپنے اپنے کام مین مشغول ہوا عمر کی نگاہ اس بیابان کیطرف گئی دیکھا تو سبزہ گھانس کا کوسون تک لطف
دے رہا ہی اور چشمے پانی کے ہر طرف کو بھرے ہوئے نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین عمر کے جی مین آیا
کہ غسل کیجیے کچھہ ایک دور جاکر تالاب کے کنارے اپنا اسباب عیاری کا اتار کر رکھدیا اور پانی مین اترا

کر بدن کو ملنے لگا پنڈلیون کو دھو کر غوطہ لگایا اور جو سر پانی سے اٹھایا کنارے پر دیکھا تو اسباب نظر نہین
آتا جانا کہ امیر نے خوش طبعی سے چھپایا ہو گا ازبسکہ ننگا تھا مارے شرم کے باہر نہ نکل سکا لگا غل مچانے
کہ یہہ کیا خوش طبعی ہے مجھکو ایسی حرکت نہین بھاتی یہہ آواز اسکے شور کرنے کی امیر نے سُنی خیال گذرا کہ
شاید پھر کسی دوال پا نے عمر کو پکڑا جو اس طرح چلاتا ہے کئی رفیق ساتھ لیکر دوڑے اور کہنے لگے
خیر تو ہی عمر نے کہا خیر پوچھتے ہو مجھے یہہ چوچلے خوش نہین آتے امیر نے کہا مین سمجھتا نہین تم کیا کہتے ہو
عمر نے کہا یہی کہتا ہون میرے کپڑے کیون چھپائے امیر نے سوگند کھائی عمر تمہارے سر کی قسم ہے مین خبر نہین
رکھتا عمر نے کہا پھر کون لیگیا یہہ باتین کرتا تھا کہ ایکطرف سے آواز سگ کی اسکے کان مین سنائی دی لگا
چارون طرف نگاہ کرنے دیکھا تو سیکڑون بندر درختون پر کودتے پھرتے ہین اور تمام اسباب اسکے
پاس ہے اسمین لیکر کھیل رہے ہین امیر سے کہنے لگا دیکھو ان میمونون کی اجل آئی ہے میرے اسباب کو
یہہ لیگئے ہین آپ اسکو جہاز مین بھیجکر دوسرا بقچہ میری عیاری کے لباس کا منگوائیے دیکھئے مین ان سے
کیسی حکمت سے لیتا ہون جونہین عیارون نے عمر کے یراق کی گٹھری لاکر حاضر کی اسنے کہین سنا تھا کہ
انسان جو حرکت کرتا ہے بندر بھی اسکی تقلید کرتا ہے پہلے عمر نے اپنا نیم تاج ہوا پر اچھالا اور پھر ہاتھ پر
روک لیا بندرون مین سے بھی جسکے ہاتھ مین اسکا تاج تھا اسنے بھی اچھالا لیکن روک نہ سکا زمین پر گر پڑا عمر
نے اسکو اٹھا لیا اسیطرح ایک ایک کرکے تمام اسباب اپنا ان سے لیا اور امیر سے کہا کہ یہہ جانور اس
جنگل مین آدمیون کو سخت ایذا دیتے ہونگے انکا یہان رہنا خوب نہین مردان عالم جو راہ سے گذر کرتے ہین
اس راہ کو صاف کرتے جاتے ہین اب جہاز پر لوگونکو لیکر سوار ہو جئیے مین انکا علاج کرتا ہون یہہ کہکر اس
جنگل کے تمام درختون کو روغن نفط سے تر کرکے چار طرف سے آگ لگا دی اور آپ کشتی پر سوار ہو کر جہاز
مین آئے لنگر اٹھوا دئیے اس جنگل کو چھوڑ کر طرف ہندوستان کے روانہ ہوئے کئی روز تک جہاز بامراد
چلے گئے ناگاہ ایکروز مانند کوہ کے ایک نہنگ پیدا ہوا اور دہن وا کرکے جہازون کیطرف روانہ ہوا جہان تک
لوگ جہاز مین تھے اسکو دیکھ کر فریاد کرنے لگے امیر غل سنکر باہر نکلے دیکھے تو ایک نہنگ جون لخت
کوہ منہہ کھولے ہوئے چلا آتا ہے امیر نے اسکی صورت دیکھ کر خدا کو یاد کیا اور کمان اسحاق نبی کی منگوا کر ہاتھ
مین لی اور پانزدہ تیر پر عقاب ہاتھ مین لیکر اسکی طرف رخ کیا آنکھین جو اسکی مشعل کی سی روشن تھین
ایک تیر چلہ مین جوڑا اور شست باندھ کر اسکی چشم راست مین مارا کہ تا سوفار غرق ہو گئی اور دوسرا
تیر جوڑ کر دوسری آنکھ مین مارا اور ایک تیر حلق مین ان تیرون کے لگنے سے وہ نہنگ بے چین ہوا سرکو
پانی مین ڈبا کر دم کو بلند کیا اور اس زور سے پانی پر مارا کہ تلاطم پیدا ہو گیا نزدیک تھا کہ جہاز ڈوب جائے

امیر نے چلتے جہازون کے کھلوا دیئے بارے امن ہوا اُسکے چوتھے روز ایسا طوفان ہوا کہ تاریکی ہوگئی اور
موج دریا کا لگا آسمان پر پہنچنے جہازون مین تہلکہ پڑگیا اور ہر ایک دعا مانگنے لگا غرض تین دن تک وہ
طوفان کی یہہ دہشت رہی کہ زندگی سے ہر ایک نے ہاتھہ دھو چکے تھے تین دن کے بعد جب طوفان ہر طرف ہوا جہاز
دیکھے تو چار جہاز جن مین بہرام گرد خاقان چین معہ اپنی فوج تھا وہ غایب ہوگئے معلوم نہوا کہ کدھر گئے
جبتک اُسکی داستان آوُن لیکن یہان امیر نے بشدت بہرام کی خاطر غم کیا اور جتنے پہلوان تھے سب روئے
لاچار پھیر جہاز متفق کیا اور چلے باقی داستان فردائی شب را

داستان چودہوین

سد سکندری مین جہازونکا پہنچنا یہان تک بیان کیا تھا کہ بعد طوفان کے جہاز روانہ ہوئے کئی روز تک جہاز
بامراد چلے گئے ایکروز دفعتا دیدبان جہازون پر کے فریاد کرنے لگے امیر نے پوچھا کیا ہے کہا وہ آفت
طوفان و نہنگ کی آسان تھی لیکن اب بڑا غضب ہوا کہ بچنے کی صورت نظر نہین آتی کہ یہہ گرداب سکندری
ہے جہاز اسمین نہین بچتا اب کوئی علاج نہین دیکھئے خدا کیا کرتا ہے جب تو امیر بیحواس ہوئے اور تمام
خلقت سر پٹکنے لگی جہاز اُس گرداب مین پڑے اور لگے چرخ کھانی دیکھے تو اُس گرداب کے اندر پانی
مین ایک میل پتھر کا استادہ ہے اور اوپر اُس میل کے مکان بنا ہوا ہی جہاز اُسکی گرد پھرتے ہین ملاحون
سے پوچھا یہہ کیا ہے کہا یہہ میل ہی سکندر نے بنایا تھا کہ جس کسیکا جہاز تباہ ہوکر ادہر آوے اُسکے
لوگ اُس میل کو دیکھہ کر اُدھر کیطرف پھرتے مین قاعدہ یہان کا یون ہے جب جہاز اُس گرداب مین پڑتے
ہین سات مرتبہ دور اُس میل کے گرد کرتے ہین اور آٹھوین مرتبہ پانی کی تہ مین اُتر جاتے امیر یہہ سنکر
لگے خدا کو یاد کرنے اور عمر لگا بیتابی کرنے جہاز گردش مین تھے کہ امیر اور عمر نگاہ کرے تو اس میل مین
ایک تختہ سنگ مرمر سفید کا جڑا ہوا ہے اور اسمین سنگ سیاہ کے حروف جڑے ہین اور یہہ عبارت لکھی
ہوئی ہے کہ اگر کسیکے جہاز یہان آکر پڑین اور ان جہازون مین صاحبقران ہون وہ اس میل کو دیکھہ کر اُسپر
چڑھے یا انکا نایب قایم مقام ہو وہ اُسپر جاکر طبل سکندری رکھا ہے اُسکو بجاوے البتہ اُسکی آواز سے
سب جہاز اُس گرداب سے نکل پڑین گے امیر نے کہا بھائی عمر اسمین دیکھئے یہہ مضمون لکھا ہوا ہے اور
مجھے اکثر خواجہ بزرجمہر نے کہا ہی کہ تم صاحبقران زمان اور عالمگیر ہو جہان کو ظلمت کفر سے پاک کروگے پس
مین اُسکے اوپر جاتا ہون اگر میرے اوپر چڑھنے سے اتنے بندگان خدا کی جان بچے تو مضایقہ نہین عمر نے
کہا آپ کے قایم مقام کے جانیکا بھی حکم ہے پس اس سے بہتر کوئی بات نہین کہ بندہ جاوے جسمین خیال
کیا کہ اس جہاز کے تہلکہ سے اور ڈوبنے کی خطرے سے تو بچ جاونگا اوپر جاکر بیٹھہ رہون جب اور کسیکا جہاز ادہر

انکلنگا اسپر چڑھ کر چلا جاؤنگا اور سرداروں کے طرف دیکھ کر کہنے لگا بھائیو تمہاری خاطر مین جان
دیتاہون بشرطیکہ تم بھی کچھہ دینا قبول کرو تو اگر جیتا بچون تو بھلا اپنی اس محنت کی اجرت تو پاؤن ہر
ایک نے سو کی جا ہزار کا اور ہزار کی جا لاکھ کا اپنی جانکے بچنے کو تمسک لکھ کر عمر کے حوالے کیا عمر
ان سب کے تمسک کو لیکر رخصت ہوا اور امیر کا قدمبوس ہو کر دعا طلب کی اور دم سادھ کر اوپر کیطرف
جست کی کہ قریب میل کے سر کے پہنچا تھا کہ اسکا دم ٹوٹا اور تلے کو چلا اسکو پانی مین گرتا دیکھ کر
نیچے سے ایک ہنگ نے سر نکالا اور امیر نے اسکے واسطے دعا مانگی لیکن گرنے کیوقت جو نہین نگاہ
عمر کے تلے گئی اور اس ہنگ کو دیکھا ہوش اڑ گئے کہ یہہ بلا کہان سے آئی پر عمر نہایت تیز رو و چالاک
تھا گرتے تو گرا لیکن جب اسکے منہ کے پاس گیا منہ کے اندر چلا تھا کہ اپنے دونو پاؤن اس مگرمچھہ
کے دانتون پر مار کر جست کی اور اوپر کو چلا مانند ہوائی کے سناٹا بھرا اور اس میل پر جا کر کھڑا ہوا
عمر کی اس چستی و تیزی پر سبنے آفرین کی اور خدا کا شکر کیا لیکن عمر نے اوپر جا کر دیکھا تو واقعی
ایک نقارہ دہرا ہی کہ اسپر نام سکندر ذوالقرنین کا لکھا ہوا ہی اور ایک چوب اس کوس کے پہلو مین
رکھی ہے وزن مین اٹھارہ من تبریزی کے عمر نے وہ چوب اٹھا کر نقارے پر مارا کہ آواز اسکی چوسٹھ
کوس تک نکل گئی اور تلاطم سا پڑ گیا جہانتک جانور اس گرداب مین تھے آواز سے اس نقارے کے
اوپر کو تڑ آئے اور اس میل مین جتنے پرندے تھے وہ سب اڑے انکی ہوا اور انکی موج سے
جہاز روانہ ہوئے اور گرداب سے نکل گئے اور بامراد سے چند روز مین بندر سراندیپ کے کنارے پہنچے
وہان جہازونکو لنگر کئے اور لشکر تلے اتر کر خشکی مین دور ستہ ہوا باقی داستان فردائی شب را

داستان پندرہوین

دوشنبہ قصہ کو یہانتک بیان کیا کہ عمر نے اوپر جا کر طبل سکندری کو بجایا اور جہاز اس گرداب سے
نکل گئے عمر تنہا اس مینار پر رہ گیا دیکھا تو ہر چار طرف سوا پانی کے اور کچھہ دکھائی نہین دیتا زندگی سے
مایوس ہوا کہ اب کوئی صورت زندگی کی نظر نہین آتی جہازون پر تو یہہ توقع بھی تھی کہ کبھی خشکی مین پہنچ
رہینگے یہان سے کسطرح نکلیگا یہہ خیال کر کے رونے لگا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کی ایکطرف سے اس
گنبد کے آواز سلام علیک کی آئی حیران ہو کر لگا چارون طرف خیال کرنے اور جیمین تصور کیا کہ یہان آدمی
کا کیا ذکر ہی جو آوے مگر یہہ آواز ملک الموت نے دی ہوگی شاید کوزہ تیری حیات کا لبریز ہوا اسخاطر
یہہ قبض روح کو آیا ہے دیکھا تو داہنی طرف ایک مرد بزرگ محاسن سفید سبز کپڑے پہنے ہوئے عصا کے

کو ہاتھ مین لئے ہوئے کھڑا ہی عمر دوڑ کر اس مرد بزرگ کے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا آپ کون ہین اور یہان
کیون آئے ہین کہا مین خضر ہون خدا نے تیری مخلصی کو مجھے بھیجا ہی عمر نے یہہ سنکر خدا کا سجدۂ شکر کیا اور
کہا واقعی آپ مجھے یہان سے نکالین سگے مارے بھوکھ کے میرا برا حال ہے کہ سات روز سے مجھے کھانا
پانی میسر نہین ہوا حضرت خضر علیہ السلام ہنسے اور ایک کلیچہ چھوٹا سا عمر کے روبرو رکھدیا اور کہا اسے کھا پانی
بھی دونگا عمر نے حضرت خضر علیہ السلام کیطرف دیکھ کر کہا التعجب ہے کہ آپ مجھسے خوش طبعی کرین آپ پیغمبر
خدا کے ہین لیکن مین بھی ولی اللہ کا ہون بھلا اس کلیچہ کے کھانیسے آتش جوع مشتعل ہی سو بجھیگی فرمایا تو
نیت ثابت رکھ خدا کا نام لیکر اسے کھا اور جس کھانیکو جی چاہے اسکا خیال کر دیکھ تو کیا ہوتا ہے عمر نے اس
کلیچہ کو کھانا شروع کیا جون اسمین سے توڑ کر کھاتا پھر وہ سارا ہوجاتا اور جس کھانیکا مزہ یاد کرتا وہی
ذائقہ پاتا عمر حیران ہوا اور پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی کلیچہ سارا کا سارا رہا کہنے لگا اب پیاسا ہون خواجہ
خضر نے سوا بالشت کا مشکیزہ نکالکر اسمین سے پانی پلایا وہ ہرگز خالی نہوا عمر نے عرض کی اگر یہ کبھی پھر حاجت
ہوئی تو کہان سے پاونگا یہہ میرے ہی پاس رہے حضرت نے وہ عمر کو دیا اور کہا ان کو اپنے پاس رکھہ تیرے
بڑے بڑے کام آویگا کوس اسکندر معہ سب اور اسباب اپنے ساتھ لے کہ یہہ نقارہ حضرت سلیمان علیہ السلام
کا ہی حمزہ کو دینا عمر نے کہا یہہ بوجھ مین کس طرح لیکر چلونگا حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گلیم دی اور کہا
اسمین باندھ لے کچھ بوجھ معلوم نہین ہوگا عمر نے اس گلیم مین سب باندھ لیا حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اب
آنکھین بند کر اور میرے پشت پا پر اپنے پاؤن دھر اور یہہ اسم اعظم پڑھ عمر نے اس اسباب کا پشتارہ کاندھے
پر لگایا اور آنکھین بند کرکے پاؤن حضرت کے پشت پا پر رکھا اور اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا ایک ساعت
نگذری تھی کہ حضرت نے کہا آنکھین کھول کر دیکھ تو کہان ہے عمر نے جونہین انکھین کھولین دیکھا تو دریا کے کنارے
ہون ایک صحرا لق و دق معلوم ہوتا ہے اور حضرت خضر غایب ہوگئے اور جناب مین واجب الوجود کے سجدہ
شکر کا کیا اور صحرا کیطرف روانہ ہوا لیکن جب تک اسکی داستان پر پہنچون اب دو کلمہ داستان سلطان
صاحبقران کے بیان کرون جب لشکر کو لیکر جہازون سے باہر ہوئے اور بندر سراندیب مین اُترے حضرت
خضر کی نذر دی اور خدا کی راہ مین بہت سی خیرات کی حکم کیا کہ اس مکان مین ہم دو مہینے مقام کرینگے کسواسطے کہ
عمر کو مین برابر اپنے جی کے جانتا ہون پر کیا کرون اسکی زندگی نے وفا نہ کیا اس طرح اسکے مقدر مین
لکھا تھا اب استغنا سے اسکا چہلم کرکے آگے کو چلینگے یہہ فرما کے ماتمی لباس پہننے لگے اور غم و الم کرنے
جہانتک سردار لشکر اسلام مین تھے عمر کی عزاداری مین بیٹھے اسباب شاہی کے انتظار کہ چالیسدن گذرلین تو
عمر کے چہلم کے فاتحہ کرکے چلئے لیکن عمر جو وہان سے چلا کوہستان و بیابان کی راہ سے چلا آتا تھا کئی روز

کے بعد ظہر کیوقت ایک صحرا مین پہنچا نماز کا قصد کر کے لگا جائے تلاش کرنے دیکھا تو دست راست کو ایک
مسجد دکہائی دیتی ہے نہایت خوش ہوا اور مسجد کیطرف روانہ ہوا اندر اسکے جاکر دیکھے تو پانچ آدمی
سردار وضع لباس پر تکلف پہنے ہوئے نماز مین مشغول ہین عمر بھی انکے شریک ہوا اور نماز ادا کیا جب
نماز سے فراغت کر چکے سب باہر نکلے ان پانچون مین سے چار شخص گھوڑی پر سوار ہو کر چلے گئے لیکن
ایک شخص پیدل گیا اور پہلے مسجد کے دروازے پر خوب رویا بعد اٹھ کر وہ بھی اس طرف روانہ ہوا عمر نے
اسکے نزدیک جاکر اسکا احوال پوچھا کہ تم کون ہو اور یہان کس جا رہتے ہو اور تمہارے رونیکا موجب کیا ہے
کہا العزیز ہم تجھ سے اپنا احوال کیا بیان کرین ہم شہید ہین اور اس بیابان مین رہتے ہین جو کوئی مسافر بھولا
بھٹکا ادہر کو آنکلتا ہے اسکو راہ بتلاتے ہین اور رونیکا سبب یہہ تہا کہ یہہ چارون شخص مع اپنے مرکب
کے مارے گئے تھے اور مین پیدل مُوا تھا اس سبب سے پیادہ ہون اگر تم قصد کرو تو مین بھی سوار ہوتا ہون عمر نے
کہا جو کہئے مین حاضر ہون اپنی جانب سے مین قصور نکرونگا اسنے کہا یہان سے کئی کوس پر اس طرف کو ایک بستی
ہی وہان فلانے محلہ مین میرا گھر ہے اس مکان مین ایک بہی کا درخت ہے اسکی جڑ مین مین نے دو ہزار اشرفیان
گاڑی تھین تو جاکر انھون کو وہان سے نکال اور اسکے تین حصہ کر ایک حصہ تو لے اور ایک حصہ جو میرا لواحق ہو
اسے دے اور ایک کا گھوڑا مع اسباب مول لیکر کسیکو خدا کی راہ پر دے تو گھوڑا یہان مین پاؤنگا اگر تجھ سے
یہہ کام میرا ہوسکے تو بڑا احسان ہی عمر سنکر اسکے پاس سے روانہ ہوا اور ادہر کو چلا اس قصبہ مین پہنچ
کر اس مرد شہید کے وصیت کو بجا لایا اور وہان سے آگے کو چلا کئی منزلین طی کین تھین کہ زیر پہاڑ ایک مکان
نہایت دلچسپ اسکو معلوم ہوا ایک درخت کے تلے واسطے آسایش کے بیٹھ گیا ایک ساعت پوری
نہ گذری ہوگی کہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی پیدا ہوئی دیکھا تو ایک بزرگوار ادہر کیطرف سے دکھائی
دیا عمر متوجہ ہو کر واسطے تعظیم کے آگے گیا اور آداب بجا لایا بعد سلام کے پوچھا آپ کون ہین فرمایا میرا
نام الیاس نبی ہی تیری خاطر آیا ہون خدا نے تجھ پر یہہ بخشش کی ہے لے ایک جال دیا اور کہا اسمین
یہہ خاصیت ہی کہ جو چیز اسمین باندہ لیگا اسکا بوجھ کچھہ معلوم نہو گا اور ایک کملی عنایت کی اور یہہ ارشاد
کیا اسکو جب اوڑھ لیگا چشم مردم سے غایب ہو جایگا اس گلیم کے پانیسے عمر نہایت خوش ہوا اور قدم
مارتا ہوا سراندیپ کیطرف روانہ ہوا کتنے ایک دلون مین منزلون کو قطع کر کے لشکر اسلام کے پاس پہنچا
صورت اپنی تبدیل کر کے اندر گیا جاکر دیکھا تو تمام لوگ سیاہ پوش ہین اور اس روز لشکر مین ایک دھوم
ہے دروازے پر جلو خانہ کے فقیرو نکا اژدہام ہے پہلوان عادی کھانا پکوا رہا ہے اور بانٹ رہا ہے عمر
نے ایک شخص سے پوچھا یہہ کیا ہے اسنے جواب دیا عمر عیار ایک شخص تہا وہ دریا مین مر گیا آج اسکا

چہلم ہے یہہ کھانا اسکی فاتحہ کا ہے اور سیاہ پوش لوگ اسکے غم مین ہوگئے ہین عمر نے جی مین کہا لو تو
جیتا ہے اور انھون نے تجھے مار ڈالا دنکو فقیر دن مین بیٹھکر کاٹ ڈالا جب رات کا وقت ہوا تمام لوگ اپنے اپنے
خیمہ مین سو سو رہی عمر نے پہلے اس کلیم کو اوڑھ کر عادی کے خیمہ مین گیا دیکھا تو فانوسین روشن ہین
اور معدی کرب سوتا ہے عمر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور دونو ہاتون سے اسکے گلے کو دبایا عادی گھبرا
کر نیند سے اٹھا دیکھا تو کوئی نظر نہین آتا پر چھاتی پر بوجھ سا معلوم ہوتا ہے لگا دعائین پڑھ پڑھ کے اپنے
اوپر دم کرنے عمر نے کہا اس سے کچھ فایدہ نہوگا مین تمہارے لینے کو آیا ہون جسطرح تم چلوگے
لیچلونگا عادی نے کہا آپ کون ہین کہا مین عزرائیل ملک الموت عادی نے کہا تمہارے آنیکا کیا سبب ہے
کہا عمر نام ایک شخص موا تھا سو آج اسکے روحکو بہشت مین لیجانیکا حکم ہوا ہے لیکن وہ فردوس کے
دروازے پر مچل کر بیٹھا ہے اور کہتا ہی کہ مین ہرگز اندر نجاؤنگا کسواسطے کہ مجھے عادی سے کمال درجہ
دوستی تھی جب وہ مریگا معلوم نہین فرشتے اسکو بہشت مین لیجاوینگے یا دوزخمین سو جبتک وہ نہ آئیگا
مین ہرگز اندر نجاونگا سو مجھے خدا نے تیرے قبض روح کرنے کو بھیجا ہے اب مین تکو لیجاونگا عادی کے
سنکر حواس اڑ گئے کہنے لگا مین ہرگز عمر سے الفت نرکھتا تھا بلکہ دشمن ہون خوب ہوا جو مرگیا مجھے اس
سے کیا کام ہی تم مجھکو چھوڑ دو عمر نے کہا نہین یہہ کسطرح ہوگا مگر ایک صورت ہے اگر کچھہ دے تو لیجاؤن اور
اسے دو دن شاید طمع سے تیرا لیجانا موقوف کرے عادی نے کہا وہ سامنے کرسی پر صندوقچہ اشرفیونکا
دہرا ہوا ہے اسے لیجاؤ اور کہیو عادی بیمار ہے اسکو مت لاؤ اچھا ہو کر وہ آپہی آویگا عمر نے کہا
جاتا ہون بشرط وہ قبول کرے چھاتی سے اسکے جست کرکے تلے اترا اور صندوقچہ لیکر چلا گیا تمام رات
اسکو خوف سے تپ رہی اور نیند نہ آئی صبح کو نماز کیوقت اٹھ کر کانپتا ہوا امیر کے پاس گیا اور سلام
کیا اسوقت اور پہلوان حاضر تھے امیر کی نگاہ جونہین عادی پر پڑی دیکھے تو اسکا رنگ زرد ہو رہا ہے
اور بیحواس ہے پوچھا عادی کیا حال ہی اسنے تمام قصہ رات کا بیان کیا امیر سنکر حیران ہوئے اور
فرمایا خدا خیر کرے پہلوان عادی کو اثر جنون کا معلوم ہوتا ہے یہہ کوئی بات ہی کہ ملک الموت آوے اور
صندوقچہ اشرفیونکا لیکر چھوڑ دے اور چلا جاوے سب نے عادی کی بات کو ہنسی مین اڑا دئے عادی
کھسیانہ ہوکر اپنے خیمہ کو چلا گیا باقی داستان فردا کی شب بلا

داستان سولھوین

دوشنبہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ عمر نے عادی کو سوتین اس طرح دھمکایا اسکے دوسرے
دن سلطان بخت مغربی سے بھی یہی حرکت کی اسنے بھی صبح کو آکر امیر سے یہہ ماجرا بیان کیا جب تو امیر کو

نہایت تشویش ہوئی فرمایا اس مکان کی ہوا نہایت مختلف معلوم ہوتی ہی وہان سے کوچ کیا چاہئیے
نہین تو لوگون کو سودا ہو جائیگا غرض اسیطرح امیر کے تمام سردارون سے روپے لئے جب ان سب
ہر رات کو وہ گلیم حضرت الیاس کی دی ہوئی اوڑھ کر عزرائیل کے نام سے روپئے لیچکا ایک روز
یہی حرکت امیر سے بھی کی امیر نے دیکھے تو لوگ سچ کہتے تھے لیکن امیر دانا تھے خیال کئے تو آواز آتی
ہے عمر کی اور چھاتی پر ایک بوجھ سا معلوم ہوتا ہی اور صورت کسیکی معلوم نہین ہوتی جیمین کہا معلوم
یہہ کوئی جن ہے اسکو پکڑا چاہئیے ہاتھ بڑھا کر پکڑ لئے تو کچہہ جسم سا معلوم ہوتا ہے امیر نے اسکو
پکڑ کر چاہا کہ ایک گھونسا مارین کہ عمر نے کہا وہ عرب سمجہہ کر لگانا ایسا نہو کہ مجھے چوٹ لگے امیر نے جون
ہین آواز عمر کی پہچانی دریافت کئے کہ وہان عمر مینا پر مرگیا یہہ اسکی روح ہے کسیکے جسم مین در آئی
پھر یاد کرکے عمر کو بے اختیار رونا شروع کیا جب امیر کو گریہ نے زور کیا عمر کو ترس آیا کہنے لگا یا
امیر خدا نے مجھکو بچایا اور تبرکات حضرت خضر و الیاس سے مجھے ملے امیر نے سنکر چھوڑ دیا عمر اپنے
سر پر سے گلیم اتار کر ظاہر ہوا اور امیر کا قدمبوس ہوا صاحبقران نے اسکو گلیسے لگایا نہایت خوش
ہوئے اسیوقت تمام سردارون کو خبر ہوئی سب نے آکر عمر سے ملاقات کی اور عمر کی سلامتی کی نذر خدا کی جناب
مین دی کئی ایک روز عمر کے آنیسے لشکر مین جشن رہا بعد اس جشن کے کوچ کرکے کوہ سراندیب کے طرف روانہ ہوئے
اور دامان کوہ مین لشکر جاکر اترا تمام ہندوستان مین یہہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ ہفت کشور کا داماد حمزہ خسرو
بلاد ہندوستان سے لڑنے کو آیا ہے راوی لکھتا ہی کہ جس ایام مین وہان پہنچے وہ موسم تھا کہ جن دنون مین
حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی ان روزون مین وہان میلا لگتا تھا اور تمام خلقت ہند کی ایک
دو مہینے کی راہ سے زیارت کو قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے آتے تھے اور ہر ایک موافق اپنے حوصلہ کے
فراخواہی کرتے تھے دامن مین اسی کوہ کے کوسون تک خیمے استادہ ہوتے تھے اور عالم کا ہجوم بادشاہ
دوازدہ جزیرہ ہندوستان کا لندھور بن سعدان تمام امرا اور وزرا تمام ارکان دولت و اعیان مملکت لیکر خدم
اور حشم سے معہ اثاثہ سلطنت وہان آتا تھا اور اس مکان کو زیب و زینت دیکر لوگون پر کرم اور بخشش کرتا
تھا چالیس روز تک امیر و وزیر وضیع و شریف غنی و غریب اسیجا شراب پیتے تھے اور عیش و عشرت مین رہتے
تھے امیر بھی ایک طرف کو اس پہاڑ کے اترے اور لشکر انکا استادہ ہوا اور سراپردہ قایم ہوئے سازندے
اور خوانندے حاضر ہوئے اور دور مئی ناب کا مجلس کے درمیان گردش مین آیا چوتھے روز عمر نے اٹھکر امیر
سے عرض کی بندہ چاہتا ہے کہ ذرہ اس پہاڑ تلے پھر آوے اور حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی بھی
زیارت کرے فرمایا اچھا لیکن جلد آنا غرض رخصت ہوکر لشکر سے باہر نکلا اور پہاڑ کی ترائی کیطرف متوجہ ہوا زیر

کوہ پر پہنچکر ایک ایک قدرت خدا کی دیکھی کہ جدہر نگاہ جاتی ہے دہین کی ہو رہتی ہے ہر طرف نور کا سا عالم نظر آتا
ہی چشمے پانی کے اس کوہسار کے اوپر سے گر رہے ہین اور صحرا مین روان ہین اور صد ہزار گل ریحان
مثل لالہ و نافرمان نرگس و بنفشہ ہر طرف کو کھلے ہوئے لہلہا رہے ہین اور کاہ سبز خوش رنگ چار طرف
مثل تختۂ زمرد اُگے ہوئے کوسون تک معلوم ہوتے ہین اور درخت سرو و شمشاد کے مانند قد محبوب کھڑے
ہوئے نہایت لطف دیتے تھے صدا کبک کی آواز زمزمے دراج کی کوک کویل و قمری کی غل و شور عندلیب
کا اور چہچہے بلبلون کے غنچہ خاطر ہر ایک کی شگفتہ کرتی تھی عمر کو وہان کی جائے نہایت خوش اور روان
افزا دکھائی دی اور ایک فرحت ہوئی ایک سنگ پر بیٹھ کر لگا ہر چار طرف کا نودمیدہ اور لب آب رسیدہ
کا نظارہ کرنے ناگاہ نگاہ ایک پہاڑ پر جا گری عجب طرح کی اسکی بلندی دیکھ کر حیران ہوا کہ ایک بیک نظر
اسکی اوپر جاتی ہوئی سو جا ٹھوکر کھاتی تھی اور وہم دیدہ بان بھی بے نردبان اسکی رفعت پر نہین پہنچ
سکتا عمر لگا خیال کرنے اوپر کسطرح جائیے نہین معلوم کہ اسکا رستہ کدہر کو ہے دیکھا تو ایک طرف کو
ایک چھپر گھانس کا معلوم ہوتا ہے پاس جا کر دیکھا تو اسمین ایک شخص پیر مرد محاسن سفید ایک حصیر پر
قد خمیدہ بیٹھا ہوا ہی اور ایک تسبیح ہاتھ مین لئے ہوئے کچھ پڑھتا ہے عمر جو نہین اسکے نزدیک گیا اسنے
عمر کا نام لیکر سلام کیا اور کہا اے شاہ عیاران عیار مین تیرا منتظر ہون عمر نے خیال کیا کہ شاید یہ بھی :
دوال پا ہے لگا کہنے وہ مردک تو کسکو کہتا ہے مین ہرگز تجھ سے واقف نہین ہون یہ کہکر ہاتھ خنجر پر رکھا
اور ارادہ کیا کہ نکال کر اسے مارے وہ پیر مرد یہ حرکت دیکھکر بے اختیار ہنسا اور کہنے لگا اے عمر مین دوال پا
نہین ہون آدمی ہون حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد مین نام میرا سام بن نوح ہے قدمگاہ حضرت آدم
علیہ السلام کی مجھ سے تعلق رکھتی ہے رات کو مجھی بشارت ہوئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تیرے
آنیکی خبر دی تھی جا زیارت کر جو تیرا مقصد ہے حاصل ہوگا اور گز لیکر برابر اسکے زمین کو ناپ اور یہ کدال لیکر اسے
کھود اسمین سے جو تیری قسمت سے نکلے وہ تیرا مال ہے لیکن لالچ مت کرنا اور ایک گز سے زیادہ نہ کھودنا عمر
نے اس گز سے زمین کو ناپا اور کدال سے کھودنا شروع کیا تھوڑی زمین کھودی تھی کہ اسمین سے ایکدانہ
یاقوت بیش بہا نکلا کہ عمر نے تمام عمر مین اپنے نہ دیکھا تھا عمر کو اور زیادہ طمع دامنگیر ہوئی لگا اور کھودنے لیکن
سوا اس دانہ کے اور کچھ نہ نکلا ہر چند سام کہتا تھا کہ بس تیری قسمت مین یہی تھا اور کچھ نہین ہے مگر عمر
اپنے کام مین مشغول تھا ہرگز نہ سنتا تھا کئی گز زمین کو کھودا سوا اسکے اور کچھ حاصل نہوا اور ماندہ ایسا تک
ہوا کہ ہاتھ کام سے رہ گئے جب تو لاچار ہوکر کھودنا موقوف کیا اور سام کے پاس آکر کہنے لگا کہ زیارت
کو کدہر جاؤن کہا یہ جو باریک راہ نظر آتی ہے اس راہ سے جا لیکن طمع نکرنا اور کسی چیز پر دست انداز

ہنو نا شرائط زیارت اور عبادت کے بجالانا اور جو وہان سے امداد ہو اسکو غنیمت جاننا یہہ کہکر رخصت کیا عمر
اس راہ سے پہاڑ پر روانہ ہوا اور جاکر دیکھا تو عجب طرحکا عالم ہے کہ چشمے پانی ہر جانب کو روان ہین اور
ایک طاق پتھر کا بنا ہوا ہے ان چشمون کا پانی چار طرف سے اس مکان مین آکر درمیان مین ایک حوض کے بھرتا
ہے اور اس حوض کے بدرو ذن کی راہ سے پھر باہر نکلکر تلے کو جاتا ہے اور سبزہ زار مین پھیلتا ہی اس
سبزہ زار مین ایک سنگ سفید پر قدمگاہ حضرت آدم ع کا ہی اس مکان مین گرد قدمگاہ کے لعل و یاقوت
الماس فیروزہ مروارید کا چار طرف ڈھیر لگا ہے اکثر شاہ و شہریار اور امرایان نامدار جو زیارت کو
آتے تھے انھون نے نذر چڑھایا تھا عمر نے کسی چیز پر التفات نکیا بجز اسکے کہ اپنی چادر عیاری کو بچھاکر
اسمین جہانتک مقدور رہے چلنے کا تہا جواہرات باندہا اور اسکو اٹھاکر چلا جیسے کہ بزرجمہر تجھسے کہتے
تھے کہ تو سراندیب مین قدمگاہ حضرت آدم ع پر نذر پائیگا پس اس جواہرات سے بہتر کوئی نظر نہین ہے جو نہین
اسکو لیکر دروازیکے پاس پہنچا دروازہ غایب ہوگیا عمر حیران ہوگیا دیکھا تو کسطرف جانیکی راہ معلوم
نہین ہوتی لاچار ہوکر پھرا اور وہ جو جواہرات تھے اسیجا ڈالدئے جواہر کے ڈالدینے سے دیکھا تو دروازہ
معلوم ہوتا ہے عمر نے کہا پہلے دروازیکا نشان پاکیا چاہئے کہ جانا آسان ہو یہہ تصور کرکے دروازے
پر آیا اور کلاہ اپنی اسکی چوکھٹ کی راہ پر رکھا جواہرات کے پاس جاکر دیکھا تو کلاہ دروازیمین رکھی ہوئی
صاف معلوم ہوتی ہے پھر چادر کو بچھاکر جواہرات اٹھایا اور لیکر چلا اس مرتبہ خیال گیا تو دروازہ مع کلاہ غایب
ہے لگے کہنے یہہ خوب معاملہ ہوا کہ جواہر کی طمع مین کلاہ بھی کھوئی اس مرتبہ عمر نے پھر اُن جواہرات کو ڈالدیا
دیکھا تو کلاہ اور دروازہ دونو معلوم ہوتے ہین اس حرکت سے دل مین اپنے نہایت نادم ہوا اور وضو کر
کے نماز گذاری اور زار زار رونے اسی حالت گریہ مین اسکی آنکھ لگ گئی دیکھا تو کئی شخص بزرگ صورت
نورانی کھڑے ہین انمین سے ایک شخص نے عمر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا مین نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا یہہ
جامہ لے اور پہن ہر بلا سے محفوظ رہیگا اسکو دلق جامہ کہتے ہین اور اسمین جو زنبیل ہے جو اسمین
ڈالدیگا غایب ہوجائیگا اور جو کچھہ طلب کریگا وہ پائیگا مین آدم ہون یہہ تجھے دیتا ہون احتیاط سے رکھنا اور
جب اسپر ہاتھ رکھکر معجزہ طلب کریگا جو صورت چاہیگا بن جائیگا اور جو زبان چاہیگا بولیگا
ایک اور بزرگ کھڑے تھے انھون نے ایک جام عمر کو دیا اور فرمایا یہہ اسم اعظم
یاد رکھ جب کسی پر تیرا جی چاہے اس جام مین پانی بھرکر یہہ اسم پڑھنا اور اسکے اوپر ڈالنا جو شکل
اسکی کیسا ہو جائیگی مین اسحاق نبی ہون مین نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا ایک اور بزرگ نے کہا مین داؤد ع
ہون مین نے بھی نظر بانی تجھپر کی یہہ ہمارا دوتارا لے اور بجا علم موسیقی مین کوئی تیرے برابر نہوگا حضرت

صالح عم نے اسکی پشت پر ہاتھہ پھیرا اور یہہ ارشاد کیا جتنا بوجھہ اٹھائیگا ماندہ نہوگا اور دوڑ مین نہ تھکیگا سکندر نے اپنا آئینہ دیا اور کہا اسمین یہہ لطف ہے جو تجھے دریافت کرنا ہو اسمین دیکھنا معلوم ہو جائیگا کہ یکایک تخت ہوائی آسمان سے پیدا ہوا اور آواز آئی العیم ہم سے کچھہ طلب کر عمر نے ان سب سے پوچھا یہہ کون ہین کہا پیغمبر آخر الزمان کہا بندہ اب یہہ مانگتا ہے جبتک اپنے منہہ سے تین مرتبہ موت نہ مانگے نہ مرے صدا آئی کہ ہم نے قبول کیا عمر اس خوشی سے جاگ اٹھا دیکھا تو وہ سب دھرا ہے معلوم کیا کہ مقرر تو نے نظر پائی سجدۂ شکر خدا کی جناب مین ادا کیا اُن سب تبرکات کو لیکے پہاڑ سے تلے اترا اور سام کے پاس گیا اسنے عمر کو گلے سے لگایا اور اس نظر پانے کی مبارکباد دی اور کہا اب جاکر امیر کو بھیجدے کہ انکو بھی نظر ہوگی عمر وہان سے رخصت ہوکر چلا لیکن تھوڑی دور گیا جی مین خیال کیا کہ امیر کے پاس صورت اصلی سے جانا کچھہ خوب نہین اور شکل بگڑ دیکھئے کوئی پہچانتا ہے یا نہین یہہ تصور کرکے زنبیل پر دونو ہاتھہ رکھکے معجزہ طلب کیا اور کہا یا دادا آدم میری صورت ایسی بن جاوے کہ قد بھی دراز ہو اور رنگ بھی نہایت سیاہ ہو کہنے کے ساتھہ گویا ایک ہوا پھر گئی عمر آئینہ مین دیکھا تو عجب طرح کی صورت معلوم ہوتی ہے دیکھہ کر ڈر گیا کہ ایسا کہین نہو کہ ایسی صورت رہ جاوے پھر معجزہ طلب کیا کہ مین صورت اصلی بن جاؤن جب اپنی صورت اصلی دیکھی یقین ہوا کہ تو نے نظر پائی پھر اسی شکل پر بنچلا اور کنگری ہاتھہ مین لیکر بجاتا ہوا اور گاتا ہوا لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا جب اردو مین پہنچا اسیطور سے گذرا جسنے اسکی آواز سنی بے اختیار ہوگیا سب نے اپنے اپنے کام کو چھوڑ دیا اور اٹھہ کر اسکے ہمراہ ہوئے پیچھے عمر کے تمام تماشائیونکا ہجوم تھا اور ایک محو کی سی حالت سب کی تھی غرض اسی وضع سے امیر کی دیوڑھی تک پہنچا اور کھڑا ہوکر لگا گانے لوگون نے اندر جاکر امیر کی حضور مین خبر کی کہ ایک شخص مرد ہندی اس صورت کا بارگاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا ساز بجاتا ہے اور گاتا ہے کہ کبھی ایسے نہ سنا ہوگا فرمایا اندر بلا لو جسوقت امیر کے روبرو آیا اور دعا دیکر گانے لگا امیر اور جہانتک سردار تھے سب نہایت محظوظ ہوئے امیر نے پوچھا العزیز تو کہانکا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے کہا محمود سیاہ تن کہتے ہین اور اسی ملک کا رہنے والا ہون خسرو ہندوستان بھی مجھہ سے خوب واقف ہی اور اکثر مجھپر بخشش کرتا ہے فرمایا ہم بھی تجھہ سے بہت خوش ہوئے جو مانگے مین دونگا کہا غلام کے پاس بھی خدا کا دیا ہوا سب کچھہ ہے لیکن ایک آرزو رکھتا ہون کہ مجھے کسی نے اسقدر نہین دیا کہ جتنا روپیہ مجھہ سے اٹھہ سکے اٹھالون فرمایا ہم نے حکم دیا ہمارے خزانے مین جاکر جتنا تو اٹھا سکے اٹھالے اور سلطان بخت مغربی کے ہمراہ کیا کہ خزانہ مین لیجاؤ اور اسکے مزاحم نہو جو یہہ اب اٹھا سکے لیوے عمر دعا دیکر سلطان مغربی کے ساتھہ خزانے مین گیا لوگ کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگے کہ کیا کرتا ہے پر عمر نے جو صندوقون کو

دیکھا نہایت خوش ہوا ایک صندوق اٹھا کر باہر لایا اور اسے رکھ کر پھر دوسرے صندوق کی خاطر گیا لوگ حیران
ہوئے کہ ایک صندوق ایک گاڑی بڑی مشکل سے اٹھاتا ہے یہہ دو صندوق کس طرح اٹھاویگا خیال کئے کہ شرط
اسیکے اٹھانیکی ہے اگر سواری لائیگا ہم نہ دینگے عمر نے غرض تمام صندوق باہر نکالے اور سبکو قلابون سے یکجا
باندھا اور حضرت آدم ع کا نام لیکر شانے پر ان سبکو اٹھا لیا اور لیکر چلا جب حیران ہوئے اور کہنے لگے یہہ آدمی
نہین معقر رکوئی غول بیابانی ہے جو سارا خزانہ لیکر چلا اپنے شہر مین سنتے تھے کہ ہندستان مین عجائبات
بہت سے ہین سو یہی ہے اسکو روکا اور امیر کو جا کر خبر کی امیر کو سنتے کے ساتھ ہی خیال گذرا کہ وہ معقر
عمر ہے اسنے نظر پائی ہے آپ اٹھ کر خزانے کے مکان مین آئے دیکھا تو عمر دلگیر کھڑا ہے دوڑ کر گلے
سے لگا لیا اور کہا بھائی عمر ہم نے تمکو دریافت کیا جب تو عمر لاچار ہوا اور امیر کے قدمون پر گر پڑا
اور کہا آپکے اقبال سے مین نظر کردہ ہوا لیکن آپکو بھی بلایا ہے زیارت کی خاطر آپ بھی تشریف لیچلے
اور جو وہان عنایت ہو اسکو قبول کیجئے راوی لکھتا ہے سوای امیر کے کوئی عمر کو نہ پہچان سکا عمر کبھی
امیر سے صورت بدل کر باری نہین لیگیا غرض امیر نے اس شب آرام کیا دوسرے دن صبح کو اٹھ کر عمر
کو ہمراہ لیا اور سردارون کو بھی ساتھ لیکر پہاڑ کیطرف متوجہ ہوئے جب نزدیک دامان کوہ کے پہنچے
وہان سے پیادہ پا ہو کے شرط ادب کی بجا لائے اور استغفار پڑھتے ہوتے چلے دیکھے تو واقعی
عجب طرحکا سبزہ زار ہی کہ تمام عمر مین ایسا لطیف مکان کسی اور جا نظر نہین آیا ہر قدم پر طبیعت کو
فرحت حاصل ہوتی تھی قریب پہنچ کر نگاہ کرین تو ایک جا پر میدان کو ہموار کیا ہے کہ وہ تمام صحرا اسکے
باعث سب معطر ہو رہا ہے اول مکان مین نال لیزم سنگوتے مگدر میل فولادی بہت سے دھرے
ہوئے ہین اور اسباب ورزش کا دھرا ہوا ہے اور آدمی اسکے نگہبان ہین ان آدمیون سے پوچھا
کہ یہہ کیسا مکان ہے کہا زورخانہ لندھور شاہ ہندوستان کا ہے امیر نے سنکر عمر سے کہا جی چاہتا
ہی کہ مین بھی اپنے زور کو آزماؤن دیکھون تو ورزش مین اسکے برابر ہون یا نہین یہہ کہکر اسکی تعلیم مین
کو دے اور جہانتک وہ سنگوتے اور نال تھے سب اٹھائے اور مگدرون کو بھانجے لیزم کو بھی ہلائی
بلم کے ہاتھ اٹھا کر کئے پنجون کی انگلیان ٹیڑھی کر دین لیکن وہ گرز جو یکہزار سات سو من کا دھرا ہوا
تھا وہ نہ اٹھ سکا اسسے نہایت امیر کو کوفت معلوم ہوئی وہان سے سام کے مکان مین گئے اسنے
استقبال کیا اور بغل گیر ہو کر امیر کو اپنے برابر بٹھلایا اور کہا پہلے آپ ایک کام کرین اس زمین کو ایک
گز ناپ کر کھود دین جو اسمین سے نکلے وہ تمہارا حق ہے امیر نے ایک تبر لیکر اسکو کھودنا شروع
کیا ایک دانہ یاقوت کا ایسا نکلا کہ پچاس مثقال کا وزن انگاریکی صورت روشن کہ شاید تمام عمر

کسینے نہ دیکہا ہوگا اسکو لیکر سام کے پاس گئے اور دکھایا اُس مرد بزرگ نے کہا یہہ مال آپ کا ہے اسکو لیجئے اور جاکر زیارت کیجئے جبتک وہان سے نظر نپاؤگے خسرو ہندوستان سے برنہ اوگے امیر اُنسے رخصت ہوکر قدمگاہ کیطرف روانہ ہوئے وہان جاکر زیارت کی اور عبادت مین مشغول ہوئے اُس عالم مین گریہ و مناجات مین آنکہہ لگ گئی خواب مین دیکھے ایک دروازہ آسمان سے پیدا ہوا اور آسمان سے کئی تخت نمودار ہوئے فرشتون نے وہ تخت اسجا اُتارے اور اُنپر وہ جو سوار تھے نورانی شکل وہ اُترکر پاس آئے آگے اُنسے بڑہا ایک بزرگ دراز قد چلا آتا تھا اُسنے نزدیک پہنچ کر کہا ایفرزند سلام علیک مین آدمؑ ہون خدا کے حکم سے مین نے تمھین نظر کردہ کیا کہ ہمیشہ دشمنون پر فتحیاب رہو اور یہہ دو بازوبند ہین آپ کے تئین دیتا ہون اسکو چاہئے تبرک اپنے دنڈ پر رکھنا اسکی برکت سے کبھی وقت کارزار کے بازو خم ہونگے اور ہزار کرکے دیو کے سر پر تلوار مار وگے تو ہاتھہ سر ہی پر اسکے پہنچیگا لیکن یہہ کئی کام بد ہین ہرگز نہ کرنا ایک تو یہہ کہ کسیکا دل اپنے طرف سے نہ توڑنا جو شخص امان مانگے اسے دینا جو روبرو سے بھاگ جائے اسکا پیچھا نکرنا کیونکہ تم فراش راہ دین پیغمبرؑ آخرالزمان کے ہو عالم کا کاف کفر تمہارے ہاتھہ سے پاک ہونا ہی اور کبھی طبل جنگ آگے اپنے لشکر مین نہ بجوانا اور پیشدستی حریف پر نکرنا اسکے تئین ضرب کرنے دینا وہ ضرب اٹھاکر بعد اپنا ضرب کرنا اور بیجا کبھی نعرہ مت کرنا کہ تمہارے نعرے کی آواز سولہ فرسنگ تک جائیگی یہہ کہہ کر امیر کے سر کو چھاتی سے لگایا اور بھی جہانتک پیغمبرؑ آئے تھے سبھون نے صاحبقران پر نظر کی اُس خوشی مین امیر کی آنکہہ کھل گئی دیکہا تو جو تبرک ملا تھا وہ سب سجدہ گاہ کے آگے دھرا پایا ؛ اٹھکر دو رکعت نماز شکرانیکی ادا کی اور فاتحہ پڑھ کر پھر وہان سے سام کے مکان پر آئے اُسنے اور عمر نے اُٹھکر مبارکباد دی اور سردارون نے نذرین گذرانیان اور امیر پر تصدق بہت سا مال و زر کیا باقی داستان فردائی شب را

داستان سترہوین

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ جب امیر نے کوہ سرانديب مین نظر پائی اور سام کے مکان مین آئے ان کے بیٹھنے کو ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سام نے امیر سے کہا بندہ ابتک یہان آپکے آنیکا منتظر تھا سو میری امید خدا نے دی اب رخصت ہوتا ہون آپ مجھے اپنے ہاتھہ سے دفن کیجیگا یہہ کہکر حصیر پر دراز ہوا اور کلمہ پڑھ کر مرگیا امیر نے اپنے ہاتھہ سے اسکو غسل دیکر اول منزل پہنچایا اور بہت افسوس کیا ؛ وہان سے اٹھکر پھرنیکے وقت پھر لندھور کے زورخانہ مین تشریف لائے وہ گرز جسے پہلے مرتبہ نہ اٹھاسکے تھے اسکو بخوبی اٹھالیا اور نہایت خوش ہوئے اور وہان سے اپنے لشکر مین جاکر جشن شاہانہ کیا اور

بزم کی صحبت مین بیٹھے لیکن وہان اُن نگہبانون نے جاکر خسرو بلاد ہندوستان کو یہہ خبر پہنچائی وہ سوار ہوکر آیا اور ورزش گاہ مین گرز کو اپنی جا پر ندیکھا اور لوازم پہلوانی کا جتنا تھا سب شکستہ دیکھا نہایت حیران ہوا کہ ایسا شخص کون آیا جسنے میرے زورخانہ مین یہہ حرکت کی پانچ چار آدمی اور بٹھلائے اور انکو کہا کہ اگر پھر وہ شخص آوے جسنے یہہ بی ادبی میرے تعلیم مین کی ہے تو اسکو ہمارے پاس لے آنا ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھین کہ کس قدر زور رکھتا ہے یہہ کہکر اردو مین اپنے گیا اور مجلس مین بیٹھا اب داستان عمر کی عرض کرون کہ امیر کو محظوظ کرتا تھا تمام سردار نامدار اسکے سبب سے کمال فرحت مین تھے جب وہ روز و شب گذری دوسری صبح کو عمر نے امیر سے کہا کہ غلام کا جی چاہتا ہے کہ جاکر خسرو ہند کے لشکر کا طور دریافت کرے فرمایا کیا مضائقہ عمر امیر سے رخصت ہوکر لندہور کے لشکر کیطرف روانہ ہوا تھوڑی دور راہ مین جاکر اپنی صورت ایک مرد خراسانی کی بنائی اور ایک ستار ہاتھہ مین لیکر اردو مین آیا اور اسکی بارگاہ کے جلوخانہ مین آکر بیٹھا اور لگا وہان کی خلقت کا مشاہدہ کرنے جب تمام دربار جمع ہو چکا عمر نے اٹھکر لوگون سے کہا کہ حضور مین میری عرض کردو کہ ایک سازندہ خراسانی داماد نوشیروان کے ہمراہ ولایت سے آیا ہی امیدوار ہی کہ حضور مین شاہ ہند کے آکر اپنا مجرا کرے آدمیون نے جاکر بادشاہ کی خدمت مین گذارش کی فرمایا بلاؤ جس وقت یہہ اندر گیا عجب طرح کی صورت بنائے ہوئے لندہور کو مجرا کرکے دعا دی لیکن لندہور کو دیکھکر اسکے حواس اڑگئے کہ مانند شیر کے ایک تخت مرصع نگار پر بیٹھا ہوا ہے کہ اس تخت کے چارون کوشون پر طاؤس زمرد کے بنے ہوئے ہین کہ اس طاؤس کی منقار لعل گوہر شب چراغ ہے عمر نہایت خوش ہوا اور لندہور کو دیکھا تو شجاعت اور مردانگی اسکے چہرے پر دلالت کر رہی ہے اسنے جاکر مجرا کیا اور دعائین دین اور ایسی تقریر کرنی شروع کی کہ شاہ ہندوستان سُنکر نہایت خوش ہوا پوچھا تیرا نام کیا ہے کہا غلام کا نام بابائے زرد بردہی لندہور اس نام کو سنکر نہایت حیران ہوا اور کہنے لگا ایسا نام کبھی نہین سنا آخر اس نام سے مدعا کیا تو کسکو مارتا ہے اور کسکو لیجاتا ہے جواب دیا بندہ سازرا میزند و دلرا میبرد لندہور اس کلمہ سے خوش ہوا اور کہا کچہہ گا عمر آداب بجالایا اور روبرو تخت کے سب لوگون سے بالادست بڑھکر دو زانو بیٹھا اور اپنا ساز بجانے لگا جتنے سازندے وہان کے تھے سب خفا ہوئے کہ اسمین کیا کمال ہی جو ہم سے آگے بیٹھا لندہور نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین اول یہہ مہمان ہے دوسرا نزدیک مین نے اس خاطر بٹھلایا ہی کہ اچھی طرح سے سنون غرض گانا اور بجانا شروع کیا عمر کا گانا مُردے کو جان بخشتا تھا جسوقت اسنے گانا شروع کیا اور اسکی آواز کان مین اہل مجلس کے گئی ہر ایک خورد و کلان نے عشعش کیا اور لگے اسکی تعریف کرنے غرض اسنے خسرو ہندوستان لندہور بن سعدان کو یہان تک محظوظ کیا کہ حالت سکتے کی سی ہو گئی لندہور نے کہا ای شخص مانگ کیا مانگتا ہے کہا خدا آپ

کو سلامت رکھے بندہ آپ کی جیسی تعریف سنتا تھا اس سے بھی زیادہ دیکھا لیکن غلام کو شاہ ہفت کشور کے دامن
کی عنایت سے سب کچھ موجود ہی کسی بات کی کمی نہین ہے فقط آپکے قدمبوسی کی تمنا تھی سو خدا نے حاصل
کروائی اب عرض یہہ ہے کہ آپ بندے سے خوش ہووین جو بعد میرے جانے کے بھی یادگاری رہے لندھور نے
پھر دوبارہ فرمایا کچھہ تو مانگ کہا آپ کی مرضی یہی ہے تو اس کمترین کو دو ساعت کی خاطر خدمت ساقی گری
کی ملے اور ملاحظہ فرمائے کہ اسمین کسطرح خوش و محظوظ کرتا ہون فرمایا کیا مضائقہ حکم کیا کہ ہمارا صراحی و
پیالہ جو خاص ہے عمر کے حوالے کرو ساقی نے عمر کے حوالے کیا عمر آپ ساقی بزم ہوا اور لگا بادۂ ناب جام مرصع
مین بھر کر پلانے جب دو دو دورے پلا چکا اور دماغ اہل مجلس کا گرم ہوا ہر ایک کو کمال درجہ تفریح حاصل ہوئی
جب عمر نے دیکھا کہ سب اپنے اپنے مزے مین ہین پیالہ بھر کر خسرو بلاد ہندوستان کے روبرو لایا بادشاہ تو
اسکے پینے مین مشغول ہوا اور عمر نے بادشاہ کی آنکھہ بچا کر دہ جو طاؤس زمرد کے گوشہای تخت پر
تعمیر کئے ہوئے تھے انمین سے ایک اٹھا کر بغل مین رکھا بادشاہ نے کن انکھیون سے دیکھا کہا نودبرد کیا
کرتا ہے کہنے لگا شہریار خاموش ایسا نہو کہ کوئی سن لیوے لندھور اس حرکت سے اسکے بے اختیار
ہنسا اور کہا عجب مرد مضحک ہے میری ہی چیز چراتا ہے اور مجھی سے کہتا ہے چپ رہو ایسا نہو کہ کوئی سنے
بھلا چیز تو میری ہے دوسرے کے سننے سے کیا ہوتا ہے ارے تیرے چوریمین بھی لطف ہی جا یہہ چارون ؛
طاؤس مین نے تجھے بخشی عمر بہت خوش ہوا اور چارون طاؤس تخت سے اُتار کر زنبیل مین رکھے اور
دوسرا پیالہ بھر کر پھر شاہ ہند کے ہاتھہ مین دیا جب دیکھا کہ شراب کی کیف مین سب مست ہوئے اسوقت
زنبیل سے داروی بیہوشی کئی مثقال نکال شیشہ مین شراب کے ملائی اور دو دو دور اسکے مع خسرو سبکو دئے
ایک ساعت نگذری تھی کہ اثر بیہوشی کا لگا ہر ایک کو معلوم ہونے سب کسب عجایب و غرایب تماشا کرنے
لگے جو نہین انکی آنکھون مین اثر بیہوستی کا ہوا اس نشے مین سبکو ایک دریا طغیانی لگی معلوم ہونے جتنے
مجلس مین بیٹھے تھے کھڑے ہو کر لگے کہنے یارو ہم غوطے کھاتے ہین کوئی سنبھالو یہہ کہہ کر سب لوگ
زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے لندھور یہہ حالت دیکھہ کر گھبرایا اُنکے اٹھانے کو جونہین کھڑا ہوا یہہ
بھی گر پڑا اور بیہوش ہو گیا عمر نے ان سب کا یہہ حال دیکھہ کر دست درازی شروع کی لگا مسند اور غالیچے فرش
فروش کی گٹھریان باندھنے اور سب کے کپڑے اُتار کر برہنہ کیا فقط پاجامہ بدنمین باقی رکھا کسواسطے کہ یہہ لوگ مسلمان
سطے نہین تو عمر کا یہی کام تھا کہ ازار بھی نہین چھوڑتا اور جس کافر کے لشکر مین جاتا تو اُن سب کا منہہ کالا کر تا لیپ
مسلمانی سے انکو بیحرمت کیا جہانتک اسباب نقد و جنس اس بارگاہ مین تھا سب لیکر زنبیل مین رکھا
اور اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اپنے خیمہ مین جا کر سو رہا لیکن یہان صاحبقران نے دیکھا کہ عمر کو گئے

ہوئے عرصہ ہوا آدمیون کو فرمایا عمر کی خبر لو کہ کس کام مین ہے اور اگر مکان پر ہو تو جس حالت مین
ہو اسی حالت سے لاؤ لوگ جاکر دیکھے تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا وہ اسباب جو لایا تھا اسمین سے
قسم اول اور قسم دوم جدا کر رہا ہے آدمیون نے جاکر کہا کہ امیر نے آپ کو یاد فرمایا ہے عمر نے چاہا
کہ اسباب کو رکھ کر جاوے حضور کے فرستادون نے کہا امیر کا حکم یہہ ہے اس اسباب سمیت آپ کو
چلنا ہوگا لاعلاج مع اسباب حضور مین آیا اور آداب گاہ سے آداب بجالایا امیر نے فرمایا یہہ اسباب کیسا
ہے کہا لندھور نے مجھے انعام دیا ہے فرمایا یہہ تو جھوٹ کہتا ہے امیر نے وہ تمام اسباب عمر سے لیکر
پہلوان عادی کے ہمراہ خسرو ہندوستان کی خدمت مین بھیجا اور کہا ہماری طرف سے دعا کہنا اور کہنا
عمر نے کچھہ تمہاری خدمت مین بے ادبی کی ہو تو مجھپر ظاہر کیجئے کہ مین اُسے سزا دیکر آپ کے پاس بھیجدون
اور کچھہ تحفہ بھی دیکر عادی کو رخصت کیا باقی داستان فردا کہئے شب را ::

داستان اٹھارہوین

دوشیزہ مقصد کو یہانتک پہنچایا تھا کہ عادی کو امیر نے لندھور بن سعدان کے پاس بھیجا اور وہان
جو عمر یہہ حرکت کرکے آیا تھا جسوقت مع خسرو سب کی بیہوشی اُتری ہر ایک نے اپنے تئین برہنہ اور بارگاہ
کو خراب دیکھہ کر حیران ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ ہے لندھور نے پوچھا زود برد کہان گیا دیکھے تو اسکا کچھہ
احوال معلوم نہین کہ کہان گیا وہ جو عمر ایک رقعہ لکھکر لندھور کے گلےمین ڈال گیا تھا اسکو پڑھا اس
سے معلوم ہوا کہ زود برد عمر تھا حمام مین جاکر غسل کیا اور سب نے پوشاک منگواکر پہنا فرش دوبارا
ہوا کہ عیارون نے خبر دی کہ نوشیروان کے داماد نے ایک اپنے سردار کو بطریق ایلچی گری کے بھیجا ہے
سو وہ لشکر مین داخل ہوا چاہئے کہ کوئی دم مین حضور مین آئے کہا یہان سے بھی کئی سردار اسکے استقبال
کو جائین اور بحرمت تمام لے آئین جس وقت عادی بارگاہ مین خسرو ہندوستان کے آیا شرط ادب کی
بجالایا اور جو جو لایا تھا سب گذرانا اور پیغام امیر کا پہنچایا لندھور نہایت خوش ہوا اور عادی کی
بہت عزت کی اور خلعت فاخرہ معدیکرب کو عنایت فرمایا امیر نے جو جو تحفہ بھیجا تھا سب لیا اور وہ
جو اسباب عمر لیگیا تھا سب عادی کو دیا اور کہا یہہ ہماری طرف سے عمر کو دینا اور کہنا ہم نے تجھکو معاف
کیا اور امیر کی خدمت مین بعد نیاز کے عرض کیجو کہ مین عمر کا نہایت شائق ہون اسے فرمائے کہ بصورت
اصلی آوے یہہ کہکر رخصت کیا عادی نے آکر تمام احوال امیر سے بیان کیا سنکر نہایت شاد ہوئے
اور عمر سے فرمایا ای بابا تجھے خسرو ہندوستان نے بلایا ہے اور جو اسباب اسکا تو لایا تھا

اسنے تجھے بخشا لیکن صورت اصلی سے جائیو عمر خوش ہوکر لندھور کے لشکر کیطرف روانہ ہوا راہ مین
دیکھا تو ایک جماعت سوداگرون کی ایک جواہر نگار تاج لئے ہوئے جاتی ہے عمر بھی ان کے ہمراہ ہوا ایک
بزرگ تاجر کی صورت بناکر چلا اور اسکی بارگاہ کی ڈیوڑھی پر پہنچا خسرو نے اس جماعت کو حضور مین ؛
طلب کیا اندر جاکر یہہ سب کھڑے ہوئے اور ان سب نے باہم ملکر ایک تاج بنایا تھا وہ تاج خوان مین رکھ کر
ایک عاج کی چوکی پر رکھا کہ داروغہ جواہر خانہ کا آیا اور اسنے ان سوداگرون سے کہا بادشاہ اسیوقت
تاج مرصع سر پر رکھے گا اور اسکی قیمت معہ خلعت اور انعام تمہین دیگا لیکن تم سب جلد اسکی قیمت
انفصال کرو اور تو سب خاموش ہو رہے مگر عمر نے کہا مین راضی نہین ہون کہ خسرو تاج کو سر پر رکھے
ہان پہلے میری قیمت دے لے بعد مختار ہی یہہ بات خسرو کے کان مین گئی پوچھا کیا ہے کہا ایک شخص یہہ
گفتگو کرتا ہی مین کسیکی چیز جبر سے نہین لیتا پوچھو اس سے تیرا جواہر کون ہی اسکی قیمت لے لوگ اس
تاج کو معہ سوداگرون اس شخص کو خیمہ مین لیگئے لندھور نے دیکھ کر عمر سے کہا عجب تو مرد نادیدہ ہے
کہہ اسمین تیری رقم کونسی ہے پہلے مین اسکی قیمت کردون عمر نے کہا مجھے سوجھائی کم دیتا ہی مجھے دو مین
باہر روشنی مین دیکھ کر بتاتا ہون فرمایا کیا مضائقہ عمر تاج لیکر باہر نکلا از بسکہ اور بھی لوگ ہمراہ تھے ان
سب سے کہا دیکھو تو آسمان پر کیا گھٹا چھائی ہے کہ کچھ نظر نہین آتا لوگ اوپر کو دیکھنے لگے اور عمر بھاگا ان
آدمیون نے دیکھا کہ کہین ابر کا نام دکھائی نہین دیتا کہنے لگے وہ عزیز اتنا جھوٹ کیون بولتا ہی بتا تو ابر
کہان ہے تلے نگاہ کرے تو وہ نہین ہے دیکھے تو میدان مین تاج لئے بھاگا چلا جاتا ہے لوگ دوڑے ؛
لیکن اسکی گرد کو بھی نہ پہنچے سب نے جاکر بادشاہ سے عرض کی خسرو آپ ایک ہاتھی کی پیٹھ پر سوار ہوکر اسکے
پیچھے چلا اور معہ سواران عمر کو روکا عمر ایک پہاڑ کے دامن مین بھاگا لیکن وہان جاکر دیکھا تو کسیطرف راہ
نہین ہے حیران ہوا کہ اب کیا کرون دیکھا تو اسیابان کا گھر معلوم ہوتا ہے اس اسیابان کے پاس گیا اور
اسے کہا کہ بادشاہ ہندستان نے تیرے سر کاٹنے کو فوج بھیجی ہی اسنے ایک خواب دیکھا تھا اسکی تعبیر حکیمون
نے بتائی ہے کہ اگر کسی اسیابان کے سر کی پوست سے طبل منڈھا جاوے اور وہ حضور مین بجے تو بہتر ہے
سو یہہ لوگ اس واسطے آئے ہین وہ بیچارہ سنکر ڈر گیا لگا کہنے پھر مین کیونکر بچون عمر نے کہا ایک صورت
بچنے کی ہے اپنے کپڑے مجھی دے مین پہنکر چکی پیسون اور تو اس حوض مین جاکر چھپ جب لوگ آوینگے
مین جواب دے لونگا اسنے عمر کو دعا دی اور اپنے کپڑے اُتار کر حوض مین گیا عمر اسکے کپڑے پہن کر
آسیا کے پاس بیٹھا لندھور نے آکر پوچھا یہان کوئی شخص اس صورت کا آیا وہ کہان ہے کہا اس حوض
مین ہے لندھور نے اپنے کپڑے اُتارے اور اس حوض مین اُترا عمر نے تمام لباس لندھور کا بھی لیا اور اسی

دو رستے منہ پر فوج اسکی کھڑی تھی اُن سے جاکر کہا لندھور نے نشان دیا ہی اور دو سو تمن مجھے دلائے
ہین انسے دو سو تمن روپیون کے لیکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا ادہر لندھور نے پائین اُتر کر اس
استیابان کو پکڑا اور کہا باہر نکل اسنے اپنے سر کو پتھر مار کر کئی چار زخم کر دئے اور کہا اب یا صاحب میرے
سر کا خراب ہوا کچہہ کام کا نہ رہا کسی اور استیابان کو تلاش کرو لندھور حیران ہوا کہ یہہ کیا کہتا ہے جب اس
مضمون سے واقف ہوا باہر آکر دیکہا تو وہ شخص نہین ہی دریافت کیا کہ عمر تھا اپنا لباس بھی لیگیا لوگون
سے جاکر پوچہا کہ کوئی شخص ادہر سے باہر گیا ہے کہا کوئی نہین مگر آپ نے جیسے اپنا لباس نشان دیکر
بھیجا تھا وہ دو سو تمن لیکر البتہ اسطرف کو گیا خسرو ظرافت عمر کی دیکھہ کر عاشق ہوگیا اور پوشاک دوسری
منگواکر پہنی فوجکو رخصت کرکے آپ اکیلا امیر کے لشکر کیطرف روانہ ہوا عیارون نے یہہ خبر صاحبقران کو
دی کہ لندھور تنہا آتا ہے سردارون کو اسکے استقبال کو بھیجا لندھور جب بارگاہ مین امیر کے آیا امیر نے
اسکی تعظیم کی اور ایک کرسی مرصع نگار پر اپنے پہلو مین بٹھلایا اور اسکے واسطے تیاری جشن کی کی
لندھور حسن سلوک امیر کا دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا عمر کہان ہی مین اسکی صورت کا مشتاق
ہون اور جب لشکر مین میرے جاتا ہی صورت اصلی سے نہین جاتا اسوقت اسکو بلوائے امیر نے عمر کو
طلب کیا وہ بارگاہ دانیالی مین آکر امیر کا آداب بجالایا اور خسرو ہند کو دعا دیکر اپنی کرسی پر بیٹھا لندھور نے
کہا الیعمرو تاج بھی ہم نے تجھکو معاف کیا ہمارا جی چاہتا ہے کہ اسی صورت سے ہمارے پاس آیا
کرو لیکن اسوقت مین کمال اشتیاق مین تیرے آیا ہون مجھے محظوظ کر عمر اٹھکر لگا بجانے اور گانے خسرو
نے اسوقت بھی عمر کو بہت سا انعام دیا اور کہا آفرین واقعی یونہین ہے کہ تیرے برابر ہم نے کسیکو نہین
دیکہا غرض تمام روز جام شراب کا گردش مین رہا اور عجب طرحکی صحبت رہی جب وقت شام کا قریب آیا
خسرو ہندوستان نے امیر سے کہا وہ جو ہم نے عرض کی آپکو قبول ہوئی یا نہین فرمایا حق دوستی کا آپ
بجالائے پر مجھکو شاہ ہفت کشور نے آپ سے لڑنے کو بھیجا ہی لندھور نے کہا اب اسکا ارادہ نکرین دشمنون
نے آپ کے مارنے کی یہہ تدبیر کی ہی اس بات سے ہاتھہ اٹھائے اور مجھہ سے صلح کیجئے لشکر و خزانہ
جتنا چاہیئے حاضر ہی بلکہ اگر فرمائے تو مین فوج ہند لیکر آپ کے ہمراہ چلون اور نوشیروان کو مارکر آپ کو ایران
کا بادشاہ کردون کہ تمام ملک اسکا تمہارے فرمان مین رہے اور خوبی اپنے یار جانی سے ملاقات کیجئے امیر نے
کہا مجھکو تمہارا سر کاٹنے کو بھیجا ہی لندھور نے اپنی کمر سے تلوار نکال کر امیر کے روبرو رکھہ دی اور سر جھکاکر کہنے
لگا اگر آپ کو یہی منظور ہی تو سر حاضر ہی کاٹ لیجئے فرمایا اس طرح نامرد کاٹتے ہین میدان مین کارسازی
جنگ سے اگر ہو تو مضایقہ نہین رکھتا یا تم میرا سر کاٹ لو یا مین تمہارا لندھور نے کہا اگر آپ نہین مانتے تو مین

لاچار

لاچار ہون خیر اب تو مین رخصت ہوتا ہون آپ طبل جنگ بجواوین امیر نے کہا پہلے مین طبل جنگ نہین بجوانیکا
تم جاکر بجواؤ میرے یہان منا ہی ہے یہی باتین ہو رہی تہین کہ ایک مرتبہ صحرا کیطرف سے گرد اٹھی سماہ
غبار یک و تیرہ و خیرہ جب وہ گرد نزدیک پہنچی گرد نے مارا باد کو اور باد نے مارا گرد کو مقراض باد سے گریبان
گرد کا چاک ہوا اسمین چالیس علم پیدا ہوئے نشان چالیس ہزار سوار کا آگے فوج اسکے ایک علم خوک
پیکر کے سایہ تلے گستہم بن اشک سا سامانی دکھائی دیا اور ایکطرف اُن دو لشکرون کے درمیان مین
اسکا بھی لشکر اُترا امیر اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہہ کیون آیا لندھور نے امیر سے رخصت چاہی اور
اپنے لشکر مین جاکر طبل جنگ کا حکم دیا آواز اسکی لشکر سے نفیر و گنج نفیر شتر دم گاؤ دم بوق کرنا
کی بلند ہوئی عیارون نے یہہ خبر صاحبقران کو پہنچائی فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ کا بجے دارد غہ
نقار خانیکا حکم لیکر گیا اور نقارہ خانہ سلیمانی مین طبل جنگ کو کہا اس لشکر مین بھی آواز طبل سکندری
کی بلند ہوئی دو دریائی لشکر مین لگی تیاری ہونے ہر ایک جوان آپسمین لگا لوٹا تیر و ترکش سے باہر
کرنے اور تلوارون کو چرخ اور چار آئینونکو صیقل ہر ایک جوان آپسمین یار و جمعدار و برادر سے ملنے لگے
کہ خدا جانے صبح کو کون مارا پڑیگا اور کون جیتا رہیگا دو لشکر کار سازی جنگ کی لگی کرنے
ادہر گستہم نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا اب احوال عمر کا ملاحظہ فرمائیے کہ اُسنے جو گستہم کو دیکھا
کہ اسنے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے کسیکو خبر نکی اسکے لشکر مین گیا اور اسکے خیمہ پر جاکر لوگون
سے کہا کہ گستہم کو خبر دو کہ عمر آیا ہے گستہم نے سنکر اندر بلوایا عمر نے جاکر سلام کیا اور اسکے پاس بیٹھا
گستہم نے احوال پوچھا عمر نے کہنا شروع کیا باقی داستان فردائی شب را

داستان انیسوین

دو شنیہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ جب عمر گستہم کے ہمراہ لگا باتین کرنے کہ مین حمزہ کے ساتھ
اگر اس درجہ پر خراب ہوا کہ کوئی دوسرا ہوگا اسنے اپنے تئین داماد نوشیروان کا مشہور کیا ہے
اور اپنے تئین آسمان ہفتم پر جانتا ہے کسیکو خاطر مین نہین لاتا گویا آپ بادشاہ ہفت کشور کا ہے آپ
مجھے بیٹھنے کا حکم نہین دیتا جتنے آدمیون کو ہمراہ لایا ہے سب اسسے دق ہین چاہتے ہین کہ اسکا ساتھ
چھوڑ دین آج طبل بجوایا ہے کل اسسے اور لندھور سے لڑائی ہوگی یہہ لندھور کو ماریگا اور ایران مین
جاکر بادشاہ کا داماد ہوگا اور بھی اپنے تئین فراموش کریگا مین دریافت کیا تو لندھور مین کچھہ زور
نہین ہے اسکا گرز مقویکا ہی اوپر اسکے غلاف لوہیکا چڑھایا ہے کل صبح کو تم اسکے ساتھہ میدان
مین نکل کر لڑو اور اسکو مار لو کہ نوشیروان تمکو اپنا داماد کرے گستہم بہت خوش ہوا اور لگا کہنے عمر تو خاطر

جمع رکھو مین تجھکو اپنی جان کے برابر رکھونگا میرے آنیکا بھی یہی سبب ہے کہ جس روز مین بہرام کو مارکر بھاگا تھا زابل مین جاکر بیٹھ رہا تھا اب نوشیروان کو منظور یہہ ہے کہ کسیطرح حمزہ مارا جاوے ؛ میرے پاس نوشتہ موجود ہی اسمین یہہ مضمون تھا کہ حمزہ کو ہم نے ہندوستان کو بھیجا ہے تو بھی جا اگر لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا تو تو حمزہ کو جس طرح بنے مار نا البس بہتر یہی ہے کہ صبح کو میدان مین نکلکر لندھور کو مارون اور اسکو اپنی ضرب دست دکھاؤن بعد اسکا بھی کام تمام کرونگا غرض ان مینون لشکر مین تمام رات طبل جنگ کا بجا کیا نقیب ساری رات بھر مشعلین پکارا گئے رباعی

روز جنگ سخت جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد تا بود مرد خاصۂ میدان شیر را زیر ننگ باید کرد

اور جہانتک نامدار تھے دست بدستی اور دست چپی اپنے اپنے سردارون کے خیمہ کین جمع ہوئے اور جام شراب کا عیارون کے ہاتھ سے پیا کئے اور شعرہائی مردانہ نشہ شراب شجاعت مین پڑہا کئے

اشعار

دم زمردی میزنم تا در تن من جان بود جان چہ کار آید اگر در مردنم نقصان بود
ترک سر کردن بمیدان شیوۂ رندان بود مشکلست اینکار لیکن پیش مرد آسان بود
مرد میدان شجاعت را نباشد بیم سر ہر کہ از سر نگذرد کی مرد این میدان بود
ای بہادر در جہان ہر باغ دارد میوۂ میوۂ باغ بہادر خنجر و پیکان بود

لیکن جب چار گھڑی رات باقی رہی خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان سات لاکھ سوار ہمراہ لیکر سوار ہوا اور فوج ہندوستان کی کھماچی بنگالی مرہٹے دکھنی ؛ کوجبر جاٹ گھراتی میواتی سکھ کرناٹکی بوندیلا راجپوت ہر ایک اپنے کو غرق آہن فولاد کرکے میدان مین نکلا اور تنگ درتنگ جنگ درجنگ انبوہ درانبوہ خیل درخیل جوق درجوق حشم درحشم پردہ در پردہ دستہ دردستہ رسالہ دررسالہ تمن درتمن صف درصف عرصۂ کارزار مین یہہ سب کھڑے ہوئے اور مشعل اور چو رہتاب اسکے لشکر مین اسقدر روشن تھین گویا رات کو دن کر دیا تھا اگر سوزن میدان مین گرے تو جوان اٹھالے اور اسطرف سے گستہم بن اشک زرینہ کفش ساسانی چالیس ہزار سوار سے ایکطرف کو صف باندھ کر کھڑا ہوا یہہ خبر عیار اہلکارون نے سلطان صاحبقران کو پہنچائی کچھہ رات باقی رہی تھی کہ نماز صبح سے فراغت کرکے سلاح طلب کیا اور تمام جوشن پیغمبر و آن کا اپنے جسم سے لگا کر تیار ہوئے اور ہمراہ مقبل وفادار کے خواجہ صفون کے باہر بارگاہ سے تشریف لائے عمر چار سے عیار تیز و طرار سے قنطورہ زرنفتی اور پا تابہ دہ سقرلاتی کو فن عیاری حیلہ کا نافہ منگائے لئے ہوئے کھڑا تھا اسنے مع ہمراہیون جھککر سلام کیا اور ان سب کے منہ سے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پیدا ہوئی اشقر سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے اور طوق بن حیران حرامی نے غاشیہ علم اژدہا پیکر کا اور اسکا سایہ صاحبقران کے سر پر کیا جتنے سردار

نامی و نامدار تھے پائے رکاب مین حاضر ہوئے اور سواری امیر کی رزم گاہ کیطرف مانند باد بہار کے
چلی صبح کا عالم اور تمامی کے بان و نشان چمکتے ہوئے تیر کی زرہ بکتر اور سوارونکی اور گھوڑونکا دوڑنا
وہ میدان کے سبزیکا عالم اور تین دریا لشکر کے نمود امیر نے جو نہین نگاہ گستہم کیطرف کی اور خیال
کیا کس زور پہ آیا ہے اور ادہر فوج ہند کی جو دیکھا کہ ہر ایک قوم تیار ہوکر جو کھڑی تھی ایکطرف اکین
مرہٹونکا عالم کہ بنڈیان گلو مین پہنے ہوئے اور سیلے دکھن کے سرونپر لپٹے ہوئے دستانہ اور
چار آئینے لگائے ہوئے تین تین چہار تھان کمخواب اور اطلس کے تمان پہنے ہوئے باد پایون پر سوار
ہاتھون مین دستانے چڑھائے ہوئے یالوریالو رہنا و لی دلی کہتے ہوئے قزدلی کرتے ہوئے کھڑے
ہین اور خسرو ہندوستان فیل میمونہ مبارک پر سوار درمیان اس فوج کے گرزگرانبار کندھے
پر لئے ہوئے آلات حرب مین دوبا ہوا غرض مقابل اُن دو دریا لشکر کے امیر نے اپنے لشکر ظفر
اثر کو آراستہ کیا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ کرکے چودہ صفین لڑائی کی تیار کین
چاہتا ہے کہ کوئی میدان مین نکلے کہ پہلے ہر دار جھاڑ بوٹا کاٹ گئے اور بیلدار پست و بلند زمین ہموار
کر گئے سقے آب پاشی کر کے کنارے ہوئے نقیبون نے اگر آواز دی کہان ہین الافرا اور
سام بن نریمان اور رستم دستان میدان مین آ کر نشان بہادری کا ظاہر کرین اور
اس میدان مین نکل کر سامنے مردان عالم کے اپنے حریف کا سر کاٹ لے
دیا اس سبز طبقہ کو اپنے خون سے سرخ کرے جو نہین نقیبون نے یہ آواز دی گستہم
نے عمر سے کہا یہی وقت میدان مین نکلنے کا ہے ایسا ہو کہ حمزہ نکلے اور لندھور کے ہاتھ سے مارا
جائے مین چاہتا ہون کہ تیرا نام ہو گستہم نے کہا آج مین حمزہ کو کب نکلنے دیتا ہون یہہ کہکر گھوڑے کو میدان مین
ڈالا آدھا میدان پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کر آدھا میدان مقابل لشکر ہند کے باقی رکھا النصف میدان مین آ کر طرف
لندھور کے نعرہ کیا اور کہا کوئی ایسا تم مین ہی جو میرے مقابل آوے کہ ایکمرتبہ دارائی رائی اعظم رکن سلطنت
دوران خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان نے فیل میمونہ مبارک کو اشارہ کیا اور میدان کیطرف
چلا لیکن اسکے ہاتھی کا کیا عالم بیان کرون اور شکوہ اسکے ہاتھی کی کیا کہون کہ جھول اسپر زربفت
کی پڑی ہوئی جسکے اوپر چھوٹی چھوٹی فولادی مدور جلکتیان جڑی ہوئی فولادی تارون مین گتھی ہوئین اس
جھول کے اوپر دونو طرف پڑی ہوئین واسطے محافظت کے بکھتر کی وضع وہ مانند ستارگان فلک کے
چمک رہی تھی اور اسپر خسرو گرز لئے ہوئے ضرب زدی و مردی دجان کوب چھوٹا بھائی ملک الموت
کا مقابل گستہم بن اشک ساسانی کے نکلا اور تکاور سپر کا ایسا مارا کہ گستہم کا گرگدن کئی قدم لیس پا

ہوا لیکن لندھور نے عمر کیطرف دیکھ کر کہا ای بابا امیر سے کیا ایذا پائی جو اسکی رفاقت مین آیا کہا فقط لڑنے
واسطے اسکے ہمراہ آیا ہون کہ اسکو تمہارے مقابل کر دون بعد مجھے اس سے کچھ کام نہین یہہ کہکر اپنے لشکر
مین گیا اور امیر کی خدمت مین حاضر ہوا یہان لندھور نے گستہم سے کہا لا کیا ضرب رکھتا ہے **بیت**
بیا تا چہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران گستہم نے اپنے جی مین کہا جو پہلے ضرب لگاوے وہی
مرد ہے اپنے جی مین یہہ خیال کر کے تلوار کو میان سے نکال کر لندھور پر مارا اسنے اسکی تلوار کو گرز پر رکھ
کر رد کیا اور وہی گرز اسکے سر پر مارا لیکن اسوقت گلہ تک گئے نکل گیا اور دستے کی ہوا اسکو لگی کہ
بیہوش ہوکر گھوڑے سے زمین پر گر پڑا کہ کئی پسلیان اسکی ٹوٹ گئین لیکن اسکے ساتھ کے سوار آکر
اسپر گر پڑے اور گستہم کو اٹھا کرلے گئے اور طبل بازگشت کا بجوایا باقی داستان فردا کی شب ہوا

داستان بیسوین

دوشنبہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ جب طبل بازگشت بجا کر لندھور نے امیر کیطرف دیکھ کر کہا
ای حمزہ آج اور تجھکو فرصت دیتا ہون کل احوال تمہارا ابھی دریافت ہو جایگا فرمایا اس وقت جو ہوگا
سمجھ لینگے شب کو ہر ایک لشکر اپنے اپنے مقام پر جا رہا گستہم اسی شب بھاگ کر صحرا کیطرف روانہ
ہوا لیکن جب چار گھڑی رات گذری اور بادۂ ناب سے دماغ مردان عالم کا گرم ہوا لندھور نے پھر حکم
طبل جنگ دیا آواز کوس و نقارہ وغیرہ بلند ہوئی تمام شب دو دریا لشکر کو کارسازی جنگ مین گذری
جب صبح کا وقت نزدیک آیا اور آفتاب گلرنگ نے سر دریچہ جنگ سے باہر نکالا اور نور اپنے سے ظلمانی
شب کو روشن کیا استاد اس داستان کا کہتا ہے **اشعار** چو بگرفت گردون گردان سپہر
جہان را بہ تیغ جہان سوز مہر بتخت افق شاہ انجم نشست گرز و بر سپاہی شب آمد شکست
بجنبید دریائی لشکر ز جائے بحکم شہنشاہ کشور کشائے چو صور قیامت نفیر و صفیر
برون بر د ہوش از سر چرخ پیر کچک بر دہل فتنہ بنشاد کرد دہل دست بر سر زد و داد کرد
علم ہا چو خوبان قد آراستند بنظارۂ جنگ بر خاستند ز جولان شیران دوران دشت کین
تزلزل در آمد بگاؤ زمین روز روشن ہوتے خسرو ہندوستان فوج قاہرہ لیکر رزمگاہ
مین آیا اور صف باندھ کر کھڑا ہوا اس صبحکو سلطان صاحبقران بھی نماز و وظایف سے فراغت کر کے تیار
ہوئے اور سلاح انبیا کا گلیمن پہنا چنانچہ خود ہودؑ کا سر پر رکھا اور زرہ داؤدؑ کی گلیمن پہنی غرض
خود آہنی بر سر و زرہ تنگ در بر آگے چار آئینہ زانو سے لٹکا کر کمر بند استوار کر کے اور باہر نکلکر سیاہ

قیطاس گھوڑے پر سوار ہوئے طوق بن جبران نے علم اژدہا پیکر کا سایہ صاحبقران کے سر پر کیا اور
شاہ عیاران پیک نامدار خنجر گذار سر بریدۂ جادوگران و ریش بریدہ کافران بارہ سے عیار کی جمعیت
سے جلو مین امیر کے قنطورہ زر لفتی اور پاپیادہ سقرلاق گو فن عیاری حیلہائی ناقہ اپنے جسم پر آراستہ
کئے ہوئے اور امیر کے راست و چپ سرداران باوقار مہ مقبل وفادار سلطان بخت مغربی منظر
شاہ یمنی نعمان بن منظر عمر معدی کرب غرض تیس ہزار سوار سے امیر بھی مقابل خسرو ہندوستان
کے آکر بعزم جنگ استادہ ہوئے اسوقت میدان مین ہر ایک شخص آسمان کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا یا
بار آلہ بہادرون مین تو بے شرم رکھیگا کہ ہیٹی ہنو کیونکہ مثل ہے **فرد** تیغی بکمر بستن عالم ہمہ کس داند
در عرصۂ جانبازان استادہ شدن مشکل غرض اسوقت میدان کا یہہ عالم تھا کہ خیمہ ملک الموت استادہ
ہوا اور مریخ ستارہ ہر ایک سپاہی کی پیشانی پر جلوہ گر ہوا قبائی آہنی ہر ایک کے گلے مین مثل موم
کے نرم ہوگئی اور بارش خون مرگ کا لگا ہونے از بسکہ خسرو صاحبقران کو نہایت دوست رکھتا
تھا اسنے طرگرز کو نہ اٹھایا نیزہ نکالا اور میدان مین آکر ایسی نیزہ بازی کی کہ ہر دوست دشمن کے
منہ سے آواز احسن احسن و آفرین آفرین کی پیدا ہوئی کہ سپاہ ہند نے اپنے علمونکو جلوہ دیا لندہور
لندہور نے طرف لشکر اسلام کے منہ کیا اور کہا اے مردان بہادر تم سے آرزوئی مرگ کسکو ہی نکلے
مقابل میرے آوے اسکا یہہ کہنا تھا کہ صاحبقران نے فاتحہ پڑھ کر اپنے مرکب کو آگے بڑھایا جہانتک شاہ
و شہریار لشکر اسلام مین تھے سب پیادہ ہوگئے اور دامنونکو گردان کر امیر کے ہمراہ ہوئے
میدان مین آکر امیر نے انکو رخصت کیا اور روبرو لندہور کے آکر کہا دعاء ما بہ سلامت اسنے کہا نیزہ دعا
ما بر سر ابحمزہ لاؤ کیا ضرب بہادری کی رکھتا ہے امیر نے کہا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے پہلے تم ہی
ضرب لاؤ بعد مین ضرب کرونگا وہی نیزہ جو ہاتھہ مین خسرو ہندوستان کے تھا امیر کی طرف دراز کیا امیر
نے بھی عمر عیار کے ہاتھہ سے نیزہ شاخ نہنگ کا لیا اور اسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزے کی سنان پر رکا
اور دونو جوانون مین برابر نیزہ بازی ہونے لگی **بیت** دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر
تو گوئی کہ بودند دو نر شیر جب دو دو سو طعن نیزہ بازی آپسمین رد و بدل ہونے لگی امیر نے اسکے نیزہ کو
کاٹکر ایک نیزہ ایسا مارا کہ اسکا نیزہ مانند شہاب کے فلک کو چلا گیا جب تو لندہور کے جسم مین ایک
آگ سی لگ گئی کہنے لگا ابحمزہ جامہ نیزہ بازی کا عربون ہی کے اوپر قطع ہوا ہے اگر دھون تو پھر تمام عمر
نیزہ ہاتھہ مین نہ لونگا جھنجھلا کر ہاتھی اپنا اعرابی کے پاس میدان مین لیگیا جسپر اسکا عمود بندھا تھا کھلکر
وہ گرز اٹھا لیا اور امیر کے برابر آکر اپنے ہاتھی کے ہودج مین سنبھلکر دو زانو بیٹھا اور بس گرز کو سر سے

بلند کرکے امیر پر مارا صاحبقران نے خدا واحد عظیم واجب التعظیم کو ہزار اور ایک نام سے یاد کیا اور
سپر پر مانند گرساشپ پہلوان کے اس گرز کو روکا لیکن اس ضرب سے امیر کے ہر بن مو سے پسینہ جاری
ہوا اور استخوان کو خبر ہوئی پر بازو امیر کے بازوبند کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کے ہرگز خم
نہوئے لندھور دیکھا تو تیری ضرب آج تک کوئی نہ بچا سکا اور حمزہ سلامت کھڑا ہے دوسرا گرز اور
بقوت تمام مارا کہ امیر کو چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا لیکن اسیطرح مثل سد سکندری کے استادہ
رہے اور اس ضرب کو بھی روک لیا تیسرے مرتبہ ضرب لندھور نے اس زور سے ماری کہ اگر پہاڑ پر مارتا
تو زمین مین غرق کر دیتا صاحبقران نے اسے بھی رد کا لیکن ضرب سے گھوڑا امیر کا تا بزانو چارون پاؤن
سے زمین مین اتر گیا اور امیر کو ایک حالت غش کی بھی ہوئی اور مشق گرد کا پھٹ گیا تھا اسمین امیر چھپ
گئے لندھور نے اسدم آواز کی زدم ولپست کردم کون اسکا ہو آوے کہ غربال مین خاک چھانکر مجھے
ایک کرچ دکھاوے جب اسنے یہہ کہا عمر نے مشکیزہ حضرت خضر کا شانے پر اٹھایا اور اس خاک
پر چھڑکا امیر کے برابر آکر امیر کی رانین اور بکر ملکر کہنے لگا الیشہریار عالیمقدار اگر جیتا ہے تو دیجواب
اور اگر مرگیا تو یاد اللہ دعدۂ ماوشما بروز قیامت افتاد اسکی آواز سے امیر کو ہوش آگیا دیکھا تو
گھوڑے کے پاؤن مانند میخ کے زمین مین گڑ گئے ہین تازیانہ حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر گھوڑے
کی پیٹھ پر لگایا کہ وہ زور کرکے زمین سے جدا ہوا اور لندھور کیطرف چلا صاحبقران نے کہا ایخیرہ سر
کرا زدی وکرا پست کردی نہین جانتا تیری جان کا ملک الموت حاضر ہی لا اور بھی تجھ خدا اس سے بچا
ویگا نب ایکضرب مین بھی کرونگا لندھور اس وقت ہاتھی سے اتر کر ایک بادپا گھوڑے پر سوار ہوا
اور تلوار جواہر دار مانند عطارد دشمن کش بیحجاب مثل پارہ سیماب کمر سے نکال کر امیر پر لگائی
صاحبقران نے سپر ابریشم ہفت رنگ مرصع پر روکا اور بزور بازو علم سپاہ گری سے روک
کے کہا ای لندہور تو ضرب کر دی حالا ضرب مالوش کن غم ہر دو عالم فراموش کن دور تو گذشت
و نوبت مارسید خبردار رہو یہہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہہ کہکر نکالا کمر سے پرچہ الماس تیغ صمصام کو
اور رکاب سے ملاکر سینہ کے زور سے اور بازو کی قوت سے وہ تلوار خسرو کے سر پر لگائی اسنے بھی
سپر فولادی پر روکا چاہتا تھا کہ رد کرے تلوار نے سپر کو مثل قالب پنیر تر کے قلم کیا اور اسکے خود
سے پھسل کر گھوڑیکی گردن پر پڑی اسکا سر دھڑ سے جدا ہوکر زمین پر گرا لندھور سنبھل کر گھوڑے سے
جدا ہوا اور پیدل تلوار نکال کر امیر پر دوڑا امیر نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ گھوڑیکو کہین زخم ہووے
آپ بھی گھوڑے سے جدا ہوئے اور تلوار اسکے ہاتھ سے پکڑ کر نکال لی اسنے بھی امیر کی گردن اور کمر

مین ہاتھہ ڈالدیا اور دونو مین کشتی ہونے لگی تمام روز برابر کشتی ہوا کی نہ این را ظفر نہ آن را خطر کبھی لندھور
امیر کو چالیس پچاس قدم پیچھے کو لیجاتا اور کبھی امیر اسکو لیجاتے جب شام نزدیک آئی لندھور نے اپنی
فوج مین روشنی کا حکم کیا اور امیر نے بھی اپنے لشکر مین ارشاد کیا کہ روشنی کرین غرض دونو لشکر
مین روشنی ہوئی اور رات مین کشتی ہوا کی راوی اس داستان کا یون بیان کرتا ہے کہ امیر اور لندھور مین تین
شبانہ روز کشتی ہوا کی اور بعضے کہتے ہین ساتوین روز امیر نے لندھور کو سر سے بلند کیا اور بعضے کہتے
ہین سر سے بلند نہین کیا برابر چھاتی کے لائے اور سر سے بلند نہو سکا جب امیر نے اسے چھوڑ دیا اور خنجر
نکالکر چاہا کہ اپنے تئین مارین لندھور نے ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا آپ کیا کرتے ہین صاحبقران خدا نے آپہی کو کیا
ہے ورنہ کس مین یہہ زور ہے کہ مجھکو اٹھاوے اور میرا لنگر زمین سے اکھاڑے مین نے آپکی اطاعت قبول
کی اپنے ملازمون مین بھی ایک اسی بندہ کو گنئے امیر نے خسرو ہندوستان کو چھاتی سے لگایا اور ایسے خوش
ہوئے گویا سات زمانیکی بادشاہت ملی فرمایا الیشاہ ہند مجھے بڑی تمنا ہے کہ تم میرے ساتھہ نوشیروان
کے پاس ایران کو چلو جواب دیا جو ارشاد کیجیگا بندہ بسر و چشم قبول کریگا اور جو فرماؤگے بجا لاونگا یہہ
کہہ کر اسیوقت اپنے لشکر کے تمام سردار ونکو بلایا اور امیر کی ملازمت کروائی امیر اسکے ہر پہلوان سے
بغلگیر ہوئے اور لندھور کو لیکر طبل شادمانی و فتحمندی کے بجواتے ہوئے اپنے مکان مین جا آسودہ
ہوئے اور سب نے آرام کیا دو تین دن کے بعد صاحبقران نے جشن فرمایا لندھور بھی معہ اپنے تمام سردار
امرا اور وزرا بارگاہ دانیالی مین امیر کے حاضر ہوئے صحبت بزم کی آراستہ ہوئی اور جام شراب ارغوانی
کا چلنے لگا اس صحبت بزم مین امیر کو تصور مہر نگار کا بندھا بے اختیار آنکھون مین آنسو بھر لائے اور عمر کیطرف
دیکھہ کر فرمایا ای بابا جی چاہتا ہے کہ اسوقت تو کچہہ گا کہ یاد مین معشوق کی دل بھر آیا ہے عمر دوزانو ہو کر
روبرو آبیٹھا اور رقالون کے سُرون کو درست کرکے مضراب انگلیو نپر چڑھائی اور بجانا شروع کیا پہلے
ناخنہ سے خوب سا عالم راگ کا دکھلا کر ایک غزل دلچسپ گائی کہ تمام مجلس کو وجد کی سی حالت ہو گئی امیر بھی
خوب روئے اور عمر سے نہایت خوش ہوئے فرمایا عمر جو ہم نے شرط کی تھی کہ بعد ہندوستان فتح ہونیکے
ہم ستر صندوق زر سرخ کی تجھکو دینگے آج لو اسیوقت ستر صندوق منگوا کر اسمین بارہ ہزار تمن سکے
عمر کو بخشی عمر اٹھہ کر آداب بجا لایا لندھور بھی اسکے گانیسے کمال محظوظ ہوا تھا اسنے بھی ستر صندوق
ویسے ہی عمر کو انعام دئے اور تمام مال اور خزانیکی کنجیان امیر کے روبرو رکھدین اور چالیس ہاتھی کوہ پیکر
اور تحائف تمام ہندوستان کے معہ سلاح خانہ اور فراش خانہ و توشیخانہ معہ اصطبل نذر گذرانی
قریب دوپہر کے خاصہ تناول فرمایا بعد دستر خوان لگنے کے خواصون نے خاصدان لاکر حاضر کیا امیر اور

لندھور ہم نمک ہوئے بعد دوپہر کے خسرو نے اٹھکر عرض کی خانہ زاد امیدوار ہے کہ خداوند اس بندہ خانہ
مین تشریف فرما ہو کر اس مکان کو منور فرماوین اور ضیافت اس کمترین کی قبول کرین فرمایا بچشم لندھور
رخصت ہو کر اپنے شہر مین گیا اور سات روز تک امیر کے جشن کی تیاری کی اور دوسرے دن سوار ہو کر
لشکر ظفر اثر مین گیا اور امیر کو معہ تمام سردار خورد کلان ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف چلا فقط پہلوان
عادی کو واسطے لشکر کی حفاظت کے چھوڑا جسوقت سواری امیر کی چلی امیر کے لشکر سے اور لندھور کے
لشکر سے تین فرسنگ کا تفاوت تھا لندھور نے اسمین پا انداز مخمل کا اور زربفت کا بچھایا تھا اور سپر
زر سرخ اور زر سفید نثار کرتا جاتا تھا غرض اسیطرح امیر کو اپنی بارگاہ مین لیگیا اور تمام سردارون
سے نذرین دلوائین امیر ایک تخت جواہر پر بیٹھے لیکن بارگاہ کو دیکھے تو بارگاہ خسروی بھی اس سے نہین
لگتی اور جو ٹاٹ بندی جہان تک اس مجلس مین بیٹھے تھے انکو امیر دیکھے تو ہر ایک وضع نئی معلوم ہوتی تھی
اور ہر ایک شخص نظرون مین دوست معلوم ہوتے ہین اور لندھور دست ادب باندھے ہوئے خدمتگاری مین
حاضر ہی ساقیان ماہ خصال اور خوانندہ ہائی خورشید جمال اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے اور آواز نوشانوش بادہ
نوشش باد کی بلند ہوئی اور لندھور نے ہر ایک خورد و کلان کی کمال درجہ خاطرداری کی اور امیر کے لشکر مین
جو جوان محافظت کو جاتا تھا دوسرے دن اسے بلاکر مجلس مین شریک کرتا تھا اسکے عوض مین اور کو بھیجتا
تھا امیر تو معہ تمام سردارون جشن مین رہے اب احوال ستہم ناپاک کا ملاحظہ فرمائیے باقی داستان [illegible]

داستان اکیسوین

دوشیزہ قصہ کو یہان تک عرض کیا تھا کہ امیر جشن مین رہے اور ستہم پیلوشکستہ لندھور کے روبرو سے بھاگا
ایک پہاڑ کے دامن مین جاکر اترا لیکن ہر روز امیر کے لشکر کی خبر منگوایا کرتا تھا ان روزون مین عیارون
نے یہ خبر دی کہ کئی روز سے لندھور نے امیر کی معہ تمام سردارون ضیافت کی ہے چنانچہ آج لشکر مین
کوئی نہین ہے سوا مقبل وفادار کے تمام لشکر خالی ہے یہ نہایت خوش ہوا اور دو کنیزکین مہر نگار کی اپنے ہمراہ
لایا تھا کہ امیر نے انکو محل مین ملکہ مہر نگار کے دیکھا تھا انکو اپنے نزدیک بٹھایا اور دو شیشے شراب کی منگوا کر انکے
منہ پر تعلیم مہر نگار کی کی اور ایک خط اشتیاق کا انکو لکھہ کر دیا اور کہا تم اپنی صورت مردونکی بناکر ہتھیار لگاؤ
اور یہ شیشے لیکر حمزہ کے لشکر مین جاؤ مقبل طلائی مین ہے اسے جاکر کہو کہ مہر نگار نے حمزہ کے پاس بھیجا ہی
وہ البتہ لیجائیگا پس اسیطرح یہ شراب امیر کو پلواؤ اور تم جلد چلے آؤ لیکن اس دلدار نا نے اس شراب مین
کئی مثقال زہر ہلاہل ملایا تھا کہ اگر قطرہ اسکا دریا مین گرے تو اس کنارے کی تمام مچھلیان مر جائین وہ شیشہ

اسکے حوالے کرکے تعلیم کیا اور لشکر اسلام کیطرف روانہ کیا یہہ دونو بدذاتین گھوڑون پہ سوار ہوئین اور
طوار منہ مسافری کا اپنی ذات سے لگاکر اسی شب لشکر مین آئین طلایہ دارون نے انکو روکا کہ تم کون ہو اور
کہان سے آئی ہو جواب دین کہ ہم ایران سے آئی ہین اور امیر کے پاس جائین گے وہ لوگ اُن دونو سوارونکو
مقبل کے پاس لے گئے مقبل نے اُن سے پوچھا تمہارے آنیکا کیا سبب ہوا کہا ہم کچھہ مخفی احوال رکھتے ہین
خلوت مین کہینگے مقبل نے انکو اپنے نزدیک بٹھلایا اور سب لوگون کو کنارے کیا اور انکی طرف متوجہ ہوا
ان دونو نے کہا ہم مہرنگار کی کنیزکین ہین امیر ہمین پہچانتے ہین ملکہ نے اپنی شراب خاص کی شیشے مین مُہر
کرکے بھیجی ہی اور یہہ خط دیا ہے ہم اسوقت یہانکا احوال سنکر قافلہ سے جدا ہوکر آئین ہین مقبل سنکر
نہایت خوش ہوا اور کئی آدمی تعینات پاس بٹھلاکر لندھور کی لشکر کیطرف چلا بارگاہ مین جاکر امیر کے
کانمین کچھہ آہستہ سے کہا آتش عشق مہرنگار کی امیر کے سینہ مین مشتعل ہو رہی تھی بے اختیار کھڑے ہوکر خسرو
ہندوستان سے فرمایا تم مجلس اسیطرح رہنے دو مجھے کچھہ کام ضرور ہی ایک ساعت مین آتا ہون اور
عمر سے کہا تم میرے عوض خسرو ہندوستان کی خدمت مین حاضر رہو کہ ناخوش ہونے نہ پاوے یہہ کہکر
مقبل کے ہمراہ تنہا سوار ہوکر لشکر مین آئے اور خیمہ مین جاکر اُن دونو کو بلوایا اور خلوت کی سبکو باہر نکال
دیا اور اُن دونو نے آکر مجرا کیا اور امیر کے روبرو وہ شیشے رکھکر خط گذرانا امیر نے اُن دونو کو دیکھا کہ
واقعی مہرنگار کی کنیزکین ہین خط کو لیکر دیکھا اور مہرنگار کی مُہر کو لگے بوسہ دینے اُن دونو نے عرض کی
کہ یہہ شراب اپنے پینے کی آپکی خاطر بھیجی ہے امیر نے اُن شیشون پہ مُہر دیکھی بے تامل ایک شیشہ کا
منہ کھولکر شمع کی روشنی طرف اٹھایا اور یاد کرکے مہرنگار کو وہ شیشہ منہ سے لگایا اور پی گئے جونہین
وہ شراب حلق سے تلے اُتری ایک ہچکی امیر کو آئی اور گرکر بیہوش ہوگئے ان دونو نے دیکھا کہ اسکا
کام تمام ہوا کئی میخین خیمہ کی اُکھاڑکر پچھاڑی کی راہ سے بھاگین اور یہان امیر نے ہرچند ہاتھہ پاؤن مارے
پر کوئی اندر نہ آیا کہ مہرنگار کی کنیزون کی ہمراہ خدا جانے کیا باتین کرتے ہین امیر نے یہانتک بیقراری کی
کہ قالین کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور زمین مین گڑھے پڑگئے لیکن وہان لندھور نے دو ساعت راہ
دیکھی کہ امیر نہ آئے عمر سے کہا خواجہ بن امیر کے مجلس بے رونق ہی چار سے تمن موم روغن کیواسطے اپنے جوتیون
کے لے اور جاکر کسیطرح جلد امیر کو لے آ عمر نے نام زر کا سنا اسیوقت اُٹھکر خسرو کا آداب بجالایا اور اپنے
لشکر کیطرف کو چلا بارگاہ کے دروازے پر جاکر دیکھا تو مقبل وفادار کئی سردار ہمراہ لئے ہوئے کرسیونپہ بیٹھا ہی
عمر نے جاکر پوچھا کہ صاحبقران کیا کرتے ہین مقبل نے کہا مہرنگار کی کنیزکین آئین ہین اُن سے خلوت مین کچھہ
باتین کرتے ہین جونہین عمر نے نام کنیزکون کا سنا ایک آہ ماری اور کہا الغلام غضب کیا تونے جان بوجھ

کر خاوند کو اپنے قتل کرنے دیا اور بیتابانہ اندر گیا جاکر دیکھا تو بارگاہ مین اندھیرا ہے اور امیر کی آواز نہین آتی
فتیلہ عیاری کا روشن کرکے شمعون کو جلایا اور نگاہ کی تو امیر کا تمام بدن سیاہ ہو گیا ہے اور جسم پر ہزارون
آبلے ہو آئے ہین اور وہ شیشہ شراب کا لوٹا پڑا ہی جہانتک اس شراب کی تری پہنچی ہے تمام زمین شق
ہو گئی لگا بارگاہ مین چارونطرف دوڑنے اور انکو ڈھونڈھنے دیکھا تو وہ یہان سے نکل گئین کئی میخین خیمہ
کی اکھڑی دیکھین دریافت کیا اسی راہ سے بھاگی ہین آپ بھی اسیطرف نکل کر انکے پیرون کے نشان
پر چلا جب اردوے سے باہر ہوا دیکھا تو دو شخص یہہ کہتے ہوئے جاتے ہین کہ خوب وقت آنا ہوا تھا جو حمزہ
کا کام تمام ہوا عمر نے دیکھا کہ یہی ہین خنجر کمر سے نکال کر دوڑا اور نعرہ کیا او بد بختو کہان جاتے ہو تم نے
بڑا غضب کیا یہہ کہکر ان دونو کا سر کاٹ ڈالا اور پھر خیمہ مین آکر مقبل کو بلایا اور کہا دیکھ امیر کی یہہ حالت ہوئی
اب کیا کرنا مقبل لگا اپنا سر پیٹنے کہ یہہ کیا ہوا عمر نے کہا خاموش ایسا نہو کہ اس بات سے کوئی واقف ہو
تو سخت مشکل ہی تو امیر کی نگہبانی کر اور کسیکو اندر مت آنے دے جبتک مین نہ آؤن ایسا نہو یہہ مقدمہ لشکر
ہند سے کہہ پھر جائے اس خاطر مین پہلے جاکر اسکا بندوبست کرون کہ بعد امیر کے اچھے ہونے کے تدبیر ہو رہیگی
یہہ کہکر اپنے لشکر سے باہر آیا اور لندھور کے پاس گیا اور جاکر زمین خدمت کی چومی اور کہا صاحبقران اس
وقت کام مین ہین نہ آسکینگے آپ کی خدمت مین کچھہ کہلا بھیجا ہے اگر تنہا ہو جئے تو عرض کرون لندھور اٹھہ کر
خلوت مین آیا اور کہا عمر کیا بات ہی کہہ عمر نے کہا نوشیروان کے پاس سے ایک سردار آیا ہے وہ کہتا ہی مین
جب جاؤن کہ لندھور نے تمہاری اطاعت قبول کی کہ دست بستہ طلب کر دو امیر نے مشورت یہہ ارادہ کیا
ہی کہ تمھین چند روز قید مین رکھین اگر گوارا ہو چلو اور اپنے لوگون کو تاکید کر دو کہ کوئی اس بات سے آزردہ
خاطر نہون لندھور نے کہا اے عمر یہہ کیا بات ہے اگر امیر سر طلب کرین تو بھی حاضر ہے باہر آکر اپنے سردارونکو
سمجھایا اور اپنے ہاتھہ باندھہ کر عمر کے ہمراہ فیل میمونہ مبارک پر سوار ہو کر لشکر اسلام مین آیا عمر نے اسے
دیوانخانہ مین بٹھلا کر کھانا کھلایا اور شراب پلائی اسمین داروی بیہوشی ملی ہوئی تھی لندھور پیتے ہی بیہوش
ہوا عمر نے اسے طوق و زنجیر کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور اسیوقت لشکر کو لیکر کوہ سراندیپ کے
اوپر گیا کہ فوج ہند شور و شر نکرے اور کئی ہزار تیر انداز لشکر کی محافظت کو بٹھلائے سرداران ہند
بھی جمع ہو کر پہاڑ کے دامن مین اترے لیکن لندھور نے ان سبکو سوگند دی تھی کہ اگر مجھکو مار بھی ڈالین
پر تم ان کے لشکر سے بے ادبی نکرنا اس لیئے کوئی کچھہ اور حرکت نکرتا تھا عمر نے پہاڑ پر سبکو ہوشیاری
سے بٹھلا کر تاکید کیا اور آپ پہاڑ سے تلے اتر کر یکطرف کو روانہ ہوا کہ کوئی قلعہ مستحکم ہاتھہ آوے تو
لشکر کو اسمین لیجا کر رکھے کہ فوج ہند کچھہ حرکت بیجا نکرے یہہ خیال کرکے ایک سمت کو جنگل تھا اسطرف

چلا کوس چار ایک جاکر اگاراہ کو خیال کرنے دیکھا تو اس صحرا سے ایک دو سوار سردار وضع گھوڑے اٹھائے ہوئے چلے آتے ہین عمر انکو دیکھ کر ایک پتھر کے نیچے جاکر چھپا کہ وہ سوار اسیجا آئے اور آپس مین کہنے لگے عمر اسیجا پتھر کے تلے چھپا ہی عمر دیکھا تو بہت غضب ہوا مین تو انکو دیکھ کر چھپا اور یہ کہتے ہین عمر اسیجا ہی کہ وہ نزدیک آکر کہنے لگے الیمر فرمانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹھہ نہین ہے پتھر کے تلے سے نکل اور ہمکو تشویش مین مت ڈال عمر نے نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سنکر روبرو آیا وہ دو نوجوان گھوڑون پر سے اتر پڑے ہوئے اور عمر سے بغلگیر ہوئے عمر نے پوچھا آپ کون ہین کہے ہم بیٹے شیبال ہندی کے ہین صبور صابر ہمارا نام ہے باپ ہمارا ظاہر مین مسلمان ہے اور در پردہ بتون کی پرستش کرتا ہے اور ہندور کا جانی دشمن ہی رات سے امیر کے زہر پینے کا احوال سنکر رستم کی مدد کو گیا ہے کر لے قلعہ مین لے آوے ہمکو حضرت ابراہیم ع نے خواب مین مسلمان کیا ہی اور تمھارا نام و نشان دیکر ہمکو بھیجا ہے آپ جلد لشکر کو اس قلعہ مین لیچلین کہ امیر اسیجا شفا پاوینگے عمر نہایت خوش ہوا اور ان دونو کو لیکر کوہ سراندیب پر گیا اور امیر کو ایک محافہ مین سوار کروا کر دوپہر کو وقت اس پہاڑ سے اتر کر صبور و صابر کے قلعہ مین لے آیا صبح کو یہہ خبر سرداران ہند نے بھی پائی انھون نے بھی وہان سے کوچ کر کے اس قلعہ کے پاس آکر اترے عمر نے قلعہ کو تیار کیا اور چار طرف ضربین لگا کر استوار کیا اور لوگون کو برج و صفیلون پر جا بجا بٹھایا اس سے خاطر جمع کر کے صبور و صابر سے کہا اب امیر کے بچنے کی فکر کیا چاہئے کہ زہر کھائے ہوئے آج تیسرا دن ہی انھون نے کہا سوا اسکے اور علاج نظر نہین آتا یہان سے دس دنکی راہ پر ایک جزیرہ ہی نار دان اسے کہتے ہین وہان ایک حکیم رہتا ہے اقلیمون نامی افلاطون زمانہ ہی ہم خط لکھ دیتے ہین اگر تم کہو تو بلد بھی ساتھ کر دیتے ہین اگر تم اسکو جاکر لاؤ تو البتہ امیر کو شفا ہو عمر نے خیال کیا تو دس روز مین جائے اور دس روز مین آئے البتہ پانچ روز حکیم کو آتے تردد مین لگین پتہ پچیس روز ہوئے اسمین امیر کی زندگانی کاہیکو ہوگی پھر جیمین کہا جانا ضرور ہے ان سے خط لیا اور داراب گلبرگی عیار کو بلد راہ ساتھ لیکر روتا ہوا چلا اور یہہ برق کی صورت روانہ ہوئے قریب دوپہر کے داراب نے کہا ای عمر کچھ تلاش سواری کی کیا چاہئے کہ جانا بہت دور ہی عمر نے کہا اگر تجھے سواری درکار تھی تو گھر سے کاہیکو نہ لایا مین مرد عیار پیشہ پیادہ رو مجھے سواری سے کیا کام ہی داراب نے کہا مین نے تمکو ناتوان دیکھ کر کہا تھا معاف کر جب ایک پہر دن رہا عمر نے جیمین کہا اگر داراب کے ساتھ جایگا و سدن مین پہنچیگا اکیلا چلا چاہئے یہہ خیال کر کے ایک درخت کے تلے کھڑا ہوا اور داراب سے کہا آؤ کچھ کھالین دن چڑھے چلینگے داراب بھی بیٹھ گیا عمر نے کہا آگے کیا کیا بستی ہے کیسی کیسی دریا مین سے گے اسنے کہا اب آگے کوئی بستی نہ پہاڑ نہ دریا نہ تالاب کچھ نہین ہے ہی سیدھے

راہ ہی جب وہ جزیرہ نزدیک رہیگا اس راہ مین داہنے طرف کو ایک گانو ملیگا اسکے اندر جائینگے وہان
سے ایکروز کے بعد دریا ملیگا چار کوس کا رستہ ہی اس دریا کے پار وہ جزیرہ ہے اور اسپار ملاح
رہتے ہین انکو کچھ دیکر کشتی پر سوار ہوکر پار اترینگے اور حکیم اقلیمون کے پاس جائینگے عمر نے یہہ سب
سنکر دریافت کیا اور کچھہ کباب بیہوشی آمیز نکال کر اُسے دئے کہ وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمر
نے اسی درخت سے باندھا اور قدم کو تیز کرکے معجز یکے زور سے روانہ ہوا شام کا وقت نزدیک تھا
کہ اس دریا کے کنارے پہنچا دیکھا تو ایک کشتی بھری ہوئی آدمیون سے پار کو جاتی ہے اور کنارے سے دس
پندرہ گز جاچکی تھی یہہ جست کرکے پہنچا اس کشتی کے لوگ حیران ہوئے کہ یہہ آسمان پر سے کون اُترا جب
تیس گز کنارے گیا پھر عمر جست کرکے خشکی مین جا رہا اور اس جزیرہ کی بستی کیطرف صورت ایک ہندیکی
بناکر چلا اندر جاکر دیکھا تو کوچہ و بازار مین ہر طرف چراغان کی روشنی ہے اور جہانتک سواد ہند کا ہی
سب بکتا ہے عمر نے ایک شخص سے پوچھا کہ حکیم اقلیمونکا مکان کونسا ہی اسنے کہا اس بستی کے
حاکم وہی ہین وہ بڑا دروازہ جہان بہت سے لوگ بیٹھے ہین وہی ہے عمر نے اس دروازے پر جاکر
آدمیون سے کہا کہ حکیم صاحب کو خبر دو کہ ایک قاصد صبور صابر کے پاس سے آیا ہے لوگون نے جاکر خبر کی
اقلیمون نے بلوا کر اس سے وہ خط لیا اور پڑھا اسمین یہہ لکھا تھا کہ آپ جلد تشریف لاوین اگر حمزہ کو شفا ہووے
تو بہت جواہرات دونگا اس مضمون سے حکیم نہایت خوش ہوا اور لگا کہنے انھون نے یہہ لکھا ہے مین مقرر
چلتا لیکن اب نجاونگا لوگ کہینگے طمع سے گیا مین بے پروا آدمی ایسی چیزون سے غرض نہین رکھتا جاکر
کہہ کہ مین نہین آنیکا عمر نے کہا اُنسے قصور ہوا آپ اس باتکا خیال نکرین تشریف لیچلین حکیم نے کہا ای
مردک تجھے اسبات سے کیا جو کہا جاکر کہہ تو دخل در معقولات کیون کرتا ہے عمر کچھہ اور کہا چاہتا تھا کہ حکیم
نے اپنے غلامونکو کہا اسے گردنی دیکر نکال دو لوگ چار طرف سے دوڑے عمر دیکھا تو یہہ کیا غضب ہوا
لگا منت کرنے اور کہنے کہ مین نہایت راہ کا ماندہ ہون اور بھوکا ہون اگر حکم ہو تو رات کو اسیجا پڑا رہون
صبح کو چلا جاونگا حکیم کو اسپر ترس آیا ایک غلام کو کہا اسے باورچیخانہ مین لیجاکر کچھہ کھلاؤ اور وہین سلوا
رکھو عمر باورچیخانہ مین گیا اور کھانیکو کھایا دیکھا تو استاد حکیم کے صبح کے ناشتہ کو نہاری تیار کر رہا ہی
عمر نے اسے کنارے ملاکر کئی نقل بیہوشی کے ملے ہوئے کھلائے اور باتون مین لگایا جب وہ بیہوش
ہوا عمر نے ایک گڑھا کھودا اسمین اسے گاڑ دیا اور اسکی صورت آپ بنکر لگا پکانے رات گذری جب صبح
کا وقت ہوا حکیم نے کھانا طلب کیا عمر نے جہانتک کھانے پکائے تھے اسمین داروی بیہوشی ڈالی
تھی شاگردون کے ساتھہ خوان لیکر گیا اور کھلایا اس روز جہانتک شاگرد پیشہ تھے عمر نے سب

کو کھلایا ایک ساعت نگذری تھی کہ سب بیہوش ہو گئے عمر نے چادر عیاری کو بچھا کر حکیم کو اسمین لٹایا
اور جہانتک اسکے گھر مین اسباب معہ کتب خانہ اور دواخانہ معہ اسکے نقد و جنس سب لیا اور ایک پشتارہ
باندہ کر پیٹھ پر اٹھایا اور ایک کاغذ پر حکیم کی مہر کرکے راہ داری کا پروانہ لکھا اور دریا کے کنارے اگر
ملاح کو دیا اسنے اسیوقت پار کر دیا عمر مانند باد سحر کے روانہ ہوا ایک پہر دن چڑہا تھا کہ وہان آن
پہنچا جہان داراب کو درخت سے باندہا تھا اسے کھولکر ہوش مین لایا جونہین آنکھہ کھولا عمر کیطرف دیکھہ
کر کہا بہت سوئے چلو جزیرۂ نارون کو جانا ہے راہ کھوٹی ہوتی ہے جب عمر نے حکیم کے لانیکا احوال
ظاہر کیا اسکے ہوش اڑ گئے عمر کے قدمونپر گر پڑا اور شاگرد ہوا پھر دونو باہم ملکر چلے باقی داستان فردائی شب را

داستان بائیسوین

دوشینہ قصہ کو بیان تک عرض کیا تھا کہ داراب کو عمر ہمراہ لیکر امیر کیطرف چلا قریب قلعہ کے جاکر دیکھا تو
ایک عجب طرحکا ہجوم ہی کہ قلعہ کے ایک طرف سرداران لندھور فوج لئے ہوئے تیار ہین اور ایکطرف
کو شہبال شہدی گستہم کو ساتھہ لئے ہوئے قلعہ سے باہر لڑ رہا ہے عمر دیکھا تو کسیطرف جانیکی راہ
نظر نہین آئی داراب سے کہا تو اسجا توقف کر مین جاتا ہون یہہ کہکر اُن لوگون کی آنکھہ بچاکر قلعہ کے نزدیک
پہنچا کمند کو ایک برج پر مستحکم کرکے اوپر کو چلا قلعدارون نے آواز دی کہ کون ہے عمر نے اپنا نام بتایا
وے چپ ہوئے لیکن تلے سے ایک شخص نے تیر مارا قضاء عمر کے پشتارہ مین ایک طلائی ہاون دستہ
تھا اسپر آلگا بارے عمر اوپر گیا اور صبور صابر سے احوال حکیم کے لانیکا کہا وہ دونو نہایت خوش ہوئے رات
تو گذری صبح کو عمر نے جہانتک اسباب حکیم کا لایا تھا سب اسکے گرد چن دیا اور اسے ہوش مین لایا اور آپ
اسی پیادیکی صورت بنکر روبرو کھڑا ہوا اور کہا حکیم صاحب صبور و صابر آپ کی راہ دیکھتے ہین نگے تشریف
لیچلئے وہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا ایسے کوئی ہی اسکے داب کو مار کر نکالدو ہرچند پکارا کسینے جواب ندیا
جب تو برہم ہوکر لگا چارونطرف دیکھنے پھر غور کرکے دیکھا تو یہہ مکان وہ نہین ہے اور نہی عمر کے احوال سے
واقف تھا دریافت کیا کہ عمر مجھے لایا ہے کہنے لگا ایخواجہ اگر تو اپنے تئین ظاہر کرتا تو مین ہرگز آنے کا انکار نکرتا عمر
نے کہا اب بھی مین آپ کا زیر بار احسان ہون حمزہ کی کچہہ فکر کیا چاہئے کہ زہر دفع ہو حکیم نے جاکر امیر کو
دیکھا اور بے اختیار ایک نعرہ آہ کا مار کر رونے لگا اور کہا العیم حمزہ کا علاج تمام جہان مین سوا نوشیروان
کے کہ اسکے پاس میراث مین پشتون سے چلا آتا ہے لے شاہ مہرہ کہتے ہین اگر وہ آوے تو حمزہ کو شفا ہو
عمر روتا ہوا باہر نکلا اور ارادہ مداین کا کرکے قلعہ کے دروازے سے آیا مقبل وہان کھڑا رہ کر عمر سے کہنے لگا ایخواجہ

کہو حکیم نے کیا علاج کیا عمر نے کہا ای مقبل کیا بتاؤن اس محنت سے جاکر حکیم کو مین لایا اب وہ کہتا ہے اگر مداین
سے شاہ مہرہ آوے تو امیر کا زہر اترے مقبل سنکر چپ ہو رہا عمر آگے بڑہا مقبل نے کہا ای خواجہ اگر مداین مین جاؤ
تو شہر کے دروازے کے پاس ایک بڑھیا رہتی ہے اسے میری طرف سے سلام کہنا عمر کو اسبات
سے غصہ آیا پھر کر مقبل کے برابر آیا اور ایک چوب ایسی ماری کہ اسکا سر پھٹ گیا مقبل نے جب مار کھائی کہا خواجہ
خفا کیون ہوئے ہو شاہ مہرہ اسیجا ہے عمر اور خفا ہوا اور لگا کہنے وہ غلام تیری اجل آئی ہے کہ مجھے جانیکے
وقت روکتا ہی مقبل نے کہا بسر حمزہ سچ کہتا ہون کہ بزرجمہر نے میرے روبرو امیر کے پہلو مین رکھا تھا
عمر اپنی اس حرکت سے شرمندہ ہوا اور مقبل کو چھاتی سے لگا کر امیر کے پاس لیے آیا حکیم نے کہا الیعم
ابھی تو اسیجا ہی شاہ مہرہ کب آویگا عمر نے جواب دیا مین ہی لے آیا اسلئے کہا تم معجزہ یافتہ ہفت پیغمبر ہو تم
سے دور نہین ہے لے آئے ہو گے کہان ہی بتاؤ کہا امیر کے پہلو مین اسنے نگاہ کیا تو واقعی تمام جسم
امیر کا سیاہ ہوگیا ہی لیکن جہان شاہ مہرہ ہی وہان رنگ اصلی ہی نہایت خوش ہوا اور طلائی استرے
سے چیر کر اسے نکالا اور کہا شاہ مہرہ یہی ہی اسکے سبب سے امیر کی زندگی ہی ورنہ چار دن مین
مر گئے ہوتے اب دودھ منگواؤ کئی ناوین دودھ سے بھروا کر رکھین اور اس شاہ مہرہ کا مین ایک سوراخ
تھا حکیم نے اسمین ریشم کا ڈورا ڈال کر وہ مہرہ امیر کے حلق سے نیچے اتار دیا اور ایک ساعت کے بعد
نکال کر دودھ مین ڈالا دودھ فالودہ کی شکل بنکر جم گیا پھر اس مہرہ کو اسیطرح صاحبقران کے منہ مین
رکھا غرض اسیطرح پانچ ناوین دودھ کی جم گئین چھٹی ناؤ مین کم اثر کیا حکیم خوش ہوا اور ایک کتے
کو وہ دودھ پلایا وہ پیتے ہی مر گیا اسیطرح مہرہ کو امیر کے حلق مین سے نکال کر دودھ مین ڈالتے تھے
اور کتون کو پلاتے تھے وہ مر جاتے تھے جب انکا بھی مرنا موقوف ہوا اور دو تین مرتبہ دودھ مین مہرہ اور بدلا
کیا امیر کو چھینک آئی اور انکھین کھولکر کہا الحمد للہ رب العالمین جہانتک حاضران مجلس تھے سب کو عجب طرح کی خوشی
حاصل ہوئی حکیم نے کئی چادرین کتان کی امیر کو اڑہائین کہ عرق آوے اور دودہ مین گائی کے مصری اور
گلاب ڈالکر شربت بنایا اور امیر کو پلایا اور حکیم نے سب کو منع کر دیا تھا کہ کوئی امیر کے آگے ہرگز نام زہر کا
نہ لے دوسرے روز امیر نے کھانا طلب کیا شولہ امیر کو کھلایا امیر تکیہ سے لگ بیٹھے اور عمر سے فرمایا خرد
ہندوستان اور لوگ ہمارے کہان ہین اور یہہ شخص کون ہی اور مین اسطرح بیمار کی صورت کیون ہون عرض کیا
سب حاضر ہین اور یہہ شخص حکیم ہی راہ کی ماندگی سے آپ کی طبیعت کچھہ علیل ہوگئی تھی یہہ معالج ہین اب آپ
کو فرصت ہوئی فرمایا جاکر ہمارے سردارونکو لے آؤ عمر جاکر سبکو بلا لایا سب نے اگر مجرا کیا اور دعا دی موافق
اپنی اپنی قدر و منزلت کے ہر ایک نے امیر پر سے زر و مال نثار کیا پہلوان عادی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا

که ان بدذاتون نے آقا کو میرے زہر دیا تھا لیکن خدا نے فضل کیا که شفا ہوئی جوہین امیر نے نام زہر کا سنا
کانپ گئے اور غش آگیا اسکے غشمین پسینه بھی خوب آگیا عمر نے عادی سے کہا ای کمبخت اسوقت زہر کا
نام کیون لیا حکیم نے کہا کچھ نه کہو اس بات سے امیر کو عرق آگیا اٹھکر بیٹھے اور عمر سے کہا خسرو ہندوستان
کو بلاؤ که اسکے دیکھنے کو جی چاہتا ہی عمر نے جاکر لندھور کو بیہوشی کا آثار دیکر قید سے چھڑایا اور کہا امیر نے
تمکو بلایا ہی لندھور نے کہا وه جو نوشیروان کے پاس سے آیا تھا وه ہی پاگیا عمر نے کہا وه بات غلط تھی امیر کو
دشمنون نے زہر دیا تھا مین نے مارے دہشت کے تمکو قید کیا تھا که سرکشی نکرو اور امیر کو اس بات کی خبر
نہین اگر سنینگے تو مجھسے نہایت آزرده ہونگے امیدوار ہون که اس احوال سے امیر واقف نہون لندھور نے
قبول کیا اور حمام مین غسل کیا پوشاک پہنکر سوار ہوا اور عمر کے ہمراه صاحبقران کے پاس آیا امیر نے کہا بھائی
کہان تھے عرض کی اردو مین تھا اور لگے اس سے باتین کرنے عمر نے صبور و صابر کو لاکر حضور مین ملازمت کروائی
پوچھا یه کون ہین کہا بیٹے شہبال ہندی کے ہین مسلمان ہوئے ہین اسکے سبب خدا نے آپکو آرام دیا ورنه
بچنا مشکل تھا که قلعه کے گرد شہبال گستہم کو ہمراه لیکر لڑائی کر رہا ہے وہین یه بات لندھور نے سنی آگ ہوگیا
کہنے لگا مین جاکر اسکو گرز گرانبار سے انکا کام تمام کرتا ہون امیر نے منع کیا که تم اراده انپر مت کرو
مین سمجھ لونگا لندھور امیر کے اس فرمانیسے چپ ہو رہا لیکن اپنے لشکر کے تمام سردارون کو قلعه کے اندر
بلوالیا اور لشکر کو کہا که وہین رہے پر قلعه کے باہر شہبال ہندی نے لڑائی ڈال رکھی تھی چاہتا تھا که قلعه کو
فتح کرے ہرگز ہاتھ نه آتا تھا که صبور و صابر بھی قلعه داری مین مستعد تھے جب شہبال لاچار ہوا گستہم سے کہنے
لگا اس قلعه کے ہاتھ کرنے کے سوا اسکی اور تدبیر معلوم نہین ہوتی که مین تخت پر سوار ہوتا ہون میرے
تخت کو قلعه کے دروازے پر لیجاوین اور سپاه تخت کے پیچھے پیچھے آوین مجھے دیکھکر کوئی نه لڑیگا لوگ
دروازیکو توڑ ڈالین اور اندر گھس جائین گستہم نے کہا واقعی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین شہبال مسلح
سوار ہوا اور قلعه کیطرف چلا اور کہنے لگا دروازه کھولدو صابر جو برج پر کھڑا ہوا تھا اسنے پکارا که یه خیال جی سے
اٹھا که قلعه ہاتھ نه آویگا اگر مسلمان ہوکر امیر کی اطاعت قبول کرے تو البته آویگا یه سنکر بے اختیار قہقه مار
کر ہنسا اور نزدیک گیا اسوقت صابر نے ایک تیر کمان سے چھوڑکر اسکے سینه مین ایسا مارا که پار ہوگیا وه
مرکر تخت سے تلے گرا لوگ اسکے مردیکو اٹھاکر لے بھاگے یه احوال گستہم نے جو دیکھا آتش غضب نے
زبانه نکالا اپنی فوج کو لیکر قلعه کے توڑنے کو چلا عمر نے یه مقدمه دیکھکر امیر کو خبر کی که اسطرح صابر نے
اپنے باپ کو مارا اب گستہم سر بجنگ ہی اور چاہتا ہے که اس حصار کو توڑے فرمایا تم دروازے پر
جاکر اسے کہو که امیر کہتے ہین مین شاه ہفت کشور کی خاطر کرتا ہون اور تو اپنی بدذاتی نہین چھوڑتا جان کو

سلامت لیکر جا نہین تو سزا پایگا عمر نے جاکر جو نہین اس سے کہا وہ ہنسا اور لگا کہنے وہ سار بان زادے تو
مجھسے عیاری کرتا ہی حمزہ کو مُوئے ہوئے مدت ہوئی اب وہ کہان ہے عمر نے کہا او قحبہ زادے زبان
اپنے باک سنبھال تو تصدق ہو کر اُسکا مریگا وہ سلامت ہین کئی دن کو مداین چلتے ہین اسنے کہا اگر سچ ہے
تو مجہہ مین اور امیر مین راز مخفی ہے وہ پوچھو عمر اسبات سے نہایت آزردہ ہوا کہ حمزہ دشمنون سے راز
مخفی رکھتے ہین کہ اسکی مجھے بھی خبر نہین جاکر امیر سے کہا وہ یہہ کہتا ہے فرمایا سچ کہتا جس روز بہرام گرد خاقان
چین کو نوشیروان کے یہان لایا تھا مین بھی اسکے استقبال کو گیا تھا بختک کے کہنے سے اسنے مجھسے
زور آزمائی کی تھی بعد اس زور کے لعلگیری کیوقت مین نے بھی زور کیا تھا کہ اسکی کون سے متواتر تین
گوز صادر ہوئے تھے اسوقت اسنے مجہہ سے کہا تھا کہ تم مردان عالم ہو اسے کسی پر ظاہر نہ کرنا میرے اور
آپکے درمیان یہہ نشان رہے وہ یہہ راز ہی عمر سنکر ہنستا ہوا پھر دروازے پر گیا اور اسے کہا امیر کہتے ہین اے کلمہ
مرتبہ تو تو نے پاد دیا تھا اب کے مقرر ہگدیگا جو نہین اسنے یہہ کلمہ سنا دریافت کیا کہ حمزہ زندہ ہے ٹھیر سکا
بھاگ کر بندر سندھ کیطرف روانہ ہوا وہان جاکر اس قحبہ زادے نے عجب طرح کا فساد برپا کیا آدمی کے دو سر
منگوا کر پوست جدا کیا اور اس پوست مین گھانس بھر کر تیار کیا اور ایک عرضی شاہ ہفت کشور نوشیروان کو
لکھی اس مضمون کی کہ حمزہ لندھور سے لڑنیکو آیا تھا لندھور نے بر سر میدان حمزہ کو مارا اور اسکا سر کاٹ
کے قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا تھا مین نے لندھور کو مارا اور اسکا سر کاٹ کے حمزہ کے سر کے ساتھ
حضور مین بھیجا ہی آگے جو ارشاد ہو اور ایک خط بختک کو لکھا کہ یہہ سر عملی ہین حمزہ ہند پر مسلط ہوا اور
اسنے خسرو کو زیر کیا ہی بندے نے یہہ مضمون اس لئے حضور مین لکھا ہے کہ بادشاہ کو اسبات سے یقین
ہو اور آپ شاہ کو ورغلا کر مہر نگار کی شادی کسی سے کروا دیجئے کہ اسبات کو حمزہ سنکر البتہ کوفت کھا کر
مر جائیگا وہ خط اور دونو سر ایک سردار کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجا جب یہہ عریضہ اسکا اور دونو سر
حضور مین شاہ کے پہنچے اور بادشاہ نے وہ مضمون دریافت کیا اُن سرونکو دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لایا
اور بزرجمہر کو طلب کیا حمزہ پر یہہ واردات گذری افسوس ایسا شخص مارا جاوے بزرجمہر نے عرض کی
سختی البتہ امیر کے طالع مین ہی لیکن آسانی نظر آتی ہی آگے غیب کا علم خدا کو ہی باقی داستان فردا کی شب ا

داستان تیئیسوین

دو شیزہ قصہ کو یہانتک بیان کیا تھا کہ بستم تلغے سے بھاگ کر سندھ کو گیا یہان امیر بھی قلعہ سے باہر نکلے
اور لشکر کو آراستہ کیا ایکدن لندھور سے کہا کہ اب ہمین بادشاہ کی خدمت مین جلد جانا بہتر ہے تم کیا کہتے

ہو عرض کی یہان کی بادشاہت سے کے آپ مختار ہین بندیکو اسسے کچھہ کام نہین رکاب سعادتمین حاضر ہون فرمایا ہمکو تمھاری دوستی سے یہہ خوشی ہوئی گویا تمام زمانیکی سلطنت حاصل ہوئی یہانکی تاجداری تمھین کو مبارک رہے لیکن ہمارا ابھی جی یہی چاہتا ہے کہ ہم تم باہم چلین ایک کام کرو کسی شخص کو یہان اپنی طرف سے مقرر کرو کہ تمھاری نیابتًا رہے اور تم شاہ ہفت کشور کے لئے تحالیف اور سوغات لیکر معہ اپنے تمام سرداروں کے چلو لندھور نے قبول کیا اور جنی پور ہندی کو سراندیب مین بادشاہ کیا امیر نے بھی اس روز صبور صابر کو اسیجا انکی باپ کی بادشاہت کا مختار کیا اور پہلوان عادیکو بلاکر فرمایا کہ صبح کو پیش خیمہ لیکر چلو اور بموجب حکیم اقلیمون کے فرمانیکے جہان کہین وہان استادکرین صبحکو عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا جبروز امیر نے ہندوستان سے کوچ کیا تھا اور ہوا اعتدال پر تھی کہ عادی نے ایک جانب دریا سبزہ زار نہایت کیفیت سے تھا وہان بارگاہ استادکی اور یہان امیر بھی لشکر ہند کو ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور معہ خسرو ہندوستان کوچ کرکے روانہ ہوئے اور لشکر مین داخل ہوئی پر امیر کتین اس زہر کے صدمہ سے یہانتک نتہ حالت ہوئی تھی کہ فقط پوست اور استخوان باقی رہ گئے تھے پر بموجب حکم حکیم کے امیر کو بنبہ دار محافہ مین سوار کئے تھے کہ ہوا سے ایذا نہ پہنچے بھیڑ سے علیحدہ لندھور اور عمر حکیم اقلیمون یہہ سب امیر کے گرد باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ امیر کا دل بہلے غرض اس روز وہان مقام رہا اور دوسرے دن پھر روانہ ہوئے منزل بمنزل کوچ ومقام کرتے خشکی کی راہ سے ایران کو متوجہ ہوئے پر اب احوال ملک بختک کا سنو کہ اسکو اس مضمونکا خط گستہم کا پہنچا لگا رات دن اسی فکر مین رہنے کہ بادشاہ کو کسیطرح ورغلاکے جو مہرنگار کو کسی سے بیاہ دے ناگاہ اسکے خیال مین یہہ بات گذری کہ زاول مین خواہر زادہ زوبین کاؤس کا اولاد بن مرزبان نہایت لایق ہی اسکو بلانا چاہئے لیکن اسکے آنے کے تدبیر ہو رہیگی یہہ تصور کرکے اسنے ایک نامہ تیار کیا اسمین یہہ احوال تھا کہ شاہ ہفت کشور کی بیٹی مہرنگار حد بلوغ کو پہنچی ہے سو بادشاہ کا یہہ ارادہ ہے کہ کوئی شخص عالی خاندان ہو اور لایق ہو تو بادشاہ اسکے ساتھہ شادی کرے چنانچہ حمزہ نام ایک شخص عربستان سے آیا تھا اسنے بادشاہ کی دامادی کا قصد کیا تھا بادشاہ نے قبول نہ کیا غیر کعبہ اُسے جاکر ہندوستان کی مہم پر بھیجا وہان جاکر وہ لندھور بن سعدان کے ہاتھہ سے مارا گیا تو بھی نسل مین کیکاوس کے ہی جلد آمین بادشاہ سے درخواست کرکے تیری شادی کردون یگانگی کے باعث مین نے اسبات کی خبر دی ہی آگے تو مختار ہے اس خط پر مُہر کرکے ایک اپنے رفیق کے ہاتھہ اُدھر بھیجا جب یہہ خط اسکے پاس پہنچا پڑھ کر نہایت خوش ہوا اور اسباب سفر کا مہیا کرکے بہت سا تحالیف ہمراہ لیا اور تیس ہزار سوار سے کوچ کرکے مداین کیطرف روانہ ہوا منزل ومراحل طی کرکے چند روز مین نزدیک شہر کے

پہنچا یہہ خبر تمام ملک مین مشہور ہوئی بختک نے جاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اولادبن مرزبان کیکاؤس کا
پوتا ہی آپ کی ملازمت کو آتا ہے کہ آپ بھی اسکی عزت کرین اور اسکی استقبال کی خاطر کسیکو حکم کرین کہ لے
جاکر بحرمت لے آوین کہ اسمین آپکی ناموری ہے غرض اُسنے ایسی باتین کین کہ بادشاہ نے فرمایا جہانتک
ساسانی وکیامرسی وجدگی ہین سب اسکے لینے کو پیشوا جاوین غرض یہہ سب حضور کے فرمانیسے جاکر اسے لے گئے
اور شہر سے باہر تل شاد کا نام تلیہان صاحبقران کا لشکر تھا اسے اُتارا اور دوسرے دن شہر مین گیا اور بارگاہ
کیخسرویمین جاکر بادشاہ کو مجرا کیا اور شرط ادب کی بجالایا بادشاہ نے نہایت سرفرازی فرمائی اور اس سے
خوش ہوئے جب دربار کے اُٹھنے کا وقت آیا بادشاہ نے اولادبن مرزبانکو خلعت شاہانہ امداد کیا اور
اسکے ہمراہ جہانتک سردار تھے سب کو انعام دیا جب دربار برخاست ہوا سب اپنے مکان کو گئے اولاد
بھی اپنے لشکر کو گیا اسیدن شب کو بختک نے وقت قابو کا پاکر بادشاہ سے گذارش کی کہ حمزہ پر جو
گذرا آپنے ملاحظ فرمایا اب مہرنگار کی فکر کیا چاہئے کہ کسی لائق کے ساتھ اسکی نسبت ہو گستہم کو اپنے
مقرر کیا ہے وہ بوڑہا ہی جوان عورت کے پہلو مین مرد پیر کے بیٹھنے سے بہتر نہین اسسے مناسب یہہ ہی کہ اولاد
آپکے یگانون مین ہی اور اپنی قوم کا بزرگ زادہ ہی پس بہتر یہی کہ اسسے عقد باندھکر حوالے کر دیجئے نوشیروان
کو یہہ بات اسکی پسند آئی اسبات کو مقرر کیا اور صبح کو شہرت ہوئی کہ حمزہ ہندوستان مین لندھور کے ہاتھ
مارا گیا اب مہرنگار کی شادی اولادبن مرزبان کے ساتھ ہوگی جو شخص اسبات کو سنتا تھا غم مین امیر کے زار
زار روتا تھا جب یہہ خبر محل مین گئی زرانگیز بانو نے سنکر انکہون مین آنسو بھر لائی اور محل مین سب کو منع کیا کہ
یہہ احوال مہرنگار کو نہ سُنانا لیکن کسینے اسکو خبر دی جو نہین اسنے سُنا لگی اپنے سر کے بالونکو نوچنے اور منہ
پیٹنے نزدیک تھا کہ اپنے تئین ہلاک کرے خواصون نے ملکہ زرانگیز بانو کو مہرنگار کی یہہ خبر پہنچائی وہ بے اختیار
دوڑی آئی اور اسے ہرچند سمجہایا دیکھی تو اسکی عجب حالت ہی کہ کسیطرح سے نہین سمجہتی ایک خواجہ سرا کو بادشاہ
کے پاس بھیجکر کہلایا کہ مہرنگار اپنے تئین ضایع کرتی ہے اسکی خبر لو نہین تو ہاتھ سے جاتی ہی بادشاہ نے
اسیوقت بزرجمہر کو بلوایا اور فرمایا کہ تم جاکر مہرنگار کو سمجہاؤ اولادبن مرزبان سے شادی کرنے کو راضی کرو
بزرجمہر بموجب حکم بادشاہ کے شبستان حرم مین گئے دیکھے تو مہرنگار نہایت بیقرار ہی اور طمانچون سے منہ
اپنا لال کر ڈالی ہے انہون نے بھی پاس بیٹھکر اسکی حالت دیکھکر خوب رویا اور جہان تک معشوقان ماہ رو اسکی
گرد بیٹھی تھین سب روئین بعد اسکے زرانگیز بانو نے سب کو کہا کہ تم یہان سے اُٹھکر کنارے جاؤ کہ بزرجمہر تنہا
بیٹھکر سمجہاوین سب کنارے ہوگئین خواجہ تنہائی مین مہرنگار سے باتین کرنے لگے اور کہا اے سرو ناز یہہ
کیا حالت تونے اپنی بنائی ہے فرمایا اے خواجہ مین سنتی ہون کہ امیر ہندوستان مین مارے گئے اور بادشاہ مجھے

اولاد بن مرزبان کو دیا چاہتا ہے سو اسکو یقین جانو کہ مین اپنے تئین مار ڈالونگی بزرجمہر نے کہا آپ ایسا کام نکرین کہ یہان واقعی دشمنون نے غل اڑائی ہے لیکن امیر کو ستم نے زہر دیا تھا سو خدا نے اپنا فضل کیا آپ خاطر جمع رکھین اور اولاد بن مرزبان کو ظاہر مین قبول کرین بادشاہ کی مرضی یہی ہے آپ اس سے چالیس روز کا اقرار کرین کہ اتنے روز مین مجھ سے کچھ بات نکرنا بعد اسکے مختار ہی خدا نے چاہا تو آج کے چالیسوین دن راہ مین امیر سے ملاقات ہوگی اتنے روز دیکھ لو بعد اسکے مختار ہو چاہو اپنے تئین مار ڈالنا اور چاہو جیتا رکھنا مہرنگار اس بات سے خوش ہوئی اور کہا اگر یونہی ہے تو جو مناسب جانو وہ کرو بزرجمہر باہر آئے اور سوار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین گئے اور عرض کیا کہ بندہ نے مہرنگار کو اس باتین رضامند کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور بزرجمہر کو خلعت مہربانی عنایت فرمایا اسکے دوسرے دن اولاد بن مرزبان کو خلعت دامادی دیا اور مہرنگار سے نامزد کیا اور بختک سے فرمایا مہرنگار نے قبول کیا لیکن چالیس دن کا عذر کیا ہی کہ مجھے کچھ عذر ہی بعد اسکے اولاد بن مرزبان متصرف ہو یہہ عذر گذر گئے تو رسم عروسی کر کی اسکے حوالے کرین سب نے اولاد بن مرزبان کو مبارکباد دی جب مجلس برخاست ہوئی اولاد بختک کے گھر گیا بختک نے اسکی بکمال درجہ خاطرداری کی اور کہا حمزہ جیتا ہے مین نے یہہ حکمت کی ہے کہ مہرنگار تمہارے ہاتھ آوے اور حمزہ اس کوفت مین مر جاوے لیکن یہہ غضب ہوا کہ بادشاہ نے چالیس دن دیر کی ایسا نہو کہ حمزہ آ جاوے اولاد نے کہا کہ تم ایک کام کرو صبح کو قبل دربار کے جاکر بادشاہ سے عرض کرو میری طرف سے کہ وہ امیدوار ہی کہ ملکہ کو ابھی رخصت کرو یہہ چالیس دن راہ مین کٹ جائینگے وہان پہنچکر اپنے خویش و اقربا کے روبرو شادی کرونگا کہ سب خوش ہون بختک سے یہہ کہکر اپنے لشکر مین گیا یہان صبح کو بختک نوشیروان کے پاس گیا اور یہہ باتین سنائین شاہ نے فرمایا خیر اگر وہ اسمین راضی ہی تو مہرنگار کا جہیز اور ساتھ کا لوازمہ جدا کرو اور لوگ ساتھ کے تیار کرو بختک اس کام کے اہتمام مین مشغول ہوا جہانتک اسباب اور ضروریات تھے تیار کئے بادشاہ نے تمام اسباب باربرداری پر لدوایا اور بارہ ہزار سوار ساسانی مہرنگار کے ہمراہ کئے کہ محافظ گرد رہین اور بے مرضی ملکہ کے کسیکو اپنے درمیان مین نہ آنے دین اور ملکہ جہان کہے اسجا خیمہ استادہ کرین بعد چالیس دن کے اولاد سے کسی بات کی مزاحمت نکرین اور مہرنگار کو ایک جواہر نگار سکھپال پر سوار کیا اور اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا ایک منزل تک آپ معہ ملکہ زرانگیز بانو تشریف لیگئے اور وہان سے رخصت کر کے شہر مین آئے اور اولاد بن مرزبان کوچ درکوچ مہرنگار کو لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ملکہ کے اور اسکے خیمہ سے تین فرسخ کا تفاوت رہتا تھا اور مہرنگار جہان کہتی تھی وہین لشکر اترتا تھا اسکے خیمہ کے گرد بارہ ہزار غلام بادشاہ کے ساسانی مستعد رہتے تھے کہ بحکم بادشاہزادی کے پرندہ پر نمار سکتا تھا جب انتالیس روز گذرے

اور چالیسوان روز آیا لشکر اولاد کا ایک پہاڑ کے دامن مین پہنچا وہ مکان دلچسپ تھا کہا آج ہمارا لشکر
اسیجا اُترے کہ نہایت خوب مکان ہی کل کا روز گذر جائے تو پرسون مہر نگار کو اپنے خیمہ مین لاؤن
اور کام دل اس سے حاصل کرون لیکن کئی روز یہان مقام رہے لشکر اسکا اسیجا اُترا اور مجلس جشن
کی اسنے آراستہ کی مہر نگار کی عجب طرحکی حالت تھی زار زار فراق مین امیر کے روتی تھی اور جیمین یہہ
بات ٹھہرائی کہ کل کا روز گذرے تو پرسون زہر کھا کر مر جائے باقی داستان فردا ئی شب را

داستان چوبیسوین

اب داستان صاحبقران کی ملاحظ فرمائے کہ ہندوستان سے جب چلے معہ خسر ہندوستان کوچ و مقام
کرتے ہوئے اسی پہاڑ کے تلے ایک سمت کو اُترے جہان اولاد بن مرزبان کا لشکر اُترا تھا ہوا وہان کی
خاطر خواہ دیکھی عمر اور لندھور سے فرمایا کیا خوب صحرا ہئیت اس مکان کی معلوم ہوتی ہے ہم پانچ چار دن
یہان مقام کرینگے عمر نے بموجب فرمانیکے پہلوان عادیکو حکم کیا کہ یہان مقام ہوگا لب دریا سبزہ زار مین اردو
استادکردو وہ دن امیر کو کمال فرحت مین گذرا اور دوسرے روز صبح کو حکیم اقلیمون نے عمر سے کہا ای بابا ایک آہو
بڑا ایک پکڑ لاؤ اسکے امیر کے رو برو کباب بنائین اسکی بو سے صاحبقران کو اور زیادہ قوت ہوگی عمر اسکے واسطے
لشکر سے باہر نکلا جنگل کیطرف چلا دیکھا تو ایک گلہ ہرنون کا میدان مین چرتا ہے عمر انپر دوڑا اسکو دیکھ
کروہ بھاگین اور چار طرف متفرق ہوئین لیکن عمر نے ایک ہرن کو پہاڑ کے اسطرف جاکر پکڑا اور اسکے چار
پاؤن باندھ کر ایک پتھر کے پیچھے رکھدیا اور جیمین خیال کیا کہ ذرا اس صحرا کو دیکھئے کہ اسمین کیا لطف ہی یہہ
تصور کرکے جو آگے بڑھا دیکھا تو کسیکا لشکر اترا ہوا ہے کہ کئی کوس زمین خیمون سے معمور ہی حیران ہوا کہ یہہ کسکا
لشکر ہی صورت اپنی بدل کر آگے گیا اور نگاہ کیا تو دو شخص ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہین ایک کے ہاتھ مین
آفتابہ سونے کا ہی اور ایک کے ہاتھ مین روپے کا عمر نے ان سے جاکر سلام کیا اور پوچھا یہہ لشکر کسکا ہی اور تم
کون ہو انھون نے کہا یہہ لشکر اولاد بن مرزبان کا ہی اور ہم بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کی بیٹی مہر نگار کے
غلام ہین بادشاہ نے پہلے مہر نگار کی شادی ایک شخص حمزہ نامی تھا اس سے ٹھہرائی تھی وہ ہندوستان مین
جاکر لندھور کے ہاتھ سے مارا گیا یہہ خبر بادشاہ سنکر نہایت غمگین ہوا آخر بختک حرامزادہ نے بادشاہ کو ورغلا کر
مہر نگار کو اسکے حوالے کیا از بسکہ وہ قبول نکرتی تھی بزرجمہر نے اسے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور اسکے ہمراہ جاؤ بعد
چالیس دن کے تم سے اور حمزہ سے ملاقات ہوگی سو آج چالیسوان دن ہی کل مہر نگار کا ارادہ ہی کہ زہر کھا کر
مر جائے کیونکہ آج تک وہ اپنی شرط سے بچی ہوئی تھی وہ کل اسپر متصرف ہوگا عمر یہہ سنکر سُن ہوگیا اور جیمین کہا

آفرین ہی بزرجمہر کی پیش بندی پر اسکو سنکر اسنے کہا واقعی تم نے عجب بات سنائی کہ مین نے تمام عمر یہ سنی
نہی میری بھی حکایت سنو مین ایک پانو سے لنگڑا ہون اور ایک ہاتھ سے لولا سو حکیم نے یہہ دوا بتلائی ہے
کہ اگر نقرہ روپے کی ظرف مین پانی پئے تو ہاتھ تیرا اچھا ہو اور سونے کے باسن مین پوے تو پانو اچھا ہو سو مجھے
کہان میسر اگر تم دونو مین اسمین پانی پیون شاید خدا فضل کرے اور مین تندرست ہو دن پہلے جسکے
ہاتھ مین چاندیکا ظرف تھا اسنے امتحان کیواسطے دیا عمر نے اسمین پانی پیا اور ہاتھ کو ہلایا اور کہا وہ بھی ذرہ
دو اسمین بھی پانی پیون جو پانون بھی اچھا ہو دوسرے نے سونیکا آفتابہ اسکو دیا عمر نے اسمین پانی پیا
اور اس پانو کو پھیلایا وہ دونو برتنون کو لیکر ایک جست کی اور ان دونو سے الگ ہو اور کہنے لگے بس
اب تو اچھا ہوا ہماری چیز ہمکو دے عمر نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین جو تمکو دون شاید پھر یہہ عارضہ عود
کرے تو مین کہان سے لاؤنگا یہہ کہکر بھاگا وہ بیچارے دونو حیران ہوئے کہ کیا ہوا آپسمین لگے لڑنے کہ پہلے تو
نے دیا تھا دوسرے نے کہا مین تو روپے کا دیا تھا تو نے سونیکا کیون دیا یہہ دونو لڑتے ہوئے چلے کہ ملکہ سے جاکر کہین
وہ انصاف کریگی کہ تقصیر کسکی ہے جب نزدیک لشکر کے پہنچے آپس مین ان دونو نے کہا اولادین مرزبان کے
لشکر مین بھی دیکھتے چلین شاید چور کو پاوین اس خیال مین ادھر کو گئے جب اردو مین پہنچے دیکھتے کیا ہین
کہ ایک شخص بازار مین چادر بچھائے ہوئے ایک کتاب اور رمل کے پانسے لئے ہوئے بیٹھا ہی اور جو کوئی اسکے پاس
جاکر سوال کرتا ہی وہ اُسکے ضمیر کا حال کہتا ہی دونو بھی اسکے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے اے شخص ہمارے واسطے بھی
قرعہ ڈال اسنے قرعہ ڈالا اور زایچہ لکھکر انکا احوال کہنے لگا کہ تمہاری کچھہ چیز کھوئی گئی ہے لیکن اس چیز کے
دو عدد تھے ایک طلائی اور ایک نقرئی یہہ لگے آفرین کرنے واقعی ضمیر کا حال تو نے خوب کہا اب کہو وہ چیز ہمین
ملیگی یا نہین کہا احتمال ہے کہ ملے یہہ دونو بہت خوش ہوئے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہہ بڑا صاحب کمال ہی اسکی
خبر ملکہ کو کہا چاہئے کہ وہ اس سے کچھہ پوچھین ایک اسکے پاس بیٹھا رہا اور ایک مہرنگار کی ڈیوڑھی پر خبر کرنے کو
گیا لیکن وہان مہرنگار کی یہہ صورت تھی کہ بے اختیار روتی تھی اور آفتاب دیکھتی تھی کہ شام ہو تو زہر کھالون
بزرجمہر نے کہا تھا چالیسوین دن امیر کی خبر آویگی سو ابتک احوال معلوم نہوا اسی خیال مین تھی کہ ایک کنیزک نے
اگر عرض کیا کہ یہہ غلام آپ کا کچھہ عرض کیا چاہتا ہے خیال کیا کہ شاید کچھہ خوشی کی خبر پایا ہو سو آپ اٹھکر
پردے کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کیا ہی اسنے تمام احوال اس شخص کے ہاتھ پانو اچھے ہونے کا اور ابا و
آفتابہ لیکر بھاگ جانے کا اور اس رمال کے ضمیر بتانے کا حال سب کہا مہرنگار کے دلپر یہین خیال گذرا کہ شاید
خدا جھوٹھ نکرے وہ عمر تھا اور وہ رمال بھی عمر ہو گا یہہ تصور کرکے کہا اے دل اس غلام کے ہمراہ کئے اور کہا جاؤ
اسے لے آؤ ہم بھی کچھہ احوال اس سے پوچھینگے لوگ گئے اور اسے لے آئے مہرنگار نے اسے پردے کے پاس بلایا

اور کہا اے رمّال میری ضمیر کہہ اُسنے جواب دیا کہ مین جن سایل کے منہہ دیکھے احکام جاری نہین کرتا کہ بعضے انسان
کا احوال بشرے سے معلوم ہوتا ہی میرے روبرو آکر پوچھو تو مین بیان کرون مہر نگار نے خیال کیا کہ آج مین مقرر
مرونگی اگر آج اس وقت اس مرد پیر کے سامنے ہوئی تو کیا مضایقہ ہی پردے سے باہر آئی اور اُس سے سوال کیا
اُسنے قرعہ اُٹھا کر مہر نگار کے ہاتھہ مین دیا اور کہا آپ ہی اپنے مطلب کی نیت کرکے ڈالئے کہ بندہ احکام کریگا ؛؛
مہر نگار اس قرعہ کو دیکھی تو اسمین علامت رمل کی ہرگز کچھہ معلوم نہین ہوتی ہی یہہ بھی اس علم مین شاگرد بزرجمہر
کی تھی جیبین لگی کہنے کو مین نے اس غلام کے کہنے سے ناحق اسکو بلوایا اپنے بلانے کے پیچین تھی کہ اس
قرعیکو ڈالا اس رمّال نے اُسے دیکھہ کر کہنا شروع کیا اور جہانتک احوال تھا سب کہا آج تمھارے مطلب کی
چیز آویگی مہر نگار نے ایک خلعت بھاری مول کی اسے عنایت کی یہہ لگا گھڑی گھڑی اس خلعت کو دیکھنے ملکہ نے
کہا العزیز کیا دیکھتا ہی کہا مین نے ایسی چیز تمام عمر نہین دیکھی اور مرد عیار ہون اسکو بازار مین بیچکر اسکی ؛؛
قیمت گھر کو لیجاؤنگا جو میرے بال بچے کھائین مہر نگار نے کہا اسے مت بیچنا ہم سے خرچ کو بھی لے ایک بدرہ
روپیون کا بھی اسکو دیا اسوقت خیال گذرا کہ یہہ عمر نہو برابر آکے اسکی ڈاڑھی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ ریش
عملی اُکھڑ آئی اور اندر اسکے صورت عمر کی دکھائی دی مہر نگار نے گلے سے لگایا اور بزرجمہر پر ہزار آفرین کی عمر بھی
قدمبوس ہوا مہر نگار نے پوچھا کہ امیر کہان ہین عرض کیا کہ اس پہاڑ کے طرف ہین اتنے مین ڈیوڑھی پر غل اُٹھی
کہ اس رمّال کو اولاد بن مرزبان نے طلب کیا ہی کہ اس سے ساعت دریافت کرے عمر نے کہا تم اب خاطر جمع رکھو
دیکھو مین اسکے سر پر کیا آفت لاتا ہون کہ پھر نام شادی کا نہ لے یہہ کہہ کر پھر وہ ریش عملی باندھی اور باہر نکلا ہمراہ
اُن لوگون کے اولاد بن مرزبان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا باقی داستان فردائی شب را

داستان پچیسوین

دوشنبہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا کہ لوگ اولاد بن مرزبان کے عمر کو اسکے پاس لے گئے عمر دیکھا تو ایک
گبرو بچہ مغرق بجواہر مرصع کی کرسی پر بیٹھا ہے اور سامان شادی کا سب تیار ہی عمر نے جاکر سلام کیا اور
کہا بندیکو کیون یاد فرمایا ہے اسنے کہا کہ مہر نگار نے بلایا تھا کیا پوچھا کہا ایک غایب کا احوال پوچھا سو مین نے
کہا کہ وہ مارا گیا اسکی توقع نرکھو اور مین نے اسکی طبیعت کو تمھاری طرف راغب کیا ہی اولاد نہایت خوش ہوا
اور کہا اے عزیز بارک اللہ خوب دانائی کی کہہ مہر نگار سے کس وقت وصل کرون کہا یہہ کام جتنا جلد ہو اتنا بہتر ہے
آج سے شادی شروع کیجئے اور کل پھر دن چڑھے مہر نگار کو طلب کیجئے یہہ نہایت خوش ہوا اور عمر کو بہت
سا انعام دیا عمر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون لیکن میرے چار بیٹے ہین ایک نے منت کی کہ گرز بنایا ہی وہ گرز

پکڑتا ہی اور ایک پٹہ بازی خوب کرتا ہی اور ایک نے ڈھول بجانیکی مہارت پیدا کی ہے اور ایک سُرنائی خوب بجاتا ہی
فرمائیے تو کل انکو حضور مین بھیجدون اُنکا تماشا دیکھئے کہ کیا خوب کسب کرتے ہین اسنے کہا بہت اچھا بھیجدینا
عمر اُس سے رخصت ہوکر باہر نکلا اور میدان مین آکر صورت اصلی ہوا اور اُس ہرن کو لیکر لشکر مین گیا اور حکیم
کو دیا اسنے اس ہرن کو ذبح کرواکر گوشت جدا کیا اور مصالح لگاکر کہا اسکے کباب امیر کے نزدیک بناؤ کہ اسکی
بو امیر کے مغز مین پہنچے امیر اور حکیم کباب کیطرف مشغول ہوئے عمر وہان سے باہر نکلا دیکھا تو مقبل وفادار کھڑا
ہی اُسے کہا تو جاکر پہلوان عادیکو خسرو کے بارگاہ مین سے لے آ وہ ادہر روانہ ہوا آپ لندہور کے پاس گیا اور اسکی
تعریف کرنے لگا خسرو عمر سے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای بابا اسوقت کیونکر آنا ہوا کہا ایک کام ایسا ہی
ہے آپ جانتے ہین کہ حمزہ نے یہہ تمام آفت و بلا مہر نگار کے واسطے اپنے سر پر اٹھائی اور اسکو ایک
کافر لیجائے ہی یہہ کیا غضب ہے اُس پہاڑ کے اسطرف اپنا لشکر لئے ہوئے اُترا ہی اگر آجکا دن گذرا تو کل
مہر نگار ہاتھہ سے جائیگی تمام قصہ مہر نگار اور امیر کے عشق کا سنایا اور کہا یہہ ناموس آپ کا ہی جیتے
کہہ سنایا آگے آپ مختار ہین لندہور مارے غصہ کے لگا دانت پیسنے اور کہا اے عمر مین اسوقت فوج ہندوستان
کو لیکر سوار ہوتا ہون اور اسکا کام اس گرز سے تمام کرتا ہون عمر نے کہا آپ سے ہو سکتا ہی لیکن امیر کا مزاج عجب
طرحکا ہی شاید اسکے مارے جانیمین راضی نہون تو مشکل ہی مین چاہتا ہون کہ اُسے جیتا پکڑ لون کہ مہر نگار بھی ہاتھہ آوے
اور وہ بھی نمارا جائے لندہور نے کہا پھر تم جسطرح کہو وہ کرین یہہ باتین کرتے تھے کہ مقبل عادیکو لیکر آیا عمر نے
انسے بھی یہہ احوال ظاہر کیا اور اُن سب سے مشورت کرکے لندہور سے کہا کہ تم فقط گرز ہاتھہ مین لے لو اور ایک
بارہ ہزار سوار ہندی کو کہو کہ اُس پہاڑ کے دامن مین تیار رہین جب تمہارے نعرے کی آواز سُنین اسیوقت پہنچین
اور سواری تمہاری حاضر کرین اولاد کو جیتا پکڑ لین اور باقی لوگون کو مارین اور عادی کے گلےمین ڈھول دیا
کہ اسے تو بجاتا چل اور مقبل کو سرنئی دی آپ ایک خوبصورت لڑکے کی شکل بنکر بازی کرتا ہوا اُنکو ہمراہ لیکر اولاد
کے اردو کیطرف روانہ ہوا اُس شب کو اولاد نے کمال تمنا سے گذارا اسکی صبح کو یہہ چارون اولاد کی اردو مین آئے
لیکن اسوقت اولاد کو عجب طرح کی خوشی تھی مجلس تازہ آراستہ کی تھی کہ عمر معہ یارون اسکی دیوڑھی پر گیا
اور لوگون سے کہا جاکر حضور مین خبر دو کہ استاد رمّال کے بیٹے آئے ہین انھون نے حضور مین گذارش کی اسنے
اندر بلوالیا اور کہا تماشا کرو لیکن انکی وضع دیکھہ کر حیران ہوا غرض جہان تک سردار تھے اسکے بارگاہ مین
انکا تماشا دیکھنے لگے پہلے عمر نے گیارہ مٹے برنجی ہاتھہ مین لیکر خوب پٹہ بازی کی اسکی صنعت کو دیکھہ کر سب
کی عقل حیران ہوئی اولاد عمر سے نہایت خوش ہوا اور عمر کو قبائی زربفت عنایت کی جب یہہ پٹہ بازی کرچکا ؛
مقبل وفادار اور پہلوان عادی آئے اور انھون نے سرنئی اور ڈھول خوب بجایا اولاد نے ان دونو کو بھی قبائی

اطلس بخشی لیکن جسوقت لندھور آیا اور لگا گرز بازی کرنے اسکی گرز کی ہوا سے لگے اپنی اپنی کرسی سے گرنے
خیمہ مین ایک غل پیدا ہوا کہ سب عجب تماشا دیکھا اب موقوف کرو عمر نے لندھور کو اشارہ کیا کہ یہی وقت
ہے لندھور نے ایک گرز بارگاہ کے استادون پر اس زور سے لگایا کہ بارگاہ گر پڑی معہ اولاد جہانتک
لوگ اسمین تھے سب اسکے تلے دب رہے اور باہر کے لوگون نے انکو گھیر لیا یہہ لگے ایسے رستمانہ جنگ کرنے
اور لندھور نے نعرہ کیا ہر کہ داند داند ہر کہ نداند بداند کہ مین لندھور بن سعدان ہون اور عادی اور مقبل کا
بھی نعرہ بلند ہوا اور عمر نے بھی آواز دی بارہ ہزار سوار جو چھپے ہوئے تھے انھون نے سواریان لا پہنچائی
اور اس لشکر پر آگرے لگی تلوار چلنے اولاد کے تیس ہزار سوار مین دس ہزار مارے گئے اور دس ہزار
پکڑے گئے اور پانچہزار زخمی ہوئی اور پانچہزار بھاگ گئے لیکن جسوقت تلوار چلنے لگی عادی کو اسقدر
خیال گذرا کہ آج اسکی ابتادگی کا دن تھا باورچیخانہ مین چلئے البتہ کھانا سب طرح کا پکا ہوگا لیکن ایک آدمی کا
سر کاٹ کر پاس رکھئے کہ عمر کو جواب دینے مین آوے خیال کیا تو ایک شخص بارگاہ کے تلے سے نکلا چاہتا ہے
عادی نے ڈھول اسکے سر پر رکھا زور کیا وہ اولاد تھا ڈھول پھٹ گیا اور اولاد اسکے اندر آگیا عادی نے اس ڈھول
کو بند کیا اور باورچیخانہ مین جاکر کھانا کھانا شروع کیا یہان عمر نے دیکھا تو اولاد بن مرزبان کا احوال کہین نہین
معلوم ہوتا لگا تلاش کرنے لاشون مین دیکھتا ہوا چلا ناگاہ گذر اسکا باورچیخانہ مین ہوا دیکھا تو وہان عادی
بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا ہی عمر کو نہایت برا معلوم ہوا لگا کہنے وہ مردک شکم پرور تو حمزہ کے لشکر مین پہلوان مشہور تھا
اور آج لڑائی کے دن چھپ کر بیٹھا رہا ہے جواب دیا ایک آدمی مین نے بھی پکڑا ہی عمر نے کہا مین دیکھون اسکو پکڑا ہی عادی نے کہا
ڈھول مین بند ہی عمر نے نگاہ کیا تو اولاد معلوم ہوتا ہے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای عادی یہہ آدمی
لاکھ آدمی کے برابر ہی عادی کو معہ وہ ڈھول خسرو کے پاس لیگیا جونہین عادی نے وہ ڈھول زمین پر
رکھا اولاد اسمین سے باہر نکلا اور خنجر نکال کر لندھور پر دوڑا لندھور نے اسکا خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال
کر سر سے اٹھا لیا اور عمر کے روبرو زمین پر پٹکا عمر نے اسکی مشکین باندھین اور قید کیا وہان سے عمر مہرنگار کے
پاس گیا وہ نہایت خوش ہوئی عمر نے اپنے لوگ اسکی محافظت کو چھوڑے اور امیر کو جاکر یہہ خبر دی
امیر نے عمر کو دوڑ کر گلے لگا لیا اور کہا واقعی ہماری اور تمہاری عصمت جدی نہین پس اگر تم ایسا کام نکرو تو
اور کون کرے سلطان بخت مغربی کھڑا تھا اسے کہا مہرنگار کو ساتھ لیکر مداین مین نوشیروان کے پاس
جاؤ اور حوالے نوشیروان کے کرو اور اولاد کو بھی لیتے جاؤ وہ مختار ہی جو مناسب جانیگا سو کریگا اور ایک
خط لکھوا کر اسے دیا کہ بادشاہ کی خدمت مین لے گذارنا اس عریضہ مین یہہ مضمون تھا کہ بندہ بموجب آپکے
ارشاد کے ہندوستان کو گیا اقبال سے آپکے مین نے وہ ملک مسخر کیا اور خسرو ہندوستان کو مطیع

کیا دشمنون نے یہان میرے مرنیکی خبر مشہور کی سو واقعی گستہم نے زہر دلوایا تھا لیکن خدا نے فضل کیا کہ اسکا ضرر
دفع ہوا بندے نے سنا ہی کہ مخالفون نے آپ کی طبیعت کو ادہر لا کر مہر نگار کی شادی اولاد بن مرزبان کے ساتھ
کروائی از بسکہ حضور کی مرضی نتھی اسلیئے اولاد کو طوق و زنجیر کر کے خدمت عالی مین بھیجا ہی جو آپ کو مناسب ہو
سو کرین کہ بندہ مداین سے تیس منزل پہنچا ہے انشاء اللہ تعالی چند روز مین آکر آستانہ بوس ہوتا ہی وہ خط سلطان
بخت مغربی کو دیا وہ لوگ جو نوشیروان نے مہر نگار کے ہمراہ کیئے تھے ان سبکو امیر نے خلعت و انعام عنایت
کیئے اور ہمراہ سلطان بخت مغربی کے فرمایا جاؤ لیکن وہان مہر نگار نے جشن کی مجلس آراستہ کی تھی اور بکمال فرحت
مین بیٹھی کہ اب امیر میرے خیمہ مین آوینگے یا مجھے طلب کرینگے اسی خیال مین تھی کہ خبر پہنچی امیر نے سلطان
بخت مغربی کو بھیجا ہی کہ آپ کو مداین لیجائے حیران ہوئی کہ مین نے اسکی اشتیاق مین اپنی یہہ صورت بنائی اور
مجھے نہ بلایا ایسا قصور مینے کیا کیا نہایت اسبات سے آزردہ ہوئی غرض لشکر نے مہر نگار کے کوچ کیا اور
مداین کیطرف روانہ ہوا یہان عمر نے امیر سے کہا کہ آپ نے تمام صدمات عشق مین مہر نگار کے اٹھائے اور اب خدا نے
اسے اسطرح دیا اور آپ مداین کو پھر بھیجتے ہین اسکا کیا سبب ہے فرمایا مین آگے اور صورت رکھتا تھا اور اب زہر کے
باعث مجھ مین فقط پوست اور استخوان رہ گئے ہین نہین چاہتا کہ وہ مجھے اس صورت سے دیکھے خدا لایا تو مین
مداین جا کر دیکھونگا تم مہر نگار کی خاطرداری کرو کہ آزردہ نہو اور مداین تک اسکے ہمراہ جاؤ وہان سے اسکے پہنچنے
کی خبر لاؤ کہ مین بھی داخل مداین ہوتا ہون جسوقت امیر نے عمر کو رخصت کیا اسوقت حکیم اقلیمون نے کہا ای بابا بکار
مین نوشیروان کے نوشدارو ہی تھوڑی سی لیتے آنا کہ اسکے کھانیسے امیر کو صحت ہوگی پر نوشدارو کے لیئے اپنی
صورت بتدیل کر کے جانا نہین تو دشمن لوین اگر جانینگے کہ حمزہ کے خاطر ہی تو نہ دینگے عمر امیر سے مرخص ہو کر
روانہ ہوا اور مہر نگار کے پاس آیا وہ گریہ و بکا مین تھی کہ عمر پہنچا بارے اسکے آنے سے کچھہ طبیعت اسکی بحال ہوئی
کہنے لگی عمر امیر نے مجھے کیون نہ بلایا عمر نے کہا اسکا سبب یہہ ہی کہ امیر کو تم نے حالت تندرستی مین دیکھا تھا اور
اب زہر کے کھانیسے وہ نہایت حقیر ہوگئے ہین اسواسطے تمہارے روبرو نہوئے اگر خدائے تعالی نے چاہا تو مداین
مین بخوبی ملاقات ہوگی ملکہ رو کر خاموش ہو رہی اور اسبات کا جواب ندیا غرض وہان سے کوچ کر کے منزل
بمنزل طرف مداین کے چلے جب شہر کے نزدیک پہنچے بادشاہ آپ کئی کوس تک آیا اور مہر نگار کو لیگیا سلطان
بخت مغربی کو سروپا و امداد کیا اور سرفراز کیا لیکن اب احوال عمر عیار کا عرض کرون کہ وہ انکے ہمراہ نوشدارو کے
واسطے آیا تھا صورت ایک دہقانی کی بنکر شہر مین آیا اور ایک قصاب کی دوکان پر جا کر دو پیسے سل بٹے کہ جسمین
سکہ کی علامت کا کہین نام نتھا اسکے روبرو رکھ کر کہنے لگا کہ اسکی نوشدارو دے وہ حیران ہوا اور کہنے
لگا کہ مین نے اسکا نام بھی نہین سنا کہین اور جگہہ جا عمر ایک بنئے کی دوکان پر آیا اور یہی اس سے بھی کہا وہ نوشدارو

کے احوال سے واقف تھا جواب دیا اگر نوشدارو کی خواہش ہی تو جاکر زنجیر عدالت کو ہلا البتہ بادشاہ بلا کر دیگا
عمر زنجیر عدالت کو ہلانے لگا جو ہنین صدا اسکی بلند ہوئی بادشاہ نے اُسے طلب کیا اور پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا
مراد رکھتا ہی عمر نے پاس جاکر بادشاہ کو سلام کیا اور وہ دو پیسے نکال کر بادشاہ کے تخت پر رکھدئے
اور کہا مین فلانے دیہہ کا رہنے والا ہون میرے بیٹے کو سانپ نے کاٹا ہی سو وہان کے حکیم نے بتایا ہی کہ اگر تین
مثقال نوشدارو پیدا کرو تو بھلا ہوگا مین گانو کے لوگون سے پوچھا انھون نے کہا مداین مین ملیگی سو یہان
مین کئی دوکانین پھرا کسینے نہ دی کہتے ہین کہ بادشاہ کے یہان ملیگی اسلئے مین آیا ہون دو پیسے لیجئے اور
نوشدارو دیجئے لیکن کہدیجئے کہ وزن مین کم نہو پورا تولین بادشاہ اور حاضرین اسکی حرکات سے بے اختیار
ہنسے ہرچند لوگون نے کہا یہہ پیسے اٹھالے حضور سے نوشدارو ملیگی کہا صاحب گو مین غریب ہون لیکن بے قیمت
دئے مین کسی سے یون کچھہ نہین لیتا بادشاہ کو اسپر رحم آیا اور بزرجمہر کیطرف دیکھہ کر فرمایا کہ اسے خزانہ مین
لیجاؤ اور تین مثقال نوشدارو دو بزرجمہر اسے لیکر خزانہ مین گئے اور ایک صندوق مین سے ایک حقہ مرصع کا نکالا
اسمین سے تین مثقال نوشدارو اُسے دی اور باتین تولہ الگ رکھی کہ علم رمل مین دریافت کیا تھا امیر کا زہر پینا
اور عمر کا آنا کہ وہ مقرر اسکی خاطر آویگا جب صندوق کو بند کرکے باہر کو چلے عمر نے دامن پکڑ لیا اور کہا وزیر ہوکر
تم بادشاہ کی سرکار مین خیانت کرتے ہو یہہ نوشدارو جو تم نے رکھی ہے مجھے دو نہین تو رسوا کرونگا بزرجمہر ڈر
گئے اور خیال کیا تو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا اسنے عمر کے حوالے کی عمر باہر نکلا اور بزرجمہر دروازے پر آئے پر
احوال اب بختک کا سنئے کہ اسکو تو امیر کا احوال معلوم تھا جیمین کہا کہ مقرر بزرجمہر نے حمزہ کیواسطے نوشدارو نکال
رکھی ہوگی بادشاہ کو ورغلایا اور کہا بزرجمہر خاین ہے اسمین دیکھہ لیجئے کہ اُسنے مقرر نوشدارو چھپائی ہوگی
چلکر چوری پکڑ لیجئے غرض بادشاہ کو وہان لایا اور بزرجمہر کا جھاڑا لیا نوشدارو انکے پاس سے نہ نکلی بادشاہ
نے بختک پر جرمانہ کیا اور بزرجمہر سے معذرت کیا پھر بزرجمہر نے معلوم کیا کہ وہ عمر تھا دل مین اسکو دعا دی
لیکن عمر جو یہان سے نکلا شہر کے باہر ہوکر بصورت اصلی روانہ ہوا باقی داستان فردائے شب را

داستان چھبیسوین

دوشینہ قصہ کو اسی مکان تک بیان کیا تھا کہ عمر نوشدارو لیکر امیر کیطرف چلا لیکن احوال امیر کا ملاخطہ
فرمائے کہ عمر کے جانے کے بعد کتنے دنون کے پیچھے ایک روز اپنی حالت دیکھہ کر خوب روئے کہ بدن مین ہرگز
طاقت معلوم نہین ہوتی کہ کبھی ایسی زندگی سے موت آوے تو بہتر ہی اسی افسوس مین سو گئے اور عین خواب مین
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آکر مدد کی اور فرمایا ای فرزند خدا نے تیرا مرض دور کیا اٹھہ اور سجدہ شکر کر جو نہین

امیر مارے خوشی کے اُٹھے تو آنکھ کھل گئی دیکھے تو مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے معلوم کیا کہ حضرت ابراہیم
عہ تھے تجھپر نظر رحمت کی کی خیال کرے تو زور اور قوت آگے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے اٹھکر شکرانہ کی نماز ادا
کی اور پلنگ پر بیٹھے قضاکار اسی روز عمر بھی آیا حمزہ کو اسطرح دیکھکر حیران ہوا کہ یہہ کون ہین امیر کے
برابر جاکر کھڑا ہوا اور کہا ایجوان تو کون ہے اور حمزہ کہان گیا امیر نے فرمایا مین بھائی ہون زولاد بن مرزبان کا
اپنے بھائی کے قید ہونے کی خبر سنکر آیا ہون اور حمزہ کو مین نے مار ڈالا جو ہنین یہہ بات عمر نے سنی آگ ہوگیا
اور دوڑکر خنجر مارا امیر نے روک کر عمر سے وہ خنجر چھین لیا اور گلے سے لگاکر کہا مین حمزہ ہون خدا نے شفا دی
عمر نہایت خوش ہوا باہر نکلکر سب کو یہہ خوشخبری سنائی جہان تک سردار تھے مع خسرو ہندوستان کے
بارگاہ دانیالی مین جمع ہوے اور امیر پر زر سرخ نثار کرنے لگے عجب طرح کی ہر ایک شخص کو تسکین فرحت
حاصل ہوئی اسی میدان مین کئی روز تک جشن رہا بعد اسکے امیر بجلوس شاہانہ اسی ہزار سوار سے کوچ
کرکے مداین کے طرف روانہ ہوئے اب کچھ احوال بہرام گرد خاقان چین کا عرض کرون کہ آگے بھی اسکا ذکر ہوا
ہی وہ جو امیر کے ہندوستان جانیکے وقت راہ مین طوفان آیا تھا اور بہرام چار جہاز سے اپنے غایب ہوا تھا
چھہ مہینے تک دریا مین سرگردان رہا بعد چھہ مہینے کے بندر سندھ مین پہنچا وہان جہازونکو لنگر کیا اور اسباب
خرید کرنے کو لوگون کے ساتھ خشکی مین گیا شہر کے نزدیک ایکدرخت دیکھا ہی عظیم الشان اور اسکے تلے
ایک چوکی بچھی ہوئی ہے اسپر ایک کمان دو تیر نہایت زور آور اور ایک ہزار اشرفیون کا توڑا دہرا ہے بہرام وہان
گیا اور لوگون سے پوچھا یہہ کمان اور توڑا کیسا ہے لوگون نے کہا یہان کا حاکم بڑا سرکش ہندی ہی اسکا ایک بھائی
کوہ لخت ہندی نہایت زور آور ہی اپنے برابر کسیکو نہین جانتا یہہ کمان اسنے اپنی یہان رکھی ہے کہ جو شخص
اسکو کھینچے یہہ توڑا وہ لے بہرام اپنے دل مین نہایت خوش ہوا کہ یہہ خدا نے مفت فتوح غیبی دیا ہے شوق
سے اس چوکی کے پاس گیا اور کمان کے قبضہ کو پکڑکر تا بگوش کھینچا جتنے لوگ دیکھتے تھے سب حیرت
مین رہ گئے اور کوہ لخت ہندی کو خبر کرنے گئے بہرام نے وہ توڑا اٹھاکر اپنے آدمیون کو دیا یہہ خبر سرکش
ہندی کو ہوئی اسنے اپنے آدمیون کو بھیجے کہ اس مسافر کو اور کوہ لخت کی کمان کو لے آؤ بہرام اس کمان کو
لئے ہوئے سرکش کے پاس گیا اور سلام علیک کی وہ بھی مسلمان تھا اندہور کیطرف سے نہایت اس شہر کی
حکومت اسکی تھی اسنے سلام کا جواب دیا اور کہا مین نے سنا ہی کہ تم نے وہ کمان کھینچی پر میرے روبرو کھینچو کہ
مین بھی دیکھون کسطرح کھینچتے ہو بہرام نے بہرکس کمان کو اسکے روبرو اس زور سے کھینچا کہ ٹوٹ گئی وہ
اسکی قوت دیکھکر تعجب مین رہ گیا اور بہرام کیواسطے کرسی منگائی بہرام دیکھا تو اسکے پہلو مین ایک کرسی
فولادی زنکو بکی بچھی ہوئی ہے اور اسپر غاشیہ پڑا ہوا ہے بہرام نے جاکر اسپر سے غاشیہ اٹھا دیا اور اسپر بیٹھا

ایک ساعت نگذری تھی کہ بارگاہ کے دروازیسے کوہ لخت مانند شیر کے غرّاتا ہوا آیا اور اپنی کرسی پر اُسے
بیٹھا ہوا دیکھکر آگ ہوگیا کمر سے خنجر نکال کر اسپر دوڑا یہہ کہتا ہوا کہ ایک تو تونے میری کمان توڑی دوسرے
میرے جا پر بیٹھا ہے اور برابر اگر وہ خنجر مارا بہرام نے اسکو روکا اور ہاتھہ مروڑکر خنجر چھین لیا اور کمر مین
ہاتھہ ڈالدیا اسنے بھی اسکی کمر پکڑلی دونو مین لگی کشتی ہونے یہانتک کہ فرش تمام وہانکا ابتر ہوگیا بہرام
کے ساتھہ بھی پانسو جوان ازبک تھے سرکش نے دیکھا ایسا نہو کہ فساد برپا ہو آپ اٹھکر دونوکو چھڑایا
اور صلح کروائی کوہ لخت اور جو کی منگواکر بیٹھا سرکش نے معہ جوان ازبک بہرام کی ضیافت کی مجلس مین جام
شراب اور ساقی آیا صراحی کے قہقہے کی آواز بلند ہوئی اسیوقت سرکش ہندی نے بہرام سے کہا قسم ہے
تمکو اپنے دین و مذہب کی سچ کہو تم کون ہو بہرام نے تمام اپنی حقیقت امیر کے ساتھہ سے طوفان کے سبب
جدا ہونیکی کہی وہ اس احوال کو سنکر آنکھون مین آنسو بھرلایا اور ایک آہ ماری بہرام نے سبب پوچھا کہا حمزہ کی
ملاقات کا مجھے بڑا اشتیاق تھا لیکن تمھارے آنے کے کئی روز آگے اسکا کوچ ہوگیا گستہم نام ایک شخص
یہان آیا تھا ہرچند اسنے کہا پر مین نے اسکے واسطے شہر کا دروازہ نکھولا اور اندر آنے ندیا اسنے حمزہ کا سر
اور لندھور کا سر یہان سے نوشیروان کے پاس بھیجا ہی جو نہین یہہ بات بہرام نے سنی گریبان پھاڑ
ڈالا اور ایک دو تھپڑ اپنے منہہ پر مارے اور اسیوقت اٹھکر کھڑا ہوا اور سرکش سے کہنے لگا مجھکو اب
ایک ساعت آرام کرنا حرام ہی اب بے حمزہ زندگی خوب نہین اس سے مرنا بہتر ہی سوار ہوتا ہون اگر ایران مین جاکر
اسی چار ہزار سوار سے سلطنت کو نوشیروان کے الٹ نہ دیا ور حمزہ کے خون کا بدلہ نہ لیا تو مردان عالم مین
نام نپاؤن ہرچند سرکش نے کہا کہ مین نے سراندیب سے خبر منگوائی ہے اسے دریافت کرلو بہرام نے کہا تم نے گستہم
کا لیا مجھے یقین ہوا کہ وہ سخت بدذات ہی کسیطور سے فرصت پاکر اسے مارا ہوگا مین مقرر جاؤنگا چھ مہینے کا اسباب
سرکش نے جہازون مین بھردیا بہرام ان سے رخصت ہوکر سوار ہوا اور چار جہاز سے تن بتقدیر ایران کی طرف
روانہ ہوا پانچ مہینے بھر دریائی شور مین چلا گیا چھٹے مہینے ایک جزیرہ مین پہنچکر لنگر کئے اور خشکی مین اُترا چار
ہزار ازبک سے نوشیروان پر چلا یہہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو سنائی کہ بہرام باغی ہوکر آپ سے لڑنے
کو آتا ہے بادشاہ نے اشک بن گستہم کو دس ہزار سوار سے اسکے ساتھہ لڑنے کو بھیجا جسوقت بہرام کے نزدیک
پہنچا نامہ لکھکر اسکے پاس بھیجا اس مضمونکا کہ حمزہ جیتا ہے اسکو کسینے مارا نہین چلکر شاہ کی اطاعت
قبول کرو اور یہہ باتین جی سے اٹھا بہرام نے جواب مین لکھا کہ مین تم لوگون کی مکر سے خوب واقف ہون ایسی
باتین کچھہ نہین سمجھتا میدان مین جو ہوگا دیکھہ لونگا اشک نے طبل جنگ بجوایا اور دوسرے دن صبح کو میدان
مین نکلکر بہرام کو طلب کیا بہرام مانند شیر مست کے میدان مین نکلا جو نہین اشک نے اسکو دیکھا نیزہ فولادی

ہاتھہ

ہاتھہ مین لیکر بہرام کی چھاتی مین مارا بہرام نے ہاتھہ بڑہا کر وہ نیزہ اسکے ہاتھہ سے چھین لیکر اسکے سینہ مین
بدستِ خود سے مارا کہ اسکی سنان اشک کی پشت کی طرف نکل آئی وہ جو دس ہزار سوار اسکے ہمراہ تھے اسکو
مرا دیکھہ کر بہرام پر آگرے اور لڑنے لگے بہرام کے ساتھہ جو چار ہزار سوار ازبک تھے وہ انپر ٹوٹ پڑے
غرض اس دس ہزار سوار ساسانی مین سے پانسو جوان بچکر نوشیروان کیطرف بھاگے اور باقی مارے
گئے بہرام نے حکم کیا اپنے لوگون کو کہ جس بستی مین پہنچو وہان کے سب لوگون کو قتل کرو اور لوٹ لو ہم نے
انکا مال واسباب تم کو معاف کیا اسیطرح یہہ قضاقی کرتا ہوا مداین کو چلا یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی نہایت
مشوش ہوا اور قلعہ کو مرمت کرنے کو حکم کیا اس معاملہ کو چار روز نہ گذرے تھے کہ بہرام کا لشکر آیا اور
قلعہ کو گھیر لیا ہر چند اوپر سے لوگون نے نصیحت کی کہ حمزہ سلامت ہی اور تو بادشاہ سے بی ادبی کرتا ہی تیرے
واسطے خوب نہین بہرام نے ہرگز خیال نہ کیا اور جو اوپر سے ضرب مین مارتے یا نہین مارتے اگر مارتے تو انکو بچا کر
خاکریز پر پہنچاتا تھا جب تو بادشاہ نہایت گھبرایا اور بہرام بھی قلعہ کے دروازے کے پاس آیا نزدیک تھا
کہ دروازہ توڑے کہ یکمرتبہ قدرت سے قادر قدرت نما کے صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور اس گرد مین
علم اژدہا پیکر کا نمود ہوا اور آواز طبل سکندری کی آئی بہرام پھر کر دیکھا تو صاحبقران کا لشکر معلوم ہوتا ہے
بے اختیار اسطرف دیوانہ وار دوڑا اور جا کر امیر کی رکاب چومی امیر بھی گھوڑے سے تلے اتر کر بہرام سے بغلگیر ہوئے
لندھور سے بھی امیر نے ملاقات کروائی بہرام اور خسرو امیر سے باہم کھڑے ہوئے باتین کرتے تھے کہ بادشاہ
کے پاس سے دو ناقہ سوار آئے اور امیر سے کہا بادشاہ نے آپ کو دعا فرمائی ہی اور ارشاد کیا ہی کہ آج
اپنا لشکر اسیجا استادہ کرو کل ہم استقبال کر کے لاوینگے صاحبقران لشکر بی پایان لیکر اسیجا اترے اور
مقام کیا جب دوسرا دن ہوا صبح کو امیر فوج ہند اور عرب و ازبک یمنی ہمراہ لئے ہوئے شہر کیطرف چلے نوشیروان
بھی معہ تمام ساسانی سوار ہو کر مداین سے کئی کوس استقبال کرنیکو آگے آیا امیر نے جو نہین سواری بادشاہ کی
دیکھی مرکب سے اتر کر پیدل ہوئے مجرا کر کے پائے تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے نہایت سرفرازی کی اور ہمراہ
لیکر شہر کو چلے جب قریب دروازے کے پہنچے امیر نے فرمایا لشکر کو اپنے حکم کرو کہ قدیم جائے استادگاہ پر
اترے اور تم شہر مین چلو امیر نے عمر معدیکرب سے کہا لشکر قدیم جا پر استادہ ہو اور آپ بادشاہ کے ساتھہ شہر
مین داخل ہوئے اور بارگاہ کیخسروی مین آئے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھا اور امیر رستم کی کرسی پر بیٹھے
غرض بادشاہ نے نہایت سرفرازی فرمائی جب دربار کے برخاست کا وقت آیا امیر رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین
گئے اور صحبت نشاط مہیا ہوئی یہہ احوال بختک کا سنئے کہ شب کو وہ کئی سردار ساسانی کو ساتھہ لیکر حضور
مین بادشاہ کے گیا اور بعد اختلاط کی عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا کوئی اسکے مقابل نہو سکتا تھا اور اب

مثل لندھور اور بہرام اسکے رفیق ہوئے ہین مجھے یہہ دہشت ہی کہ تخت ایران کا نہ لے لین اسکے دفع ہونیکی
فکر کیجیئے بادشاہ کو یہانتک ڈرایا کہ وہ سہم گیا اور کہنے لگا اسکی تدبیر کسطرح کرین کہا اور کوئی صورت نہین
مگر یہہ ہی کہ ایک ایک کا علاج کیجیئے تو البتہ یہہ ہجوم دفع ہوتی ہے فرمایا کسطرح عرض کیا کہ صبحکو حمزہ آوے تو آپ
اُسے یہہ فرماوین کہ مین نے تمکو لندھور کا سر کاٹ نے بھیجا اس خاطر نہ بھیجا تھا کہ یہہ فوج دشمن یہان لے آو
بادشاہ نے فرمایا مین نے تجھی کو اس امر مین مختار کیا جسطرح جی چاہے گفتگو کر نا وہ شب گذری صبحکو امیر
حضور مین آئے اور بادشاہ کو مُجرا کیا اور کرسی پر بیٹھے جسوقت تمام سردار حاضر ہو چکے اسوقت بختک نے امیر سے
کہا کہ بادشاہ نے تم سے خسرو کا سر طلب کیا تھا نہ کہا تھا کہ اسکو میرے پر لاؤ اب بادشاہ کی خوشی یہہ ہی کہ اسکی
جلو خانہ مین گردن مارو کہ اسکا سر نقارخانہ مین لٹکایا جاوئے اس بات سے امیر نہایت آزردہ ہوئے اور فرمایا مدعا
اطاعت سے ہی سو اسنے تابعداری قبول کی اگر بادشاہ کو منظور نہین یہہ بھی مجھ سے ہو سکتا ہی عمر کو ارشاد ہوا کہ جاکر
لشکر سے خسرو کو دست بستہ لے آؤ عمر بموجب فرمانے امیر کے گیا اور جاکر لندھور سے کہا نوشیروان کی طبیعت
کو دشمن اسطرف لائے ہین اور امیر نے یون فرمایا ہی اب تم کیا کہتے ہو لندھور نے عمر کیطرف دیکھکر کہا ایخواجہ مین
امیر کے فرمانے سے ہرگز باہر نہین جو انکی خوشی ہے وہی میری بھی خوشی ہے اب میرے ہاتھ باندھلے اور
پیچھل عمر ہنسا اور کہنے لگا اے خسرو کیا مقدور ہی نوشیروان کی جو تجھپر نگاہ بد کرسکے تو مُسلح ہوکر فیل میمونہ پر سوار ہو
لندھور عمر کے کہنے سے اوٹھا ہوکر سوار ہوا اور گرز کو کندھے پر دھر کے اسکے ساتھ چلا جسوقت بارگاہ
کیخسروی کے جلو خانہ مین گیا لگا گرز کو ہوا مین اچھالنے اور لوگ کہنے جہانتک لوگ وہان کے تھے لگے غل مچانے
کہ یہہ کیا کرتا ہے اگر ابھی ہاتھ سے چھوٹ جاویگا تو کتنے آدمی دب مرینگے اس غل کی آواز اندر گئی بادشاہ نے پوچھا
یہہ کیسا شور ہی لوگون نے عرض کیا کہ اسطرح سے آتا ہی یہہ باتین کرتے تھے کہ وہ اندر آیا اور امیر کے روبرو
ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا لیکن جسنے لندھور کی وضع دیکھی کانپ گیا قریب تھا کہ بادشاہ تخت سے کود کر بھاگ جائے
بختک نے امیر سے کہا اب دیر کیا ہی فرمایا کچھہ دیر نہین اور امیر نے لندھور کیطرف دیکھکر فرمایا کہ بادشاہ کو
تمہارا سر درکار ہی جاکر صحن جلو خانہ مین بیٹھو اور بادشاہ کے حکم سے سر نہ اٹھاؤ لندھور نے کچھہ جواب
ندیا اسیجا سے پھرا اور صحن مین جلو خانہ کے جاکر گرز کو رکھدیا اور اُسی سے تکیہ کرکے بیٹھا اسوقت بارگاہ
مین تمام شاہ و شہریار خرد و کلان حاضر تھے کہ سلطان صاحبقران نے پہلوان عادی کو کہا کہ جاکر خسرو
کا سر کاٹ لا عادی بموجب فرمانیکے باہر نکلا اور برابر لندھور کے گیا دیکھا تو وہ بیٹھا ہے اور کہتا ہی کہ سر میرا
حمزہ کی رضامندی مین گیا سمجھا یہہ خدا کا شکر ہی عادی نے جو نہین یہہ بات سنی جیمین کہا ایسے شخص کو مارنا
اپنے سے نہوگا برابر خسرو کے خاک پر بیٹھہ گیا یہہ خیال کرکے کہ جو اسکا سر کاٹنے کو آویگا جبتک میرا سر نہ کاٹ

لیگا اسستک نجلنے دونگا پر عمر بھی ایک کونیمین اسس میدان کے کھڑا ہوا تماشا دیکہہ رہا تھا جسوقت یہہ خبر امیر کو ہوئی کہ عادی اسکے پاس جاکر بیٹھا امیر نہایت خفا ہوئے اور سلطان بخت مغربی کو فرمایا تم جاکر لندھور کا سر کاٹ لاو یہہ وہان سے لوٹ آیا پر لندھور کے پاس جہان عادی بیٹھا تھا خاک پر یہہ بھی یہہ کہکر بیٹھہ گیا کہ امیر یہہ جلادی کا حکم اور کسیکو دین ہم خسرو کے ساتھہ مارے جائینگے یہہ خبر بھی امیر کو ہوئی بہرام گرد خاقان چین کو بھیجا وہ بھی وہین جاکر بیٹھہ گیا جب کئی سردار جاچکے اور جو گیا اسنے یہہ حرکت کی بختک نے امیر سے کہا پس بادشاہی جلاد حاضر ہین انمین سے کسیکو کیون نہین بھیجتے فرمایا تمکو مختار کیا جسکو چاہو بھیجدو بختک نے ایک جلاد کو اشارہ کیا وہ پکار اکہا کسکا آفتاب زردی مین آیا ہی حکم ہوا ابھی اسکا سر جدا کرون کہا جا لندھور کی گردن مار وہ حکم لیکر چلا عمر جو جلو خانہ مین کھڑا تھا دیکہا تو ایک جلاد بادشاہی شیر کے کہال کی قبا گلیمن پڑی ہوئی اور زپوست بزکوہی کی کلاہ سر پر رکھے ہوئے اور دستمال لہو کے بھیگے ہوئے کمر مین کھوسے ہوے ایک تلوار ننگی ہاتھہ مین لئے ہوئے نکلا اور لندھور کیطرف چلا عمر نے معلوم کیا کہ یہہ لندھور کے پاس آیا لگا خدا سے اسکے لئے دعا مانگنے لندھور اسوقت سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا اور جلاد بھی نزدیک پہنچ چکا تھا کہ ایکمرتبہ اہتمام کی آواز آئی نگاہ کیے تو اودہر سے سواری ملکہ زر انگیز بانو کی آتی ہے ایک محافہ جواہر نگار پر آپ سوار ہے اور ایک پر مہر نگار باغداد مین صبح سے گئی تھین اسوقت پھرین جو ہین نگاہ زر انگیز بانو کی محافہ کے اندر سے لندھور پر پڑگئی مہر نگار سے دریافت کیا کہ لندھور ہی بادشاہ ہندوستان زر انگیز بانو نے خوجون سے کہا دریافت کرو کہ یہہ کیا معاملہ ہی انھون نے احوال کو پوچھکر عرض کیا کہ لندھور کو بادشاہ نے گردن مارنیکا حکم کیا ہے کہا جاؤ چھڑا لاؤ وہ لوگ گئے اسکے لانیکو جلاد نے مزاحمت کی نور انگیز بانو نے کہا اسکے کان اور ناک کاٹکر جلو خانہ سے باہر کردو غرض لندھور کو لوگ لیگئے جبتک یہہ معاملہ ہوا سواری انکی محل مین پہنچ چکی تھی خواجہ سرایون نے جاکر خبر دی کہ لندھور حاضر ہی فرمایا ہمارے یہان سے خلعت دیکر رخصت کردو کہ اپنے لشکر مین جائے لندھور سوار ہوکر لشکر اسلام مین گیا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا یہہ خبر بادشاہ کو ہوئی فرمایا ملکہ نے بے مصلحت یہہ حرکت نکی ہوگی ہم جاکر دریافت کرینگے دیوان برخاست کرکے سوار ہوئے اور شبستان حرم کیطرف چلے باقی داستان فردا

داستان ستائیسوین

دو شینہ قصہ کو یہان تک پہنچایا تھا کہ بادشاہ محل مین زر انگیز بانو کے پاس گئے کہ تم جلد لندھور کو چھڑا کر لے آئین اسکا سبب کیا تھا کہا وہ بادشاہ ہندوستان کا ہے بادشاہ بادشاہون کو اسطرح نہین

مارنے کہ موجب بدنامی کا ہی دوسرا یہہ کہ تمھین اسکے مارنیسے کیا حاصل اگر ایسا ہی مسلمانون کو قتل کرنا منظور ہی تو پہلے حمزہ کو مارو اور نہین اسکے مارنیسے فساد برپا ہوگا کیونکہ حمزہ مقرر خون اسکا لیگا مین نے یہہ سمجھکر اسکو چھوڑ دیا نوشیروان نے کہا تم نے خوب کیا لیکن حمزہ کو کسطرح دفع کرون ایسی کوئی تدبیر نہین کہ وہ دفع ہو اور کچہہ درد سر نہو اسبات کو سنکر زرانگیز بانو تامل مین گئی کہ کیا جواب دون قضاءً وہان اسوقت مان بختک کی سفر غار موجود تھی بادشاہ سے کہنے لگی اگر آپ کی مرضی اسمین ہو تو لونڈی سبیح مین اسکا علاج کرتی ہی فرمایا کیا کریگی عرض کیا آپ جاکر حمزہ کی خاطر جمع کیجئے کہ اتنی مدت کے بعد تمہاری شادی ہوگی تم تیاری کرو وہ تو اس خوشی مین رہے اور مین بھی مہرنگار سے یہی کہہ کر اسکو ایک تہ خانہ مین چھپا کر بٹھلاتی ہون اور اوپر سے یہہ افواہ اڑاتی ہون کہ مہرنگار بکمال بیمار ہے بعد پانچ چار دن کے مشہور کرونگی کہ مہرنگار مرگئی پس یہہ خبر سارے شہر مین مشہور ہوگی یقین ہے کہ حمزہ یہہ سنکر اپنے تئین مار ڈالیگا بادشاہ یہہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا واقعی اس سے بہتر کوئی صورت دفع ہونیکی نہین پھر باہر تشریف لائے دوسرے دن دربار کیوقت امیر بھی حضور مین حاضر ہوئے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ تم اسباب شادیکا تیار کرو اگلے ہفتہ سے تمہاری شادی شروع ہوگی امیر نہایت خوش ہوئے اور رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گئے سب چھوٹے بڑون نے مبارکبادی دی امیر جشن مین بیٹھے پر احوال سفر غار کا ملاحظہ فرمائیے کہ مہرنگار کے پاس گئی اور کہا ملکہ مبارک ہو آج تمہاری شادیکی لگن رکھی گئی اب چلکر کئی روز سب کے کنارے ہو بیٹھو کہ اپنا رسم یہی ہی مہرنگار کو لیجاکر کئی معشوق ماہرو کے ساتھ ایک جا بٹھلایا اور صحبت نشاط کی وہان مہیا کی اور کہدیا کہ اتنے روز یہان سے باہر نہ نکلنا ملکہ کو وہان بٹھلا کر آپ کاروبار مین مشغول ہوئی اسکے آگے دوسرے دن افواہ اڑایا کہ مہرنگار کی طبیعت کچہہ بیمزہ ہوئی ہے اس خبر سے امیر کو نہایت تشویش ہوئی کہ ایکمرتبہ پانچ چار دن کے بعد شبستان سے آواز ماتم اور رونیکی بلند ہوئی سارے شہر مین اس آواز سے ایک غل پڑگیا اور مہرنگار کے مرنیکی دھوم پڑگئی امیر نے عیارون کو خبر کیواسطے بھیجا انھون نے جاکر یہہ خبر لائے کہ ملکہ مہرنگار کے مرنے کا شور و غل ہے جونہین یہہ احوال امیر نے سنا ایک آہ ماری اور انکو زندگی لگی تلخ معلوم ہونے بیماری کا احوال انکا سن ہی چکے تھے یقین ہوا کہ مقرر مرگئی جیمین کہا کہ اب اس زندگی سے مرنا ہی بہتر ہی ارادہ کیا کہ خنجر نکال کر اپنے پیٹ مین مارے مہرنگار کے مرنیکا احوال سنکر مقبل خسرو ہندوستان بہرام گرد خاقان چین تک سردار تھے سب بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے تھے ہتیار سب چھپا ڈالے امیر دیکھے تو کوئی اوزار نہین ملتا بے اختیار اپنے تئین خاک پر گرادئیے اور گریبان پھاڑ ڈالا تمام امرا سمجھانے لگے کہ اب رضا بالقضا صبر کرکے بیٹھئے کہ مقدر سے کچہہ چارہ نہین فرمایا یہہ سچ ہی پر مذہب عشق مین یہہ کب روا ہی

کہ وہ مر جائے اور مین جیتا رہون عمر نے جب امیر کی یہہ حالت دیکھی ازبسکہ یہہ بھی حالت گریہ مین تھا لیکن
امیر سے لگا کہنے ای نامدار واسطے خدا کے اتنا صبر کر کہ مین وہان جاکر آپ اس احوال کو دریافت کرآؤن
شاید دشمنون نے مکر کیا ہو بارے بہزار محنت امیر کو راضی کرکے چلا اور مداین مین جاکر شبستان کے
دروازے پر پہنچا اور لگا لوگون سے دریافت کرنے خواجہ سراون نے زرانگیز بانو کو خبر کی کہ عمر حمزہ کے
پاس سے خبر کو آیا ہی سقر غار نے چپکے سے زرانگیز بانو کے کان مین کہا کہ اسکا بلانا ضرور ہے کہ اندر آکر
یہان کے ماتم کا احوال دیکھے اور حمزہ کو جاکر خبر کرے وہ اگر اسے سنیگا تو مقرر اپنے تئین ہلاک کریگا اس
مشورت سے عمر کو اندر بلایا جونہین یہہ اندر گیا دیکھا تو تمام عورتین ساسانی کی اور سردارونکی سیاہ
پوش حرم مین جمع ہوئین ہین اور اسطرح ماتم مین کر رہی ہین کہ اسوقت جو انکو دیکھے کیسا ہی سنگدل
ہو پر دل اسکا بھی کباب ہو جائے عمر اس احوال کو دیکھ کر ایک جگہہ بیٹھ گیا اور خوب رویا ان سب کو حرم مین
مہر نگار کے غم و الم کے سبب کسیکو روشنی کا ہوش نتھا سارے محلمین تاریکی تھی اور اس اندھیرے مین ماتم
ہو رہا تھا اور جہان زرانگیز بانو بیٹھی تھی اسکے روبرو ایک شمع روشن تھا عمر دور سے دیکھا تو وہ بھی رومال
منہہ پر دھرے رو رہی ہے عمر روتا تھا اور دور سے اسے دیکھتا تھا کہ ایک طرف سے سقر غار آئی اور وہ کچھہ
زرانگیز بانو کے کان مین کہہ کر چلی عمر نے عقل سے معلوم کیا کہ جو سر ہے اسی مکارہ کے پیرہن تلے ہی اسکا
احوال دریافت کیا چاہیئے کہ یہہ اس تاریکی مین کہان جاتی ہی عمر نے اپنے تئین صورت ایک بڑھیا کی
بناکر عصا ہاتھہ مین لیکر اور اسکے پیچھے پیچھے چلا سقر غار اس شبستان کے ایک سمت کو چلی دیوار کے پاس جاکر
ایک باغچہ مین گئی کہ عمر بھی اسکے نزدیک گیا اور ایک آواز سے کہا اچھا تو ن ذرہ آہستہ چلو یہہ حیران ہوئی کہ کون
آیا ایسا نہو کہ کوئی اس حال سے مطلع ہو پھر کر لگی دیکھنے کہ عمر نے کمند اسکے گلےمین ڈال کر کھینچا جب یہہ
گری کمند کے پھاندیسے مار ڈالا اور درختون کے نیچے سوکھے پتون کے تلے ڈھیر مین چھپا دیا اور اسکی صورت
بنکر اس طرف کو چلا جدھر وہ جاتی تھی پر حیران تھا کہ کہان جاؤن تھوڑی دور گیا دیکھے تو سامنے سے ایک
خورد سال کنیز مہر نگار کی شمع ہاتھہ مین لئے ہوئے چلی آتی ہے اسکو دیکھ کر کہنے لگی ای بی بی سقر غار اتنی
دیر کیون ہوئی ملکہ نے کئی مرتبہ یاد کر چکی چنانچہ اب مجھے بھیجا ہی تمہارے بلانے کو چلی تھی جواب دیا مین زرانگیز
بانو کے پاس بیٹھی تھی اسکی خاطر دیر ہوئی یہہ کہکر ہمراہ اسکے ایک تہ خانہ مین گیا مہر نگار مانند صد نگار مثل گل
شگفتہ ایک مسند پر لباس عروسانہ پہنے ہوئے بیٹھی ہی اور جام اور صراحی اسکے روبرو رکھی ہوئی ہے اور
کمال خوشحالی مین ہے ہرگز اسکو اس ماتم کی خبر نہین عمر نے اسکو سلامت دیکھکر شکر خدائی عزوجل کا کیا اور
دعا و ثنا ملکہ کی کہنی شروع کی ملکہ نے اسوقت سقر غار کو نہایت گرم دیکھا تو فرمایا ہمیشہ تو اسطرحکی صحبت مجھہ سے

کیون نہین رکھتی عرض کیا کہ ای گل گلزار وفا و ای میوۂ شاخسار حسن و صفا میری جان تجھپر قربان ہی لیکن
بیٹا میرا تم سے درپردہ عداوت رکھتا ہی ازبسکہ مین بھی اسکے جان کی دشمن ہون اس خاطر آپ سے زیادہ
گستاخ نہین ہوئی کہ شاید تم مجھکو بھی دشمن جانو مین مسلمان ہون پر اپنے تئین ظاہر نہین کرسکتی ملکہ یہ سنکر
نہایت خوش ہوئی اور ایک کئی ہزار تمن کی خرید کا عنبرچہ تھا اپنے گلیسے اُتار کر اسکے گلیمین ڈالدیا اور کہا ای
سقر غار عروسی مین کیا دیر ہی اسوقت عمر نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا کیسی عروسی اور کیسی دامادی تمہارے
مرنیکا افواہ اڑا یا ہے اگر مین جلد خبر لیکر نجاؤنگا تو امیر اپنے تئین مار کر مرجاوینگے یہ نہایت خوش ہوئی
پوچھا کسطرح آیا عرض کیا سقر غار کو مار کر اسکی صورت بنکر آیا ہون مہر نگار نے پانچہزار تمن زر سرخ
کے عمر کو انعام دئے اور کہا امیر کو خبر کر عمر نے کہا تمہارے دستاویز دو میرے کہنے کا اعتبار نکرینگے مہر نگار
نے رقعہ محبت آمیز اپنے ہاتھ سے لکھکر عمر کو دیا اور روانہ کیا عمر وہان سے نکلکر باہر آیا اور صورت اصلی ہوکر
لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا باقی داستان فردا لی شب را

داستان اٹھائیسوین

دوشنیہ قصہ کو یہانتک عرض کیا تھا کہ عمر خبر لیکر چلا اور بارگاہ دانیالی مین امیر کو مہر نگار کی سلامتی کی خبر
پھنچائی اور وہ رقعہ گذرانا امیر نے دوڑکر عمر کو گلیسے لگالیا اور دس ہزار تمن بخشی عمر نے کہا اب
اجو مین عرض کرون اُسے قبول لیجئے آپ بھی معہ سردارون سیاہ پوش ہوکر چلئے کہ بن آپکے گئے جنازہ
نہ آویگا جب جنازہ آوے آپ جنازے کے ہمراہ ہوجیے دیکھئے مین کسطرح اسکے مکر کو کھولتا ہون کہ تمام عمر
اسکو اسبات کی شرمندگی رہے امیر معہ یارون اپنے سیاہ پوش ہوئے اور خسرو اور بہرام اور سلطان
بخت و مقبل ان سبکو ساتھ لیکر بارگاہ کیخسروی کیطرف چلے وہان جاکر دیکھے تو معہ بادشاہ جہانتک
ساسانی لہراسپی اور مزدکی اور گیامرسی سب سیاہ پوش بیٹھے تھے اور ماتم کررہی تھے امیر بھی اُنکین
جاکر بیٹھے اور عزاداریمین مشغول ہوئے جب قریب پہر تک دن آیا امیر نے بادشاہ سے کہا کہ اب جنازہ
نکلوایا چاہئے بادشاہ نے اندر کہلا بھیجا وہان سے زرانگیز بانو نے کہا کہ آج مہر نگار کی لاش کو مہمان رکھینگے
بعد مغرب کے جنازہ مین رکھکر بھیجینگے غرض تمام روز بادشاہ معہ سردارون خاک پر بیٹھے رہے اور جتنے برہمن
اور گشیش اور زنار دار تھے اپنے اپنے دوسی خدا کی نام کو جپا کئے اور ناقوس کو بجایا کئے اور چرخ
مارا کئے جب شام قریب آئی محل مین جنازیکی تیاری ہونے لگی دیکھے تو سقر غار معلوم نہین ہوتی زرانگیز بانو
نے کہا دریافت کرو کہان گئی غرض پتون کے تلے سے اسکا مردہ نکال کر زرانگیز بانو کے پاس لے گئے
اسیکو اُس جنازیمین مہر نگار عملی کے بند کر کر باہر بھیجا یہ خبر بختک کو ہوئی کہ یکایک تیری مان مرگئی وہ

بھی سیاہ پوش آگے آگے اس تابوت کے ماتم کرتا ہوا چلا جسوقت جنازہ بارگاہ مین آیا جہانتک انکی قوم
کے لوگ تھے گرد اسکے جمع ہوئے اور آمرزش مہرنگار کی اپنے پوتے دوستی خدا سے مانگنے لگے عمر
نے انکی وضع کو دیکھ کر آپ بھی ایک قبا جھڑ لگا پہن کر مثل انکی صورت کے تیار ہوا اور طرح بطرح کی حرکتین
کرنے لگا اکثر جا بدن مین مشعلین باندھین صدائے ناقوس کے آگے آگے آپ انکے ساتھ ذکر لات و منات کا
کرنے لگا اور ان برہمنون مین لگا آپ بھی چرخ کھانے اور ایک ایک سے بغلگیر ہونے جو انکے بیان کا طریق
تھا لیکن بغلگیری کیوقت چھچھوندر بن آتشبازی بھی جلا کر ہر ایک کے گریبان مین لگا ڈالنے غرض اسیطرح
اپنے تئین بختک پاس پہنچایا اور اسکو گلے سے لگایا اور اسکے بھی گریبان مین چھچھوندر ڈالکر اسقدر پکڑے
رہا کہ سینہ بختک کا جلنے لگا ایک آہ ماری اور کہنے لگا ای عمر چھوڑ دے میرا سینہ جلتا ہی عمر نے
کہا کیونکر نہ جلے کہ مان تیری مر گئی البتہ جلتا ہوگا لیکن میرا بھی جی جلتا ہے غرض وہ آگ بختک کے سینہ
سے پشت پر پہنچی کہنے لگا ای عمر میری پیٹھ جلتی ہے غرض اسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ اُن برہمنون کا
بدآوازی سے آگے آگے تابوت کے اپنے مذہب کی کتابون کو پڑھتے ہوئے چلنا اور امیر انکی وضع پر پنہان
تبسم کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایکمرتبہ شعلہ آگ کا بختک کے گریبان کی راہ سے بلند ہوا جب تو بختک
نے بہزار محنت عمر کے ہاتھ سے اپنے تئین چھڑا کر بھاگا اور ایک حوض مین پانی کے جا گرا اور ان برہمنون
نے پانی مین گر کر اس آگ کو بجھائے غرض لوگون مین تفرقہ پڑ گیا ہر ایک　　ہر ایکطرف بھاگنے لگا راوی
لکھتا ہی کہ بادشاہ اسوقت رومال کے اندر ایک کھٹی پیاز لئے بیٹھا تھا جب اس رومال کو آنکھون پر لگاتا
پیاز کی تیزی سے پانی آنکھون سے نکلتا لوگ جانتے کہ بادشاہ روتا ہی بادشاہ کو روتا دیکھکر تمام
سردار روتے تھے اس وقت عمر کی حرکتین دیکھکر بادشاہ بے اختیار مع تمام سردارون ہنس پڑا
اور وہ پیاز ہاتھ مین سے گر پڑی بادشاہ نہایت شرمندہ ہوا عمر نے اسوقت بادشاہ کیطرف دیکھکر کہا حیف
ہی تجھسا بادشاہ مکارون کا کہنا مانکر ایسی حرکتین کرے بادشاہ نے ہنسکر عمر سے فرمایا ای بابا جسنے یہہ
مکر کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہنچا میرا کچھہ قصور نہین یہہ کہکر امیر کو چھاتی سے لگایا اور اس کا عذر کیا امیر نے
عرض کیا شہریار بندہ اپنے تئین حضور مین ادنی ملازم جانتا ہی اور آپ خاوند ہین لیکن لازم ہے کہ عدالت کو کام فرمادیں
بادشاہ نے امیر کو مع خسرو و بہرام خلعت عنایت فرمایا اور حضور و امیر سوار ہوکے تل شادکام کیطرف
روانہ ہوئے اور بادشاہ سوار ہوکر شبستان حرم مین گیا اور مہرنگار کو گلے سے لگایا جتنی حرکتین عمر نے کی
تھی بیان کین زر انگیز بانو اور مہرنگار بے اختیار ہنسے اور وہان بختک اپنے گھر مین جا کر اپنا معالجہ کرنے
لگا جب اسبات کو تین دن گذرے صاحبقران نے عمر کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور کہا کہ یہہ عرض

کرنا کہ جو ہونا تھا سو ہو چکا اب اِن مکارون کی بات پر عمل نہ کیجئے کہ یہہ لوگ بدخواہ سرکار کے ہین
سوا اپنے فایدے کے اور کچہہ نہین سمجھتے اب فرمایئے عروسی کب ہوگی عمرو وہان سے بادشاہ کے پاس
آیا عرض کیا فرمایا بہت بہتر ہے چالیس دن کے بعد تمہاری شادی کرینگے کیونکہ بعض چیزان تیار نہین
ہین عمر نے جواب دیا آپ بادشاہ ہفت کشور کے ہین جو چاہئے ایک ساعت مین مہیا ہوتا ہی بزرجمہر نے
بیس روز کے بعد ٹھہرائی اور دن شادی کا مقرر کیا تیاری عروسی کی لگی ہونے عمر نے بادشاہ
سے اقرار کا نوشتہ لیا کہ پھر کوئی حرکت درمیان مین نہ آوے اور حضور سے رخصت ہوکر امیر کے پاس
آیا اور امیر کو وہ نوشتہ دیا امیر نہایت خوش ہوئے لیکن احوال بختک کا ملاحظہ فرمایئے کہ جب بادشاہ
کے اقرار کو پانچ دن گذرے اسنے یہہ احوال سُنا کہ بادشاہ نے امیر سے بیس دن کے شادی کا اقرار کیا ہے
بیتاب ہوا باوجود اسکے کہ اس آگ سے جو جلا تھا زخم اچھے نہوئے تھے کہ سوار ہوکر بادشاہ کی خلوت
مین گیا اور بعد مجرے کے کہا تم نے مہرنگار کی شادی کا اقرار کیا اگر یہی منظور رکھا تو یہہ مکر اور حیلے کیون
کئے روز اول ہی اسکے حوالے کر دیا ہوتا اب واقعہ یہانتک پہنچا کہ تمام اقلیم مین یہہ بات مشہور ہوئی
کہ بادشاہ کا ارادہ نہین جو حمزہ کو داماد کرے لیس انکو لازم ہی کہ اپنے مذہب کا بھی کچہہ پاس رکھے وہ
مسلمان اور تم آتش پرست اگر اس سے نسبت کروگے سلاطین عالم کیا کہینگے غرض اسطرح کے باتین کین
کہ نوشیروان نے کہا مین لاچار ہون کیا علاج کرون بختک نے کہا آپ خاطر جمع رکھین مین نے اسکی
تدبیر کی ہے فرمایا کیا عرض کیا آج کے تیسرے دن بارگاہ مین جسوقت سب خورد و کلان حاضر ہون اور
حمزہ بھی ہوگا آپ اس روز صحبت نشاط کی آراستہ کیجیگا مین دو تین آدمی گوش و بینی بریدہ کو سکھا
کر بھیجونگا کہ وہ زنجیر عدالت کو ہلائینگے اور فریاد کرینگے کہ ہم نوشیروان کے نوکر ہین حضور کیطرف سے
ہفت ملک مین تھے کہ ہر سال خراج وہان سے مداین مین بھیجتے تھے اب یہہ خبر وہان گئی ہے کہ بادشاہ
نے مسلمان کو داماد کیا ہی وہان کے بادشاہون کو بد معلوم ہوا اسلئے ہماری یہہ صورت کرکے نکال دیا
اور کہا اسیطرح نوشیروان کے پاس جاؤ اب ہم خراج نہ دینگے اگر بادشاہ کو نعلبندی لینی منظور ہو تو اپنے
داماد کو بھیجدے کہ ہم سے خراج لے لیس حمزہ صاحب غیرت ہی چاہئے آپ جاوے نوشیروان نے
قبول کیا جب وہ دن گذرا بادشاہ نے امیر کو واسطے جشن کیا کہ تمام سردار اپنی اپنی جا پر بیٹھے اور مجلس
مین شراب طعام حاضر کیا گیا کہ بختک نے قیدیون مین سے کئی آدمیون کو روپئے دیکر تعلیم کیا اور اُن
کے کان و ناک کاٹ کر عدالت گاہ مین بھیجا انھون نے زنجیر عدالت کو ہلایا آواز اُسکا بلند ہوا فرمایا
کون ہی دریافت کرو لوگ انکو حضور مین لائے دیکھے تو پندرہ آدمی ناک کان کٹے ہوئے آئے انھون نے

فریاد کی اور جو مضمون بختک نے سکھلا دیا تھا کہا جو نہین انھون نے یہہ بات کہی امیر کو نہایت برا معلوم ہوا
فرمایا اگر ہفت ملک مین جاکر بزور ان سے خراج نہ لیا تو داماد بادشاہ کا نہ کہلایا ازبسکہ بادشاہ نے فرمایا
ای ابوالعلی انھون نے اپنے واسطے برا کیا جو یہہ حرکت کی تم اپنے کام مین رہو اور اگر یہی منظور ہے تو شادی
کرکے جاؤ امیر نے قبول نکیا کہا مین نے قسم کھائی ہی جبتک وہان کا خراج نہ لاؤنگا شادی نکرونگا اسیوقت
پہلوان عادیکو فرمایا کہ پیش خیمہ لیکر ہفت ملک کی طرف جاو بادشاہ نے دیکھا کہ امیر مقرر جاوینگے فرمایا
خیر اگر یہی مرضی ہے تو اپنے سردارون مین سے کسیکو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ کہ تمہارے آنے تک مہرنگار کا
نگہبان رہے امیر اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ کو دعا دیکر فرمایا بہرام حضور مین رہے بندہ
بھی یہی چاہتا تھا بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات نامے ہفت ملک کے بادشاہون کو لکھوا دئے یہہ ملک
مین بھجوا دیا اسمین یہہ مضمون تھا کہ مین نے اپنے داماد کو واسطے خراج کے بھیجا ہی جو کوئی بخوشی نہ دیگا
یہہ اس سے بزور شمشیر لیگا اور بادشاہ کا ایک سردار قارن دیوبند کہ جسکی طلائی مین امیر زخمی ہوئے تھے
اسکو بارہ ہزار سوار سے امیر کے ہمراہ کیا وہ کہ راہ مین امیر کی معاونت کرے امیر نے عرض کی اسکے عوض
کسی اور کو بندے کے ساتھ کیجئے کیونکہ یہہ ساسانیون مین بزرگ ہی اور آپ سے رشتہ رکھتا ہی اور مجھہ سے
اور اس سے کئی مرتبہ تکرار اور بیمزگی ہوئی ہے پس اگر ایسی کوئی حرکت راہ مین یہہ کرے تو اسکا علاج
کیا کرون بادشاہ نے قارن سے کہا اسکا علاج بتلا اسنے کہا مین لکھدیتا ہون اگر ایک حرکت بھی مجھہ سے
بیجا ہو تو حمزہ مجھے جان سے مار ڈالے یہہ کہکر ایک نوشتہ لکھکر اپنی مہر سے بادشاہ کے روبرو امیر کو دیا
امیر نے وہ نوشتہ لیکر فرمایا تو نے ایک خطا کو لکھا ہی مین دو خطا معاف کرونگا لیکن تیسری خطا مین البتہ
سزا دونگا بادشاہ نے قارن کو بھی خلعت عنایت فرمایا اور رخصت کیا اور وہان سے امیر تل شاد
کام پر لشکر اسلام مین گئے اور طبل کوچ کا بجوایا لیکن عمر نے امیر سے کہا کہ مین نے معلوم کیا کہ تم مہرنگار
پر عاشق نہین لڑائی پہ عاشق ہو پس تم ہفت ملک کو جاؤ مین مکہ کو جاتا ہون تمہارے فتح کی خدا سے دعا
مانگونگا امیر نے فرمایا بہت اچھا اپنی خیر و عافیت کا خط لکھکر عمر کو دیا اور واسطے وہان کے بہت سے تحائف
ہمراہ کر دیا عمر سب کو لیکر اس طرف روانہ ہوا یہان بعد امیر کے جانے کے بادشاہ نے سات خط اور
لکھوا کر قارن کو دیا اس مین یہہ لکھا تھا کہ مین نے حمزہ کو بھیجا ہی جسطرح قابو پاؤ حمزہ کو مار ڈالنا اور سات
مثقال زہر قاتل قارن کو دیا کہ جہان قابو پاؤ وہان حمزہ کو یہہ پلا دینا کہ مر جائے جب اسطرح رخصت ہوا امیر کے
پاس آیا اور ہمراہ انکے کوچ کیا مداین سے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے منزل بمنزل سات دن پے در پے چلے
آٹھوین منزل مین دو پہر کے وقت قارن نے اپنے گھوڑے کو کھڑا کیا اور صحرا کیطرف دیکھنے لگا امیر نے فرمایا ای بہادر

کیا دیکھا ہی عرض کیا مین یہہ دیکھتا ہون کہ یہان سے ہفت ملک کے جانیکو دو راہین ہین اب جون سی راہ سے
فرماوین لشکر چلے ایک راہ تو بیس روز کی ہی اور دوسری راہ تین روز کی کہ ہفت ملک کے پہلے شہر کے نزدیک
پہنچتی ہی امیر نے فرمایا ایسی نزدیک کی راہ چھوڑ کر دور کی راہ جانا کیا ضرور ہی قارن نے کہا اس تین منزل
مین کسی جا پانی کا ایک قطرہ نہین ملیگا فرمائے لشکر کو کہ تین روز کا پانی اٹھالین ایک روز امیر نے وہان مقام
کیا اور فوج کو پانی اٹھانیکا حکم دیا دوسرے دن صبحکو کوچ کئے اور جس راہ مین قارن نے کہا تھا اسی
راہ سے روانہ ہوئے تین روز تک بآرام چلے گئے چوتھے روز پانی لوگون کے پاس سے ہو چکا اور صحرائی بے
آب سامنے سے نمودار ہوا دوپہر تک لوگون نے پانی کا انتظار کیا جب دوپہر ڈھلنے لگی جہان تک سپاہ تھے
مارے پیاس کے اس ریگستان مین تڑپنے لگے اور عجب طرح کی حالت ہر خورد و بزرگ کی ہوئی امیر یہہ
حالت اُن سبکی دیکھکر آپ بھی گھوڑے سے اُتر کر زمین پہ بیٹھے اور قارن سے فرمایا کہ جو تو کہتا تھا کہ تین روز
کے بعد پانی ملیگا آج چوتھا روز ہی تیرے کہنے کے برخلاف ظہور مین آیا عرض کیا کہ مین بارہ برس کے
بعد اس راہ مین آیا ہون جہان جہان پانی تھا وہان ریت کے ڈھیر ہو گئے ہین پانی اسسے نہین ملتا اگر
فرمائیے تو بندہ جاکر تلاش کرے فرمایا اچھا یہہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا اور اپنے لشکر
مین اسنے پانچ دن کا پانی اٹھوایا تھا سب آسودہ تھے وہان جاکر اپنے سپاہ سے کہا کہ گھوڑون پر سوار ہو کر
مستعد رہو مین جاکر حمزہ کو زہر دیتا ہون جسوقت دیکھو کہ اسنے میرے ہاتھ سے جام پیا تم سبکو مار لینا اُن
سے یہہ کہکر امیر کے پاس گیا اور کہا غلام نے تمام صحرا ڈھونڈا کہین پانی نہین ملا اگر بے ادبی نہو تو بندیکے
چھاگل مین شاید ایک جام پانی ہوگا وہ حاضر کردن فرمایا لا اسوقت بری حالت ہی اسنے آگے ہی سے
اس پانی مین زہر ملا رکھا تھا جام کو بھر کر امیر کے روبرو لے گیا امیر نے اسکے ہاتھ سے وہ جام لیا اور ارادہ
پینے کا کیا پھر جی مین خیال گذرا کہ یہہ مروت سے بعید ہی جو مین اس جام کو پیون اور رفیق سارے پیاسے
رہین وہ جام لندھور کو دیا فرمایا مین مرد صحرا نشین ہون اس پیاس کو گوارا کرسکونگا اور تمکو ایسا اتفاق
کم ہوا ہی لیس ائے تم پیو خسرو اسوقت امیر کی یہہ مروت دیکھکر حیران رہ گیا لیکن آپ بھی اسنے نہ پیا پہلوان
عادی کو بیتاب دیکھکر دیا کہ تم پیو عادی نے کہا میری پیاس اسسے ہرگز نہ بجھے گی اسکا پینا عبث ہی وہ جام سلطان
بخت مغربی کو دیا غرض اسیطرح وہ جام ہاتھہ بہاتھہ چلا جاتا تھا آخر مقبل وفادار کے ہاتھہ مین گیا اسنے
جیمین افسوس کیا اور کہا تو پانی پیئے اور خاوند پیاسا رہے لوگ کیا کہینگے پھر وہ جام امیر کے روبرو لایا امیر نے اسے لب سے لگایا

داستان انتیسوین

اب احوال عمر کا عرض کرون کہ وہ مکہ مین امیر کا خط اور سوغات بھیجکر وہان سے لشکر اسلام کیطرف چلا راہ مین دیکھا
تو اک پیر مرد بزرگ آگے آگے چلا جاتا ہی عمر نے ہزار اپنے قدم تیز کئے پر ہرگز اسکے پاس نہ پہنچا جب تو
لگا پکارہ پکارہ قسمین دینے کہ ای بزرگ قسم ہی تجھے اپنے مذہب کی ذرہ کھڑا ہو وہ شخص سوگند سنکر کھڑا ہوا جو نزدیک
جاکر دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام ہین قدمبوس ہوا اور لگا اظہار کرنے خضر ع نے فرمایا امیر کو اس وقت قارن دیو
بند نے زہر دیا ہی اور امیر ابھی لب کے پاس لیگئے ہین اب پیا چاہتے ہین یہہ وقت دیر کرنیکا نہین تو جلد جا اور وہ جام
امیر کے ہاتھ سے لیکر پھینکدے لیکن اسیجا سے کہتا ہوا جا کہ نہ پینا اسیوقت آواز تیری ہوا سے پہنچیگی عمر یہ سنکر
ہوا اور یہی کہتا ہوا اڑا اپر اب احوال وہان کا ملاحظہ فرمائے کہ امیر نے چاہا کہ اس جام زہر آمیز کو پیوین کہ صحرا کی طرف
سے آواز پیدا ہوئی کہ نہ پینا امیر نے ہاتھ کو رکھ لیا اور لگے میدان کیطرف دیکھنے اور تمام خورد و کلان اس آواز کو سنکر
حیران ہوئے قارن نے عرض کیا یہہ صحرا ہی عجایب و غرایب یہان بہت سی غول ہین کسی کی آواز آئی ہوگی آپ اسکا
خیال نکرین پھر امیر نے چاہا کہ اسے پیوین دوبارہ پھر وہی آواز آئی امیر نے ہاتھ کو رکھ لیا اور صحرا کیطرف دیکھا
کہ ایک گرد باریک سی نظر آتی ہے جو ہین دامان گرد منقراض باد سے تا جگر بیان چاک ہوا دیکھیے تو عمر چلا آتا ہے
اور یہی کہتا ہی کہ مت پینا امیر اسکی طرف دیکھکر متعجب ہوئے کہ اسنے برابر آکر امیر کے ہاتھ سے وہ جام لیکر
پھینک دیا جسیجا زمین پر اسکا پانی گرا زمین شق ہو گئی اور ایک قطرہ اسکا امیر کے موزے پر گرا تھا کہ اسکے چمڑی کو
توڑ کر پشت پا پر آیا اور پشت پا سے تلویکی راہ نکل گیا جب تو سب پر معلوم ہوا کہ یہہ زہر تھا قارن یہہ دیکھکر بھاگا
اور اپنے لشکر مین گیا وہان سے بارہ ہزار سوار لیکر امیر کے اوپر آگرا جو نہین یہہ حالت خسرو ہندوستان نے
دیکھی فوج ہند کو لیکر سوار ہوا اور گرز گران ہاتھ مین پکڑا اور اس فوجمین آکر لگا مارنے ایک نیزہ قارن نے لندہور
پر مارا وہ نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا اور غصہ سے اسکو اس زور سے اسکی پیٹھ پر مارا کہ گھوڑے سے گر پڑا اور
بیہوش ہو گیا لوگ بھی اسکے بہت سے مارے گئے باقی رہے تھے انھون نے دیکھا کہ قارن گرا چاہطرف سے
دوڑ کر قارن کو درمیان مین لیا اور سوار کر کے جنگل مین ایک طرف کو لے بھاگے اور عمر فوج کو اپنے ہمراہ لیکر خضر
علیہ السلام نے ایک چشمہ پانی کا بتایا تھا وہان لایا سب سیراب ہوئے اور لشکر وہان اترا امیر اور لندہور نے عمر کو
گلے لگائے اور نہایت خوش ہوئے اور امیر نے لندھور سے فرمایا کہ تم نے خوب کام کیا کہ ملعون کو دفع کیا نہین تو
وہ سب کا کام تمام کر چکا تھا کئی روز تک لشکر کا وہان مقام رہا بعد عمر سے فرمایا کہین سے بلد راہ پیدا کیا چاہئے کہ اس
سے ہفت ملک کی راہ معلوم ہو عمر جب امیر کے فرمانے سے لشکر سے باہر نکلا اور راہ کی تلاش مین گیا دیکھا تو ایک
چھوٹا سا قصبہ معلوم ہوتا ہی جو نہین اسکے اندر گیا لوگ وہان کے اسے دیکھکر لگے بھاگنے عمر حیران ہوا اور جا کر
ایک شخص کو پکڑا اور پوچھا تمہارے بھاگنے کا سبب کیا ہی کہا پرسون ایک جماعت اسی راہ سے گئی تھی اُنکے

ہاتھہ سے یہان کے لوگ کمال ایذا پائے کہ انھون نے ایک ایک کو باندھا اور روپئے لئے عمر نے معلوم کیا کہ وہ
قارن تھا اسکا تمام احوال اس شخص سے بیان کیا اور کہا ہم لوگ ایسے نہین کہ ہم سے کسیکو ایذا پہنچے بلکہ کچھہ فایدہ
ہوتا ہی جا اور اپنے لوگون کو سمجھا وہ گیا اور سب کو عمر کے پاس لے آیا عمر نے وہان سبکو تسلی دی اور اپنے ساتھہ
لیکر امیر کے پاس آیا امیر نے سب پر نہایت مہربانی کی اور انعام دیا وہ لوگ بہت خوش ہوئے امیر نے انکا جو سردار
تھا اسے خلعت دیا اور اس سے پوچھا یہہ بیابان کہان تک ہے اور ہفت ملک کا پہلا شہر یہان سے کتنی دور ہی اور
اسکا نام کیا ہی یہان سے ہم کونسی راہ جاوین اور کتنے دنون مین پہنچینگے اسنے عرض کیا بارہ کوس یہہ بیابان
اور ہی اسکے بعد آب شیرین ہی وہان سے بائیس منزل پر پہلا شہر ہی جسکو النطاقیہ کہتے ہین تام نام ایک شخص
وہانکا حاکم ہی دس ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا ہی جسطرف آپ کوچ کیجیگا ہمراہ بندیکو لے چلیگا وہان تک پہنچا دیگا
امیر نے اسکو اس سارے بیابان اور نواح کا حاکم کیا اور پہلوان عادیکو فرمایا پیش خیمہ روانہ کرو عادی نے
جتنے خیمے اور بارگاہ تھین انکو اٹھوا کر گردلون پر شترون کے لدوایا اور پہر دن سے روانہ ہوا کہ صبح کو امیر بھی سوار
ہوئے اور لشکر کا کوچ ہوا ڈیڑہ پہر دن چڑہے خیمون مین داخل ہوئے لیکن وہ جو آب شیرین تھا لوگ اسی سے پانی
بھرنے لگے ان کے ساتھہ کئی کتے بھی گئے تھے ان کتون نے آگے دوڑ کر پانی مین گئے اور لگے پینے وے پیتے ہی گر پڑے
اور مر گئے یہہ لوگ انکو دیکھہ کر حیران ہوئے اور صاحبقران کو اس بات کی خبر پہنچائی امیر سوار ہوکر اس پانی کے کنارے
آئے دیکھے تو اس پانی مین تمام زہر پڑا ہی لوگون کو منع کیا کہ کوئی اسکا پانی نہ پیئے جدے چشمے کھدوائے یہہ حرکت قارن کی
تھی جہان جہان آب شیرین تھا سب جا زہر ڈالتا گیا کہ حمزہ کا لشکر اسی راہ سے آویگا جو پیویگا مر جاویگا غرض صبحکو امیر نے
کوچ کیا اور وہان سے بھی روانہ ہوئے تیسرے دن قلعہ النطاکیہ کے روبرو پہنچے دیکھے تو پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ تیار
ہوا ہی کہ کمند وہم بھی اسکے کنگرے تک نہ پہنچے اور اسطرف قلعہ کے ایکدریا تھا اسکے کنارے لشکر اترا اب احوال قارن بیدین
کا ملاحظہ فرمائیے کہ وہ جو وہان سے بھاگا تو تمام راہ مین ہر جا پانیمین زہر ڈالتا ہوا قلعہ النطاکیہ مین آیا اور یہان نامہ کو نوشیروان
کا خط دیا اور کہا حمزہ ہفت ملک کے خراج کو آتا ہی سو نوشیروان کا حکم ہی کہ اسکو فریب سے قابو مین لاکر مار ڈال وہان
دس دس بارہ بارہ کوس کے تفاوت سے تین قلعہ ہین اور تین بھائی تینون قلعون مین بادشاہ ہین ایک قلعہ کا نام
النطاکیہ دوسریکا نام النطاقیہ تیسریکا نام النطاکیہ اور بادشاہ قلعہ اول کا نام نام دوسریکا نام سام تیسریکا نام فہد زرین
لیکن قارن ان تینون سے کہتا ہوا چھوٹے قلعہ کیطرف روانہ ہوا یہان سے نامہ لے اپنے بھائیون کو لکھا کہ حمزہ آیا ہی اور
میرے پاس فقط دس ہزار سوار ہین کسطرح اسکا مقابلہ کرون اگر تم بھی آؤ تو باہم اتفاق کرکے تیس ہزار سوار سے اسکا
سامھنا کرین اور اگر یہہ قلعہ کو لے لیا تو پھر تمہارے قلعونکا لینا آسان ہی لازم ہی کہ جلد پہنچو انھون نے سنکر مع
اپنی اپنی فوج النطاکیہ مین آئے اور باہم مشورت کرنے لگے ایک نے کہا اس سے بہتر کوئی بات نہین کہ ہمارے پاس بھی

تئیس ہزار سوار ہین نکلکر بمقابلہ طبل بجادین اور اسے لڑکر مارین دوسرے نے کہا یہہ عقل سے بعید ہی کیونکہ اسکے ساتھ
کئی شاہ وسردار ہین چنانچہ لندھور بن سعدان ہی کہ صرف اسکے سپاہ کے روبرو ہونا مشکل ہی رات کو شبخون مارئیے
اور اسکا کام کیجئے تمام سب سے بزرگ اور عقلمند تھا اسنے کہا یہہ سب نادانی ہی جو مین نے ٹھہرایا ہے اس سے بہتر کوئی
بات نہین یعنے یہان سے تحایف اور پیشکش لیکر جائے اور اس سے ملاقات کیجئے اگر اسنے عزت اور حرمت کے ساتھ
پیش آیا تو کیا مضائقہ اسکو خراج دیجئے اور اس سے ملاقات کیجئے کیونکہ اکثر سردار اسکی رفاقت مین ہین آپ بھی
حاضر رہئے اگر اسنے اپنی کچھ توقیر نہ کی تو اپنے قلعہ مین چلے آئین مین دس ہزار سوار سے قلعداری کرتا ہون تم بیس
ہزار سوار سے ہر روز شبخون مار اگر وہ ہلکان ہوکر چلا جائے یہہ مشورت کو سب نے پسند کیا اور بہت سا تحفہ لیکر
قلعہ کے باہر نکلے اور امیر کی لشکر کے طرف چلے باقی داستان فردائی شب را

داستان تئیسوین

اب احوال امیر کا سنئے کہ وہ لشکر مین بیٹھے ہوئے اس قلعہ کے لینے کی فکر کر رہے تھے کہ یکایک پہلوان عادی نے
باہر سے آکر خبر دی کہ انطاکیہ کا بادشاہ معہ اپنے بھائیون ملازمت کو آتا ہی امیر نہایت خوش ہوئے اور کئی سردار آگے
انکی استقبال کو بھیجے انھون نے آکر مجرا کیا اور جو تحایف بطریق ہدیہ لائے تھے نذر گذرانا امیر اُن سب سے بغلگیر ہوئے
اور اُن پر نہایت سرفرازی فرمائی اور ادیہ بھیجے کو فرمایا یہہ امیر کا حسن سلوک دیکھہ کر وہ بدرجہ اتم ممنون ہوئے امیر نے
انکے واسطے شربت طلب کیا اور مجلس آراستہ کی تین روز تک انھین جشن مین رکھا تیسرے روز خلعت معقول منگوا
کر اپنے ہاتھہ سے انکو پنہایا اور کہا تم ایسے بہادر ہوکر افسوس ہی کہ خدا کو نہین پہچانتے امیر کی اسبات نے زنگ کفر
آئینہ دل سے دور کیا کلمہ پڑھہ کر صدق دل سے مسلمان ہوئے امیر نے انکو گلے سے لگایا اور کہا اب تم میرے بھائی ہو اگر خزانے
مین تمہارے کمی پیسون کی ہو تو بادشاہ کو مین اپنے طرف سے دونگا مجھکو تمہارے ملک و مال سے کچھہ کام نہین فقط
دوستیکا طالب ہون اور یہہ عزت جو مین نے پیدا کی ہی دوستون ہی کے سبب ہے ان بادشاہون نے خطوط نوشیروان
کے جو قارن دیگیا تھا امیر کی خدمت مین گذرانے انمین مضمون یہہ تھا کہ حمزہ کو جسطرح قابو پاؤ مار ڈالو اس خط کو
پڑھہ کر امیر نہایت آزردہ خاطر ہوئے پھر خیال کیا شاید یہہ تعلبی ہون وہ خطوط مقبل کو دئے اور کہا تم اپنے ساتھہ کے لوگون
سے کوچ کرکے جاؤ اور یہہ خط نوشیروان کو دو جو نہین امیر نے یہہ بات کہی اُن تینون بادشاہون نے کہا ہمارے تینون ملک
کا خراج بھی حاضر ہی انھین کے ساتھہ بھیجدیجئے امیر نے انکو پھر خلعت دیا اور پوچھا اب یہان سے آگے کون شہر ہی عرض
کئے علائیہ و یان کا حاکم انیس شاہ ہی یہان سے پندرہ روز مین لشکر وہان پہنچیگا امیر نے فرمایا اب تم اپنے اپنے ملک مین
رہو بادشاہت تمکو مبارک رہے ہم کل علائیہ کیطرف روانہ ہونگے انھون نے کہا اب ہم جبتک زندہ ہین آپ کے قدم سے
جدا نہونگے تینون ملک کا خراج امیر کے خزانہ مین داخل کئے اور اپنے اپنے شہر مین نایب چھوڑ کر امیر کے ساتھہ

ہوئے صبح کو امیر نے کوچ کیا اور علانیہ کیطرف چلے منزل و مراحل طی کرکے نزدیک اس شہر کے پہنچے قلعہ سے دو فرسنگ
پر لشکر اترا اور مقام کیا یہان قارن امیر کے آنیسے قبل یہان بھی نوشیروان کا خط دیکر حلب کیطرف چلا گیا لیکن انیس
شاہ نہایت بدذات تھا لشکر لیکر باہر آیا اور طبل جنگ بجواکر میدان مین کھڑا ہوا اور امیر کو للکارا امیر اسکی آواز سنکر جون
شعلہ آتش اسکے روبرو نکلے جونہین اسنے امیر کو دیکھا گھوڑے سے اترکر زمین پہ کھڑا ہوا اور امیر کے رکاب کو بوسہ دیا
اور کہا کیا مقدور ہے میرا جو آپ سے لڑون لیکن یہہ خطا جو مجھ سے ہوئی معاف کیجیئے امیر نے پیدل ہوکر اسے گلے لگایا
اور لشکر مین لائے وہ از ترس مسلمان کینہ رکھا ہوا کئی روز تک امیر کے پاس حاضر رہا ایکروز امیر سے کہا بندے نے ایک
حمام خوب بنایا ہے اگر فرماؤ تو گرم کرواؤن پہلے امیر نے انکار کیا بعدہ فرمایا اچھا انیس شاہ نے حمام کی تیاری کو حکم
کیا پر احوال اس حمام کا عرض کرون کہ انیس شاہ کو ازبسکہ بندگان خدا سے لبغض باطنی تھا اسخاطر اسنے یہہ
حمام بنایا تھا کہ شاید مین کسی سے لڑائی کرنیسے بر نہ آون شکست پاؤن تو اس سے صلح کرکے اس حمام مین لائے
مارون کیونکہ اس حمام مین ایک خلوتخانہ نہایت دلچسپ بنوایا تھا اور اسکے چھت کو الگ لوہون کے چار ستون پر رکھا
تھا اور تلے ان ستونون کے زنجیرین باندھی تھین کہ جب اس زنجیر کو کھینچے چھت اس مکان کا جو کوئی اسکے اندر ہووے اسکے
سر پر گر پڑے پس اس ولدالزنا نے یہی خیال جیمین ٹھہراکر حمام گرم کروایا اور امیر کو معہ تمام سردار اسمین لیگیا اور چار
غلام حبشی زورآور اس باہر کے ستون پاس کھڑے کیئے اور انہین یہہ کہدیا کہ جب مین حمام مین تاس مارون اور اسکی
آواز بلند ہو تم اس زنجیر کو کھینچو تا حمام خداپرستون کے سر پر گر پڑے کہ مر جائین انھین یہہ سکھاکر حمام مین امیر کو لیگیا امیر
معہ تمام سردارون اسکے اندر گئے دیکھین تو نہایت دلچسپ اور فرح بخش وہ حمام ہے پوشاک اتار کر نہانے مین
مشغول ہوئے لیکن عمر اور عادی کو ہرچند بلایا یہہ دونو حمام مین نہ آئے کہ ہم نگہبان ہین ہم سے یہہ جا التعلق رکھتی ہے
ایک ساعت کے بعد عمر کے جیمین یہہ خیال گذرا کہ تو حمام کے اندر نگیا باہر سے تو دیکھے یہہ قصد کرکے اٹھا اور ننگا
حمام کے گرد پھرنے پچھواڑے جاکر دیکھے تو ایک ستون استادہ ہے اور اسسے زنجیرین لگی ہوئی ہین اور چار حبشی اسکے
منتظر کھڑے ہین عمر حیران ہوا کہ یہہ کیا ہے ایک گلخن والے کی صورت بنکر احوال کے دریافت کرنے کو پاس گیا کہ اسمین سے
ایک حبشی نے کہا کہ ای بڈھے بھاگ نہین تو کوئی دم مین حمام گریگا اور خداپرست مر جائینگے ہم تاس کے آواز کے منتظر ہین
عمر یہہ سنکر جلد صورت اصلی ہوکر امیر کے پاس آیا اور زبان عیاری مین وہ سب امیر سے کہا اسنے یہہ تدبیر کی ہے ہرگز اس
خلوت خانہ مین نجانا کوئی ایسی صورت کرو کہ پہلے وہ آپ جائے کر مین چھت اسکے سر پر گراؤن امیر جب حمام سے فراغت
کرچکے انیس شاہ نے کہا اب خلوت خانہ مین چلئے کہ میوہ اسمین کس صورت سے چنا ہے فرمایا پہلے تم جاکر وہ میوہ تلے
زمین پہ جاکر رکھو کہ ہم آکر کھاوینگے وہ مارے خوشی وقتی کے اندر گیا عمر نے تاس کو زمین پہ مارا ان حبشیون نے
زنجیر کھینچی وہ چھت انیس شاہ کے سر پر گر پڑا وہ واصل جہنم ہوگیا امیر نے عمر کو چھاتی سے لگایا اور آفرین کی باہر نکلکر قلعہ

مین آئے اور اسکے تمام سردارون کو مسلمان کیا اور خلعت سرفرازی کی ہر ایک کو دئے اور زہیس شاہ کا بیٹا تھا
خورد سال اسکو بادشاہ کرکے مہد زرین کمر کے حوالے کئے کہ اسکو تربیت کرو کہ اپنی ریاست سنبھالے اور آپ وہان کا بھی
خراج لیکر اُن چارون ملکون کے خراج کے شامل خزانہ مین داخل کیا اور وہان سے کوچ کرکے حلب کیطرف روانہ ہوئے
پر اب قارن کا احوال بیان کرون کہ وہ حلب مین گیا وہان کا بادشاہ عدیث شاہ نامی ایک شخص تھا کہ اسنے دغا سے
بادشاہ حلب کو قید کرکے زندان مین رکھا تھا اور آپ وہان کی سلطنت کرتا تھا قارن نے اُسے جاکر تمام احوال بیان کیا
اور نوشیروان کا خط دیکر کہا بادشاہ کا یہہ حکم ہی کہ حمزہ کو جو مارے مجھپر بڑا احسان کریگا یہہ کہکر ارادہ کیا یونان کیطرف
جانے کا عدیث شاہ نے کہا دیکھو مین میدان مین نکلکر اسکو کیسا مارتا ہون قارن نے کہا یہہ خلاف عقل ہی اس سے کوئی
میدان مین سر بر نہین ہوتا یہہ قصد بیجا ہی عدیث شاہ نے کہا اگر وہ ایسا ہی تو اور فکر کرتا ہون کہا کیا جواب یا خراج
حلب کا پیشکش اسکو دیتا ہون اور ظاہرا مسلمان ہوتا ہون بعد کئی روز کے حمزہ سے چوگان بازی کا سوال کرتا ہون
میدانمین میرے قلعہ کے ایک کنواں ہی کہ بیس گز کا اسکا عرض ہی اسمین برچھیان گڑی ہوئی ہین معہ گھوڑے اسکو گرادیتا
ہون کہ وہ پائمال ہونگے اور بیس ہزار سوار میرے ساتھ ہین اور دس ہزار سوار تیرے اس تیس ہزار سوار سے اسکے لشکر
کو قتل کرتا ہون قارن نے کہا یہہ بات خوب ہی صبر کرکے بیٹھا جب لشکر امیر کا قریب حلب کے پہنچا عدیث شاہ
خراج لیکر آگے گیا اور امیر سے ملازمت کی از ترس مسلمان ہوا امیر نے اسکی ضیافت کی اور کئی روز اُسے
جشن مین رکھا تیسرے روز اُسنے عرض کیا کہ غلام امیدوار ہی آپ سے چوگان بازی کرے اگرچہ بے ادبی
ہی لیکن چاہتا ہون کہ گرد پائے سیاہ قیطاس کے فیض حاصل کرون فرمایا اچھا کل صبحکو میدان ہموار
کرو کہ معلوم نہوا اور صبح کو مسلح تیار ہوکر معہ سپاہ قارن میدان مین کھڑے رہو جب دیکھو کہ حمزہ کوئے مین
گرا تم فوج اسلام پر جا گرو اور سبکو مارلو یہہ کہکر سبکو تیار کیا اور آپ صبح کو میدانمین آکر کھڑا ہوا امیر
بھی سلاح بنیون کے لگاکر معہ سپاہ اسلام میدانمین آئے عدیث شاہ نے پہلے آکر امیر کے رکاب کو بوسہ
دیا اور میدان مین نکلکر عرض کیا آپ پہلے ابتدا کرین فرمایا مین کسی کام مین پیش قدمی نہین کرتا اول
تو چوگان گوئے پر لگا وہ آداب بجالایا اور گوئے لیکر چلا جب نیز پلے نکل گیا امیر نے اپنے مرکب کو دوڑا کر
گوئے اس سے لیا اور میدان کو چلے جسطرف وہ جاتا تھا یہہ تو پیچھے رہ گیا امیر اس طرف کو چلے جہان کنواں تھا گھوڑا
امیر کا رکا امیر نے تازیانہ حضرت صالح نبی کا نکالکر قفل پر سیاہ قیطاس کے مارا کہ اسکو غصہ آیا جست
کرکے اسطرف کو گیا لیکن پچھلے پاؤن اسکے دونو کنوئے مین رہے امیر اسکی پیٹھ سے کود کر جدا ہوئے عدیث
شاہ نے گھوڑیکی پیٹھ پر امیر کو نہ دیکھا دریافت کیا کہ حمزہ کنوئے مین گرا انتیس ہزار جوان خونخوار سے لشکر
اسلام پر آگرا لیکن یہان امیر نے اپنے مرکب کی گردن پکڑ کر کھینچا اور باہر نکال کر اسپر سوار ہوئے نگاہ

امیر کی قارن پر پڑی اور اُسنے بھی امیر کو دیکھا بے اختیار کوہستان کیطرف بھاگا امیر نے بھی اسکے پیچھے
گھوڑا ڈالا لیکن عدیث شاہ جو لشکر اسلام مین معہ فوج آگر ابتک سے مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہوئے
آخر لندہور نے اُسے مارا اور فوج کو اسکے شکست دی لیکن دیکھے تو امیر کا حال کچھ نہین معلوم ہوتا عمر سے پوچھا
کہ امیر کہان گئے جواب دیا قارن کے پیچھے گئے تم لشکر اسلام سے خبردار رہو مین امیر کی خبر لینے کو جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑے سمون کے نشان پر روانہ ہوا اب احوال امیر کا سنئے کہ انھون نے تعقب کرکے قارن کا
گئے دو پہر کیوقت ایک خربوزے کے فالیز مین پہنچے فالیز بان نے ایک خربوزہ بڑا سا امیر کو دیا جونہین امیر نے
اسکی پھانک کاٹی اور ارادہ اسکے کھانیکا کیا اُس مرد نے کہا اے جوان مجھے تیرے اوپر ترس آتا ہی اسے
مت کھا مین سو اشرفی سے ور گذرا امیر نے کہا کیا اس مرد نے کہا تم سے ایک لمحہ آگے ایک سوار ادہر سے
بھاگا ہوا آیا تھا وہ اس خربزہ مین کچھ ملا کر مجھے دے گیا اور کہہ گیا ہی کہ ایک شخص میرے پیچھے آتا ہی یہہ
خربوزہ اسے کھلانا مین تجھے سو اشرفی دونگا امیر دیکھے تو اسمین زہر ملا ہوا ہی اُسے ہاتھ سے پھینکدیا اور
کہا اسنے تجھے سو اشرفی دینے کہی ہی امیر نے کہا ہزار اشرفی مین تجھکو دونگا بتلا وہ کہان گیا کہا اسی پہاڑ
کے درہ مین گیا ہی دوسرے راہ نہین ایسا ہوگا امیر اس طرف چلے اور اسکی تلاش کرنے لگے کہ اک شیر
اس پہاڑ سے نکلکر امیر پر دوڑا امیر نے اس شیر کو ہاتھ سے پکڑ لئے اور لگے زور کرنے قارن چھپا ہوا دیکھ
رہا تھا امیر کی یہہ حالت دیکھکر فرصت پائی اور تلوار نکال کر امیر پر چلائی جونہین نزدیک آیا امیر نے اس شیر کو
اٹھا کر اس زور سے قارن کے سر پر مارا کہ وہ شیر مر گیا اور قارن بھی گر پڑا امیر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
خنجر نکال کر چاہا اسے مارین اسنے کہا حمزہ اگر مجھکو تو نمارے تو تین چیز ایسی دون کہ بادشاہ ہفت کشور کی
سرکار مین بھی نہ نکلے امیر نے چھوڑنے کا اقرار کیا پہلے اسنے خنجر کمر سے نکال کر امیر کو دیا کہ یہہ طیمورس دیو بند
کی کمر کا ہی اور ایک بازو بند دیا کہ اسمین بارہ لعل شب چراغ لگے ہوئے تھے کہ وزن مین ہر لعل چالیس
مثقال کا تھا اور تیسرا اس پہاڑ کے دامن مین دفینہ ہے کہ اسمین مال بیشمار ہی یہہ کہہ رہا تھا کہ عمر بھی
آن پہنچا امیر نے قارن کے ہاتھ باندھ کر عمر کے حوالے کیا کہ وہ دفینہ بتلائے باقی داستان فردا الی شب

داستان تئیسوین

دوشنبہ قصہ کو یہانتک پہنچایا تھا کہ عمر قارن سے کہنے لگا کہان ہی دفینہ اسنے کہا میرے ساتھ چل بتا دونگا عمر نے
اس ہاتھ بندھے ہوئے کو ساتھ لیا قارن نے عمر کو خوب پھرایا اور بہت ہلاک کیا عمر نے کہا القارن کہان ہے
دفینہ وہ لگا زور کرکے کمند کو توڑنے عمر نے ایک خنجر اسکی چھاتی مین مارا کہ پشت کو توڑ کر پار ہوگیا ۔

مار کر امیر کے پاس آیا امیر نے پوچھا حال بتلایا عمر نے کہا وہ چھوٹا تھا اپنے تئین چھڑانے چاہتا تھا مین نے
اسے مار ڈالا امیر نے کہا برا کیا مین نے اسے چھوڑنیکا اقرار کیا تھا عرض کیا مجھکو اسبات کی خبر نتھی غرض امیر سوار
ہوکر لشکر مین آئے اور حلب مین داخل ہوئے وہ جو بادشاہ حلب کا عدیث شاہ کے قید مین تھا امیر نے اسکو
پھر حلب کا بادشاہ کیا اور خراج وہان کا بھی لیکر جمع کیا اور وہان سے قارن سے جو جو مدارتیان ہوئی تھین
بادشاہ کو ایک عرض لکھی وہ خط جو قارن نے شاہ کیطرف یہان کے بادشاہون کو دئے تھے وہ عرضی کے
ساتھ ملفوف کرکے اور یہہ پانچ شہر کا خراج لدوا کر مقبل کے ہمراہ مداین کو روانہ کئے اسکے دوسرے دن
کوچ کرکے یونان کو چلے جب نزدیک یونان کے پہنچے بادشاہ یونان فریدون شاہ پیشکش بہت سا
لیکر معہ اپنے بھائی آصف کہ اسے اسنے اپنا وزیر کیا تھا آیا اور ملازمت امیر کی کی امیر نے خلعت سرفرازی سے
امداد کیا اور وہ اسکے اٹھکے شربت اور طعام منگوایا اور شراب گردش مین آئی عمر نے فریدون شاہ سے پوچھا
کس ارادے پر آئے ہو اسنے کہا میرے تئین مشکلین ہین صاحبقران نے بیشتر لوگون کی مشکلین آسان کی ہین
اگر انکو بھی آسان کرین تو بندون سے کمتر ہون اور اگر نہو سکے تو مین بھی بادشاہ ہون کچھہ غرض نہین رکھتا
یہہ بات امیر کے کان مین گئی فرمایا ای بہادر کیا مشکل ہے فریدون شاہ نے عرض کیا ایک تو یہہ کہ کئی برس سے
اس سرزمین مین ایک اژدہا پیدا ہوا ہی کہ اسے خلق کو کمال ایذا ہی اور دوسری یہان سے کئی فرسنگ پر ایک
زنگی نے آکر پہاڑ پر ایک قلعہ بنایا ہی سال مین ایکمرتبہ شہر پر تاخت لاتا ہی اور غارت کرتا ہی اور تیسری ایک بیٹی
رکھتا ہون اسے قبول کیجئے فرمایا اژدہیکا اور اس زنگی کا دفع کرنا سہج ہی لیکن شادیکا ابھی ہونا مشکل کیونکہ
مین نے مہر نگار سے اقرار کیا ہی بعد اسکی شادی کے البتہ کرونگا فریدون شاہ نے کہا جو آپکی مرضی مجھے قبول
ہی وہ شب مجلس مین گذری صبح کو امیر معہ سپاہ نصرت شعار معہ فریدون شاہ اژدہیکو مارنیکی خاطر چلے جب سواری
ایک فرسنگ بڑہی فریدون شاہ پیدل ہوا اور امیر سے عرض کیا کہ اب مکان یہان سے تین فرسنگ ہی کسیکا مقدور
نہین جو آگے جائے فرمایا ہمارے سردار بھی اسیجا رہین آپ اکیلے عمر کو ساتھ لیکر چلے آگے بڑھ کر خیال کرین تمام جنگل
اس اژدہی کی آتش سے سیاہ ہو رہا ہی امیر نے گھوڑیکو اسیجا عمر کے پاس چھوڑا اور آپ پا پیادہ روانہ ہوئے
تھوڑی دور جاکر دیکھے ایک پشتہ سیاہ معلوم ہوتا ہی کہ اس سے شعلۂ آگ آسمان کو جاتی ہے امیر نے دریافت کیا کہ یہی
اژدہا ہی اور وہ آگ اسکا دم ہی اسطرف کو جاکر ایک نعرہ کیا وہ اژدہا امیر پر چلا امیر نے دو تیر اسکی دو آنکھون مین ایسے مارے
کہ اندہا ہو گیا اور اپنا سر زمین پر مار مار کر مرگیا امیر نے عمر کو خبر کی عمر قدمبوس ہوا اور وہان سے سوار ہوکر جہان فریدون
شاہ کھڑا تھا وہان آئے پھر سب لوگ گئے اور اژدہے کو دیکھا اور رقوت بازو پر امیر کے شاباشی کی فریدون شاہ نے
اس اژدہیکا پوست کھچوا کر گھانس بھروایا اور شہر مین لایا امیر پر سب نے زر و مال نثار کیا فرمایا کل ہم شکار دہ زنگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

داستان اکتیسوین

جانا سلطان سلطان نشان و حلقہ فگن گوش گردن کشان یعنے امیر کشور گیر جہان ستان کا یونان
اور روم اور مصر کو اور ہند مین پڑنا امیر اور سارے یارون کا جو ساتھ حمزہ کے تھے اور خلاص ہونا امیر کا
معہ اپنے یارون کے اور شہر مداین کو آنا اور مہر نگار کو ہاتھ مین لانا اس بیان مین کہنے والا یون کہتا ہی کہ
جب نوشیروان کو کوئی تدبیر نہین سوجھی تب بختک بن بختیارک بن القش بن مادکش بن سگ سفید کو
بلایا اور کہا کہ ای وزیر باتدبیر اب کیا حیلہ و مکر و فکر کرتا ہی حمزہ کے دفع ہونیکے لئے بختک نے کہا کہ آپ
کچہہ اندیشہ نفرماوٴ اب مین ایسی تدبیر کرتا ہون کہ اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہو تو ممکن نہین کہ ایک بھی سلامت
لیجاوے بادشاہ نے کہا وہ کیا تدبیر ہی بختک نے عرض کیا کہ صبح کو حمزہ دربار مین آوے گا تو اسوقت
مین ایک کاغذ ولایت کا حضور مین گذرانونگا اور کہونگا کہ تین برس ہوئے ہین جو خراج یونان
اور روم اور مصر کا نہین آیا ہی بادشاہ نے فرمانا اسکا سبب کیا ہی تب مین چپ رہونگا تب حمزہ آپہی
عرض کریگا کہ اگر حکم ہو تو مین وہان جاون اور ان سرکشونکو گوشمالی دیکر خراج وہان کا لے آون
تب بادشاہ نے فرمانا کہ بہتر ہی جسوقت حمزہ تیاری جانیکی کرے تب وہان کے بادشاہون کو لکھنا کہ
حمزہ کو جسطرح بنے جان سے مار ڈالنا عرض بختک اور بادشاہ نے یہہ بات مقرر کر کے اسیوقت فرمان

لکھوا کے قاصدون کو دے کر روانہ کئے جب دوسرا دن ہوا تو امیر حمزہ دربار مین آئے تو
دیکھا کہ اہالی موالی ارکان دولت امرایان عظام از پیر تا جوان از خورد تا کلان از کہہ تا مہہ ادنا
تا اعلی سب حاضر ہین دربار معمور ہی امیر بادشاہ کو مجرا کر کے اپنے دنگل پہ بیٹھے اور پیالہ گردش
مین آیا اور حریف سرمست ہوئے تب بختک نے وزارت کی کرسی پہ سے اٹھ کر کاغذ ولایتون کے
خراج نہ آنیکا حضور مین بادشاہ کے گذرانا اور کہا کہ تین برس سے خراج تین ملک کا نہین آتا ہی
تب نوشیروان نے پوچھا کہ کیون نہین خراج ان تینون ملکون کا آتا ہی بختک نے عرض کی کہ جب
تک گستہم زرین کیش بھائی تک قصور خراج کے مال آنیکا ہوتا تھا اور وہ آپ سب ملکون سے
لڑ بھڑ کے لاتا تھا اب تو گستہم گیا اسواسطے ہر ایک ملک سے خراج پہنچانے مین تقصیر کرتے ہین
امیر یہہ بات سنکر غصے سے جوش مین آئے اور بولے کہ میرے عہد مین تقصیر خراج کی ہونا عجب
ہی تب بختک نے کہا کہ امیر کی عمر دراز ہووے تمہارے ہوتے قصور مال مین خراج کے کیون ہوگا
امیر نے فرمایا کہ سوگند ہی آستان کعبہ کی اور قسم ہی پروردگار کی جب تک خراج ان تینون ولایتون کا
نہ لاؤنگا تب تک نام مہر نگار کا زبان پر نہ لاؤنگا یہہ سخن فرما کے عمر بن عمیہ ضمری کو اور عمر
معدیکرب کو تاکید فرمائی کہ تمام لشکر ظفر پیکر کو تیار کر کے خیمہ باہر نکالو یہہ کہکر امیر نے بادشاہ سے
عرض کی کہ ایک راہ دکھانے والا امیرے ہمراہ دیجئے پس بادشاہ نے بختک سے فرمایا کہ قارن دیوبند
کو امیر کے ہمراہ رکاب کرنا چاہئے کسواسطے کہ وہ ان ملکون کی راہ سے خوب واقف کار ہی پس بختک
نے قارن دیوبند کو بلا کے امیر حمزہ کے پاؤن پہ ڈالا اور کہا کہ تو امیر کو راہ بتاتا جا یہہ بات ظاہر مین
کہی اور اسے الگ ملا کے بختک نے دو مثقال زہر ہلاہل دیا اور کہا کہ ای قارن دیوبند یونان کی راہین
ہین دو ایک نزدیک کی اور ایک دور کی راہ ہی اور اس راہ مین تین منزل تک پانی نہین ہی تو امیر کو
ہر حیلہ سے اسی راہ سے لیجانا اور تو اپنے ساتھ مشکین پانی کی بھر لینا اور حمزہ کو اس راہ مین ہر
کیف زہر دینا پانی مین ملا کے قارن نے یہہ بات قبول کی اور امیر کے ہمراہ چلا جب منزل بمنزل طی کرتا
ہوا اس دوراہے پہ پہنچا تب قارن نے امیر سے عرض کی کہ ای امیر یہہ راہ بہت سخت ہی کہ اس راہ مین
تین دن کے رستے تک پانی نہین ملتا اور یہہ راہ نزدیک ہی مگر ایک روز کا پانی چاہئے کہ سارا لشکر اٹھا لے
کیونکہ ایک منزل مین پانی نہ ملیگا تب امیر نے عمر بن عمیہ کو حکم کیا کہ تمام لشکر کے لوگون سے کہو کہ ایک
روز کا پانی سب بھر لین امیر کے حکم سے سارے لشکر نے ایک روز کا پانی بھر لیا اور قارن نے اپنے
ساتھ تین روز کا پانی لیا اور چلے جب قاسکی راہ مین امیر اور قارن مع لشکر گئے تو ایکروز

مین جو پانی اپنے ساتھ بھر لیا تھا سو خرچ کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کیا تو ساری راہ مین پانی نپایا تب امیر نے قارن سے فرمایا کہ ای قارن کیا کرنا کہ آج اس راہ مین پانی نہین معلوم ہوتا ہی تب قارن نے عرض کی کہ یا امیر اسمین میرا کچھ قصور نہین ہی آگے ایکمرتبہ مین اس راہ سے گیا تھا تو بہت تالاب اور کوئین دیکھے تھے اس اعتماد پر بولا تھا شاید کہ وہ تالاب اور کوئین سب سوکھہ گئے غرضکہ امیر نے وہان مقام نہ کیا اور آگے چلے اسوقت لشکر پیاس کے مارے ہلاک ہونے لگا سارے عرب کے پہلوان ایک جگہہ کھڑے رہی اور گھوڑے بیطاقتی سے قدم اٹھا نہین سکتے تھے اسوقت امیر ایک جھاڑ کے سایہ مین گھوڑے سے اُتر کر کھڑے رہے اور عمر بن عمیہ سے کہا کہ اید وست تو ہی یہان ہر چہار جانب کو دھونڈتا کہین پانی ملے تو لے آتب عمر بن عمیہ دھونڈنے کو گیا مگر حمزہ پیاس سے بہت ہلاک ہونے لگے قارن سے فرمایا کہ خبر لو اگر تمہارے یہان کہین پانی ہو تو تھوڑا سا بھی منگواؤ اول تو قارن منکر ہوا بعد کتنے دیر کے پھر ایک پیالہ بھر کر زہر ملا کر منگایا اور امیر کو دیا امیر نے وہ پیالہ لیا پس ہاتھہ امیر کا کانپا تب حمزہ نے اس پانی کے پینے مین تعویق فرمائی اور دلمین سوچے کہ جب مجھے لونڈیون نے کستم کی زہر دیا تھا اسوقت بھی میرا ہاتھہ کانپا تھا اور اب بھی ہاتھہ کانپتا ہی تب قارن نے امیر سے عرض کی کہ آپکا ہاتھہ پیاس سے کانپتا ہی ان باتو مین تھے کہ عمر بن عمیہ مشک پانی سے بھر کر لائے اور دور سے پکارے کہ یا امیر یہہ پانی جو قارن نے آپکو دیا ہی اسے زنہار نہ پینا امیر نے یہہ بات سنتے ہی وہ پیالہ ہاتھہ سے رکھہ دیا اتنے مین عمر نزدیک آیا اور کہا کہ یا امیر مین جنگل مین ادہر ادہر پانی دھونڈتا تھا کہ ایکایک اسے جنگل مین سے ایک بوڈھا پیدا ہوا اور مجھہ سے پوچھا کہ کیا دھونڈتا ہی مین نے کہا کہ پانی دھونڈتا ہون کہ امیر حمزہ لشکر سمیت پیاس سے ہلاک ہی تب اس بوڈھے نے اپنا عصا زمین پر مارا وہین ایک چشمہ پانیکا وہان سے پیدا ہوا جب مین نے اس چشمہ مین سے مشک بھر کر لیچلا تب وہ بوڈھا بولا کہ ای عمر امیر سے کہو کہ جو پانی قارن نے تمھین دیا ہی نہ پینا کیونکہ اسمین زہر ملا یا ہے تب امیر نے وہ پیالہ پانی کا عمر کے منع کرنے سے نہ پیا اور قارن کو بلا کر فرمایا کہ یہہ پانی تو پی جا قارن نے وہ پیالہ امیر کے ہاتھہ سے لیا اور کہا کہ لعنت ہی قارن کے زندگانی پر کہ امیر کی اتنی خدمت کی اور اسقدر جان فشانی پر بھی امیر کا دل میری طرف سے صاف نہین ہی پس قارن نے یہہ کہکر پیالہ پانی کا زمین پر دے مارا تب عمر نے کہا کہ ای حرامزادے اب تو اپنی حرامزدگی چھوڑ قارن نے کہا کہ اب مین کیا حرامزدگی کرتا ہون تب عمر نے کہا کہ

صبر کرین سب تیری حرامزدگی دیکھتا ہون یہہ بات کہکر جس جگہہ پیالہ پھینکا تھا وہان کی مٹی اٹھالی
اور اسے نچوڑکر قارن کے غلام کو پلایا وہ غلام اُس پانی کے پیتے ہی مرگیا اور زہر کے
باعث سے اسکا بدن تڑک گیا اور ریزہ ریزہ ہوا تب تو عمر معدی تروار کھینچکر قارن کے
اوپر دوڑا اسوقت وہ امیر کے پیچھے جا چھپا اور کہا کہ یا امیر میرا یہہ گناہ واسطے اللہ کے بخشو
امیر نے فرمایا کہ اب تو تیرا گناہ بخشتا ہون لیکن آگے تو خبردار رہنا غرضکہ سارے لشکر نے
امیر کے ہیٹ بھرکر پانی پیا اور جانورون کو بھی پلایا اور امیر کے لشکر کا ایک آدمی بھی
ہلاک ہونے نپایا مگر ستّو سوار قارن کے مرگئے اور بہت خواری سے ہلاک ہوئے پیچھے
دوسرے دن وہان سے کوچ کیا اور منزل بمنزل چلنے لگے آخر بعد از قطع منازل وطی
مراحل یونان کو پہنچے اور شہر سے چار کوس کا فاصلہ دیکر اترے کہتے ہین کہ یونان مین بادشاہ
عدیث تھا کہ اسے عدیث یونانی بولتے تھے اور اسکے دو بھتیجے تھے کہ ہر ایک قد مین چار کم
چالیس گز کا تھا اور ایک کا نام استفنالوش اور دوسرے کا نام صدفنوسش تھا اور وہ
دونو پہلوان عدیث کے تخت کے نزدیک کرسیون پہ بیٹھتے تھے اور ہر ایک کے ہمراہی
دس دس ہزار سوار رہتے تھے جب امیر یونان کے نزدیک گئے اور فرمایا کہ عدیث کو نامہ
رقم کرو کہ اگر باج وخراج لیکر بارگاہ گردون اساس مین حاضر ہوا تو بہتر ورنہ اسطرح سے
مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین گے پس امیر المومنین عباس
رضی اللہ عنہ نے خط لکھا بعد خدائتعالی و مدح ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان کی حمزہ بن عبد المطلب
کی طرف سے عدیث یونانیکو معلوم ہووے کہ مدت تین سال کی گذری جو تمھارے ملک کا خراج
نوشیروان کے پایہ تخت کے نزدیک نہین پہنچا ہی اسواسطے نوشیروان نے تمھارے ملک
پر مجھے نامزد کیا ہی پس یہہ نامہ دیکھتے ہی تین برس کا خراج لیکر حاضر ہو تب تو امان دونگا
وگرنہ صبح کو لڑائیکی تیاری ہی طبل جنگی بجا فوج قاہرہ سے یونان کے قلعے کا ایک ایک پتھر
اکھاڑونگا اور تجھے سولی پر چڑھاؤنگا جب یہہ نامہ مرتب ہوا تب امیر نے فرمایا کہ اس
نامہ کو کون لیجاوے گا اسوقت قارن نے عرض کیا کہ اگر حکم ہوگا تو مین نامہ لے جاؤنگا اور
اسے سمجھاؤنگا امیر نے فرمایا کہ اسکو یہہ نامہ دو اور سو سوار ہمارے لشکر کے اسکے ہمراہ کر دو
پس قارن وہ نامہ اور ستّو سوار لیکر یونان کو گیا اور عدیث یونانی کے دربار مین اترا عدیث
نے جب قارن کو دیکھا تخت پر سے اتر کے نیچے آیا اور قارن کو گلے لگایا بعد ملاقات کے قارن

نے اپنی پگڑی دے ماری اور کہا کہ داد بیداد اس عرب کشکینہ خوار وپشمینہ پوش کے
کے ہاتھ سے جو بالو مین لڑنے والے ہی اور جنگل مین اونٹو نکے دودھ سے پالا گیا اب اسکو یہان
تک مرتبہ ہوا ہی اور اتنا دماغ پکڑا ہی کہ بادشاہ کی بیٹی کی آرزو رکھتا ہی جب یہہ قصہ
ابتدا سے تا انتہا تک عدیث کے سامنے قارن نے کہا تب عدیث بولا کہ الیقارن تو خاطر جمع
رکھ اب اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجاویگا یہہ کہکر عدیث نے قارن
کو خلعت دیا اور سونیکی کرسی پر بیٹھایا اور کہا کہ یہہ سو سوار جو تیرے ہمراہ ہین تیرے ہی
ہین یا اس عرب کے ہین قارن نے کہا کہ میرے ساتھ کے سوار سب موے یہہ سو سوار اس
عرب کے ہین تب عدیث نے کہا کہ سوارون کے حقمین کیا سیاست کرون قارن بولا کہ ایک ایک
کو قلعہ کے کنگورہ پر چڑھا کے سر کاٹ کے خندق مین گرانا چاہئے عدیث نے کہا کہ انکو مارنا
مصلحت نہین ہی پس ہر ایک کا ایک کان اور ایک ہاتھ کاٹکر چھوڑ دو قارن نے کہا کہ جو تیری رائے
ہے سو بہتر ہی یہہ بات استقنالوش سنتے ہی غصہ سے جوش مین آیا اور کہا الیقارن تو بزرگ
زادہ ہی ولیکن سخت نامرد ہی کیونکہ جسنے تیری جان بخشی کی اور تیرے تحمل کے واسطے اپنی
رکابین کا جلوس تیرے ہمراہ کیا تو اب اسکی بدی کرتا ہی اور اسکے سوارون کے حقمین سیاست
کرنیکو فرماتا ہے جب استقنالوش یہہ بات بولا تب قارن اور عدیث چپکے ہو رہی اور ان سو سوارون
نے استقنالوش کو دعا دی اور وہان سے امیر کے پاس آئے اور ساری حقیقت بیان کی امیر نے
استقنالوش کی عقل پر آفرین کی اور قارن اور عدیث کے حقمین فرمایا کہ قسم ہی مجھے پروردگار
کی جس روز یہہ دونو ملینگے تو مین انھین بے سلاح کے مارونگا کسواسطے کہ ہتیار مردون
کے واسطے ہین اور یہہ دونو نامرد ہین یہہ کہکر فرمایا کہ ایک نامہ اور رقم کر وامیر کے حکم سے پھر
اور خط لکھے اور عمر بن عمیہ کو دیا عمر بن عمیہ وہ خط لیکر عدیث کے دربار مین آیا اور چوبدارون
کو کہا کہ خبر کرو کہ عمر بن عمیہ ضمری آیا ہی امیر کے پاس سے چوبدارون نے عدیث کو عمر کے آنے
کی خبر دی عدیث نے قارن سے پوچھا کہ عمر بن عمیہ کون ہی قارن نے کہا افسوس اگر ہزار امیر ہوتے
تو بہتر تھا مگر ایک یہہ عمر بن عمیہ نہ ہوتا پس عدیث نے کہا کہ عمر عمیہ کو بلالو اور اسے دربار مین
آنے دو جب عمر بن عمیہ دربار مین آیا اور دیکھا کہ قارن عدیث کے تخت کے پہلو مین کرسی پر
بیٹھا ہی تب عمر نے استقنالوش کو تسلیم کی عدیث نے کہا کہ ای عیار کیون تو نے مجھے تسلیم نکی
اور میرے پہلوان کو تسلیم کی عمر نے کہا کہ تو اطمع اور سر جھکا نامردو نکے واسطے ہی اور تو نامرد ہی

اسواسطے مجھے تسلیم نہین کی جب عمر نے یہہ بات کہی تب عدیث کو غصہ آیا اور تیش کھاکر پکارا کہ
پکڑو اس عیار کو اسوقت چارون طرف سے غلام عدیث کے تروارین کھینچکر دوڑے
عمر نے بھی خنجر نکالا اور شیشہ لغت کا کھولکر کتنے لوگون کو جلایا اور مارا اور باقی سارے
لوگ بھاگے عمر پھر آکر عدیث کے روبرو بولا کہ ای عدیث مین خط امیر حمزہ کا لایا ہون تب
عدیث ضرور جانکر تخت پر سے اٹھا اور دونو ہاتھون مین لفافہ لے کر کھولا اور پڑھا جب خط
کے مضمون سے واقف ہوا تو کہا ای عمر جاکر حمزہ سے بول کہ صبح تیری میری لڑائی ہے تب
عمر بن عمیہ امیر کے پاس آیا اور ساری حقیقت بیان کی تب حمزہ نے فرمایا کہ ہمارے سارے
لشکر مین کہو کہ فجر کو لڑائی ہے جسوقت عمر نے یہہ خبر لشکر مین کی کہ صبح جنگ مقرر ہوئی
ہے تب جتنے اچھے اچھے بہادر تھے انھون نے اچھی پوشاکین پہنین اور روپے اشرفیان
خیرات کین اور ناچ رنگ دیکھنے مین یون کہتے تھے کہ دیکھئے فجر کو کون اپنے باپ دادے
کا نام روشن کرتا ہی اور حق نمک حمزہ کا ادا کرتا ہی اور کسکی عمر کا پیالہ لبریز ہوا ہے جو
میدان مین امیر کے قدمون پر جان نثار کرتا ہی یہہ باتین تو بہادرون اور دلیرون کین تھین اور
جتنے نامرد اور بھگوڑے تھے اور کم ہمت تھے اونھون نے روپیہ اشرفیون کی ہمیانیان
بھر بھر کر کمر مین باندھین اور آپس مین یہہ باتین کرنے لگے کہ سنو یارو صبح کو بھاگتو نکے
آگاڑی اور لڑتو نکے پچھاڑی رہین گے اسی گفتگو مین رات گذر گئی اور ستارہ صبح کا چمکا
اور آفتاب نے ساری دنیا کو نورانی کیا جب عدیث نے طبل جنگ کا بجوایا اور میدان مین
آگر کھڑا ہوا اور حکم میداندار یکا کیا کہ بیلدارون نے جھاڑ بوٹی کاٹکر میدان ہموار کیا اور
سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے صفین آراستہ کین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمین گاہ
یمین و یسار اگلا ہرول پچھلا چنڈ ول چودہ صفین آراستہ کین میدان کیا پاک اور پکارے کہ
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید   رباعی   روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد   شکم گاؤ پشت ماہی را   بسر نیزہ رنگ باید کرد   یہہ حال دیکھکر جاسوسان
لشکر اسلام امیر کے پاس گئے اور دعائے جان و راز دے کر بولے   رباعی
الہی بخت تو بیدار بادا   ترا دولت ہمیشہ یار بادا   گل اقبال تو دائم شگفتہ   بچشم دشمنانت خار بادا
عمر دراز رہے شہریار عالم کی عدیث یونانی میدان مین آیا یہہ خبر سنکر امیر بھی اپنے یارون
سمیت میدان مین آئے جب دونو جانب کا لشکر آراستہ دیکھا تب پکارے کہ کون مرد ہی کہ قصد

میدان کا کریگا اور کون بہادر ہی جو اپنے باپ دادا کا نام ظاہر کریگا یکایک ایک پہلوان
عدیث کے لشکر سے باہر آیا اور پکارا کہ جانتا ہو تو جانے نہین تو میرے نام سے آگاہ ہووے
کہ مین استغنالوش ہون یہہ سنکر حمزہ نے دست راست و دست چپ کو دیکھا کہ دست راست
مین طبل ونقارے بجے اور علمونکو جلوہ دیا اور ملک لندھور اپنے ہاتھی کو بڑہا کر امیر کے سامنے
آیا اور اجازت میدانکی چاہی امیر نے فرمایا کہ جاؤ بخدائی لایزال سپردم تب لندھور اپنے
فیل منگلوسی کو بڑھا کر مقابل استغنالوش کے آکر کھڑا رہا استغنالوش بولا کہ ای پہلوان
دراز قد تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی کہ بے نام ونشان مارا نجاوے لندھور نے کہا کہ مین
بادشاہ ہند ہون بیت جزیرہ ہائے دریا ار گرفتم تا ہندوستان اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان
استغنالوش نے کہا خبردار یہہ نہ کہنا کہ خبردار نکیا تھا یہہ کہکر اپنا ستو منکا گرز سر سے بلند
کیا لندھور نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا اور استغنالوش نے وہ گرز لندھور کے سر پر مارا
ایسا کہ اسکی آواز دونو لشکر نے سنی اور لندھور کے ہر بن موسے پسینہ جاری ہوا تب
استغنالوش نے کہا کہ اے لندھور اب تیری باری ہے تو حملہ کر تب لندھور نے اپنا گرز جسکا
نام خورد ہی مرد ہی مرگ مفاجات تھا اٹھایا اور اپنے فیل منگلوسے کو استغنالوش پر دوڑایا
اور دونو پانون رکاب مین استوار کر کے ایسا گرز استغنالوش کے سر پر مارا کہ ایک شعلہ آگ
کا نکلا اور مردان عالم ایسا بھی کہتے ہین کہ اگرچہ سد سکندر ہو تو بھی اس گرز سے پر خطر ہیہا ولیکن
استغنالوش نے اپنے تئین مردانہ رکھا اور ہنس کر کہا کہ اے لندھور بہت دنونسے تیرا نام سنتا
تھا سو ویسا ہی پایا القصہ دونو پہلوانونکو لڑتے لڑتے رات ہوئی ولیکن دونو برابر رہے پھر
طبل آسائش بجوایا اور اپنے اپنے لشکر مین اتر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ استغنالوش
کو کیسا پایا لندھور نے کہا ساری عمر مین امیر کے بعد اس سے کام پڑا ہی غرض وہ رات بسر
ہوئی دوسرے روز صبح کو نقارہ لڑائیکا ٹھونکا اور دونو فوجین میدانمین آئین اور استغنالوش
نے گھوڑا میدانمین دوڑایا اور پکارا کہ کون ہے امیر کے یار ونمین سے جو میدانمین آوے
جو حمزہ نے چپ و راست دیکھا کہ عمر معدی کرب نے اپنے گھوڑیکو جولان کیا اور امیر سے اجازت
طلب کی حمزہ نے فرمایا جاؤ خدا کو سونپا تب عمر معدیکرب گھوڑا اڑاتے میدانمین آکے حریف
کے مقابل کھڑے ہوئے استغنالوش بولا کہ حمزہ تو ہی ہے عمر معدی بولا مین حمزہ نہین ہون مگر
حمزہ کے یارون مین سے ہون اور سر لشکر ہون مجھے عمر معدی کرب کہتے ہین استغنالوش نے کہا

کہ کل

کہ کل اس قد و قامت سے جو اکر گیا وہ میرے ساتھہ بر نہ آیا تو اس ہیٹ اور موتا ہے پر کیونکر
بر آویگا تب عمر معدی نے کہا کہ بہت لاف زنی نکر اگر مرد ہی تو تو حملہ لا استفتانوش نے ہاتھہ گرز
پر ڈالا اور عمر معدینے ڈہال سر پہ لی مگر استفتانوش نے اس زور سے گرز مارا کہ تین ہو
ساتھہ رگ عمر معدیکی بیخبر دارتھی سو بے خبر ہوئے اور گھوڑا معدیکرب کا نالش مین آیا پہر عمر
معدینے کہا کہ ایک ضرب اور بہی تجھے دی تب دوسرا حملہ بہی استفتانوش نے کیا پہر عمر
معدیکرب بولا **بیت** تو ضرب بے زدی ضرب مانوش کن غم دین و دنیا فراموش کن
یہہ کہکر ایسا گرز عمر معدیکربنے استفتانوش کے سر پہ مارا کہ اسکو چھٹی کا دودہہ یاد آیا غرض
اسیطرح سے لڑتے لڑتے دونوکو شام ہو گئی نہ اُسے فتح ملی نہ اُسے ظفر آخر طبل بازگشت کا
بجوا کر اپنے اپنے مقامو نپر گئے اور نقل و شراب کھا پی کر استراحت کی جب رات اسطرح سے
گذری اور سفیدہ صبح کا چمکا اور آفتاب نے جہان کو نورانی کیا تب نقارہ دونو طرف سے لڑائیکے
بجے تمام فوجین میدانمین آئین اسوقت استفتانوش نے گھوڑا اپنا میدانمین جولان کیا اور نعرہ
کیا کہ اے حمزہ اپنے یارونکو کیا بھیجتا ہی اگر مرد ہی تو تو آپ میدانمین آ تب امیر نے مقبل حلبی سے
کہا ہتیار میرے لا مقبل حلبی نے بموجب ارشاد کے سلاح لا کر حاضر کئے تب امیر نے جبہ حضرت
ابراہیم کا اوّل پہنا اور پیراہن اسحاق پیغمبرؑ کلکے گلے مین ڈالا اور سات پارچہ حریری نرمی کے
واسطے بر مین ڈال کر زرہ داؤدی پہنکر کمر بند اسحاق نبی کا باندہا اور خود ہود نبیؑ کا سر پر
رکھا موزہ صالح پیغمبرؑ کے پاؤنمین چڑہا کر صمصام و قمقام کمر سے لگائی اور سپر پس پشت لگائے
اور خنگ فہر اسحاق پر سوار ہوئے اور جلو مین عمر مگس پرالی کرتے ہوئے میدانمین آئے
پس تمام دشت راستی و دست چپ ونکا مجرا لیتے ہوئے داخل لشکر ہوئے تب استفتانوش نے
کہا ای پہلوان مگر حمزہ تو ہی امیر نے فرمایا انا حمزہ بن عبد المطلب استفتانوش نے کہا ای پہلوان
بیت بیا تا چہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران امیر نے فرمایا کہ میرا اور
میرے یارونکا یہہ رسم نہین ہے کہ حریف پر پیش دستی کرین پہلے تو حملہ کر جو تیرے دلمین ارمان
ہے کہ حمزہ پر حملہ نکیا استفتانوش ہاتھہ گرز پر لیگیا اور اٹھاکے امیر کے سر پر ایسا مارا کہ
اسکے بوجہہ سے خنگ فہر اسحاق نالش مین آیا امیر نے گرز اسکا رد کیا اور فرمایا کہ ای استفتانوش
اور بہی دو حملے تجھے دئے جب استفتانوش نے اور دو حملے کئے تو جتنا زور و قوت اسے خدا تعالی
نے دیا تھا سو خرچ کیا غرض امیر نے وہ تینون حملے اسکے رد کئے جب نوبت امیر کی آئی تب حمزہ

نے ہشام کے گرز پر ہاتھ ڈالا اور اٹھا یا تب استقنالوش بولا کہ ای پہلوان یہہ گرز تیرے لایق
نہین ہی امیر نے فرمایا کہ یہہ گرز میرا نہین ہے ایک سے مانگ لیا ہون مگر تو خبردار رہیو یہہ
کہکر دونو پاؤن رکاب مین استوار کرکے قاش زین خالی دیا اور بقوت تمام استقنالوش
کے سر پر ایسا گرز مارا کہ اسکے گھوڑیکی کمر ٹوٹ گئی اور استقنالوش زمین پر گرا پس اسنے بھی
سنبھل کر تروار کھینچی اور قصد حمزہ کے گھوڑیکا کیا مگر حمزہ جلد اپنے گھوڑے پر سے اترے اور
گھوڑیکو اپنے پیچھے کر لیا اسنے تروار امیر کے اوپر چلائی امیر نے ایسی اوجھر اسے ڈھال کی ماری
کہ تروار ٹوٹ گئی اور قبضہ اسکے ہاتھ مین رہا پھر وہ قبضہ اسنے امیر کے طرف پھینکا امیر نے
اشارہ سے تازیانہ کے رد کیا تب قبضہ زمین پر گرا جب وہ قبضہ عمر بن عمیہ نے اٹھا لیا اور اپنے
توبڑے مین رکھا تب استقنالوش نے کہا کہ ای عمر یہہ قبضہ میرا مجھے دے عمر نے کہا کہ مین یہہ
قبضہ تجھے دینیکا نہین کسواسطے کہ جو چیز میدان مین گرے پڑے سو مال میرا ہی تب استقنالوش
نے کہا کہ العمر دیتا ہی یا نہین تو ایک تیر تیرے حلق پر مارون عمر نے کہا کہ زیادہ لاف مت مار
اگر مرد ہی تو تو قبضہ مجھ سے لیلے تب استقنالوش نے تیر چلے کمانکے جوڑا اور عمر نے کاغذ
کی سپر پیش رد کی استقنالوش نے کہا العمر اس کاغذ کی ڈھال سے میرا تیر بچا دیگا عمر نے کہا کہ اگر
مرد ہی تو تو تیر میرے اوپر چلا استقنالوش نے جو نہین تیر عمر پر چلایا پس عمر د ہین معلق ہوا پر گیا
اور اوپر جاکر استقنالوش کے گردن پر ایک لات ماری اور ایک سونٹا اسکی کمر پر ایسا مارا کہ استقنالوش
بیہوش ہوگیا تب استقنالوش نے ہوش مین آکے دوسرا تیر چلایا عمر نے بدستور وہ بھی تیر
رد کیا تب امیر نے کہا کہ ای استقنالوش اگر تو عقل رکھتا ہی تو عمر کے ساتھ لڑائی مت کر کیونکہ اسے
کوئی بر نہین آیا ہی استقنالوش نے کہا کہ ای امیر تم سچ کہتے ہو یہہ کہکر تروار چلائی کہ ایک ذرہ
امیر کی ڈھال کاٹکے پیٹھ پر لگی تب امیر کو غصہ آیا اور اسکی کمر کی دوال پکڑکے کہا کہ ای استقنالوش
مین نعرہ کرتا ہون استقنالوش نے کہا کہ ای امیر کیا مین بچہ ہون کہ مجھے نعرہ سے ڈراتا ہی سو
مین تیرے نعرہ سے ڈرنیکا نہین امیر نے عمر سے کہا عمر نے اپنی ٹوپی ہوا پر اڑائی تاکہ سارا لشکر
اپنا معلوم کرے کہ امیر نعرہ مارتے ہین اسوقت تمام لشکر نے اپنے اپنے موزون سے روئی نکالکر
گھوڑونکے کانونمین اور اپنے کانونمین رکھی اور اس لشکر کے لوگ بیخبر تھے تب عمر کے ساتھ
کے جتنے عیار تھے انھون نے استقنالوش کے لشکر کی راہ باندھی جب امیر نے نعرہ کیا تب اس
لشکر کے گھوڑون نے اپنے اپنے سوارونکو پٹک کر بھاگے عمر نے اور سب عیارون نے گھوڑے

پکڑ لئے اور لشکر مین اپنے لے گئے اور امیر نے استغنانوشکو سر پر اٹھایا اور ایسا پھرایا کہ تمام
لشکر نے دیکھا اور آفرین کی پس امیر نے استغنانوشکو آہستہ زمین پر اتارا اور عمر نے اسکو باندھا
جب صدفنوش نے اپنے بھائیکو اسطرحسے دیکھا تب تلوار کھینچکر دوڑا اور میدانمین آیا اور تلوار
امیر پر چلائی امیر نے ایک ہاتھ سے تلوار اسکی رد کی اور دوسرے ہاتھ سے اسکے دوال کمر
پکڑی اور پاؤن اپنا رکاب سے نکالکر اسکے گھوڑیکو ایسی لات ماری کہ گھوڑا اسکے نیچے سے نکلکر
چالیس قدم دور گر پڑا اور صدفنوش امیر کے ہاتھ مین رہ گیا امیر نے اسے بھی سر پر لیجا کر زمین
پر پٹکا اور عمر بن عمیہ نے اسے بھی باندھا اسوقت طبل و نقارہ فتح کے بجائے اور دونو لشکر
اپنے اپنے مقامون پر گئے اور حکم مجلس آرائیکا کیا سلطان باکرم اپنے دنگل پر بیٹھے اسدم ساقیان
سیمین ساق و مطربان خوش آواز معہ پیالہ ہائے مرصع کار و صراحیان جواہر نگار اگر حاضر
ہوئے دور مجلس مین چلنے لگا اور طبلون پر تھاپ پڑی و ضوط سرنگی کا کھچا اسوقت امیر نے فرمایا
کہ استغنانوش و صدفنوش کو لاؤ تب بموجب ارشاد کے دونونکو حاضر کیا امیر نے پوچھا کہ
ای پہلوانو مین نے تمکو کیونکر باندھا کہا کہ جیسے مرد مردونکو پکڑتے ہین اور بہادر بہادرونکو اور
شیر شیرونکو پکڑتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ مرد باش یا ہمراہ مرد باش تب وہ دونو بولے کہ جو
تمھاری دین مین آوے کیا کہے امیر نے کلمہ ارشاد کیا وہ دونو صدق دلسے کلمہ پڑہ مسلمان ہوئے
اور بت پرستی باطل سمجھے امیر نے انکو خلعت دئے اور سونیکی کرسیون پر بٹھایا عمر بن عمیہ نے سونے
کے حلقے دونونکے کانون ڈالے امیر نے استغنانوش کو کہا کہ اب عدیث کیا طلم کریگا استغنانوش نے کہا کہ
ای حمزہ فقط ہماری قوت پر لڑتا تھا ابتو صلح کریگا یہہ تو قصہ یہان کا یہان رہا اب دو کلمہ داستان
وہانکے سنئے جب عدیث یونانی میدانسے پھرا تب قارن کو بلایا اور کہا کہ میرے تئین قوت اُن دونو
پہلوانونکی تھی سو تو حمزہ ان دونونکو لیگیا اور مسلمان کیا تمکے کیا فکر کرنا چاہئے قارن نے
کہا کہ رات لڑائی کی جگہہ سات کوئین کھودنیکو فرماؤ اور اسکے اوپر باریک بانس بچھا کر
کیچڑ پھیلا کر مٹی چھڑکو اور جب صبح کو تو سوار ہو آوے تو مین میدانمین جاکر کھڑا ہوکر بولونگا کہ حمزہ
اگر مرد ہی تو تو میرے اوپر حملہ کر جب وہ آویگا تو کوئین مین گریگا تب سارے لشکر کو بولکر مٹی
ڈلوانا بلکہ ایک ایک توبڑہ بھر کر ساتھ لیوین اور وہ کوان پاٹ دینا چاہئے عدیث نے اسیوقت
حکم کیا کہ جیسا قارن کہتا ہی ویسا کرو پس بموجب سکھانے قارن کے کوئین تیار رکئے جب فجر ہوئی تو
نقارہ لڑائیکا بجاکر عدیث میدانمین آیا امیر کو بھی خبر ہوئی استغنانوش کو امیر نے فرمایا کہ تو کہتا تھا

کہ عدیث اب صلح کریگا اب وہ تو لڑنیکو آیا ہی استقفالوش نے کہا کہ قارن مصلحت لڑائی کی دیگر لایا
ہی امیر بھی سوار ہو کے گئے دیکھا تو قارن میدان مین کھڑا ہو کر پکارتا ہی کہ ای حمزہ اگر مرد ہی
تو تو میدان مین آ اور مجھ پر حملہ کر امیر نے جب یہہ سخن سنا تب ہتیار کھول کر گھوڑا اسپر
چلایا امیر کا گھوڑا کوئین کے کنارے اگر اٹکا امیر نے ایڑ کی اور گھوڑے کو بھی مارے گھوڑے نے
ہرگز قدم آگے نہ بڑہایا جب امیر نے گھوڑے کو جھنجلا کے زور سے کوڑا مارا تب اس گھوڑے نے
ایسے جست کی کہ کوئین سے پار ہو گیا غرض اسیطرح سے چھہ کوئین گھوڑا حمزہ کا کودا اور
ساتوین کوئین پر پھر اٹکا تھا جو امیر نے کوڑا مارا تو گھوڑے نے جست کی تو اگلے دونو پاؤن
کوئین سے باہر پڑے اور پچھلے دونو پاؤن کوئین کے اندر پڑے گھوڑا تو نکل گیا امیر
کوئین کے اندر گر پڑے اور عدیث کے لوگون نے مٹی ڈالی اور کوئین کے کنارے
خنجر اور کٹار قارن نے گاڑے تھے غرض لشکر کے لوگ حمزہ پر مٹی ڈالتے تھے اور حمزہ
سپر پر روکتے تھے پس امیر تو وہان ڈھال کے اوٹمین صحت اور سلامتی سے رہے
اور کچھ ضرر انکو نہین پہنچا تب عدیث وہان سے بھاگا قلعہ کے اندر اور توپین چھوڑنے
لگا اور خندق پانی سے بھری پس عمر اپ بھی اسی کوئین مین اترے اور امیر کو نہ پایا غرض
امیر تو وہان سرنگ کھودتے تھے اور کہتے تھے کہ یا الہی یہہ سرنگ عدیث کے دربار مین
نکلے جب عمر نے حمزہ کو نہ دیکھا تو ڈھال اٹھائی اور امیر کو ادھر ادھر ڈھونڈنے لگے
جب بہت جست وجو کی تو ایک راہ وہان معلوم پڑی اور آواز کھودنے کی آئی پس عمر
بھی اس سرنگ مین گیا تو دیکھتا کیا ہے کہ امیر خنجر سے سرنگ کھودتے ہین امیر ڈرے
کہ یہہ کیا بلا پیدا ہوئی غرض امیر نے چقماق کمر سے کھولکر آگ جھاڑی تب عمر کو دیکھا تو
ہنسے اور کہا کہ ای عیار تو اپنا مسخراپن چھوڑ عمر نے کہا کہ تم کیا کرتے ہو امیر نے کہا کہ سرنگ
کھودتا ہون اسواسطے کہ یہہ سرنگ انشاءاللہ تعالی عدیث کے دربار مین نکلیگی اور مین عدیث
کو تخت سمیت زمین پر پٹکونگا تب عمر نے کہا کہ کھودنا میرا کام ہی تم مٹی نکالو پس عمر کھودنے
لگے اور حمزہ مٹی نکالنے لگے کہ یکایک انی خنجر کی عمر کے عدیث کے تخت کے نیچے لگی تب عمر تخت کے
نیچے چھپا اور امیر باہر نکلے تو عدیث کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور قارن کو کرسی پہ آگے اسکے
بیٹھا پایا وہ یہہ لاف زنی کرتا ہی کہ ای عدیث دیکھا تو نے کہ مین نے اسواسطے یہہ حیلہ کیا تھا یکایک
نظر قارن کی امیر پر پڑی تب تو جلدی سے باہر آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کا رستہ

لیا

لیا امیر نے نعرہ کیا اور سخت عدیث کا اٹھاکے زمین پر دے مارا عمر نے دوڑ کر عدیث
کو باندھا یہہ شور تمام شہر مین پڑا پہلوان دوڑے اور دروازہ قلعہ کا توڑ کر اندر گئے
امیر نے کہا کہ ای یار و خبردار رہیو کہ قارن کہین جانے نپاوے اتنے مین یہہ خبر پہنچی کہ
قارن شہر سے باہر گیا یہہ سنتے ہی کھلی پیٹھہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر دوڑے اور عمر
بھی ساتھہ حمزہ کے گئے تھوڑے دور جاکر دیکھا تو ایک چرواہا بھاگتا چلا جاتا ہی عمر نے
کہا کہ کیون بھاگتا ہے مت بھاگ کھڑا رہو اسنے کہا کہ اچھا کھڑا ہون کیا کہتے ہو امیر نے کہا کہ
کوئی سوار اس راہ سے گیا اسنے کہا کہ ایک سوار ابھی ادھر سے آیا تھا سو اسنے کئے
ایک کوڑے مار کر میری روٹی چھین لی اور چلا گیا جب مین تمھین دیکھکے بھاگنے لگا اسواسطے
کہ تم بھی خدا جانے میرے ساتھہ کیا کروگے امیر نے کہا کہ میرے ساتھہ چل تا تیری روٹی ؛
دلاؤن غرض وہ چرواہا اور امیر اور عمر ساتھہ چلے اور قارن کم و زیادہ دس کوس
گیا تھا اور یہہ کہتا تھا کہ امیر اگر آویگا چار کوس سے زیادہ نہین چل سکیگا اور مین تو دس
کوس آچکا ہون پس ایک حوض کے کنارے اترا اور کپڑے اُتار کر حوض مین نہانے لگا
کہ امیر اور عمر اور چرواہا یہہ تینو ملکر وہان پہنچے اور کہا کہ ایکا فر اب کہان جاویگا قارن
نے کہا کہ مجھے کپڑے اور ہتیار لگانے اور پہننے دو امیر نے اسکے کپڑے اور گھوڑا اور
ہتیار اس چرواہے کو دئے اور قارن نے وہ روٹی چرواہیکی ہنوز کھائی نہ تھی سو وہ
روٹی بھی چرواہے کو دی چرواہے نے روٹی لی اور کپڑے قارن کے پہنے اور ہتیار
لگائے اور گھوڑ پیر سوار ہوکر امیر کے ہمراہ چلا اور راہ مین عمر سے پوچھا کہ یہہ کون
ہی عمر نے کہا کہ حمزہ بن عبد المطلب ہی پس چرواہا دوڑ کر امیر کے پاؤن پر گر پڑا تب
امیر نے پوچھا کہ یہہ کیا کہتا ہے چرواہا بولا کہ مین ایک گاؤن کے پٹیل کی بیٹی پر عاشق
ہون لیکن جب اس راہ سے مین جاتا ہون تو اس پٹیل کے آدمی مجھے مارتے ہین امیر
نے کہا کہ اس پٹیل کا گھر مجھے دکھادے اسنے امیر کو پٹیل کے گھر کا رستہ بتایا جب امیر
اسکے گھر گئے تو پیچھے پیچھے آپ بھی گیا اس کیٹر سے لوگ چرواہیکو دیکھ کر اس حال سے
متعجب ہوئے پٹیل کو امیر کے آنیکی خبر ہوئی پٹیل باہر آیا اور امیر کے پاؤن پر لوٹ گیا امیر
نے فرمایا کہ تیری بیٹی اس چرواہیکو دے پٹیل نے کہا کہ صاحب کے حکم سے دیتا ہون مگر
چرواہیکو مسلمان کرو امیر نے چرواہیکو مسلمان کر کر پٹیل کی بیٹی سے نکاح کر دیا اور عمر کو

فرمایا کہ جا کر سارا لشکر یہان لاؤ القصہ عمر جا کر سارے لشکر کو لایا اور وہان خیمہ برپا کیا
اور وہان اترے پھر امیر نے اپنے پہلوانون سے اس چرواہیکو کچھ کچھ دلایا وہ چرواہا
امیر کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت دعا کی پھر امیر نے فرمایا کہ عدیث کو حاضر کرو بموجب
حکم کے لا حاضر کیا امیر نے فرمایا العدیث کہہ کہ خدا ایک ہی اور دین ابراہیم کا برحق
ہے عدیث نے کہا مین یہہ بات تو ہرگز نبولونگا ہرچند کہ امیر لے مجوز ہوئے کہ مسلمان
ہو لیکن عدیث نے نہ مانا جب امیر نے حکم کیا کہ اِسے استفنانوش کے حوالے کرو
پس استفنانوش نے تروار کھینچکر اپنے چچا کو مارا اور سر تن سے جدا کیا امیر نے وہان سے
دوسرے دن کوچ کیا اور روم کا رستہ لیا

داستان تئیسوین

جبکہ امیر بالوقیر سرحد مین روم کے پہنچے تو امیر المومنین عباس رضی اللہ تعالی عنہ
کو فرمایا کہ قیصر روم کو خط لکھو غرض عباس نے بعد از حمد الہی و تعریف ابراہیم خلیل کے
خاندان کی یون لکھے کہ حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے کی طرف سے قیصر روم کو معلوم ہووے
کہ تین برسکا خراج یونان اور روم کا اور مصر کا زیر پایہ تخت نوشیروان عادل کے
نہین پہنچا اسواسطے مجھے تجہیر نامزد کیا ہی کہ تا زور و جبر سے لون سو اول یونان جا کے وہانکا
پہلوانون کو ہاتھہ مین لایا اور مسلمان کیا اور عدیث مسلمان نہوا تو اُسے جہنم واصل کیا
اور اب تیرے شہر مین آیا ہون اور تجھے خبر کرتا ہون کہ یہہ حکم بادشاہ ہفت کشور کا
ہے کہ تین برس کا خراج اپنے گردن پہ لیکر بارگاہ گردون اساس مین حاضر ہو والا
جو حال کہ عدیث پر گذرا ہے ویسا ہی تجھہ پہ بھی گذریگا جب یہہ نامہ رقم ہوا تب عمر بن
عمیہ کے حوالے کیا اسوقت عمر بن عمیہ نامہ لیکر قیصر روم کے دربار مین آیا اور کہا کہ قیصر کو
جلد خبر کرو کہ جلیبدار حمزہ کا آیا ہی دربان دوڑے اور قیصر روم کو خبر دی قیصر نے حکم
کیا کہ عمر کو بلاؤ بموجب حکم قیصر روم کے عمر کو بلا لیا اور عمر بن عمیہ خط حمزہ کا لیکر روبرو
قیصر کے گیا اور لفافہ دیا قیصر نے وہ لفافہ کھولا اور خط پڑھا اور پھاڑا اور پھینکا تب عمر
نے کہا کہ ای کافر تیری کیا مجال ہے کہ تو نامہ امیر کا پھاڑ کر پھینکے پس قیصر روم نے کہا کہ
پکڑو اس مسخرہ کو قیصر کے حکم سے سو آدمی دوڑے تب عمر نے خنجر نکالا اور بہتون کو
مارا اور کود کر دربار سے باہر نکلا اور اپنے لشکر مین اگر ساری حقیقت روبرو امیر کے بیان

کی

کی دوسرے روز قیصر روم دس لاکھ سوار سے نقارہ لڑائی کا بجا کر خود باہر آیا تب جاسوسان لشکر اسلام نے امیر کو جا کر دعائے جاندار از دی اور کہا رباعی بادشاہا بارگاہت از فلک پر نور باد داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد ای فریدون ہمت و رستم دل جمشید فر تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد عمر دراز رہے شہریار عالم کے قیصر روم نے نقارہ لڑائیکا بجوایا ہے اور خود میدان مین آیا ہی اور میدان آراستہ کیا ہے تب امیر نے فرمایا کہ کہو ہمارے لشکر مین کہ نقارہ لڑائیکا بجا کر میدان مین جاوین جب دونو لشکر میدان مین گئے اور آراستہ ہو چکے تب نقیبون نے پکارا کہ کون مرد ہی جو میدان مین آکر اپنا اور اپنے باپ دادیکا نام روشن کریگا اتنے مین استقلان پہلوان قیصر کے لشکر کا نکلا اور میدان مین آکر نعرہ کیا کہ جسکو آرزو مرگکی ہو وے سو میدان مین آوے تب استفتانوش امیر کے آگے آیا اور کہا کہ شہریار اجازت میدان امیر نے فرمایا کہ جاؤ بخدائے لایزال سپردم استفتانوش امیر سے رخصت ہو کر میدان مین آیا تب استقلان نے کہا کہ اے استفتانوش تجھے کیا ہوا تھا جو تو نے اپنے چچا کو مارا اور تو آپ مسلمان ہو اور حلقہ غلامی کا اس عربکے اپنے کان مین ڈالا تب استفتانوش نے کہا کہ میرا چچا مسلمان ہنوا اسواسطے مین نے اسے مارا اور حلقہ غلامیکا اسواسطے اپنے کان مین ڈالا ہی کہ حمزہ سے بڑا پہلوان کوئی نہین ہے اور ہمین اس عربکے غلامی کا کیا عیب ہے بلکہ فخر ہی تب استقلان نے کہا اے استفتانوش تو نے اپنے باپ دادیکا نام کھویا استفتانوش نے کہا کہ تجھے اسبات سے کیا کام ہی اگر لڑنیکو آیا ہے تو جو ضرب رکھتا ہی سو لا **بیت** بیا تا چہ داری بمردی نشان کمان کیانی و گرز گران تب تو استقلان نے گرز اٹھایا اور ادھر استفتانوش نے بھی گرز اٹھایا غرض دونو پہلوانون کو لڑتے لڑتے شام ہو گئی اور آفتاب درمیان بحر فلک کے غرق ہوا اسوقت دونو پہلوان ہاتھ تلوارون پر لیگئے غرض تلوارین مانند آرہ کے ہوئین لیکن نہ اسے فتح ہوئی نہ اسے ظفر غرض دونو لشکر اترے اور تمام شب آسایش کی جب دوسرا روز ہوا تب استقلان رومی میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای عرب اگر مرد ہے تو تو میدان مین آ کہ تجھ سے دست بوسی کرونگا جب امیر نے یہہ بات اس رومیکی سنی تب آپ ہتیار لگائے اور خنگ بہتر اسحاق پر سوار ہوے اور تمام دست راست حمد چوبکا مجرا لیتے ہوئے مقابل استقلان کے آگے اکھڑے ہوئے استقلان نے کہا کہ ای کوتہ قد

تو کون ہی مین حمزہ کو بلاتا ہون تو کیون آیا ہے امیر نے فرمایا کہ مین نے اس قد و قامت سے
ساری دنیا کے پہلوانون کے کانون مین حلقۂ غلامی کے ڈالے اور شہرہ پہلوانی کا تمام دنیا
مین ہوا مین امیر حمزہ بن عبد المطلب ہون تب استقلان نے کہا مگر تو جادوگر ہے جو اس
قد پر سب دنیا کو زیر و زبر کرتا ہے امیر نے فرمایا کہ مین جادوگرون پر لعنت کرتا ہون اور
خدا تعالی نے میرے تئین جادوگرون اور کافرون کے مارنیکو پیدا کیا ہی اور یہ قوت
دی ہی تاکہ انپر فتح پاؤن اب لا جو کچھ ضرب رکھتا ہے وو ہین استقلان نے گرز اٹھایا اور
امیر نے سپر اٹھائی تب عمر نے عربی زبان مین کہا کہ ای حمزہ قیصر روم کے دس لاکھ سوار
ہین خدا جانے کہ اسمین کتنے پہلوان ہون ای امیر اگر دو دو اور تین تین سے لڑوگے تو
بھی برسون چاہئین کہ ملک فتح ہوگا امیر نے فرمایا کہ خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ کیا
ہوتا ہی القصہ جب استقلان نے گرز امیر پر چلایا حمزہ نے سپر کی اور جھڑ سے اسے رد کیا
اور پھرتے وقت اسکی دوال کمر پکڑی ہاتھ دراز کرکے اور پاؤن رکاب سے نکالکر اسکے
گھوڑے کو ایسے لات ماری کہ استقلان کے نیچے سے گھوڑا بیس قدم دور گیا اور امیر نے
نعرہ مارکر اسے اٹھالیا اور سر پر لیجا کے پھرایا اور زمین پر ٹپکا عمر نے دوڑکر اسے باندھا
اور اپنے لشکر مین لائے استقلان کا چھوٹا بھائی تھا کہ اسکا نام استغلان کہتے ہین اسنے
جب اپنے بھائیکو بندھا ہوا دیکھا تب تروار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے ایک ہاتھ سے اسکی
بھی تروار رد کی اور دوسرے ہاتھ سے اسکی گردن مین ایسے مکی ماری کہ استغلان گھوڑے پر
سے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا تب عمر نے اسے بھی باندھا جب قیصر رومی نے یہ حال
دیکھا تو لشکر کو آواز دی کہ مارو اس عربکو تب تمام لشکر نے ایکبارگی چوگرد سے حملہ
کیا امیر نے بھی تروار ہاتھ مین لی اور رومیون مین در آئے جیسے شیر گلہ گوسپند مین
در آتا ہی پس جسکے سر پر مارتے تھے تو قاش زین کے نیچے اترتے تھے اور جسکی کمر مین مارتے
تھے مثل خیار تر کے کاٹتے تھے اور تمام لشکر مین اپنے حکم کیا تھا کہ ہمارے کہے بغیر کوئی
نہ آوے جب تمہارا لشکر کھڑا ہوکر تماشا دیکھنے لگا کہ ہاے ہوے مردان مثال سنگریزان
کے اور سر ہاے رومیان مانند گوئے غلطان تھے اور لہو انکا مانند ندی کے جاری تھا
القصہ چار گھڑی تک سپاہ روم کے امیر سے لڑے آخر کو شکست پائی امیر نے جب دیکھا کہ
رومی سب بھاگنے لگے تب آواز اپنے لشکر کو دی کہ ہان ان کا فرونکو اب مارو کہ یہان سے

جانے نپاوین پھر تو پہلوانان لشکر امیر کے گھوڑے اٹھا اٹھا کے دوڑے اور رومیون کے
لشکر مین گھسے اور کافرون کو مارنے لگے اور عمر معدیکرب جو سر لشکر حمزہ کا تھا قیصر روم
کے نزدیک آیا اور نعرہ کرکے کمند قیصر روم کے گلے مین ڈالی اور اسکو زمین پر پچھاڑا ؛
اور باندھکر امیر کے پاس لائے امیر نے جب قیصر روم کو دیکھا تب عمر معدی پر بہت آفرین کی
اور خلعت دیا اور طبل شادیانہ بجاتے ہوئے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے اور کرسی پہلوانی
پر بیٹھے اور فرمایا کہ قیصر روم کو معہ پہلوانون کے لاؤ القصہ بموجب حکم امیر کے خاطر کیا
تب امیر نے فرمایا کہ بولو خدا ایک ہی اور دین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے اور بت
اور بت پرست باطل ہین اور اگر تم مسلمان نہوگے تو جو احوال عدیث یونانی کا ہوا ویسا تمہارا
بھی ہوگا غرض قیصر رومی معہ پہلوانونکے مسلمان ہوا تب امیر نے فرمایا کہ بند انھونکی کھولو اور
حلقہ غلامی ان کے کانونمین ڈالو پس بموجب ارشاد امیر کے ویسا ہی کیا پھر خلعت شاہانہ ؛
قیصر روم کو پہنایا اور دونونکو خلعت دیکر بہت مہربانی فرمائی پس قیصر روم نے یہ نوازش
امیر کے دیکھکر شادمان ہوا اور امیر کی معہ پہلوانان عرب کے دعوت کی اور گھر کو لے گیا اور
شرط مہمانیکی بجا لایا اور خراجکا مال تین برس کا دیا جب حمزہ نے مقبل حلبی سے فرمایا کہ محصول
یونان کا اور روم کا تین برس کا نوشیروان کے پاس لیجا اور مین مال مصر کا لیکر آتا ہون ؛
غرض مقبل نے بموجب حکم کے یونان اور روم کا مال لیکر راہ مداین کی لی اور مداین کو
بعد از قطع منازل وطی مراحل کے پہنچا اور نوشیروان کو خبر کی کہ مقبل خراجکا مال دو ملکون
کا لیکر آیا ہے بادشاہ نے وہ مال خراج کا قبول فرمایا اور مقبل پر بہت نوازش فرمائی اور
احوال امیر کا پوچھا اور امیر نے یہان سے طرف مصر کے کوچ کیا اور قیصر روم کو وہین چھوڑا
اور استقلال اور استقلان کو ہمراہ لیا اور بعد از قطع منازل وطی مراحل کے مصر مین پہنچے
اور عزیز کو خبر امیر کے آنیکی ہوئی کہ امیر نے یونان اور روم کو فتح کیا اور اب ادھر آیا ہی
اسوقت عزیز مصر نے وہان اکابرونکو جمع کیا اور مشورت کی کہ کیا کیا چاہیئے سب نے بالاتفاق
یہہ صلاح ٹھہرائی کہ اول حمزہ سے دلمین نفاق رکھکے بظاہر مطیع ہونا اور بہانے سے ضیافت
کے اُسے گھر مین لاکر شراب اور کھانیمین بیہوشی دیکر امیر کو معہ اسکے پہلوانون کے باندھ
لینا پس یہہ مشورہ مقرر کرکے عزیز مصر ہدیہ وپیشکش لیکر مصر سے باہر آیا اور امیر نے ملاقات کی
اسکی بہت خاطرداری کی اور سرفراز کیا اور عزیز مصر کو خلعت دیا اسوقت عزیز مصر بولا کہ ایمیر ؛

جیسا مہربانی سے قیصر روم کو سرفراز کیا تھا اسیطرح سے میرے تئین بھی سرفراز کرکے میرے
غریب خانہ مین تشریف لاؤ غرض بعد سماجت بسیار امیر نے دو لو پہلوانان یونانی کو لشکر مین چھوڑا
اور آپ سب پہلوانون سمیت مصر کے اندرون شہر داخل ہوئے اور عزیز کے دربار مین
اترے اور عزیز مصر نے کھانا منگایا اور سفرہ بچھایا بعد کھانے سے فراغت ہونیکے دور
شراب کا چلا مگر بحکم عزیز کے شراب مین دارو بیہوشیکی ملائے تھے سو پیتے ہی سب یارون کو
اثر بیہوشی نے کیا اس عرصہ مین عمر معدیکرب نے کہا کہ ای لندھور دیکھ تو اب ڈیریگا کیون
پھرتا ہے لندھور نے کہا کہ خبردار رہو وہ تیرے اوپر گریگا یہہ کہتے کہتے لندھور گر پڑا بعد
از عمر معدی ہنسا اور لوٹنے لگا امیر نے جب یہہ احوال دیکھا تب کہا کہ ای عمر بن امیہ ہمارے
اوپر کچھ بھی حرکت ہوئی تب عزیز مصر آگے بھاگا اور عمر اسکے پیچھے دوڑا کہ تا عزیز کو پکڑین
سو پاؤن عمر کے نہ اٹھے اور گر پڑا اور بیہوش ہو گیا امیر دم بخود رہے اور تماشا دیکھتے
تھے جب عزیز نے حکیمون سے کہا کہ سارے پہلوان عرب کے بیہوش ہوئے مگر حمزہ اب تک
ویسا ہی بیٹھا ہے تب حکیمون نے کہا کہ حمزہ کو کچھ حرکت دینا چاہیئے تو بیہوش ہوگا اسوقت
عزیز نے کہا کہ کتنے ایک پہلوان ایکبارگی حمزہ پہ حملہ کرو جب پہلوانون نے امیر پہ حملہ بموجب
حکم عزیز کے کیا امیر نے چاہا کہ ایک ایک کو پکڑ کر مارین کہ اسیوقت آپ بھی لوٹنے لگے اور
بیہوش ہوئے تب عزیز نے کہا امیر کو معہ اسکے پہلوانون کے باندھ لو پس امیر کو سارے
پہلوانون سمیت باندھا اور ہاتھوتین ہتکڑیان اور پاؤنمین بیڑیان گلے مین طوق لتبلوکمین خاردار
لٹو پچی کئے اور راتا راتی حلب کے جزیرہ کو بھیجا اور وہ جزیرہ مصر سے تین کوس ہی تب عزیز
نے نوشیروان کو ایک کاغذ لکھا کہ ای بادشاہ ہفت کشور تیرے حکم سے حمزہ کو اسکے
یارون سمیت باندھا ہی اب اُسکے حقمین کیا حکم ہوتا ہی جب یہہ خط نوشیروان کو پہنچا تو بختک
نے کہا کہ عزیز کو لکھ بھیجو کہ حمزہ کو یارون سمیت یہان بھیجو یہہ بات سنکر نوشیروان فکرمند ہوا اور
بزرجمہر کیطرف دیکھا اور کہا کہ عزیز مصر نے امیر کو یارون سمیت دغا سے پکڑا ہے اور مجھے
لکھا ہی کہ اگر حکم ہوگا تو مار ڈالیگا بزرجمہر نے عرض کی کہ خدا تعالی نے عمر حمزہ کی ایک سو
تو دو اور پانچ برسکی دو پہر اوپر کی ہے سو کسی سبب سے اُسے کوئی مار نہین سکتا ہی ای بادشاہ
عزیز مصر کو لکھو کہ سر حمزہ کا بھیجوا دے اور چاہیئے کہ بادشاہ کا خط پہنچنے سے آگے امیر کو
خدا تعالی رہائی دیگا اور خلاص کریگا پس یہہ بات سنکر نوشیروان نے کتنے ایک روز صبر کیا کہ

خدا نخواستہ جیسا بزرجمہر کہتا ہی ویسا ہی ہوا تو حمزہ کو معلوم ہو ویگا کہ مین نے اسے مارنیکو فرمایا
ہے تب کام بہت سخت ہوگا بعد ازان نوشیروان نے عزیز کو لکہا کہ بہت محافظت سے حمزہ کو
وہین رکہو کیونکہ مین بہی وہین آؤنگا اور عربونکو اپنے حضور جان سے مارونگا جب عزیز کو یہہ خط
پہنچا تب وہ اس مضمون سے واقف ہوا کہ شاہ ہفت کشور نے ایسا لکہا ہی کہ امیر کو وہین رکہو
کہ مین بہی وہین آؤنگا اور عربون کو اپنے حضور مین بیجان کردونگا امیر کو رکہنے کو فرمایا ہی
مقبل حلبی جب مداین سے چلا تو اسنے راہ مین یہہ خبر امیر کے قید ہونیکی سُنی تب جلدی سے
کوچ بکوچ کرتا ہوا مصر کو پہنچا اور دیکہا کہ استقنالوش اور صدفنوش مصر کے قلعہ سے لڑتے
ہین اور مورچہ لگائے ہین مقبل نے کہا کہ ای پہلوانو مین نے سنا ہی کہ امیر کو حلب کے بندیخانہ مین
قید کرکے رکہا ہین اور وہ شہر نیل کی ندی کے درمیان ہی وہان لڑائی کرنیکی جاگہہ نہین ہے
تو جیسا کہ یہان لڑتا ہے یوہین لڑتا رہ اور مین یہان سے حلب کے جزیرہ کو جاتا ہون دیکہون
کہ خدا کیا کرتا ہے بعد ازان مقبل نے اپنا لباس سوداگر یکا کیا اور بہت سامان سوداگریکا
لیکر اس جزیرہ مین گیا اور ایک دوکان لیکر سوداگری مین مشغول ہوا اور ہر روز بندیخانہ مین
جاتا تہا اور اس بندیخانیکے حوالدار سے آشنائی پیدا کی مگر جس بندیخانے مین امیر تہے اور
اس جزیرہ کا حاکم عزیز مصر کا داماد تہا اور عزیز مصر کی بیٹی کا نام زہرہ بانو تہا ایک رات
زہرہ بانو نے خواب مین دیکہا کہ آسمان کا دروازہ کہلا ہی اور ایک تخت اوپر سے اُترا اور
اس تخت پر ایک بڈہا بیٹہا ہے زہرہ بانو نے پوچہا کہ تو کون ہے تب وہ بڈہا بولا کہ مین ابراہیم
خلیل اللہ ہون اور تجہے مسلمان کرنیکو آیا ہون اور عورت مقبل حلبی کی بناتا ہون زہرہ بانو نے
پوچہا کہ مقبل حلبی کون ہے اور کہان ہی ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا کہ مقبل میرا فرزند ہی
اور امیر حمزہ بن عبدالمطلب کا یار ہی اور فلانی جگہہ اس شہر مین اسنے دوکان کی ہے جب
فجر ہوئی تب زہرہ بانو ہوشیار ہوئی اور حضرت ابراہیم کی نشانی کے موافق بہانے سے
کپڑے خریدنیکے دوکان پر گئے اور مقبل سے کہا کہ تو خاطر جمع رکہہ آجکی رات امیر کو مین چہڑاتی
ہون غرض جب رات ہوئی زہرہ بانو اپنے گہر سے باہر نکلی اور مقبل کو اپنے برابر لیا اور بندیخانے
گئی جب دروازے پر پہنچی اور وہان کے چوکیدارون کو بلا کر کہا کہ ای چوکیدارو مین نے
ایسا خواب دیکہا ہی اگر تم میرے اسباتین شریک ہوگے تو مین تمہین حکومت اس شہر کی امیر
سے دلاؤنگی اور اسوقت مٹہی بہرکر دینار اور درم انکو دئے اور امیدوار سرافرازی

بے نہایت کا کیا اور مقبل نے بھی چوکیداروں سے پہلے ہی آشنائی پیدا کر رکھی تھی خصوصًا
جب یہہ بشارت سنی بہت خوشوقت ہوئے بعد ازان زہرہ بالونے ایک کمند اور ایک
سپر ملاکر باندھی اور اسپر مقبل کو بٹھایا اور چراغ اور بتی ہاتھ زسوہن مقبل کے ہاتھ
مین دیا اور اندر بندیخانے کے اُتارا جب امیر اور ان کے یارون نے روشنی دیکھی تب انکو
یقین ہوا کہ مگر کوئی ہمین گردن مارنیکو آتا ہے جب مقبل کو دیکھا تب بہت خوشوقت ہوئے پس
مقبل امیر کے پاس آیا اور پاؤن پر امیر کے گرپڑا اور رویا پھر چاہا کہ بند امیر کے پہلے کاٹے امیر
نے فرمایا کہ پہلے بند یارون کے دور کر جب امیر کے کہنے سے سب یارونکی بند مقبل نے کاٹے
اور امیر کے نزدیک آیا امیر نے خوشوقتی باطنی سے تھوڑا زور کرنے مین بند اپنے سب توٹے
مقبل نے کہا کہ یا امیر آج تک بند کیون نہین توڑے امیر نے کہا بہت قوت کرتا تھا کہ توڑ دون
لیکن نہین توڑ سکتا تھا اور اب تھوڑی قوت کرنے سے توٹ گیا بیت تا نرسد وعدۂ ہر کارکہ ہست
سود ندہد یاری ہر یارکہ ہست بعد از مقبل باہر نکلا پھر ایک ایک کرکے سارے پہلوان باہر نکلے بعد
سب کے امیر بھی نکلے اور شکر اللہ خدا کا ادا کیا جب زہرہ بالونے کہا کہ پہلے یہان کے حاکم کو مارنا
چاہیے عمر معدی کرب نے کہا کہ ای زہرہ بالو ہم بھوکے ہین اول کسیجگہ کھانا ہو تو لیجاکر ہمین پیٹ
بھر کر کھانا کھلا زہرہ بالونے کہا کہ آوازہ تھا کہ فجر کو میرا باپ امیر کے مارنے کو آتا ہے
اسواسطے کھانا اسکے لئے پکاکر تیار رکھا تھا سو چلو وہان کھانا مطبخ مین ہو گا تو کھاوینگے
غرض امیر اور سب پہلوان مطبخ مین آئے مطبخیون نے جب یہہ حال دیکھا تو اپنے تئین
سوتا ڈالا اسوقت امیر نے کہا کہ کوئی جاؤ اور عزیز کے داماد کو میرے پاس لاؤ پھر
کھانا کھاوینگے زہرہ بالونے کہا کہ یہہ کام میرا ہے امیر ہنسے اور اُسے رضا دی تب زہرہ
بالو نزدیک اپنے مرد کے آئی اور اسے نیندسے اٹھایا جب مرد نے اسکے اسکو ہتیار لگائے
اور لباس مردانہ کئے دیکھا تب پوچھا کہ ای معشوقہ یہہ کیا حال ہی زہرہ بالونے کہا الکافر
اٹھہ کہ امیر حمزہ دروازے پر کھڑا ہے اگر تو آتا ہی تو مین تیرے تئین اسکے پاؤن پر
ڈالتی ہون اور تیری بخشش جان اس سے کرا دیتی ہون مرد اسکا چوکیدارون کو
پکارا کہ پکڑ واسے گیسو بریدہ کو زہرہ بالونے تروار کھینچکر اپنے مرد کا سر کاٹ لی اور امیر
کے پاس لیگئی امیر نے اُسے بہت آفرین کی اور کہا کہ فجر ہونے تک ہم مصر کو پہنچین گے
لیکن کچھہ ہتیار ہمارے پاس نہین ہین زہرہ بالونے کہا کہ یا امیر یہان ایک کوٹھڑی بھر

ہتیار اور ایک گرز سام بن نریمان کا ہی اور وزن اسکا ایک ہزار ایک سو من کا ہے
امیر نے کہا شتابی جاکر لاؤ کہ وہ لایق میرے ہی زہرہ بالو نے کہا اسے اٹھا کون سکتا ہی
بلکہ وہان تک آپہی قدم رنجہ فرماؤ غرض امیر وہان گئے اور بہت ہتیار سے لئے پھر وہان
ایک صندوق دیکھا اسکا قفل کھولے اسمین گرز سام بن نریمان کا تھا سو لیا اور
باہر آئے امیر نے اس گرز کو بوسہ دیا اور اٹھاکر کاندھے پہ رکھا اور کہا اس گرز سے
دیوار قلعہ مصر کی توڑونگا یہہ کہکر روانہ ہوئے تھوڑی دیر مین وہان پہنچے اور ایک
گرز ایسا مارا کہ قلعہ مصر کی دیوار گر گئی اور امیر معہ اپنے یارون کے اندر گئے اور
دربار مین عزیز کے آئے زہرہ بالو بیٹی عزیز کی تھی سو باپکے گھر کے اندر گئی باپ اسکا
سوتا تھا سو اسکو اٹھایا اور ساری حقیقت کہی عزیز مصر نے کہا برا ہوا پھر کہا کہ پکڑو اس
برا کام کرنیوالیکو پس یہہ بات سنتے ہی زہرہ بالو نے تروار کھینچ کر ایسی ماری کہ سر جدا
ہوا پس زہرہ بالو اسکا سر امیر کے پاس لائی امیر نے زہرہ بالو کے سر کو بوسہ دیا اور
کہا خدا جسے راہ راست دکھاتا ہے اسکے ہاتھ سے ایسے کام ہوتے ہین غرض جب فجر
ہوئی اور آوازہ امیر کے آنیکا تمام مصر مین برپا ہوا تب دو پہلوانان یونانی شہر کو فتح
کرکے امیر کے آگے آئے اور امیر کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے فرمایا کہ مصر کے لوگون
کو جو کہ ایمان لاوین چھوڑ دو اور باقی سارونکو مار و پہلوانان عرب نے ویسا ہی کیا عزیز
مصر کا ایک بھائی تھا کہ نام اسکا ناصر تھا اسنے کپڑے نکال تمام بدن پر رکھا اور
ایک کفنی گلیمین پھاڑ کر ڈالی اور زہرہ بالو کے ساتھ امیر کے پاس آیا زہرہ بالو اسے
امیر کے پاس لائی اور عرض کی کہ یہہ بھائی عزیز کا ہے اور نام اسکا ناصر ہے امیر نے
فرمایا آنے دو جب ناصر حضور مین آیا تب عمر نے فرمایا کہ کہو خدا ایک ہی اور دین ابراہیم
خلیل اللہ کا برحق ہی ناصر نے اقرار کیا اور صدق دل سے مسلمان ہوا تب امیر نے اُسے
سر فراز کیا اور سونے کی کرسی پہ بٹھایا دوسرے روز ناصر امیر کو معہ پہلوانون سمیت
اپنے گھر مین لیگیا اور رسم مہمانداریکی بجالایا اور چالیس روز وہان رکھا اور جشن کیا اور
شاہ ناصر کو ایک بیٹی تھی کہ نہایت خوبصورت و صاحب جمال تھی اور آوازہ اسکے
حسن کا تمام زمین پر مشہور ہوا تھا اور کتنے ایک بادشاہ اسکے عاشق ہوئے تھے اور
ناصر شاہ نے کسیکو نہین دی تھی عرض ناصر نے زہرہ بالو سے کہا کہ حمزہ میری بیٹی قبول کریگا

تومین بیاہ کر دونگا کہ لایق اسکے ہے زہرہ بانونے یہہ حقیقت ساری امیرسے عرض کی امیر
نے فرمایا مجہسے اور مہرنگارسے قرار ہوا ہی کہ اسکے بغیر مین کسی عورت کو گھر مین نہ لاونگا
اور وہ میرے بغیر کوئی اور مرد نکریگی زہرہ بانونے کہا کہ یہہ بات سچ ہی لیکن امیرنے
اسبات کو قبول فرمانا پس جسوقت کہ مہرنگارسے شادی ہو چکی تب اس سے بہی نکاح
کرنا غرض امیرنے یہہ بات قبول کی اور مبارک وقت اور نیک ساعت دیکہہ کر عقد کیا اور
اپنے محل مین اُسے نہ لائے اور کتنے دنون تک مصر مین عیش و ارام سے گذارے القصہ حمزہ ایک
رات اپنے مکان مین آرام کرتے تہے کہ یکایک احتلام ہوا سو امیرنے ایک رومال سے اپنا
بدن پاک کیا اور اپنے کپڑے کو بہی اسی رومال سے پونچہا اور پہر وہ رومال اپنے ب
بچہونے مین رکہا اور آپ غسل کرنے کو باہر گئے قضاءً اسوقت ناصرشاہ کی بیٹی کو ہوش
پیدا ہوا کہ یہہ وقت آدہی رات کا ہی دیکہون کہ اسوقت امیر کیا کرتے ہین غرض ایک دائی
جو اسکی محرم راز تہی اسے اپنے ساتہہ لیکر امیر کے مکان مین آئی اور دروازہ کہولکر
اندر گئی تو دیکہا پلنگ امیر کا خالی ہے تب ایک گہڑی تک بیٹہی ویسے مین نیندنے اسپر
غلبہ کیا تب یہہ وہین سو رہی اتفاقاً اسے بہی احتلام ہوا جب نیند سے ہشیار ہوئی اور
اسی رومال سے اسنے بدن اپنا پاک کیا جیساکہ امیرنے کیا تہا اور وہ رومال لیکر اپنے
گہر کو گئی جب امیر غسل کرکے آئے تب مقبل سے کہا کہ وہ رومال جسسے بدن پاک کیا تہا؛
لاؤ تب مقبل نے اسے بہت ڈہونڈہا نپایا امیر بہت متعجب ہوئے یہہ خبر سارے لشکر مین
ہوئی اور ناصرشاہ کو بہی ہوئی غرض جتنا اسے ڈہونڈہا نپایا آخرش امیرنے وہان
سے کوچ کیا اور طرف مداین کے روانہ ہوئے اور بادشاہی مصر کی ناصرشاہ کو دی
اور حکومت حلب کی وہان کے چوکیدارون کو مرحمت فرمائی اور کوچ بکوچ سے چلے

داستان تیتیسوین

اب قصہ گستہم کا سنو کہ جاسوسان گستہم جو تہے وہ خبر ترکستان کو لیگئے کہ امیر حمزہ مداین
کو سلامت آیا تب گستہم اور زوبین گاؤمیش جو بادشاہ مغلان تہا سو آپس مین ملے اور
گستہم زرین کمش نے زوبین سے کہا کہ تو مداین کو چل اور حمزہ کو مار تب زوبین نے
گستہم سے پوچہا کہ اگر مین امیر حمزہ کو مارونگا تو بادشاہ ہفت کشور میرے تئین

دامادی مین قبول کریگا یا نہین گستہم نے کہا کہ یہہ میرا ذمہ ہے چل تو اول نوشیروان
سے مل بعد ازان حمزہ کو مارتا مین تیرے تئین مہر نگار کو دلاتا ہون غرض زوبین
نے اپنے لشکر سمیت راہ مداین کی لی اور چلا راوی یون روایت کرتا ہے کہ جب زوبین
کاؤمیش کا لشکر جہان اترتا تو تیس کوس کے گرداگرد وہین اترتا اور تیس کوس تک
پانی باقی نرہتا اور یہہ حکم کرتا تھا کہ جہان آب ودانہ وکاہ دیکھو تو لوٹ لو اس عالم
سے ایک عالم کو خراب کرتا ہوا آتا تھا بعد ازان گستہم نے نوشیروان کو لکہہ بھیجا کہ زوبین
کو مع لشکر لایا ہون جب یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی تو سنکر بہت حیران ہوا اور کہا کہ ای
بزرجمہر یہہ بدبخت گستہم ہمارے ملک مین بڑی بلا لایا ہے اس عرصہ مین بختک نے
کہا کہ ای بادشاہ اب اگر حمزہ ہزار جان رکھتا ہوگا تو اس لشکر کے ہاتھ سے ایک بھی
سلامت نہ لیجائیگا تب بزرجمہر نے کہا کہ خدائے تعالی کے حکم سے ایک حمزہ اتنے آدمی اس
لشکر کے ماریگا کہ انکی گنتی نہ کی جاویگی اور کئی شہر خراب ہو وینگے القصہ بادشاہ نے
فرمایا کہ اس لشکر کو عراق کے ہرے جنگل مین اتاردو بعد از نوشیروان مداین سے سوار ہوکر
لشکر سمیت زوبین کاؤمیش کے استقبال کو گیا اور یہہ خبر ہوئی کہ نوشیروان زوبین
کے استقبال کو آتا ہے تب زوبین اور سارے مغل اسکے سوار ہوئے اور تماشا سواری کا
نوشیروان کا دیکھنے لگے کہ یکایک از پہ دہ بیابان گردی برخاست گرد نے ماراباد کو باد نے
ماراگرد کو گرد خیرہ خیرہ و تیرہ تیرہ گرد کا دامن شگاف ہوا دیکھا تو ہزار اول غلام نوشیروان
کا باجاہ و جلال پیدا ہوا زوبین نے کہا کہ ای گستہم مگر نوشیروان یہی ہے گستہم نے کہا کہ ای
زوبین یہہ ایک غلام غلامون مین سے نوشیروان کے ہے زوبین اور سب لشکر اسکا مع
مغلان حیران ہوئے بعد ازان ایک سوار پیدا ہوا زوبین نے پوچھا یہہ کون ہی گستہم
نے کہا کہ دارا ہے پھر خاقان آیا پوچھا یہہ کون ہی گستہم بولا خاقان چین ہے پھر فغفور آیا
زوبین نے پوچھا کہ یہہ کون ہے گستہم بولا کہ فغفور ہی بعد ازان کرگین امیران عراق آئے
زوبین نے کہا کہ یہہ کون ہین گستہم نے کہا کہ یہہ امیر ہین مگر زور بادشاہی رکھتے ہین تب
زوبین نے کہا ہمین کچھ معلوم نہین ہے مگر سب شاہان وشہزادگان ہین بعد ازان
ایک غل پیدا ہوا زوبین نے گستہم سے متحیر ہوکے پوچھا کہ یہہ کیا آواز ہے گستہم
نے کہا اب سواری بادشاہ ہفت کشور کی آتی ہے کہ سات سو ہاتھی سونے کی عماری

کے سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی سونیکے بائین طرف اور سات سو ہاتھی پیچھے ہین اور
ایک سو بیس چھتر کے سایہ مین نوشیروان قباد شہریار کا بیٹا آتا ہے اور بزرجمہر
وزیر سیدھے طرف اور بختک وزیر بائین طرف اور ستر ہزار غلام زرین پوش چپ و
راست ہین جب زوبین نے بادشاہ کو دیکھا تو گھوڑے پر سے اُترا تب نوشیروان آپ
بھی قصد اُترنے کا کیا بزرجمہر کے کہنے سے یون معلوم ہوا کہ جبتک زوبین دوڑکر بادشاہ
کی رکاب کو بوسہ نہ لیوے تب تک اترنا مصلحت نہین ہے اور بختک نے کہا کہ مصلحت
یہہ ہی کہ شتابی اترو آخر نوشیروان نے بزرجمہر کا کہنا کیا اور گھوڑے سے نہین اُترا
ولیکن سواران مُغلیہ شاہ کو دیکھکر دلمین ڈرے القصہ جب زوبین نزدیک آیا اور
ہاتھ اپنا بادشاہ کی پاؤن کیطرف دوڑایا تب نوشیروان اترا اور زوبین اور اسکے
بھائیونکو گلے لگایا اور خلعت دئے اور دوسرے مغلون کو بھی خلعت دئے جب سبکی
نظر خلعتون پر پڑی تب سر ہلانے لگے کہ بادشاہ یہہ ہی اور باقی سب مسخرے ہین بعد
ہزار کھمبیکا خیمہ اور بارگاہ چہل ستون آگے کھڑے ہوئی اور بادشاہ اسمین آیا اور
تخت جمشیدی پر بیٹھا زوبین نے جو نظر کی تو تمام ڈیرہ اطلسی دیکھا اور میخین سونیکی اور
رسیان ریشم کی باندھین تھین نہایت متعجب ہوا پھر زوبین بھی ڈیرے مین آیا اور تسلیمات
بجا لایا بادشاہ نے کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا پھر ایک غل ہوا زوبین نے کہا کہ یہہ غل
اب کیسا ہے لوگون نے کہا کھانا لاتے ہین بعد سُفرہ زربفت کا بچھایا اور اسپر دستر
خوان زردوزی بچھایا اور رکابیان سونے روپیکی رکھین اور کھانا چنا از قسم نان
شیرین نان ورقی نان نعمت نان گلزار نان تنکی نان پنیر نان اعلی آبی روغنی خطائی چپاتی
پھلکہ شیرمال باقرخانی گاؤدیدہ گاؤزبان حسینی پلاؤ بیگمی پلاؤ باندیہو پلاؤ کوکو پلاؤ
کولا پلاؤ موتی پلاؤ مزعفر متنجن شولہ اہیری کیلانی کاشانی کباب مرغ کباب سیخ
کباب شامی کباب تکہ ہریسہ سنبوسہ بخلاوہ سیب بہی ناشپاتی کمرکت قندی ساق
عروس بادام پستہ کشمش انگور انجیر تا قندسیاہ لاکر حاضر کیا اور رکھا جب مغلون نے
سفرہ اس شان و شوکت سے دیکھا تو گویا کہ دیوانے ہوئے اور کھانا گوناگون اور
انواع اقسام کی نعمتین کھائے اور سفرہ اٹھایا بعد ازان روپے اور سونیکے اور بلوری
کاسے شراب کے ساقیان ماہوش اور معشوقان دلکش گردشمین لائے اور مطربان خوش

آواز نَے آواز چنگ و نائیکا اور ڈھول و طبلہ کا اٹھا لے **بیت** مئی حجاب از چشم
مردان بر گرفت چشم ساقی بادۂ احمر گرفت سارے مغل شراب سے سرمست ہوئے اور
حکایت حمزہ کی نکالی اور پوچھے کہ حمزہ کہان ہی بختک نے کہا کہ حمزہ مصر مین ہی شاید
کہ ابتک اسے مارے ہونگے تو بہتر ہے وگرنہین تو تیرے ہاتھ سے جی کہان لیجاویگا مگر جو کچھ
کہ وعدہ بادشاہ نے کیا ہی سو پہنچانا چاہئے تب گستہم اٹھا اور بادشاہ کے تخت کے آگے
آنکے سر رکھا اور عرض کی کہ زوبین کو داماد کرنا چاہئے کیونکہ بیٹی کا گھر مین رہنا خطا
ہی اور زوبین سے بہتر داماد کوئی نہوگا بختک نے بھی گستہم کی یاری کی بادشاہ
اسبات سے مانند سانپ کے پیچ و تاب کھاکر غصہ مار کر چپ ہو رہا اور کچھ بول نسکا پھر
بزرجمہر سے آہستہ بولا اور کہا کہ ای بزرجمہر اسوقت زوبین کو دامادی مین قبول نہین کرتا
تو بہتر نہین ہے کیونکہ ڈرتا ہون کہ کام خراب ہوتا ہے اور قبول کرتا ہون تو بیٹی مغلون کو
کیونکر دون تمام بادشاہ مجھے کیا بولینگے بزرجمہر بولے کہ ابتو قبول کرئیے پھر مہرنگار جسکے
بانہو سے لگ کر بیٹھیگی وہ دیکھہ لیگا غرض بادشاہ نے گستہم کی بات قبول کی تب گستہم نے
زوبین کو شاہ ہفت کشور کے پاؤن پر ڈالا نوشیروان نے اسکے گلے لگایا تب زوبین نے کہا
کہ کسیکو مداین مین روانہ کرنا چاہئے کہ مہرنگار کو یہان لے آوے کیونکہ بادشاہزادی آوے
تو بہتر ہے آخر قباد بن گستہم کو مداین کو بھیجا اور وہ آیا یہہ خبر مہرنگار نے سنی تو بہت
غمگین ہوئی اور اسی فکر مین تھی کہ خبر پہنچی کہ امیر آتے ہین اور مداین سے چار کوس پر
اترے ہین پس یہہ خبر سنتے ہی قباد تو مداین سے بھاگا اور دوسرے روز امیر مداین مین
داخل ہوئے اور ساری حقیقت معلوم کی اور اپنے آنے سے شکرانہ خدائی تعالی کا بجالائے
اور مہرنگار کے محل مین تشریف لیگئے اور دونو آپسمین دل و جان سے ملے اور عیش مین بیٹھے

بیت دیدار یار غایت دانی چہ ذوق دارد ابری کہ در بیابان بر تشنگان ببارد

پس امیر نے فرمایا کہ سب گھر مداین کے لوٹ لو مگر آدمیون کو مت ستاؤ جب یہہ حکم امیر
کا پہلوانون نے پایا تب لوٹنے لگے القصہ عمر معدی کرب قضاکار گستہم کے گھر مین گیا اور
اسکی بیٹی پر عاشق ہوا اور اسکو بغل مین پکڑ کر اپنے گھر مین لے آیا اور کہا کہ تیری تئین
مین اپنے نکاح مین لاؤنگا تو مجھے قبول کر اس لڑکی نے کہا کہ اگر تو آدمی ہوتا تو مین
تجھے قبول کرلیتی تو تو دیو ہے مین کیونکر قبول کرونگا ور عمر بن عمیہ بختک کے گھر مین گیا اور

اسکی بیٹی کو اپنے گھر مین لے آیا اور اس سے پوچھا کہ مین تجھسے نکاح کرون تجھے
قبول ہی یا نہین بختک کی بیٹی نے قبول نکیا غرض بعد از گفتگوئی بسیار کے عمر بن عمیہ
نے اس سے نکاح کیا شدہ شدہ یہہ خبر امیر کو پہنچی کہ اور سبھون نے بموجب حکم کے
گھر سبھون کے لوٹے اور عمر معدی کرب نے اور عمر بن عمیہ نے ایسا کام کیا ہے
حمزہ نے معدی زعمر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تمھارے تئین منع کیا تھا کہ آدمیون کو مت
ستانا مگر گھر لوٹ لینے کا حکم دیا تھا تم نے بیٹیان لوگون کی کیون پکڑکر زبردستی
کی عمر بن عمیہ نے کہا کہ بختک کی دختر نے مجھے اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ہی لیکن
دختر گستہم عمر معدی کتئین قبول نہین کرتی امیر نے فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ عمر معدی
نے کہا کہ اگر وہ مجھے قبول نہ کرے گی تو مین اپنے پیٹ مین چھری یا خنجر مارلونگا امیر
نے کہا بہتر ہے مارلو پھر امیر ہنسے اور کہا کہ وہ لڑکی عاقلہ اور بالغہ ہے اگر تیرے
تئین قبول نہین کرتی تو مین کیا کرون بعد ازان امیر نے اس لڑکی کو بلایا پس
امیر کے پاس اُسے لائے امیر نے اس لڑکی کو سمجھایا کہ ای لڑکی عمر معدی کتئین کیون
قبول نہین کرتی کہ وہ میرا بھائی اور میرے سید سے بازو کا رہنے والا ہی اور گستہم
کو اسکی دامادی سے شرم ہنوگی پھر مہرنگار نے سفارش عمر معدی کی بہت سی کی
اور رغبت دی غرض گستہم کی بیٹی نے عمر معد یکو قبول کیا پھر امیر نے اچھی ساعت
دیکھکر انکا عقد کیا اور عیش مین مشغول رہی امیر بھی اور سارا لشکر بھی عیش مین مشغول
رہے اور یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی تب بختک نے گستہم سے کہا کہ ای حرامزادے لائق
تیری دامادی کے عمر معدی کرب ہی گستہم نے کہا ای بختک تو اپنے کو بول کہ عمر بن عمیہ
چور تیرا داماد ہوا غرض تمام لشکر اور مجلس کے لوگ ہنسے اور یہہ دونو شرمندہ
ہوئے زوبین نے کہا ای بختک تو خاطر جمع رکھہ کہ بدلہ اسکا امیر سے لونگا والله اعلم بالصواب

داستان چونتیسوین

کہنے والا یون کہتا ہے کہ جب امیر جشن سے فارغ ہوئے اور عمر معدی اور عمر بن عمیہ
کے نکاح سے بھی فراغت ہوئے اور مداین سے کوچ کیا اور مہرنگار کو بھی ساتھہ لیا
اور بادیۂ اخضر کی راہ لی اور چلتے چلتے دو تین منزلین گئے اور یارون سے مصلحت کی

کہ ہمین سرا نیکو جاتا ہے مگر مہر نگار کو ساتھ لیجانا خطر ہی بہتر تو یون ہے کہ مہر نگار کو اور عمر بن عمیہ کو اور عمر معدی کرب کو اور انکی عورتون کو مکہ کو بھیجنا اور مقبل حلبی کو انکے ساتھ روانہ کرنا یارون نے کہا کہ یہہ صلاح بہتر ہے بعد از شاہزادی مہر نگار کو چالیس ہزار غلام اور خوجے اور باندیان دیکر مکہ کو روانہ کیا اور مقبل کو چار ہزار سوار برابر دیکر بھیجا اور آپ نے بھی وہان سے کوچ کیا اور منزل بمنزل اور کوچ بکوچ کرتے ہوئے چلے اور کافرون کے لشکر کے نزدیک پہنچے اور عباس کو فرمایا کہ ایک خط نوشیروان کو لکھو عباس نے اول حمد خداتعالی کی اور بعد تعریف حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان کی لکہی اور بعد اسکے یون لکھا کہ حمزہ بن عبدالمطلب کیطرف سے تیرے تئین معلوم ہووے کہ تو بادشاہ ظالم ہوکر عادل کہلاتا ہے اور خطاب اپنا عادل کا کیا ہے اور مین نے تیری کیا تقصیر کی ہی کہ تو نے اول کہا تھا کہ لندھور کا سر لے آنو مین مہر نگار کو تجھے دیؤنگا اسواسطے مین نے لندھور کو جیتا پکڑ لایا اور تو نے اپنی بیٹی کو اولاد بن مرزبان کو دیا اور میرے تئین گستہم کے ہاتھہ سے زہر دلایا اور بعد اسکے مصر اور یونان اور روم کو بھیجا اور وہان بھی حیلہ و مکر کروایا خداتعالی نے میرے تئین وہان سے بھی خلاصی دی پھر ابھی تو نے اپنی بیٹی مغلون کو دینے کی بارے خدائی تعالی نے میرے تئین غیب سے پہنچایا کہ بیچاری مہر نگار کو ننگ سے مغلون کے بچایا اور اب اسے مین نے مکہ کو پہنچایا ہے خاک دشمنون کے آنکہہ مین پڑی اور اب مین تیرے نزدیک آیا ہون اگر اپنے کئے سے توبہ کریگا اور پشیمانی اٹھاکر مجھہ سے صلح کریگا اور اپنی بیٹی یعنے مہر نگار کو اپنی رضامندی سے میرے تئین حلال کریگا تو بہتر ہے وگر نہین تو خدائی کعبہ کی سوگند ہے کہ تمھارے خلاف و عدلیے لسنتے کافرون کو قتل کرونگا کہ حساب اسکا خدا جانے جب یہہ نامہ تمام ہوا عمر بن عمیہ کو دیا عمر لیکر روانہ ہوا اور لشکر نوشیروان کی راہ لی جب نزدیک پہنچا تب ایک ٹیکڑے پر چڑھ کے نظر لشکر پر کی اور لشکر کو دیکھتے ہی دل مین خیال کیا کہ نوشیروان کے پاس جاتے ہی نوشیروان کہیگا پکڑ و اس عیار کو تب سوائے بھاگنے کے چارہ نہین ہی مگر اس لشکر مین سے بھاگ کے کدھر جاؤنگا یہہ اندیشہ دل مین کرکے پھرا اور امیر کے پاس آیا اور تمام حقیقت ظاہر کی امیر نے وہ نامہ لیا اور فرمایا کہ مین خود میدان مین نوشیروان کو دونگا حمزہ

اسی باتون مین تھے کہ استفتانوش آیا امیر نے یہہ احوال اسے سنایا کہا کہ خدا
کے کرم سے اور حضور کے اقبال سے مین جاؤنگا اور یہہ نامہ نوشیروان کو دونگا
امیر نے ہر چند منع کیا لیکن اسنے نہین سنا غرض امیر نے لاچار ہوکے فرمایا اچھا
اگر تو جاتا ہے تو اپنے ہتیار میرے پاس لا استفتانوش ہتیار حمزہ کے پاس لایا امیر
نے ہتیارون پر استفتانوش کے جو صحیفہ کہ حضرت ابراہیم پر اُترا تھا سو پڑھکر پھونکا
اور استفتانوش کو وہ ہتیار بندھوائے اور روانہ کیا اور کہا کہ جا تیرے تئین خدا
کو سونپا القصہ استفتانوش سوار ہوا اور نوشیروان کے دربار مین نہین پہنچا تھا
کہ استفتانوش نے دل مین کہا کہ ہنوز دربار مین نہین پہنچا اور رات ہوئی اور
رات کو لشکر مین جانا خوب نہین ہے پس یہین چار پہر رات گذران کرنا اور جب
فجر ہو تو نوشیروان کے دربار مین جانا بعد ازان ایک جاگہہ کھڑے ہوکے دیکھا
داہنے طرف اور بائین طرف تو بڑا ایک ڈیرا نظر پڑا اسو لوگون سے پوچھا کہ یہہ
ڈیرا کسکا ہی لوگون نے کہا کہ لہراسپ کا ہے اسکتین لہراسپ بن لوس کہتے ہین
استفتانوش نے کہا کہ اسے خبر کرو کہ ایک پہلوان امیر حمزہ کے پاس سے آیا ہی نوشیروان کے
کے پاس پیغام لیکر سو رات ہوگئی اس واسطے تمہارے ڈیرہ میں آیا ہے اگر تم رضا دو
تو تمہارے دروازے مین رات رہونگا اور گذران کرونگا جب یہہ خبر لہراسپ
پہنچی آپ شتابی سے باہر آیا اور استفتانوش کو ہاتھ پکڑکے اپنے ڈیرہ مین لگیا
اور اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا کہ تحقیق جان کہ مین جس روز سے تعریف حمزہ کی سنتا ہون
اس روز سے حمزہ کی مردانگی اور بہادری کا عاشق ہوا ہون پچاس ہزار سوار
غرق آہن امیر سے ہمراہ ہین اگر کچھہ نوشیروان صبح کو دربار مین تمپر زیادتی کریگا تو
مین اسے سمجھونگا اور مین تمہارے برابر خدمت مین رہونگا یہہ بات سنکر استفتانوش
بہت خوش ہوا اور شکر خدا کا بجا لایا اور تمام رات لہراسپ کے ساتھ عیش و عشرت
مین گذارا جب فجر ہوئی استفتانوش لہراسپ سے وداع ہوا اور چلا جب راہ طی
ہوئی تب دوپہر کو نوشیروان کے دربار مین پہنچا اور نیزہ گاڑا اور گھوڑا باندھ
کر دربانون کو کہا کہ خبر کرو کہ ایک شخص امیر کی درگاہ سے آیا ہے دربان دوڑے
اور خبر نوشیروان کو کی بادشاہ نے کہا کہ آنے دو استفتانوش اندر دربار کے

گیا اور کہا کہ سلام میرا بزرجمہر کو ہی بزرجمہر نے کہا کہ علیک السلام ایفرزند خوش ؛
آمدی بختک نے کہا کہ خوش تو آیا ولیکن عجب ہے کہ خوش جاویگا بزرجمہر نے کہا
ایحرامزادے کیون خوش نجاویگا جب نوشیروان نے کہا ای یونانی کچہہ پیغام حمزہ
کا لایا ہے سو دے تب استفنانوش نے خط امیر کا دیا اور اپنا ہاتھ شمشیر کے قبضہ پر
رکھا اور کھڑا رہا اور اسکے جواب کا منتظر تھا اور بادشاہ خط پڑھنے مین مشغول
تھے کہ بختک نے زوبین کو کہا کہ ایک مغل سے اشارت کر کہ پیچھے آکر اس یونانی
کو تروار اچانک ایسی مارے کہ اسکا کام تمام ہو وے لبعد زوبین نے ایک سخت
مغل سے اشارت کی سو استفنانوش کو وہین معلوم ہوا کہ میرے پیچھے سے حریف
آتا ہی پہلوان پہرا اور کمر مین اس مغل کے ایسی تروار ماری کہ دو ٹکڑے ہوا زوبین
نے اپنے تمام مغلون کتین حکم کیا کہ مارو اس عرب کتین پس زوبین کے حکم سے
ہزار مغل نامدار تروارین کھینچکر استفنانوش پر آگرے اور استفنانوش نے بھی انکین
اپنے تئین ڈالا ہرچند کہ نوشیروان منع کرتا تھا کہ پیغام لانے والے سے کیون لڑتے
سو پہ انھون نے نہین سنا اور استفنانوش بھی مغلون سے لڑتا تھا کہ یہہ خبر لہراسپ
کو پہنچی کہ استفنانوش مغلون سے لڑتا ہے لبعد ازان پچاس ہزار سوار سے لہراسپ
زوبین اور نوشیروان کے دربار مین استفنانوش کے طرف ہوکے لڑنے لگا
اور استفنانوش کو لڑبھڑ کر اپنے لشکر مین پہنچا اور اسے سلامت باہر مغلون مین
سے لیگیا پس تمام مغل شرمندہ ہوئے اور یہہ کہا کہ لہراسپ استفنانوش کی کمک کرتا
ہی لبعد ازان امیر کو خبر ہوئی کہ استفنانوش اور لہراسپ پچاس ہزار سوار سے آتے
ہین امیر خبر سنکر آپ بھی معہ پہلوانون کے سوار ہوئے اور استفنانوش کو گلے ؛
لگایا اور بہت نوازش فرمائی پھر لہراسپ بھی امیر کے پاؤن پر گرا امیر نے اُسے بھی
گلے لگایا اور خلعت دیا اور بہت مہربانی فرمائی اور مسلمان کیا اور اپنے ڈیرہ مین
اترے اور عیش مین رہے جب دوسرا روز ہوا نوشیروان نے کہا نقارہ لڑائی کا ٹھوکو
بموجب حکم کے نقارہ لڑائی کا بجوایا اور جاسوسان لشکر اسلام نے یہہ خبر حمزہ کو
پہنچائی کہ نقارہ لڑائی کا بجاکر نوشیروان اور زوبین لشکر سمیت میدان مین آئے اور
امیر کے آنیکے منتظر ہین امیر نے فرمایا کہ ہمارے نقارخانہ مین کہو کہ نقارہ کرین اور آپ

بھی معہ پہلوانان عرب کے سوار ہوئے جب نزدیک پہنچے اور ان کو خبر ہوئی کہ حمزہ آتا
ہی تب زوبین نے کہا کہ حمزہ کو مجھے دکھاؤ اتنے مین گرد لشکر کی پیدا ہوئی اور وہ گرد
پھٹی اور اسمین سے نشان لشکر کا عمر معدی کرب لیکر پیدا ہوا دیکھا کہ پچاس اور چار
گز کا قد ایکمرد کا دیکھا اور اسکا پیٹ گھوڑیکی عیال سے آگے آیا تھا اور چار اوپر
چالیس بھائی اسکے اور چار ہزار چار سو سوارون سے میدان مین پیدا ہوئے جب
زوبین نے پوچھا حمزہ یہہ ہے بختک نے کہا کہ حمزہ یہہ نہین مگر یہہ عمر معدی کرب سرلشکر
حمزہ کا ہی اور بادشاہ عادیون کا ہی سب مغل حیران ہوئی زوبین نے پوچھا کہ حمزہ
نے اس قد کے آدمیون کو کیونکر پکڑا بختک نے کہا ایک گرز مارنیسے انھین باتون مین
تھے کہ سواری لندھور کی آئی کہ سات سو ہاتھی سیدھے طرف اور سات سو ہاتھی بائین
طرف اور ایک سو بیس چھتر کے سایہ مین ایک شخص ایک سو دس گز کا قد لیکر آیا اور
فیل منگلوسی پر سوار ہو کر پیدا ہوا زوبین نے کہا مگر کہ یہہ حمزہ ہے بختک نے کہا کہ
یہہ حمزہ نہین ہی یہہ لندھور بن سعدان شہزادہ بارا ہزار جزیرہ کا سراندیب کے ہے
زوبین نے کہا کہ ایسے پہلوانون کو حمزہ نے کیونکر مسخر کیا ہی بختک نے کہا کہ اسکی دوال
کمر پکڑ کر اٹھا لیا اور سر پر لیجا کے پھرایا اور زمین پر مارا اور باندھا زوبین نے
کہا کہ ای گستہم حمزہ کشکینہ خوار و پشمینہ پوش ہی جسکے ہاتھ سے ایسے ایسے کام ہوئے ؛
ہین اور یار اور غلام اتنا تجمل رکھتے ہین زوبین نے کہا کہ پھر اسے کشکینہ کھانیوالا
کیون کہتے ہو گستہم نے کہا کہ حمزہ نے انھین جادو سے باندھا ہے اور یہہ تجمل میرا ہی
زوبین ہنسا اور بولا کہ آخر مردی سے کیا ہی پھر تو کیون ایسا بولتا ہے بعد
لندھور کی دوسری سواری آئی کہ سات سو چھتر کا سایہ اور مراتب کے ساتھ زوبین
نے کہا کہ ای بختک یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ جیور بن شہبال شاہ چچیرا بھائی لندھور کا
ہے بعد اسکے دوسرا لشکر پیدا ہوا اور دو سو چھتر اسکے ساتھ ہین زوبین نے پوچھا کہ
یہہ کون ہی بختک نے کہا کہ یہہ شہزادے بنگالہ کے ہین ایک کا نام اورنگ اور دوسرے کا
نام گورنگ یہہ سالے لندہور کے ہین بعد انکے بیس ہزار سوار سے دو چھتر کے
تیرکستان باندھے ہوئے پیدا ہوا زوبین نے کہا کہ یہہ کون ہی بختک نے کہا شاہزادہ
ہند ہین اور دو بھائی اسکے ہین بعد اسکے ایک لشکر بیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور چھتر مکلل بجواہر

زوبین نے پوچھا کہ یہہ کون ہے بختک نے کہا یہہ شہزادے روم کے ہین ایک کا نام
استقلان اور دوسرے کا نام استغلان ہی بعد اسکے آواز پوئیس پوئیس کی آئی زوبین نے
پوچھا یہہ کون ہی اور کیا آواز ہے مگر حمزہ آتا ہے بختک نے کہا یہہ آواز عمر کے عیارون
کی ہے وہین عمر پیدا ہوا اور اسکے بعد بارہ ہزار غلام زرین کلاہ و زرین قبا کمربند
زرین کے اور گھوڑے تازی ہاتھہ مین لئے ہوئے پیدا ہوئے زوبین نے کہا یہہ
کون ہے اور یہہ لشکر پیادہ کیون ہی بختک نے کہا کہ جب صاحب انھونکا پیادہ ہی تو البتہ
وہ بھی پیادہ ہونگے پس عمر بن عمیہ اور اسکی فوج کو دیکھکر تمام مغل ہنسے اور حیران
ہوئے گستہم نے کہا ای زوبین اگر ہزار حمزہ ہوتے تو ڈر نتھا مگر یہہ ایک دزد بارہ یک
لگ لگ پا پیدا ہوتا تو کیا ہنستا ہی اب معلوم ہوگا بعد اسکے آواز نشان اژدہا پیکر کی
آئی زوبین نے پوچھا یہہ کیا ہے بختک بولا یہہ آواز نشان کی ہی زوبین نے کہا یہہ
کسنے بنایا ہی بختک نے کہا کہ یہہ نشان بزرجمہر نے جادو سے بنایا ہی بزرجمہر ہنسے
اور بولے کہ ای حرامزادے یہہ کیا کہتا ہی جادوگرون پر لعنت خدا ہے اتنے مین آفتاب
مشرق و مغرب کا حمزہ بن عبد المطلب پیدا ہوا اور اسکے پیچھے تیس ہزار غلام ترکی
اور رومی اور زنگی اور چینی اور ختنی اور حبشی اور ہندی پیدا ہوئے تب زوبین
نے امیر کو دیکھہ کر کہا ای بختک اس مرد کوتاہ قد نے اتنے پہلوانون کو حلقہ بگوش
کیونکر کیا بختک نے کہا یہہ مرد مردانہ ہے غرض جب امیر آئے تب سارے پہلوانان
عرب کے تیار ہوئے اور نقیب پکارے کہ کون مرد قصد میدان کا کریگا وہین امیر حمزہ
خنگ پر سوار ہوکر میدان مین آئے اور گھوڑے کو کاوے پر لگائے اور سم اسپ کی
خاک آسمان کو پہنچائی اور پکارکر بولے کہ کوئی جانتا ہے تو جانے نہین جانتا ہی تو آپ
پہچانلے کہ حمزہ مین ہون اور جسکو آرزو مرگ کی ہو تو وہ میدان مین آوے
اور کوئی مسلمان ہوگا سو سعادت اور نیکبختی پاویگا اور جو بدبختی چاہیگا سو دوزخ
مین جاویگا جب حمزہ نے میدان مین آکر یہہ کہا تب زوبین بولا کہ مین نے لڑائی حمزہ کی
آج تک کبھی نہین دیکھی بلکہ کوئی پہلوان تمھارے پہلوانون سے حمزہ سے جاکر لڑے
تو مین دیکھون کہ کیا وزن حمزہ کی لڑائیکا ہے پھر دوسرے روز مین اس سے لڑونگا
بختک نے کہا کہ گستہم سے زیادہ کوئی پہلوان نہین ہے اور دوسرا کون مرد ایسا ہی

کہ مقابل حمزہ سے ہوگا جسوقت تمام سارے امیران ایران اور توران کے بختک نے
لئے اور کہا کہ کوئی مقابلہ امیر سے کرنے والا نہین ہے تب تو گستہم کو فرض ہوا کہ میدان
مین جاوے سو گستہم نے اپنے دل مین کہا کہ ای دل بہتر ہے اس ننگ سے مرنا غرض
ضرور جانکر دل مین کہا کہ اگر اس لڑائی سے جیتا پھرونگا تو بختک کو جان سے مارونگا
پس وہین گستہم میدان مین آیا جب امیر کی نظر گستہم پر پڑی ہتیار کھولنے لگے تب
زوبین نے نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ ہتیار کیون کھولتا ہے نوشیروان نے
کہا کہ حمزہ نے سوگند کھائی تھی کہ جسوقت گستہم کو دیکھونگا تو بن ہتیار کے مارونگا
زوبین نے کہا کہ بے ہتیار کیونکر مارے گا بادشاہ نے کہا کہ مین بھی اس تعجب مین ہون بارے دیکھون کہ کیونکر لڑائی کرتے ہین القصہ جب گستہم نے امیر کو بغیر ہتیارون
کے دیکھا وہین تروار کھینچکر دوڑا اور امیر پر ماری امیر نے ہاتھ لنبا کرکے اسکی
تروار کا قبضہ پکڑ لیا ہرچند گستہم نے زور کیا لیکن تروار امیر کے ہاتھ سے نہین
چھڑا سکا اور بہت عاجز ہوا تب امیر نے ایسا زور کیا کہ ہاتھ گستہم کا کانپا اور تروار
اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی پس امیر نے تروار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور گھوڑا
دوڑائے تب گستہم بھی سپر سر پر لے گیا امیر نے ایسی تروار ماری کہ ڈھال کے
دو ٹکڑے ہوئے اور خود پر پہنچی اور خود سے اتر کر سر پر پہنچی اور سر پر سے اتری
تو حلق کو کاٹ کر صدر سینہ کو صاف کرتی ہوئی ناف پر سے گذر کے گردگاہ سے نیچے
جاکر فاش زین پر ٹھہرتی ہوئی تنگ کے نیچے سے نکل زمین پر لوہہ دی اور گستہم معہ
گھوڑے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بیٹے نے گستہم کے جب باپکا یہہ حال دیکھا تو وہین
اپنے لشکر سے دوڑا امیر نے بھی جلدی سے زرہ پہنی اور عمر سے کہا کہ مین نہین
چاہتا کہ لشکر اپنی جگہہ سے ہلنے لگے مین اکیلا ہی لڑونگا تم سب کھڑے رہکر تماشا دیکھو
یہہ کہہ کر گستہم کے لشکر مین دھسے اور بدو نوہاتون سے تروارین مارنے لگے غرض
دودستی تروارین ایسی مارتے تھے کہ لشکر کو زیر و زبر کرتے تھے یہانتک
کہ قباد بیٹا گستہم کا کھڑا تھا وہان امیر نے اپنے تئین پہنچایا اور گھوڑے کو اسکے برابر
کرکے ایسی تروار ماری کہ اسکا گیند کے مانند سو قدم دور گرا بعد اسکے دوسرا بیٹا
گستہم کا قارن نامی تھا وہان بھی امیر پہنچے اور ایسی تروار ماری کہ اسکو بھی معہ گھوڑے

چار ٹکڑے کیا جب لشکر نے اسکے یہہ حال دیکھا تب تو بے تامل بھاگنا شروع کیا اور
یہان تک بھاگے کہ ایک بھی میدان مین نرہا اور امیر میدان مین کھڑے رہے زوبین
کا تمام لشکر اور مغل یہہ تماشا دیکھتے تھے اور حیران کھڑے ہوئے تھے بعد زوبین
نے نوشیروان سے کہا کہ آج کے دن طبل بازگشت بجوانا اور صبح کو پھر آگے لڑنا بہتر
ہی کسواسطے کہ اب حمزہ بہت لڑچکا ہے اگر اب مین اسسے لڑتا ہون تو امیر بھی اور
تمام عالم یہہ کہیگا کہ حمزہ لڑتے لڑتے سست ہوگیا تھا غرض نقارہ پھرنے کا بجاکر دونو
لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے جب بادشاہ روز نے سر جیب شب کے خواب سے اٹھایا
یعنے افتاب خوشرنگ اوپر دریائی نہنگ سے آیا اور عالم ظلمانی کو منور اور نورانی
کیا تب چرنے والون کو اور مرغ و ماہی کو نیند سے اٹھایا تب پہلوانون نے قبائین
برمین درست کین اور چار پر چالیس پارچہ سلاح کے آراستہ کئے اور کمر دوالیون
سے محکم باندہے اور نقارہ لڑائی کا بجایا اور دونو لشکر میدان مین آئے اور پہلوان
مست ہاتھی کیطرح سے پکارنے لگے تب جاسوسان لشکر اسلام نے جاکر امیر کو دعائی:
جا بدرازدی رباعی بادشاہا بارگاہت از فلک بر تو باد داد عدلت در سرائی آخرت معمور باد
ایفریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد
عمر دراز رہے شہریار عالم کے فوجین آراستہ ہوئین اور صفین باندہین میمنہ و میسرہ
قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ یمین و یسار اگلا ہر اول پچھلا جنڈول چودہ صفین آراستہ
کین اور میدان پاک کیا امیدوار قدوم میمنت لزوم کے ہین تب نقیب پکارنے لگے
کہ کون مرد ہی جو میدان مین آوے اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کریگا اور حق
نمک حمزہ سے ادا ہو یگا اتنے مین شاہ مردان و مردان و تاج بخش سلطان و حلقہ فگن
گوش گردن کشان عم رسول آخر الزمان صلعم یعنے امیر کشور گیر جہان ستان اپنے
سلاح بدن پر آراستہ کئے اور خنگ ہیرا اسحاق پر سوار ہوئے اور تمام دست
راستی اور دست چپ تو نکا مجرا لیتے ہوئے چالیس قدم سرداری کے بڑھ کر کھڑے
ہوئے تھے کہ ایک سوار زوبین کے لشکر کا آیا تیس گز کا قد اور لوہے کا گرز رکھتا
تھا میدان مین آکے برابر امیر کے کھڑا رہا امیر نے پوچھا ای پہلوان تیرا نام کیا ہے
بتا کہ بے نام و نشان نمارا جاوے اسنے کہا کہ امیر مجھے مرد افکن زابلی کہتے ہین

ایحمزہ اگر تو ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا امیر نے کہا مردانہ رہ
اور لا جو کچھہ رکھتا ہے **بیت** بیا تا چہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران
غرض مردافگن زابلی ہاتھہ گرز پہ لیگیا اور اسے اٹھاکر سر سے بلند کیا اور امیر نے
بھی سپر سر پہ لی اور دعا کیا بجناب کبریا کہ پناہ اس گرز سے نہین سوائے تیری پناہ
کے اور یہہ فقط پناہ ظاہری کے لئے اٹھائی ہی غرض مردافگن نے ایسا گرز امیر کے
سر پہ مارا کہ اسکی آواز تمام بیابان مین پہنچی اور شعلہ آگ کا نشان کے مانند
تا بآسمان بلند ہوا غرض وہ حملہ اسکا امیر نے روکیا جب مردافگن زابلی پھرا اور امیر
کو مانند اژدہا کے خشمناک دیکھا کہ ایحمزہ آفرین تیرے باپ پہ کہ جسنے تیرے تئین
جنا اور آفرین تیری مان پہ کہ جسنے تیرے تئین دودھہ پلایا کہ ایسا میرا حملہ رد کیا تب
امیر نے کہا **بیت** تو ضربے زدی ضرب مالوش کن غم دین و دنیا فراموش کن
جب امیر کی نوبت پہنچی تو امیر نے ایسا گرز جو ایکہزار ایک سو سکا تھا مارا کہ کمر اسکے
گھوڑے کی توٹ گئی اور مردافکن وہین زمین پہ گر پڑا اور خنگ کو مارنا چاہا امیر نے دوپہر
تک اس سے جنگ کی اور جو کارزار کرتا تھا سو کیا آخر امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ
کرتا ہون تب مردافکن نے کہا کہ مین بچہ شیر خوار نہین ہون جو تیرے نعرہ سے
ڈرونگا تب عمر بن عمیہ نے اشارہ نعرہ کا ادا کیا اس وقت امیر نے روئی موزون
سے نکالکر اپنے گھوڑون کے کانون رکھے غرض تب امیر نے نعرہ کیا اور مردافکن کو
زمین سے اٹھایا اور سر پہ لیجاکے پھرایا اور زمین پر رکھدیا تب عمر نے اسکو محکم
باندھا اور لشکر مین لے آیا اور کئی ہزار گھوڑون نے اپنے سوارون کو گراکر راہ
جنگل کی لی عیارون نے عمر کے وہ گھوڑے پکڑ کر اپنے لشکر مین لائے لشکر اپنے
مقام پہ اترے تب امیر نے مجلس آراستگی کا حکم دیا بموجب حکم کے ساقیان سیمین
ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے اور دور مجلس مین چلنے لگا اسوقت حمزہ
نے فرمایا کہ مردافکن زابلی کو بلاؤ پس حاضر کیا امیر نے اسے فرمایا کہ مین نے تجھے کس طرح
زیر کیا مردافکن بولا کہ جیسا مرد مردون کو اور شیر شیرونکو زیر کرتے ہین ویسا ہی
تم نے مجھے زیر کیا تب امیر نے فرمایا کہ عقلمندون نے کہا ہے کہ مرد رہ یا ہمراہ مرد
کے رہ سو اب تو مسلمان ہو مردافکن بولا کہ ہم سات بھائی ہین کوئی کام سوا اتفاق کے

نہین کرتے ہین پس وہ بھی جبتک مجھسے مانگے تب تک موقوف و معذور رکھو تب امیر نے فرمایا
کہ اُسے قید مین رکھو القصہ جب صبح ہوئی تب دو نو لشکر تیار ہوئے اور نقارہ بجاکر میدانمین
آئے مردان جنگی تیار ہوئے اور نامرد بھاگنے لگے پس ایک لشکر خدا پرستون کا تھا اور
دوسرا لشکر لات و منات کا غرض جب دو نو لشکر مقابلہ مین کھڑے رہے تب حمزہ اگر میدان
مین پکارے کہ جسکو آرزو مرگ کی ہو سو میدان مین آوے تب مرد افگن کا بھائی مرداند
جسکا نام تھا میدان مین آیا اور امیر پر حملہ کیا امیر نے حملہ اسکا رد کیا اور ہاتھ دراز
کرکے اسکا کمر بند پکڑکے گھوڑے پر سے اُسے اٹھایا اور سر سے بلند کرکے اُسے پھرایا اور
زمین پر دے مارا عمر نے دوڑ کر اُسے باندھا اور لشکر مین لائے راوی حکایت لکھتا
ہی کہ حمزہ نے اُس روز چھ بھائی مرد افگن زابلی کے باندھے اور ہر دو لشکر آسایش
کیواسطے اُترے تب امیر نے پہلوانی کی کرسی پر بیٹھکر ساتون بھائیون کو مرد افگن
کے بلایا اور فرمایا کہ بولو خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق
ہے تب وہ ساتون بھائی کلمہ پڑھ کر از سر صدق دل مسلمان ہوئے امیر نے بند انکون
کے کھولے اور خلعت سے سرفراز کیا اور کرسیان عنایت فرمائین عمر نے حلقہ غلامی
کا اُن کے کان مین پہنایا تب مرد افگن زابلی کے ہزار سوار تھے سو موافق حکم اپنے خاوند
کے زوبین کے لشکر کو لوٹ کر حمزہ کے لشکر ظفر اثر فوج مین آملے اور جب صبح ہوئی تب
نقارہ لڑائی کا دو نو لشکر مین بجا اور دو نو لشکر تیار ہوئے اور میدان مین صف آرائی
ہوئی تب امیر نے اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور پکارے کہ کسے آرزو جہنم کے سیر کی
ہی تب زوبین نے کہا کہ مین حمزہ کے مقابلہ مین جاتا ہون اگر وہ غالب ہوا تو اشارہ
کرونگا تب تم سب لشکر کے لوگ اکبارگی حملہ امیر پر کرنا یہہ کہکر زوبین میدان مین
آیا اور مقابل حمزہ کے آکر کھڑا رہا امیر نے فرمایا کہ ای پہلوان تیرا کیا نام ہے اسنے
کہا زوبین مغلستان کا بادشاہ ہون امیر نے فرمایا کہ خوش آمدی پس زوبین نے
گھوڑا دوڑاکر امیر پر ایک ضرب گرز کی امیر نے حملہ اسکا رد کیا اور فرمایا کہ پھر دو
حملے اور بھی تجھے دیئے بیفکر مار تب زوبین نے بقوت تمام اور بھی دو گرز مارے ایسے
کہ خنگ ہنر اسحاق چلایا حمزہ نے سپر جو سر پہ لی تھی اسمین شعلہ آتش کا نکلا اور آسمان
پر گیا جب نوبت امیر کی پہنچی تب امیر نے وہ گیارہ سو من کا گرز زوبین کے سر پر لگایا

کہ زوبین کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور زوبین زمین پر گر پڑا تب جلو داروں نے دوڑ
کر اُسے زمین سے اٹھایا تو دیکھا کہ اسکے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی پس جلو
دارون نے پانی کا چھینٹا دیا اور گھوڑا دوسرا لاکر اُسے سوار کیا زوبین نے
گھوڑے پر سوار ہوکر اشارہ اپنے لشکر کو کیا تب سب کافرون نے یکبارگی امیر
پر گھوڑے اٹھائے تب امیر نے آپ بھی اس لشکر بیحد مین گھوڑا ڈالا اور سر
کافرون کے اڑانے شروع کئے یعنی سر انکے گون کے مانند گولی غلطان کے اور تن
انکے مثال سنگریزون کے امیر اسوقت دو دستی تروارین مارتے تھے ایسا
کہ مریخ فلک بھی ڈر کر آسمان مین چھپ رہا تھا اور ندیان لہو کی جاری ہوئین تھین
اور سر مانند حباب کے اسمین تیرتے تھے اسوقت امیر نے عمر کو فرمایا کہ ای بھائی
تم میری پیٹھ پر نگہبان رہو اور ہمارے لشکر کو بولو کہ تم اس لشکر بیحد مین آکر مارے
نجاوے پس ایک بلندی پر کھڑے رہکر تماشا دیکھتے رہو اور پہلوانون کو بولو کہ مردون
کے مانند لڑو اور زخمی جو ہووین زیر نشان جاوین تب عمر نے کہا کہ یہہ لشکر بڑا
ہی اور تمام پہلوان جدا جدا ہوگئے ہین آپ کے زندگی کی خبر انکو کیونکر ہوگی تب
امیر نے فرمایا کہ صبح سے شام نعرہ مارونگا غرض بڑی دانائی سے عمر بن عمیہ نے تمام
لشکر کو جمع کیا معہ نشان ایک ٹھکانے پر لیجاکے کھڑے کئے پھر عمر حمزہ کے پیچھے رہکر
نفت کے شیشہ سے کافرون کو جلا کر جہنم مین پہنچاتے چلے جاتے تھے امیر بدستور
بارہ روز شب و روز جنگ کرتے تھے لیکن بیخواب و خور تھے اور کافر اپنے لشکر مین جاکر
کھانا کھاکر تازے ہوکر آتے تھے اور بار بار نئی فوج لاتے تھے اور زوبین اور
بختک بھی معہ لشکر بھاگتے تھے اور پھر تازہ لشکر لیکر آتے تھے مگر امیر نے کتنے ہی
آدمیون کو بیجان کیا تھا کہ حساب انکا سوائے خدا کے دوسرا کوئی نجانے پس امیر انکے
نشان تک پہنچے کہ نظر زوبین بیدین کی حمزہ پر پڑی دیکھا کہ پگڑی گلے مین پڑی
ہے اور منہہ سے کف جاری ہی ایسے کہ تمام رنگ بدن کا سفید ہوگیا اور خبر اپنی نہین رکھتے
ہین اور دولو ہاتھون سے تروارین مارتے ہین مدراوی یون لکھتا ہے کہ جب امیر بیخبر
ہوتے تو منہہ سے کف جاری رہتا اور سر برہنہ ہوتے اور مانند دیوانہ کے تروارین
مارتے زوبین نے بختک سے کہا کہ حمزہ کو پیچھے سے مارنا چاہئے بختک نے کہا کہ اگر

اسکی پشت سے عمر جدا ہو تو البتہ مار سکیگا تب زوبین نے لشکر کو کہا کہ کسیطور سے عمر کو
حمزہ کی پیٹھہ سے جدا کرو تب بہت سے عمر پر آگرے اور حمزہ سے جدا کیا تب زوبین
بیدین نے مانند نامردون کے پیچھے سے آکر دغا سے امیر کے سر پر ایسی تروار
ماری کہ چار انگشت کے موافق زخم ہوا تب حمزہ ہوش مین آکر دشمن کو مارا چاہتے
تھے کہ وہ نامرد بھاگ گیا اور اپنے لشکر مین جا پڑا اور سب چھوٹے بڑے کہنے لگا
کہ مین نے حمزہ کو ایسی تروار ماری ہے کہ حلق تک اُتر گئی اور یہہ آواز جھوٹا
تمام لشکر مین منتشر ہوا عربون نے یہہ خبر سنکر دلاوری سے جنگ کی اور بہت
متفکر ہوے اور امیر کے زخم سے خون جاری ہوا اور آنکھہ مین اندہیری آئی اسوقت
امیر نے دونو باہین گھوڑے کے گلمین ڈال دین اور گھوڑیسے لپٹ کر فرمایا ای خنگ
مجھے مکہ کو پہنچا پس فرماکر بیہوش ہوئے اور خنگ نے جانا کہ حمزہ جنگ سے
بیکار ہوئے تب راہ مکہ معظمہ کی لی اور کافر جو پیچھے لگے تھے خنگ نے جانا کہ مجھے
پکڑنے آتے ہین تب کسیکو لاتون سے مارتا اور کسیکو ٹاپون سے مارتا تھا اور کسیکو
کاٹتا غرض اسطرح اس لشکر بے عدو سے نکلکر مکہ کے راہ لی اور صبح ہوتے ہوتے
مکہ کو پہنچایا اور تمام شہر مین مکہ کے شور پڑا تب امیر کو اُتار کر چار پائے پر لٹایا اور
لشکر مین امیر کے نعرہ کا آواز نہ آنے سے عمر متفکر ہوئے اور ڈھونڈہنے لگے تب
عمر پاؤن خنگ کے پہچانتا ہوا مکہ کیطرف چلا اور ہنوز امیر کو خوب طرح پلنگ
پر نہ سلایا تھا کہ عمر نے پہنچکر اور استرا نکالکر زخم کے گرد کے بال مُنڈا کر مرہم
کی پٹی چڑہائی اور مقبل حلبی کو کہا کہ شتابی امیر کے ہتیار لگا خنگ پہ سوار ہو کر
میرے ہمراہ چل مقبل حکم عمر کا عمل مین لایا اور یہہ دونو کافرون کے لشکر کیطرف
چلے اور بعد پہنچنے کے عمر نے فرمایا کہ مار وان کافرون کو جب کافرون نے مقبل کو
بجائے امیر کے تازہ دیکھہ کر حمزہ تصور کر کے بولے کہ ہم حمزہ کو مُوا جانتے تھے بارے
وہ تو پہر تازہ ہو کر آیا ہے یہہ کہہ کر ایکبار سب نے بھاگنا شروع کیا اسوقت بختک
سگ ناپاک نے کہا کہ حمزہ تو موا ہے اور یہہ مقبل حلبی ہی تم بھاگو مت تب کافر سب
ایک جگہہ جمع ہوے اور دنبالہ امیر کے لشکر کا لیا اور تمام لشکر لیکر مکہ معظمہ کو پہنچا
اور پہلوان عرب کے امیر کیواسطے سینہ بہر دے اہ پر درد نکالتے تھے تب عمر بن عمیہ نے

کہا کہ تم سب خاطر جمع رکھو کہ امیر حمزہ صحت اور تندرستی سے ہین مگر تم سب نے
اتفاق سے جنگ کرنا دیکھو تو خدائی تعالیٰ کیا کرتا ہے غرض سب لشکر دلاوری
سے جنگ کرنے لگا اور مقبل لطور امیر کے سب سے آگے تھا جب ایک گھڑی گذری
اور بہت کافر مارے گئے تب آپس مین کہنے لگے کہ بختک ہمارا دشمن ہے ہم سبکو
مروانے چاہتا ہے یہہ کہہ کر بھاگنے لگے تب زوبین بیدین ہر چند کہ مانع ہوا لیکن نہین
پھرے اور زوبین ہی پر تروار نکالکر دوڑے زوبین نے دم مارا اور نقارہ
آسایش کا بجوایا اور اُترے بعد لشکر امیر کا چودہوین شب کو مکہ معظمہ مین پہنچا
اور قلعہ مین آئے اور دروازے محکم باندھے اور خندقین پانی سے پر آب
کین اور بہادر قلعہ پر سوار ہوئے روز دوم لشکر کفار آن پہنچا اور قلعہ کو گھیر
لیا اور مورچہ لگا دئے اور مورچو نپر تیر چلانے لگے مگر کافر قلعہ کی دیوار نہین
دلتوڑ سکتے تھے اور امیر سات روز تک بیہوش تھے سو آٹھوین روز آنکھین ؛
کھلین اور مہر نگار کی طرف دیکھکر فرمایا کہ مجھے کیا ہوا تھا مہر نگار نے تمام حقیقت
عرض کی امیر نے فرمایا کہ بشتابی کچھ کھانا کھلاؤ مجھے نہایت اشتہا ہے اور ؛
جب لشکر داخل قلعہ ہوا تہا تب مہر نگار نے سب غلہ لشکریون کو بانٹ دیا تھا
اور مودیخانہ مین ایکدانہ نتھا ہر چند کہ شہر مین دہونڈہا پر مطلق غلہ نپایا ؛
اور کافر تمام قلعہ کو گھیرے تھے اس سبب سے رسد بھی نہ آسکتی تھی تب مہر نگار
امیر کے کھانا مانگنے سے اور کھانا نہ پانے سے نہایت شرمندہ ہوئی اور امیر
سے عرض کی کہ ذرہ صبر کرو القصہ جب شب ہوئے تب مہر نگار نے دل مین تصور
کیا اور کہا کہ امیر کھانا مانگین اور حاضر نہو وے حیف ہی پس ایک جوڑا مردانہ
پہن کر اور تیر و کمان و تیغ سپر لگا کر جس دروازے پر معدیکرب تھا وہان
جا کر کہا کہ مین فتح عیار ہون دروازہ کھولو کہ مین کافرون کے لشکر مین جا کر ؛
کھانا لا کر تمکو دیتا ہون اور مین بھی بیچا تا ہون جب عمر معدی نے کھانیکا نام
سنا تب خوش ہو کر دروازہ قلعہ کا کھولدیا تب مہر نگار زوبین کے باورچیخانہ
مین گئی کئی دیگین اچھے اچھے کھانیکی آپ اُٹھائین اور سبکو باندھ کر اپنی پیٹھ
پہ لیکر راہ مکہ کی لی چلتے چلتے یکایک اسکے پاؤن مین میخ خیمہ کی لگی پس وہ گگئی

ہی بیشمارے سمیت زمین پہ گری اور شور ہوا کہ چور آیا زوبین نے یہہ حکم کیا تھا
کہ جسوقت غلغلہ چور کا ہووے تب تمام لشکر مستعد ہو جاوے اور مشعلین لگاوینا
پس بدستور سب کافر جمع ہوئے اور سمجھے کہ یہہ عمر بن عمیہ ہے اگر نزدیک
جاوینگے تو قباحت ہوگی اسکے ڈر سے کوئی نزدیک نہین جا سکتا تھا اور مہرنگار
بھی تیر چلہ مین لگائی اور ڈہال آگے لئے کھڑی تھی پھر زوبین نے کہا کہ جو
کوئی عمر کو پکڑیگا تو مین اپنی بہن سے اسے نکاح کر دونگا باوجود اسبات
کے کوئی عمر کے ڈر سے نزدیک نہ آتا تھا قضا کار اس رات کو عمر بھی باہر
آیا جب یہہ شور سنا تو کہا یا اللہ یہہ کون ہے جو میرے نام سے چور بنکر آیا ہے
تب عمر نزدیک گیا اور نظر خوب طرحسے کی تو پہچانا کہ یہہ تو مہرنگار ہے تب حیرت
کی انگلی فکر کے دانتون مین پکڑی اور عمر نے اپنی صورت بدل کر ایک زابلی کی
صورت بنکر زوبین کے پاس آکر کہا کہ ای زوبین اگر مین عمر کو پکڑ دون تو تو
مجھے کیا دیگا زوبین نے کہا کہ بہن اپنی تیرے نکاح مین دونگا عمر نے خوش
ہوکر تسلیم کی اور کود کر مہرنگار کیطرف آئے مہرنگار نے تیر مارا عمر نے تیر اسکا
خطا کیا جب خوب نظر مہرنگار نے کی تو کہا کہ یہہ عمر ہے اور چور کون ہے خدا جانے کہ
کیا ماجرا ہے ان باتون مین تھے کہ عمر نزدیک آیا اور مہرنگار سے عربی باتون مین
کہا کہ مین عمر ہون پس تم یہان کھڑے رہو تو مین تمھین اپنی گردن پہ سوار کرونگا اور
بچا کر انھین سے تمکو لیجاؤنگا جب مہرنگار نے معلوم کیا کہ یہہ عمر ہے پس تب تو وہان
کھڑی رہی عمر بن عمیہ اسیوقت لپکے اور مہرنگار کو کاندھے پہ بٹھایا اور پکارے
کہ کوئی جانتا ہو سو جانے نہین تو اب خبردار ہو کہ امیر المومنین حمزہ نے آنکھین کھولین
اور کھانا ملکہ مہرنگار سے طلب فرمایا تھا جب مہرنگار نے جستجو کھانے کی کی اسوقت
وہان کہین کھانا نہ پایا تب وہان سے کھانیکی تلاش مین یہان آئی تھی سو خدا تعالی
نے تم سبکو اندھا کر دیا اور میرے تئین یہان جلدی سے پہنچایا اب مین اسے لئے
جاتا ہون اگر تم مین کوئی مرد ہو تو میرے ہاتھ سے لیوے پس عمر یہہ بات بولکر مانند
تیر کے اڑا جب زوبین نے یہہ سنا تو اپنا تاج زمین پہ دے مارا اور کہا کہ افسوس
جسکے واسطے اتنی خونریزی ہوئی سو وہ آپ ہی آئی ولیکن بخت نے یاری نہ دی تو تیر دل

نے جب یہہ سنا تو شکرانہ خدائی تعالیٰ کا بجا لایا اور عمر بن عمیہ پر بہت آفرین کی عمر
جب دروازے پر پہنچا تو مہر نگار سے پوچھا کہ تم کس دروازے سے آئی ہو مہر نگار نے
کہا کہ عمر معدیکرب کے دروازے سے پس عمر بن عمیہ بھی اسی دروازے پر گیا اور
پکارا کہ عمر معدی کیواسطے کھانا لایا ہون دروازہ کھول عمر معدی نے جب نام کھانے
کا سنا تب شتابی سے دروازہ کھولدیا سو عمر بن عمیہ مہر نگار کو لیکر قلعہ مین گیا اور عمر
معدی سے پوچھا کہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہین عمر معدی نے کہا پہچانتا ہون یہہ فتح عیار
ہے تب عمر نے ایک گھونسا معدی کرب کی گردن مین مارا اور کہا کہ ای بڑے پیٹ
کے یہہ فتح عیار نہین ہے یہہ مہر نگار ہے کہ امیر کیواسطے کھانا لینے کو گئی تھی اور اپنی
جان فدا کرنے کا قصد کیا تھا اور مہر نگار لینے کو پروانہ جان کر عاشق پر فدا ہونے
کو گئی تھی پس ہمت اس دامنی اوڑھنے والیکی دیکھو کہ اپنے کو دشمنون کے بیچ مین
لگئی اور جان کی کچھہ پروانہ کی مگر قادر کریم نے اسکی وفا کے سبب سے اُن دشمنون
سے بچا رکھا جب عمر معدی کرب نے نام مہر نگار کا سنا تب افسوس کا ہاتھہ حیرت کے ہاتھہ
پر مارا اور عمر کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ امیر سے یہہ ظاہر نکرنا کہ مہر نگار معدیکرب
کے دروازے سے باہر گئی تھی غرض عمر بن عمیہ نے تھوڑا کھانا مہر نگار کو دیکر اندر
روانہ کیا اور آپ پھر زوبین کے مطبخ مین گیا اور اچھی اچھی نعمتین اور خوب خوب طرحکا
کھانا لاکر عمر معدی کرب کے حوالے کیا اور کہا کہ جتن سے رکھو پھر لاکر سبکو تقسیم
کردونگا عمر معدی کرب نے قبول کیا اور سب دیگیان رکھین اور منتظر عمر کے بیٹھے کہ
عمر بن عمیہ پھر گیا اور کئی ایک دیگین اٹھالایا مگر دیکھتا کیا ہے کہ اول دیگین لائی ہوئی
عمر معدی کے پیٹ کے گڑھے مین جا پڑین عمر نے اپنی محنت پر افسوس اور عمر
معدیکرب پر لعنت کر کے کہا ای بڑے پیٹ کے اتنی دیگین کیا کین عمر معدی بولا کہ
اسمین سے تھوڑا سا گوشت مین نے کھا کر دیکھا تھا کہ نمک درست ہی یا نہین عمر بن
عمیہ بولے کہ پھر لاتا ہون مگر یہہ جو لایا ہون کھا نجانا پس یہہ کہہ کر عمر تو پھر لشکر
زوبین مین گیا اور معدی کرب نے دل مین کہا کہ باورچیخانہ زوبین کو جوش آیا ہی
سو چھوڑ دینا کام عقلمند و نکا نہین ہے پس بہر صورت اسے خرچ مین لانا خوب ہی
یہہ کہکر وہ بھی دیگین سب کی سب پیٹ کی کوٹھری مین چھپائین جب عمر نے آکر دیکھا تو وہ

بارہ کی بھی دیگین لائی ہوین خالی ہین اور اسمین نشان ایک ہڈی کا بھی نہین تب عمر بن عمیہ نے معدیکرب پر بہت غصہ کیا تب عمر معدی بولے کہ ایسے تھوڑے کھانیسے پیٹ کیونکر بھریگا ابھی تو ناشتا کیا ہے اب جاکر کچھ غلہ لاتا ہون کہ اُسے پکا کر پیٹ بھر کھاؤنگا عمر بن عمیہ نے کہا ذرہ صبر کر کہ اب تیری خاطر خواہ غذا لاتا ہون یہہ کہکر عمر بن عمیہ زوبین کے دربار مین آیا اور اسکے خیمہ مین جاکر ایک مٹھی دارو بیہوشی کی اسکے ناک کے آگے رکھی جب اسنے دم اوپر کا لیا بیہوشی اسکے دماغ مین چڑھ گئی اور وہ بیہوش ہوگیا عمر نے اسکو اسیکے بچھونے مین باندھکر لائے اور عمر معدیکرب کے حوالے کیا دوسری بار بدستور نوشیروان کو باندہ لائے سیوم بار جاکر بختک کو باندھ لائے اور عمر معدی کے حوالے کیا جب صبح ہوئی یہہ تینون کو حضور مین امیر عرب کے لیگئے امیر نے فرمایا کہ ایجو رمکار انکو کس لئے لایا ہے عمر بولا کہ انکو مارتا ہون تاکہ شر مٹ جاویگا حمزہ نے فرمایا کہ مارنا مناسب نہین ہے کیونکہ جوانمرد بولینگے کہ حمزہ بڑا نامرد تھا کہ عیار کو رکھکر بادشاہون اور پہلوانون کو مارتا تھا پس میرا نام بد نام ہو جاویگا عمر بن عمیہ بولے کہ جان سے نمارونگا مگر لات مکھی قرار واقعی کرونگا اور خوب لاٹھیان مارونگا پس مہر نگار نے کہلا بھیجا کہ نوشیروان کو مت بتصدیع دو امیر نے بھی منع کیا کہ تم نوشیروان کو رنج ندو ہزار آفرین وصد تحسین حمزہ کے رحم و اخلاق پر دیکھو کہ وہ بادشاہ سنگدل دشمنی کرتا رہا تو بھی امیر نے اسپر رحم کیا عمر بن عمیہ نے اُن تینون کافرون کو حمزہ کے حضور مین ہوشیار کیا بمجرد ملاحظہ قید کے کافرون کا مرغ روح جسم کے قفس سے اڑا چاہتا تھا اسوقت مہربانی حمزہ کی دیکھکر اور اپنے کو قید پاکر متحیر و متعجب ہوے پھر عمر بن عمیہ بولا کہ ان تینون کو قلعہ کے دروازے پر لیجاتا ہون حمزہ نے پوچھا کہ کیا کرے گا عمر نے کہا کہ انکو سولی چڑہاتا ہون انھون کے لشکر مین یہہ شور برپا ہوا کہ بادشاہ مع وزیر و زوبین کے گم ہوا سب کافر پریشان تھے کہ یہہ کیا ہوا بعد زوبین نے کہا العمر تو مجھے آج چھوڑدے تو سوگند ہے لات و منات کی کہ پھر تجھکو یہان پائیگا نہ نوشیروان اور بختک نے بھی یہی قرار کیا عمر نے کہا جو میں تمھین چھوڑون تو تم مجھے کیا دوگے وہ بولے

کہ جو تم چاہو سو لو عمر نے کہا ہر ایک آدمی ہزار اونٹ غلہ اور ہزار اونٹ نعمتون
کے و چار ہزار دینار دو تو چھوڑ دونگا غرض تینون نے لشکر مین کہلا بھیجا
اور جلد اسباب منگا دیا بعد زوبین کو کھڑا کرکے دو سو لکڑ یان مارین نوشیروان
اور بختک کو تین سو لکڑیان مار کر آدھی داڑھی اور ایک ایک موچھ مُنڈا کر اور سر
کے پٹے کاٹ کر چھوڑ دیا جب یہ کافر اپنے لشکر ون مین آئے تو جو کوئی انکو
دیکھتا تھا سو ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا تھا زوبین نے کہا ای بختک اب مین
تو جاتا ہون کیونکہ ابکے بار تو عمر نے زندہ چھوڑا ہے اگر دوسرے بار لیجائیگا
تو زندہ چھوڑنا محال ہے بختک نے کہا تو بیفکر رہ حمزہ زنہار جان سے نمار لے
دیگا تب زوبین نے کہا کہ ایسا ہی ہے تو مہرنگار کو ہاتھ مین لائے بن نہ جاؤنگا
القصہ جب غلہ مکہ کے قلعہ مین آیا تب لشکر امیر کا بیفکر ہوا اور زخم امیر کا بھی
روبہی لاتا چلا پس امیر حمزہ ہر روز بیت اللہ مین جاکر عبادت آلہی مین مشغول
ہستے تھے واللہ اعلم بالصواب

داستان ہین تیسوین

راویان اخبار و ناقلان آثار اس بیان مین یون روایت کرتے ہین کہ کوہ قاف
مین ایک شہر سونیکا نام اسکا شہرستان زرین ہے اور وہان کی بادشاہی ایک
پری کرتی ہے نام اس پری کا اسماپری تھا اور نو ہزار پریان اسکے ہاتھ مین تھین اور
کوہ قاف کے اطراف مین ایک دیو تھا کہ نام اسکا عفریت تھا ایک روز اسکے خیال
مین آیا کہ شہرستان زرین مین کسولسطے پریون کو چھوڑ دون پس بمجرد اس خیال
کے معہ نو ہزار دیوؤن کے چڑھ آیا اور پریون سے لڑنے لگا وہ پریان دیوؤن
کی بد بوسے طاقت لڑنے کی نہ لاسکے اور شہر کو اسپر چھوڑ دیکر بہت حیران و پریشان
ہوکر رہین اور اسماپری کو ایک وزیر تھا سلاسل نام وہ نجوم و رمل مین بے مثل
تھا اسماپری نے وزیر سے کہا کہ رمل مین دیکھیہ کہ پھر ہمارے دولت و ملک ہمکو ملیگا یا
نہین وزیر نے اسباب مین قرعہ ڈالا اور خوب غور و خوض کرکے دیکھا اور کہا کہ
البتہ ملیگا اسماپری نے پوچھا کہ کسطرح سے ملیگا وزیر بولا ایک آدمی کیطرف سے
ہماری دولت ہمکو ملیگی اسماپری نے پوچھا وہ کون ہے تب وزیر نے وہ حقیقت بیان

کی کہ ایک شب شاہ پریون کے یہان فرزند تولد ہوا سو نام اسکا رعد شاطر رکھا پھر شاہ
پریون نے فرمایا کہ میرے فرزند کے مقابل خوبصورت دنیا مین کوئی بچہ نہو گا تب
میمون نے کہا جسوقت آپکے گھر مین فرزند تولد ہوا اسی روز عرب مین ایک کے گھر
فرزند تولد ہوا ہے وہ ایسا خوبصورت ہی کہ کہنے مین نہین آتا ہے شاہ نے فرمایا
کہ مجھے وہ فرزند دکھا تب مین نے رعد شاطر کو ہمراہ لیا اور عرب کو گیا اور اُس بچہ کو جو
گہوارہ مین سوتا پایا تب شاہ پریون نے اپنے فرزند کو گہوارہ مین سلایا اور اُس بچہ
کو گود مین لیکر دیکھا اور فرمایا کہ سچ ہے کہ یہہ بچہ میرے فرزند سے بھی اچھا ہی
تب وہ بچہ رونے لگا تب شاہ پریون نے آپ اُسے دودھ پلایا شاہ پریون کا فرزند
جب گہوارہ مین رونے لگا تب امیر کی والدہ نے اسے دودھ پلایا پھر مین معہ شاہ پریون
ورعد شاطر کے چلے آئے اب وہ بچہ آدمیون مین بڑا پہلوان ہوا ہے اور اب کوئی
دنیا مین اسکا ثانی نہین ہے اگر وہ یہان آوے تو ہمارے ملک کو دلاویگا اور عفریت
کی موت خدا تعالے نے اسکے ہاتھ مین دی ہے اسما پری بولی یہان وہ کیونکر آویگا
سلاسل نے کہا لانا اسکو میرا ذمہ ہے بعد وزیر رعد شاطر کو اور کئی ایک پریون
کو معہ نذر و تحفہ لیکر مکہ کو گئے امیر اسوقت بیت اللہ مین عبادت کر رہے تھے سب
پریان آداب بجا لائین اور نذر و تحفہ امیر کے روبرو رکھکر غایب ہو گئین امیر یہہ
تماشا دیکھکر متعجب ہوئے اور عمر کو بلایا فرمایا کہ یہہ میوہ سب تقسیم کر و حضرت حمزہ
نے دیکھا تو سب پریان تھین آئین تب انکو سوگند سلیمان ع کی دی تب پریون نے
ظاہر ہوکر اپنا احوال بیان کیا دوسرے روز امیر موافق معمول کے عبادت مین مشغول
تھے پریان آئین اور آداب بجا لاکر پھر جانا چاہین امیر نے انھین قسم سلیمان ع کی
دی تب پریان کھڑی رہین اور سلاسل نے ہاتھ رعد شاطر کا پکڑ کر امیر کے قدمون
ڈالکر کہا یہہ تمھارا برادر ہے امیر نے فرمایا تم کون قوم ہو انھون نے کہا ہم پریان
ہین حمزہ نے کہا تم پریان اور یہ آدمی میرا برادر وہ کیونکر ہوا تب سلاسل نے سارا
قصہ مفصل امیر کے روبرو عرض کیا پھر امیر نے فرمایا کہ مطلب تمھارا کیا ہے تب پریان
بولین کہ آپ کے قرۃ کو دیکھنے آئے ہین یہہ کہکر چلی گئین امیر نے یہہ حقیقت والدہ کے
حضور مین عرض کی وہ بی بی بولی سچ ہے ایکرات تم روئے مین نے دودھ پلایا مگر

صورت جو دیکھی تو تمہاری ہنین تھی مین اسوقت متعجب ہوکر چپ رہی اور کسی سے یہہ
حال ظاہر نہ کیا امیر نے بیان سنکر پریون کی عرض کو تحقیق جانا پھر دوسرے
روز موافق معمول کے بیت اللہ مین بیٹھے اور پریان سبھی حاضر ہوئین اور آداب
بجالا کر دست بستہ کھڑی رہین تب سلاسل نے ازصبح پہ یکی پریشانی کا احوال اور عفریت
کے ظلم کی کیفیت مفصل عرض کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے مین لے اور دیوونکو
مار سکتا ہون سلاسل نے عرض کیا کہ البتہ اللہ تعالی کے فضل سے آپ آئے مارے گے
امیر نے فرمایا کہ اگر میرے سبب تمہارا تخت ملتا ہے تو مین آؤنگا ولیکن کہان کوہ قاف
اور کہان مین آنے جانے مین مدت ہوگی اور لشکر میرا سب پراگندہ ہو جایگا پریان
بولین کہ اٹھارہ روز مین لیجا کر پھر تمہارے یارون سے ملاوینگے امیر نے فرمایا کہ
میرے یارون سے صبح تم یہہ بات ظاہر کرو تو مین اُن سے اجازت لونگا جب دوسرا
روز ہوا تب امیر اپنے دربار مین رونق افزا ہوئے تھے اور معہ یاران وفادار جشن
فرمایا تھا تب پریون نے اگر اپنا حجاب ظاہری دور کیا امیر نے یارون سے سب حقیقت
انکی بیان کی تب یارون نے بعد سماجت بسیار و منت بیشمار کے بہت عذر و معذرت
سے پریون کے گھر جانیکی امیر کو رضا دی اور پریون کو تاکید شدید فرمائی کہ جلد امیر
کو لاؤ امیر نے فرمایا کہ غم مت کرو اٹھارہ روز مین آتا ہون مگر انشا اللہ تعالی زبان
پر نہ لائے تھے اسسبب سے اٹھارہ روز کو خدا تعالی نے اٹھارا سال سے بدل
دیا پس امیر نے سب یارونکو فرمایا کہ میری جگہہ عمر بن عمیہ اور مہر نگار ہین میری تعظیم
اور تکریم اُن سے ادا کرو اور مین اپنی امانت تمہارے سپرد کرتا ہون سب یارون
نے قبول کیا مہر نگار نے بعد غم و الم حمزہ کو وداع کیا امیر نے فرمایا کہ ذرہ توقف کرو
کہ مین آن کافرونکو مار کر اسسرحد مین سے نکالدون تب پریون نے کہا کہ تم سب
ست وارین پکڑ کر انکو مارو غرض سب پریان تلوارین پکڑکر کافرون کو مارنے لگین یہانتک
مارا کہ سر کا فرونکے تن پر سے گرتے تھے اور مارنے والے انکو معلوم ہنوتے تھے
تب سب کافر بولے کہ عرب کا خدا مارتا ہے یہہ کہکر سب کے سب بھاگ گئے تب پریان نے
امیر کی خدمت مین آئین اور آداب بجالائین امیر نے فرمایا کچھہ سواری کے لئے لاو تب
پریون نے ایک چار پایہ لائین امیر اسپر سوار ہوئے تب پریان اُسے لیکر اڑین یار حمزہ کے

سب دیکھتے تھے جب امیر نظر سے غایب ہوئے سب یار رونے لگے ویسے مین بزرجمہر کا کاغذ آیا کہ ایعزیز ندار جمند عمر بن عمیہ جان لے کہ حمزہ کو کوہ قاف مین اللہ تعالی اٹھارا سال رکھیگا کیونکہ حمزہ نے زبان سے انشا اللہ تعالی کا لفظ نہین نکالا اس لئے اٹھارا سال ہوونگے اور اللہ تعالی نے جو کہ بلائین دیوؤنکی کوہ قاف مین پیدا کئین ہین سو حمزہ ان سب کو فنا کر کے شہر تنجہ مین تم سے آملیگا اور تم یہان سے کوچ کر کے شہر تنجہ کیطرف جاؤ اللہ تعالی حمزہ کو تنجہ مین تم سے ملاویگا تب سب یار یہہ بات سنکر رونے لگے عمر سبکو دلاسا دیتا تھا کہ رونے مین فایدہ نہین ہے پس بہتر یہہ ہے کہ صبر کرو بیت بود نی بود ہرچہ خواہد بود غم بدل داشتن ندارد سود اب بہتر یہہ ہی کہ کافر اسبات کو نہین سنے تب تک ہمین یہان سے باہر جانا اور مغرب کی طرف چلنا ہے پھر آگے خدا چاہیگا سو ہو ویگا پس مہرنگار کو لیکر ساعت سعید مین مکہ سے مغرب کو روانہ ہوئے کافرون نے یہہ حقیقت سنکر معہ لشکر پیچھا کیا اور عرب بھی لڑنے اور منزلین طی کرنے لگے اور مہرنگار کو خنگ مہتر اسحاق پر سوار کر کے چالیس ہزار غلام انکے ہمراہ دیکر بہت لونڈیان ساتھ دین اور مقبل حلبی کو معہ چار ہزار سوار مہرنگار کے ہمراہ کیا اور پشت پر کھڑا رہنے کو کہہ کر پہلوانان عرب کافرون سے جنگ کرتے چلے اور عمر نے سب عیارون کو بولے خبر لو کوئی شہر قریب ہی یا نہین تب سارے عیار جا کر خبر لائے کہ یہان سے تین کوس پر شہر نیستان ہے تب عمر شکل بختک کی بنکر تھوڑے سوار ہمراہ لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر نیستان کے قلعہ کے دروازے پر گئے اور دربانون سے بولے کہ یہان کے قلعدار کو خبر کرو کہ بختک وزیر نوشیروان کا آیا ہے اور مہرنگار کو عربون سے چھین لایا ہے سو عرب پیچھا کئے چلے آتے ہین اگر تم دروازہ کھولو تو مہرنگار کو اندر لاوین گے اس قلعدار نے دروازے پر قلعہ کے آ کے دیکھا کہ بختک کھڑا ہے تب یہہ بولا کہ مین غلام ہون نوشیروان کا جلد مہرنگار کو اندر لاؤ تب عمر نے عیارون کو روانہ کیا کہ جلدی سے مہرنگار کو لاؤ تب عیار گئے اور مہرنگار کو معہ غلامون و لونڈیون کے اندر لائے اور اندر آتے ہی عمر بن عمیہ کے حکم سے قلعدارون کو مار لیا اور لشکر سب اندر آ کر دروازے قلعہ کے بند کئے اور سنگیلون پر سے عرب کافرون کو مارتے تھے قلعہ کے اندر غلہ تین

برس کا تھا سو شکر خدائی تعالی کا بجالائے اور فراغت سے جنگ کرتے تھے اب ذرہ
دو کلمہ داستان امیر حمزہ کے بیان کرتا ہون سنو جبکہ پریان مکہ سے امیر کو ہوا پر اڑا
لیگئین پھر دوپہر کو ایکدامن کوہ مین اتار کر میوہ اور شراب کھلائے اور پلائے
امیر نے ایک گھڑی آرام کیا بعد پریان پھر لیکر امیر کو اڑین دوسرے روز کوہ قاف مین
جا کر پہنچے پریون نے امیرکو اتار عرض کی کہ ای امیر یہی شہرستان زرین ہے امیر
نے فرمایا دیوسب کہان رہتے ہین پریان بولین کہ ہمکو دیوون کی بوسے طاقت
آگے جانیکی نہین ہے ہم دور سے تمھین دکھا دیتے ہین پس امیر نے وضو کرکے دوگانہ
شکرانہ کا ادا کیا اور شہرستان زرین کو گئے تو دیکھا کہ شہر سب دیوون سے خالی
ہے پس ہر کوچہ و بازار مین پھرے اور دیو کا نام ونشان نپایا کیونکہ عفریت معہ
لشکر شکار کو گیا تھا تب امیر طرف باغ کے گئے تو دیکھا کہ ایک دیو باغکو پانی دیتے
آتا ہی تب وہ دیو امیر کو دیکھکر نعرہ مار کر بڑا پہاڑ سا پتھر اٹھا یا اور امیر کے سر پر
حملہ کیا امیر نے جست مار کر جلدی سے وہ پہاڑ رد کیا اور تلوار اس دیو کو ماری
وہ دیو زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا اور کہا کہ ای آدمی زاد ایک اور بھی وار لگا تا جلدی
مر جاؤنگا پس امیر نے دوسرا وار مارا تو وہ دیو پھر تازہ دم ہو کر کھڑا رہا تب تو
دوپہر گذری اور دونو ماندے ہوئے پس اس دیو نے نیچے ایک جھاڑ کے قرار
پکڑا اور امیر بھی اسی جھاڑ کے نیچے بیٹھے پس وہین ایک بزرگ نمود ہوئے امیر
نے انکی خدمت ادا کی خضرؑ نے امیر کو گلے لگایا اور سفرہ بچھایا اور مچھلی روٹی حاضر کی امیر
نے پوچھا تم کون ہو انھون نے فرمایا مین خضر ہون تمکو پند سکھانے آیا ہون کہ دیوون
کو ایک مرتبہ کا مارنا بس ہی کیونکہ دوسرے بار مارنیسے وے درست ہوتے
ہین بعد خضرؑ نے اور حمزہ نے کھانا تناول کیا اور امیر کو خضر نصیحت سکھا کر غایب
ہوئے امیر نے دیکھا کہ دیو سوتا ہے تب اسکو ہشیار کیا اور کہا کہ اوموذی اٹھ
دیو نے اٹھ کر پھر امیر پر پہاڑ چلایا امیر نے وار اسکا رد کیا اور پتھر مارا کہ اسکی
پیٹ سے نکلا اور وہ دیو زمین پر گرا اور پکارا کہ ای آدمی زاد ایک وار اور بھی
مار تب امیر نے فرمایا کہ اول مین نجانتا تھا اب تو استاد سے سیکھا ہون زنہار اب تو
نمارونگا تب وہ دیو زمین پر پڑا رہا اور ایک وار اور بھی مارا ایا بول کر سر ٹیک

کر مرگیا

کر مر گیا امیر نے شکرانہ خدا تعالی کا ادا کیا ویسے مین آواز اور دوسرے دیو ونکی آئی
پس جو دیو آتا امیر کو دیکھکر پکارتا کہ آدمی آیا ہے ویسے مین بادشاہ دیو ونکا عفریت
آن پہنچا اور کہا کہ کوئی جاکر اس آدمی کو پکڑ لاؤ تب ایک دیو نے چکی کا پاٹ پہاڑ
سا اٹھاکر کاندھے پہ رکھ کر امیر پہ پھینکا امیر تو جست مار کر دوسرے طرف کھڑے رہی
اور وہ پتھر زمین پہ پڑا پس اس دیو نے چاہا کہ پھر پتھر اٹھاوے امیر نے اسکی کمر
مین ایسی تروار ماری کہ اسکی آدھی کمر کاٹی جب دیو نے زمین پہ گر کر پکارا کہ ای
آدمی زرا ایک وار اور بھی لگا تا جلد جان نکل جاوے امیر نے زنہار تروار نماری
پس وہ دیو زمین پر سر پٹک کر مر گیا تب دوسرا دیو میدان مین آیا اور پتھر امیر پہ
چلانے چاہا امیر نے وار اسکا رد کیا اور ایسی تروار سینہ پہ ماری غرضکہ بدستور
وہ بھی مردار ہوا اور ایک دیو امیر کے مقابل ہوا وہ بھی جہنم مین گیا تب کوئی دیو
میدان مین نہ آسکتا تھا غرض عفریت نے کہا کہ کوئی جاکر اس آدمی کو مارو تب
ایک دیو ضعیف اس مجلس مین تھا سو بولا کہ ای عفریت مین نے حضرت سلیمان سے سنا
ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ آخری زمانہ مین ایک مرد کو اللہ تعالی کوہ قاف مین لاویگا اور
نام شجاعت انجام اسکا حمزہ ہوگا اور یہان کے تمام دیوون کو اور بلا وونکو تروار
سے فنا کریگا شاید معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی ہے عفریت نے جب یہہ بات سنی تب
جوشمین آکر اس بوڈھے دیو اجل رسیدہ کو ایک پتھر سے مار ڈالا اور آپ مقابلہ مین
امیر کے آکر کھڑا رہا ایک پتھر پہاڑ سا اٹھاکر امیر پہ چلایا امیر نے ڈہال سر پہ کی
اور پناہ خدا سے مانگی تب اس عفریت نے پتھر ڈہال پہ ڈالدیا اور اس زور سے پتھر
مارا تھا کہ آواز اسکی تمام کوہ مین پہنچی اور امیر زانو تک زمین مین غرق ہوئی جب
امیر کو عفریت نے زندہ پایا پھر دوسرا پتھر اٹھاکر مارنے چاہا امیر نے ایکوار ایسے
زور سے ماری کہ وہ کافر برابر دو تکڑے ہوکر زمین پہ گرا تو دہزار دیوون نے اپنے
بادشاہ کو بیجان و مردار دیکھ کر امیر پہ ایکبارگی حملہ کیا اور امیر بھی دو دستی تروار ون
سے دیوون کو ایسا مارے کہ حساب اسکا خدا جانتا ہے بیت وہ انسان دیوون سے
ایسا لڑا ۔ کہ مریخ احسنت کہنے لگا ۔ جب دیوون نے دیکھا کہ اپنے ہمجنس ہزار ون ۔
مردار ہوئے اور حمزہ بدستور ہنوز اچھا بہلا ہے تب سب کے سب ایکبارگی غایب

ہوئے امیر نے شکرانہ حق سبحانہ تعالی کا بجالایا اور حوض مین ہتیار بدن وغیرہ دہوئے
اور دوگانہ ادا کیا وہین نو دہزار پریان حاضر ہوئین اور سر زمین خدمت پر رکھہ
کر سجدات نیاز بجا لائین اور نعمتین قسم قسم کی لاکر حاضر کین غرض بعد تناول
طعام کے شراب طرح طرح کی جواہرات کے پیالون مین بھر بھر دینے لگین اور پریان
خوبصورت اپنا ناچ راگ سناتے اور دکہاتے تہین امیر وہان بدستور تین شبانہ
روز جشن وعشرت مین مشغول رہے واللہ اعلم بالصواب

داستان چھتیسوین

جب حضرت امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بعد تین روز کے وزیر سلاسل
سے فرمایا کہ تمہاری مہم تو بفضل کریم العظام فتح ہوئی اب مجھے میرے یارون مین پہنچاؤ
سلاسل نے قبول کر کے اپنے دیوونکو بلایا اور پوچھا کہ حمزہ کو کتنے دنون مین گرد
زاد کے ملک مین پہنچاؤ گے کسی نے کہا تین شبانہ روز مین کسی نے دو روز و شب
مین ایکنے کہا کہ ایک روز و شب مین پس اسیکو سلاسل نے مقرر کیا اور ازرہ صبح
پریونے امیر سے عرض کی کہ اب ہمارے خزانہ مین تشریف لیجا کر کوئی چیز قبول کرنا
چاہئے تو ہماری عین سعادت ہی تب امیر نے خزانہ مین ملاحظہ فرمایا غرض کوئی چیز
امیر کے مقبول نظر نہین ہوئی تب امیر نے پریون سے فرمایا کہ میرے خزانہ مین یہہ
سب اشیا موجود ہے تب پریون نے عاجزی سے عرض کی ہماری خاطر سے کچھہ تو قبول
فرماؤ تب امیر نے پوچھا کہ یہہ ٹوپی اور کوڑا کسکا ہے سلاسل وزیر نے عرض کی
کہ یہہ ٹوپی اور کوڑا حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہی کہ وہ حضرت جب دیوؤن پر خفا
ہوتے تو اس کوڑے سے مارتے تھے اور جب دیوؤنکو اپنے پر ملول و رنجیدہ دیکھتے
تو یہہ ٹوپی پہن لیتے اور دیوؤنکی نظر سے غایب ہوتے پس اسمین یہہ صفت ہے
تب امیر نے پریون سے فرمایا یہہ دو چیزین مجھے دو پریون نے عرض کیا ہماری
تو سعادت ہی ہے وسواس امیر نے لینا ان دو چیزون پر کیا موقوف جو چاہو سو لو؛
اسوقت امیر نے دلمین کہا کہ یہہ ٹوپی عمر بن عمیہ کے لایق ہے اور کوڑا امیر کے ہاتھ
کے لایق ہے القصہ پریان ایک کھٹولنا لائین امیر اسپر سوار ہوئے اور دیو جلد رو
اس چار پایہ کو سر پر لیکر مانند تاریکی اڑے جب امیر کو نیند آئی تب امیر نے کہا کہ اب

دوپہر ہوی ہے مجھے کہین اتار دو تا ذرا مین سو رہون دیو نے عرض کیا کہ اے امیر یہہ
جگہہ دیوؤنکی ہے یہان آنے سے خلل ہوگا امیر نے مطلق اس دیو اجل رسیدہ
کا کہا نمانا لاچار ہوکر دیو نے امیر کو وہان آتار دیا امیر نے وہ ٹوپی سر پر رکھی
اور کپڑا بچھا کر سوگئے اور نظر سے دیوؤنکے غایب ہوگئے وہ دیو امیر کو ندیکھہ کر
متعجب ہوا ناگاہ فوج دیوؤنکی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک دیو اور ایک چارپایہ ہے
اور اس لشکر کا سردار عفریت کا بیٹا ہرباد دیو تھا اور وہ شہرستان زرین کو جاتا
تھا ؛ اپنے باپ کا بدلہ لینے کو تب اسکے لشکر کے دیوؤن نے دیو کو اور وہ چارپایہ کو
ہرباد دیو کے روبرو لیگئے اسنے اس دیو سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان جاتا ہی
اور چارپائے پر کسکو لیجاتا تھا تب وہ دیو جو پریان کا تھا اسنے سب حقیقت مفصل
کہہ سنائی تب اسکو ان موذیون نے مارکر چارپایہ توڑکر دو دیو نکو وہان بٹھایا کہ
اگر حمزہ بھی یہان آوے تو اسے مارلیجو تب وہ دونو دیو وہان منتظر حمزہ کے ؛
بیٹھے تھے کہ ہرباد دیو شہرستان زرین کو معہ فوج جاکر پریون سے شہر چھین
لیا اور آپ تخت پر بیٹھا ادھر وے پریان منتظر اپنے دیو کی تھین کہ امیر کو چھوڑ
کرکب آویگا اتنے مین حمزہ نیند سے ہوشیار ہوئے اور ٹوپی نکال کر دیکھے تو اپنا
دیو موا پڑا ہے اور چارپایہ بھی ٹوٹے ہوئے پڑے ہی امیر اسوقت بہت مغموم ہوئے
اتنے مین وہ دونو دیو پیچھے سے آکر امیر حمزہ سے لپٹ گئے امیر نے ان دونو نکو ؛
زمین پر پچھاڑ کر خنجر نکال کر مارنا چاہا غرض دیوؤن نے امان مانگی تب امیر نے
فرمایا کہ سچ بولو میرے دیو نکو کسنے مارا جب ان دیوؤن نے حقیقت گذشتہ ؛
مفصل بیان کی تب امیر نے فرمایا کہ مجھے پھر شہرستان زرین کو پہنچا دوگے تو تمکو
امان دونگا پس وہ دیو رہبر ہوئے جب آگے جنگل اور پہاڑ نمود ہوئے تب امیر نے
عقل سے دریافت کیا کہ یہہ موذی اب دغابازی پر آئے ہین یہہ سمجھ کر امیر نے انھین
تروار سے مارکر آپ آگے چلے ناگاہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچے تو دیکھا بجز کشتی
کے دریا سے پار ہونا مشکل نظر آیا تب امیر نے ایک سو کا جھاڑ تروار سے کاٹ کر
اسکی کشتی بناکر اسمین میٹھا پانی اور میوہ وغیرہ بھر لیا پھر سوار ہوکر دریا مین چلے
غرض جدھر ہوا لیجاتی تھی اودھر کو کشتی جاتی تھی اور امیر بھی توکل پر خداتعالے

کے بیٹھے چند روز مین میٹھا پانی اور وہ میوہ خرچ ہوگیا تب امیر نے ایک گھونٹ کھارے
پانی کا پیا غرض امیر تو بیہوش ہو گئے اور موجون نے وہ کشتی امیر کی دریا
کے کنارے پر ڈال دی جب امیر ہوشیار ہوئے اور کنارے پہ اُتر کر کھڑے
رہے لبس بجز دکھڑے رہنے کے کیچڑ مین غرق ہوئے کہ زور اوپہ نکلنے کو
کرتے اتنا ہی نیچے اتر لے تھے تب تو آفت آسمانی سے عاجز ہوکر چپ رہے
اور دعا کرنے لگے کہ یا مجیب الدعوات یا دافع البلیات مجھے اس بلا سے
رہائی دے تب امیر کا تیر دعا بہ نشانہ اجابت پیوست ہوا یعنے ارضع پرینے ؛
وزیر سے پوچھا کہ جو دیو امیر کو لیگیا تھا سو وہ دیو تا حال نہین آیا ہے رمل مین
تو دیکھو تب سلاسل نے رمل دیکھ کر بولا افسوس کہ امیر بڑے مشکل
مین گرفتار ہے تب تو دہزار پریان ڈھونڈنیکو اوڑین اور امیر کے نزدیک پہنچین ؛
اور امیر کو اس کیچڑ مین سے نکالکر تمام بدن امیر کا پانی سے دہوئین تب امیر نے
اُن پریون سے فرمایا کہ مجھے پھر شہرستان زرین مین لیچلو پھر پریون نے
اٹھاکر امیر کو اول کی جگہہ پہ اتار دیا اور پریان غایب ہوئین بعد امیر نے سب
ہتیار درست کئے اور گرز گران سنگ گیارہ سو منکا کاندہے پر رکھے اور نزدیک
قلعہ کے آکر نعرہ مارا کہ سولہ کوس تک آواز گئی اور زمین و زمان پہاڑ و بیابان
جنبش مین آئے اور تمام دیو نعرہ سے امیر کے لرز کر مع فوج باہر نکل پڑے تب
ہرباد دیو نے کسی دیو کو کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ جاکر اس آدمی کو پکڑ لاوے کہ
میرے باپکا قصاص اُسے لون تب ایک دیو پہاڑ جیسا امیر کے مقابلہ مین آکر بڑا
پتھر امیر پر چلایا امیر نے ایک جست ماری اور وہ پتھر زمین پہ گرا ایسا کہ زمین
ہلی پھر وہ دیو پتھر لینے کو جھکا ویسے ہی امیر نے تیغ بیدریغ ایسی ماری کہ حمایل
اُتاری وہ دیو زمین پر گرا اور کہا کہ اے آدمی زاد اور بھی ایک مرتبہ مار تو ؛
مرجاؤن امیر نے فرمایا کہ دوسرے بار مارنا تمھین کچھ ضرور نہین مجھے میرے
استاد نے ایسا ہی سکہایا ہے اتنے مین وہ موذی اپنا سر پتھر پر مار مار کر مرگیا
بعد دوسری شب کو سب دیو جمع ہوکر حملہ امیر پہ کئے امیر بھی تروارین دو دستی
مارنے لگے پس جبکے سر پر امیر نے تلوار ماری تا بہ کمر اوتاری اور جبکے گردن پر

مارتے تو سر مانند گیند کے اوڑاتے تھے اور ندیان لہو کی بہاتے غرض اسیطرح
تین شبانہ روز بدستور جنگ کرتے رہے القصہ وہ دیو تاب نہ لاکر غایب ہو گئے بعد
امیر نے پانیکے پاس جاکر تمام بدن دھوکر دوگانہ شکر کا بجا لائے وہین تو نو ہزار
پریان حاضر ہوکر امیر کو لیجا کر کھانا کھلائے اور دور شراب کا شروع ہوا امیر
بھی مست ہوکر ناچ پریوں کا دیکھنے لگے اور ان پریون مین شاہ پریکی بیٹی اسما
پری نام تھی مگر سب پریون سے خوبصورت صاحب حسن و جمال تھی ناگاہ نظر امیر کی
اسما پری تو اسکے عشق کا تیر امیر کے جگر مین پیوست ہوا اسحالت مین سب
پریان ملکر تجویز کرنے لگین کہ اگر امیر اسما پریکو نکاح مین لاوے گا تو اسیکے
سبب سے انکا یہان رہنا ہوگا تو افضل و اولی ہے غرض سلاسل نے امیر کے
حضور مین عرض کی کہ ای پہلوان و جہانگیر اگر اسما پریکو نکاح مین اور باندی پنے
مین قبول کرو تو بہتر ہے اور ہم سبکو سعادت دارین ہے امیر نے وزیر کا کہنا
قبول کیا تب موافق رسم و عادت اپنی کے امیر نے اسما پری کو نکاح کر
دیا بعد اسکے کئی شبانہ روز کسے طرح عیش و عشرت مین رہے اب یہان سے احوال
امیر کے لشکر کا بغور و تامل سے سنو کہ قلعہ مذکور مین تین سال تک خوش
حال تھے غرض جبکہ آذوقہ آخر ہوا تب وہان سے باہر نکلے اور کافرون سے
لڑتے لڑتے مغرب کی طرف چلے سوگئے ایک روز وہان شہر حلب پہنچے سو مقبل
حلبی نے اپنے برادرون کو حقیقت لشکر کی لکھی تھی سو بھائی مقبل کے ناصر حلبی
و عادل حلبی زرین کمر یہہ دونو بھائی تیس ہزار سوار سے باہر آئے اور کافرون
کی فوج کو مار ہٹائے اور عمر بن عمیہ کی فوج معہ مہرنگار کے اندرون قلعہ داخل
کئے اور دروازے محکم باندھے اور خندقین پہ آپ کین اور سفیلون پہ سے
لڑتے رہے اور غلہ تین سالکا حساب کرکے دل جمع سے جنگ کرتے تھے
جب غلہ تمام ہوا تب لشکر عرب کا کافرون کے لشکر پر پڑا اور مار کرتے ہی کافرون
کو مردار کیا اور طرف مغرب کے چلے تیسرے روز شہر سفری کے نزدیک پہنچے
اور اس شہر مین دو بادشاہ تھے ایک کا نام محراب سفری اور دوسرے کا
نام اردشیر سفری تھا تب وہ بادشاہ حمزہ کے لشکر کی حقیقت سنکر بولے کہ نوشیروان

نے بوڑھا ہو کر عقل گم کی ہے پہلے اپنی دختر رضامندی سے حمزہ کو دیکر اور اب حمزہ
کی غیبت مین اپنی دخترکو کافرون تسلے کے پر فضیحت کرتا ہے اگر حمزہ کی فوج کو کمک
کرکے مہمانداری بجالاوین تو مہرنگار کو فضیحتی سے امن دئے جیسا ہوگا اگر حمزہ
آوے تو ہمارے اوپر نہایت لطف و کرم کرے یہہ کہکر دو نو بھائی مع لشکر
پگڑیان گلے مین ڈال کر کافرون پہ جاگرے اور امیر کے لشکر کو قلعہ مین
لیجاکر دروازے محکم بند کئے اور کافرون نے قلعہ کو مورچے لگائے واللہ اعلم بالصواب

داستان سینتیسوین

جب حضرت امیر حمزہ ہر یادلیو کو مار کر اسماپری سے عیش مین تھے بعد چھ مہینے
کے اسماپری کو خدا کے قدرت کاملہ سے حمل رہا بعد ایام معہود کے ایک لڑکی
آفتاب کی سے صورت اور دختر ملک سیرت متولد ہوئے امیر نے نام اس لڑکی
کا قریشیہ رکھا ایک روز امیر مع اسماپری خلوت مین تھے اسوقت امیر نے مہرنگار
کو یاد کرکے آہ سرد سینہ پر درد سے نکالی اور جوش غم کا ایسا تھا کہ آنکھون
سے لہو پانی ہوکر بہہ نکلا اسماپری نے یہہ حال غم مآل دیکھکر پوچھی کہ کیا
باعث ہی جو امیر روتے ہین امیر نے فرمایا ای محبوب میرا مرغ دل مہرنگار
کے دام زلف مین قید ہے اسکے فراق کی آتش میرے جسم و جانکو جلاتی ہے
اور اسکے ناز و غمزے مجھے رُلاتے ہین اور وہ دختر بادشاہ ہفت کشور کی ہے
اسماپری کے دل مین نام سے سوکن کے آتش عداوت بھڑکی اسماپری بولی کہ ناحال
امیر کے دل مین آرزو ہے کہ آدمیون مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ نجاؤن تو یہان
کیا کرون پری بولی کہ آپکے ہڈیان یہان کے زمین مین دفن ہونگے اب یا امیر
جانے کی امید چھوڑو بس بجز دسنے اسبات کے امیر کو غصہ آیا بت تروار
لیکر چاہا کہ پری کو مارین غرض وہ بھاگ گئی امیر خفا ہوکر متوجہ آبادانی کیطرف
مع ہتیار شہرستان زرین سے نکلے ارضع پری مع لشکر و سلاسل آکر امیر کے
پاؤن پر گر پڑے اور منت و معذرت اس جناب سے کرکے عرض کی اور کہا یا امیر
واپس ہونا ایسے وقت مین آپکو ضرور ہے پھر ہم آپکو منزل مقصود پہنچاتے ہین

غرض کہ امیر نے ان پریون کا کہنا نہ مانا اور جانے پر امیر تیار ہوئے اور پریان نا امید ہوکر عاجز ہو رہین اور امیر نے راہ بیابان کی لی اور دو پہر تک چلے اور آفتاب کے گرمی سے زمین مانند آتشکدہ کے ہو رہی تھی جب امیر ایک جھاڑ کے سایہ مین بیٹھے اتنے مین خضر پیدا ہوئے امیر آداب بجا لائے اور خضر نے امیر کو گلے لگایا اور سینہ بے کینہ سے ملائے تب امیر نے خضر سے پوچھا کہ ای خضر مین آبادانی مین کیونکر جاونگا اور دوستون سے کیونکر ملونگا حضرت خضر نے فرمایا کہ خاطر شجاعت ماثر جمع رکھو اللہ تعالے تم پر آسان کریگا اور منزل مقصود کو پہنچاویگا اور تم اسیطرح چلے جاؤ مگر جہان کوئے سے دہوان نکلیگا وہ جگہہ دیوؤن کی ہے پس تم وہان جاؤ اور کوئے کے اندر اترکر دیوؤن کو فنا کرو امیر نے فرمایا اندر کسطرح اترونگا تب خضر نے اور ایک کمند دیو بند عنایت کی امیر نے بوسہ دیکر کمند ترکش مین رکھی خضر نے فرمایا کہ اسے جتنا لنبا کروگے اتنی دراز ہوگی تب خضر علیہ السلام نے سفرہ بچھایا اور اچھے اچھے نعمتین رکھین اور دونو بزرگون نے کھانا کھایا امیر نے پوچھا کہ نشانی ان دیوؤن کی کیا ہے خضر نے فرمایا کہ اگر کوئی باغ یا چمن یا جائے بہتر دکھائی دے تو جانو کہ وہ جگہہ دیوؤن کی ہے یہہ فرماکر خضر غایب ہوئے امیر بھی وہان سے راہی ہوئے سو ایک ٹھکانے پر آکے دیکھا کہ دہوان نکلتا ہے وہان ایک پتھر اڑا دی اور کمند اوپر باندھکر اندر اترے اور دیکھے کہ ایک تخت پتھر کا ہی اسپر دیو رعد چینی بیٹھا ہے اتنے مین ایک دیو نے دوڑکر رعد کو امیر کے آنے کی خبر دی رعد نے کہا کہ ہم ایسے بلاء سخت سے زمین مین چھپے ہین تو بھی وہ ہمارے درپے ہوا ہی رعد معہ دیوؤن کے تفکر و تجویز مین تھا کہ امیر نے اندر اترکے اوپر کا پتھر پھر موندکر تروار نکالکر دیوؤن کے اوپر جا گرے رعد چینی نے ایک پتھر اٹھاکر امیر پر چلانا چاہا امیر نے ایسی تروارین مارین کہ کمر اس کافر کی کٹ گئی اور وہ کافر زمین پر گرا امیر نے دوسرے بھی دیوؤنکو مار کر فنا کئے اور شکر اللہ تعالے کا کرکے باہر نکل کر کسی حوض مین ہتیار خونخوار اور جسم مبارک دہوئے اور پھر دوگانہ شکر یہ ادا کرکے کوئی جانور حلال کرکے

کباب بنا کر کھائے اور وہان سے کتنے ایک منزلین کاٹین اور وہان ایک کوا
دیکھ کر قصد اسکا کیا پھر پتھر نکالکر کمند مین باندھ کر اندر اُترے اور دیکھے کہ
ارزق چینی تخت پر بیٹھا ہے امیر نے نعرہ مارا اور اس موذی نے پتھر امیر
پر چلایا امیر نے ضرب اسکی ردکی اور ایسا پتھر مارا کہ اسکے سینے سے ہوکر پیٹھ
مین سے نکلا اور وہ موذی جہنم کا تخت نشین ہوا بعد اسکے ملازمونکو بھی مردار
کرکے اسیکے خدمت مین جہنم کو روانہ کیا پھر اس کوئین سے نکل کر ایک روز وہان
آسودہ ہوئے اب پھر حقیقت حمزہ کے لشکر کی بغور سے سنو جب شہر سفری سے
باہر نکلے اور کافرون کو جہنم مین پہنچایا ایسے مین یکایک گرد پیدا ہوئی عیاران عمر
خبر لائے کہ لشکر اردشیر بابکان مددکو نوشیروان کے آیا یاران حمزہ نے اس
حقیقت کے سننے سے آہ کھینچی عمر بن عمیہ نے فرمایا خیر آنے دو ہمارا بھی مددگار
پروردگار ہے ہمکو کچھ غم نہین اتنے مین وہ کافر نزدیک آیا تو دیکھا کہ قد وقامت
اس کافر کا بتیس گز کا تھا مگر عمر بن عمیہ کافرونکو مارتا ہوا مغرب کی طرف ؛
جاتا تھا اور راہ مین شیروان شہر کے قریب پہنچا پس وہان کا بادشاہ کاؤس
شیروانی تھا اسکے فرزند کا نام شیر بازیک شیروانی تھا جب کاؤس شیروانی
نے حمزہ کے لشکر کی بے سروسامانیکی کیفیت سنی تب تجویز کی کہ اگر اب ہم مددگاری
لشکر عرب کی کرینگے جب حمزہ کو خدائے تعالے لاویگا تو البتہ حمزہ ہم پر لطف وکرم
کرے گا یہہ سوچ کر چالیس ہزار سوار سے باہر نکلا اور کافرونکو مارکر امیر کے
لشکر کو شہر مین لیگیا اور غلہ کتنے سال کا روبرو عمر بن عمیہ کے اور یاران حمزہ
کے لایا جب پہلوان عرب کے کھانے سے بیفکر ہوکر بفراغت جنگ کرتے تھے ؛
جب وہانکا غلہ تمام ہوچکا پھر وہان سے بھی باہر نکلے اور کافرونکو مار مار کر
مردار کرتے رہے اور طرف مغرب کے چلے جاتے تھے بعد از قطع منازل و
طے مراحل ایک شہر کو پہنچے کہ بادشاہ وہان کا ھتقال مغربی تھا جب متقال
نے احوال امیر کے لشکر کا سنا تب خود مع لشکر باہر آکر اور کافرونکو مارکر امیر
کے لشکر کو شہر مین لایا اور شرط مہمانداری کے بجا لایا پھر وہان سے نکل کر
شہر تنجہ کو پہنچے اور وہان کے بادشاہ کو ریحان تنجہ کہتے تھے جب اسنے سنا

کو مہمان

کہ جہان لشکر حمزہ کا گیا ان سب بادشاہون نے پشت پناہی کر کے مہمانی انھون
کی بجا لائے ہین تب وہ بولا کہ مجھے بھی لازم ہے کہ مین لشکر عرب و یاران حمزہ کو
امان دون کیونکہ اگر حمزہ کو خدا لاویگا تو وہ بھی مجھے پناہ دلویگا یہہ خیال
دلمین ٹھہرا کر مع لشکر باہر آیا اور کافرون کو مار کر امیر کے لشکر کو قلعہ مین لایا
اور ذخیرہ جو حاضر تھا سو نذر کیا پس اسیوقت بزرجمہر کا کاغذ پہنچا عمر نے وہ
خط فیض نمط کھولا تو دیکھا کہ بعد حمد خدائے تعالے و نعت ابراہیم خلیل اللہ کے
مضمون یہہ ہے کہ اے فرزند ارجمند سعادت مند عمر بن عمیہ مد عمرہ طرف سے بزرجمہر
حکیم کے بعد دعا سلام کے معلوم ہووے کہ تم یہان سے ہرگز باہر نجانا خدا لئے
کرم اپنے فضل و کرم سے تم سے حمزہ کو یہین ملاویگا پس بعد از مطالعہ مضمون سب
یاران حمزہ کے جو مغموم تھے سو مسرور ہوئے اور مہر نگار کا یہہ عالم تھا کہ ساعت بہ
ساعت حساب انگلیون پر گنتی تھی اب دو کلمہ داستان حمزہ کے سنو جب امیر حمزہ
نے ارزق چینی کے مارنے سے فراغت پائے اور دوسرے موذیون کو بھی پردہ
فنا مین چھپائے اور آگے بڑھے تو ایک باغ دیکھا کہ نام اس باغ کا ارم تھا پس امیر
حمزہ وہان گئے اور ہتیار بدن سے جدا کر کے جسم کو دھویا اور گرد و غبار کو دور
کیا ایسا جیسا چاند بدلی مین سے نکلتا ہے بعدہ ایک گورخر کو تیر سے مار کر کباب
بنا کر کھائے اور بشکرانہ رزاق یگانہ کا ادا کیا اور وہان ایک محل بلند دیکھہ کر
تصور کیا کہ البتہ یہان کوئی آدمی رہتا تھا اس خیال مین تھے کہ وہان سے دوسرا
کا ایک دیو باہر آیا اور امیر کو دیکھہ کر سر زمین پر رکھا اور کہا کہ یا امیر مین تو
ارضع پر یکا دیو ہون جیسے آپنے یہان قدم رنجہ فرمایا تو مجھے آپکی خدمت گذاری
ضرور ہوئی ہے غرض ایسی ایسی باتین بنا کر امیر کو اندر محل کے لیگیا اور کھانے مین
دوا بیہوشی کی ملا کر لا رکھا امیر بمجرد کھانا کھانے کے بیہوش ہو گئے پھر اس دیو
نے امیر کو ایک جھاڑ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور لکڑی سے مارنے لگا پس اتنا
مارا کہ تمام بدن امیر کا زخمی ہو گیا بعد از ایک اونٹ کو مار کر اسکا پوست نکال کر اسمین
امیر کو باندہ کر ایک جھاڑ پر رکھا القصہ وہان سیمرغ آیا اور اس پوست کو اپنی غذا
تصور کر کے چنگل مین لیکر اپنے بچون کے روبرو لا کر رکھا اور آپ پھر روزی

کی تلاش کرنے کو گیا تب بچون نے سیمرغ کے اس پوست کو پھاڑ کر دیکھا کہ
انسان آدمی ہے تب سیمرغ کے بچون نے مانند طوطی کے شکر گفتاری کی امیر نے
بھی اپنا احوال اُن سے بیان کیا جب کہ سیمرغ آیا تب ان بچون نے امیر کا احوال
اُس سے بیان کیا تب سیمرغ نے کہا کہ یا امیر تم اب کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ مجھے
پھر باغ مذکور مین لیجا کر چھوڑ آ تو عین تیرا اکرم ہے تب سیمرغ نے امیر کو اپنی
پیٹھ پر بٹھا کر دیو کے باغ مین چھوڑ دیا امیر نے سب کو آہستہ جا کر ہتیار اپنے
کھول کر باندھ لئے اور محل کے نزدیک اس دیو کے جا کر نعرہ مارا وہ
دیو پُر از مکر و ریو آواز جانسوز سے حمزہ کے دلگیر ہوا اور باہر آکر امیر پر
حملہ پتھر کا کیا تب امیر نے جست ماری اور پتھر کو رد کر کے تروار سے اس
کافر کو فروار کیا اور کئی روز وہان آرام کیا پھر وہان سے چلے راہ مین
ایک کنوان امیر کو پھر نظر آیا کہ ویسا کنوان کبھی حمزہ کے عمر مین نظر نہ پڑا
ہوگا تب حمزہ نے اسپر کا پتھر نکال کر کمند باندھ کر اندر اترے پھر پتھر بند
کر کے سوراخ مین نظر کی دیکھا تو تخت پر پتھر کے دیو سموم نامی بیٹھا ہے اور
دیوؤن مین وہ موذی صفت عیاری کی رکھتا تھا امیر وہ سوراخ دار سنگ
بھی اٹھا کر اندر اترے بمجرد دیکھتے امیر کے وہ دیو دوڑ کر امیر کے پاؤن
پر گر پڑا اور دعا دی اور الامان الامان کہنے لگا امیر نے فرمایا کہ کس شرط
سے امان تو چاہتا ہے تب اس نے عرض کی کہ جو آپ فرماوگے غلام بسر و چشم
بجا لاویگا امیر نے فرمایا کہ کوہ قاف مین چل کر جہانتک کہ دیو ہین سب کو تابعدار
کر کے قریشیہ کے خدمت مین جا کر حاضر رہ اگر یہ تجھے قبول ہے تو امان دونگا
والا دوزخ مین بھیجونگا سموم نے کہا اے امیر یہان سے تین روز کا راستہ کوہ
قاف ہے اور وہان سب دیو جمع ہین اور شہرستان زرین کو جانا ہے کر کے
امیر فرماتے ہین کہ جلد چل اور رہبر ہو امیر نے فرمایا بجز اسکے امان نہ ملیگی
غرض سموم دیو باہر نکلا اور امیر نے کمند دیو بند اسکے گلے مین ڈالی اور ریلے
جب شب ہوتی تو دیو کو چہارے باندھ دیتے اور جب صبح ہوتی تو کھول
کر لے چلتے غرض جب جائے مذکور پہ پہنچے تب سموم نے کہا ای امیر یہی پہاڑ

دیو ؤ نکا ہے اب آپ اترو اور مجھے آزاد کرو تا مین قریشی کے حضور مین جاؤن
پس امیر نے اسکے دولو کان کاٹ لئے اور چھوڑ دیکر آپ آگے بڑھے اور
پہاڑ پر چڑھکر نظر کی تو دیکھا کہ ہزارون دیو جمع ہوئے ہین پس امیر نے
نعرہ مارا جب دیوؤن نے امیر کو دیکھا تب آپسمین کہنے لگے کہ اول اسکو مار
لو بعد شہرستان زرین کو جانا امیر نے بھی قصد لڑنیکا کیا جب کہ وہ دیو امیر پہ
اگئے تب امیر نے دولو ہاتون مین تروار پکڑکر دیوؤن کو مارنا شروع کیا
اور بہت سے دیوؤن کو مارا غرض تین رات دن ہوئے تب سب دیو جمع
ہوکر ایک جگہہ پہ اُترے اور امیر بھی ایک درخت کے نیچے اوترکر آسودہ
ہوئے اتنے مین جنگل کیطرف سے گرد پیدا ہوئی اور اسمین سے ایک سوار
قاتل کفار نمودار ہوا امیر نے دلمین کہا کہ یا بارالٰہ یہہ آدمی کون ہے اتنے مین
وہ سوار قاتل کفار نے آکر امیر کے قدمونپر سر رکھکر کہا کہ مین آپکی کنیز ہون ؛
تب امیر نے پہچانا کہ یہہ تو میری بیٹی ملکہ قریشیہ ہی غرض کہ امیر نے دختر کو گلے
لگایا اور فرمایا کہ ای نور چشمی تو کس لئے یہان آئی قریشیہ نے عرض کی کہ
ای قبلہ گاہا ہمیشہ ہمارے قاصد آپ کے خبر کے واسطے جاتے رہتے تھے چنانچہ
آج سپنے مین یون آیا کہ آپ پر بڑی مشکل پڑی ہے اسلئے یہہ بندی حاضر ؛
ہوئی امیر نے فرمایا کہ تم کیا کروگے قریشیہ بولی کہ آپنے اتنے دیوؤن کو مارا اور
اب اس کنیز کی تیز دستی دیکھئے یہہ بات کہکر قریشیہ سلطان نے تروار کھینچ کر دیوؤنپر
جا گری اور ایسا مارا کہ داد دی شجاعت کی تب دیون نے دیکھکر کہا کہ جب ؛
حمزہ تنہا تھا تو مارنے مین قصور نہین کرتا تھا اور اب تو مددگار دوسرا پیدا ہوا
ہے اب کہان ہم جان چھپا دین کہ کہین چھپنے کی جگہہ نہین ہے غرض سب دیوؤ ؛
ایکبار غل و شور کرکے وہان سے غایب ہوگئے تب حمزہ نے فرمایا کہ ای نور چشمی
دیوؤنکے مارنے مین تو کچھہ کوتاہی نہین کی اب مین شہرستان زرین سے بیغم ہوا
ہون یہہ بات امیر نے فرماکر دعا کی کہ یا اللہ میری دختر کی عمر دراز کر کہ اتنے مین
ہاتف نے آواز دی کہ جبتک حسین ابن علی علیہ السلام خلافت پر نہ بیٹھینگے
تب تک قریشیہ سلطان بھی نہ مریگی بعد امیر نے قریشیہ کو وداع کیا واللہ اعلم بالصواب

داستان اڑتیسوین

جب امیر نے قریشیہ سلطان کو وداع کیا اور آپ آگے بڑھے تب دیکھتے کیا ہین
کہ ایک عورت دیو کی ایک صندوق آگے لیکر رو لی بیٹھی تھی اور یہ کہتی تھی کہ
یا اللہ تو حمزہ کو پیدا کر تب حمزہ نے اوسے پوچھا کہ ای عورت حمزہ کو تو کیا
کریگی وہ بولی کہ اگر حمزہ آوے تو میرے فرزند کو اس صندوق مین سے رہائی
دے تبتو امیر نے فرمایا کہ تیرے فرزند کو کسنے قید کیا ہے تب وہ بولی کہ حضرت
سلیمان نے اس صندوق مین قید کرکے فرمایا ہے کہ تیرے فرزند کو حمزہ چھوڑا
کر اوسے نکالیگا تب امیر نے فرمایا کہ کوہ قاف مین اتنے دیو تھے کس لئے
نہین کھولے تب وہ بوڑھی بولی کہ تمام کوہ قاف کے دیوؤن نے نہین بارے
زور سے حملہ کیا لیکن کھول نہین سکے تبتو امیر نے بسم اللہ بولکر ہاتھ اس
صندوق پر لیجاتے ہی وہ صندوق سخت کھول دیا پس اسمین سے اطر ابلیس دیو نکلا
اور امیر کے قدمون پر گرا اور عرض کی کہ اے جہانگیر اب جو فرماؤگے سو
بجا لاؤنگا امیر نے فرمایا کہ مجھے آبادانی مین پہنچا دے اوس دیو نے کہا کہ
تم میری گردن پر بیٹھو پس امیر اسکی گردن پر سوار ہوئے اور وہ دیو ہوا پر
اوڑا اور آسمان پر لیچلا جب اوپر گیا تب اسنے کہا کہ یا امیر اب دنیا کیسی دکھائی
دیتی ہے امیر نے فرمایا کہ ایک سفال کے جیسی دیکھتا ہون تبتو وہ موذی اور
بھی اوڑا اور اوپر گیا جاتے جاتے امیر سے پھر پوچھا کہ اب کہو آپ کو دنیا کسطرح
پر معلوم ہوتی ہے امیر نے فرمایا کہ ایک پیالہ سا دیکھتا ہون تبتو دیو دغاباز نے
کہا اے امیر اب بولو کہ تمکو پہاڑون پر پھینکون یا دریا مین امیر نے دلمین تصور
فرمایا کہ دیو اکثر الٹے ہوتے ہین اور مزاج اس قوم کا اوندھا ہوتا ہے اگر
پہاڑ پر ڈال کہونگا تو دریا مین ڈالیگا اور اگر دریا مین ڈال کہونگا تو پہاڑ پر ڈالیگا
اگر مین پہاڑ پر گرا تو زیست کی امید نہین ہے اگر پانی مین پڑون تو البتہ اللہ تعالی
اس سے نکالے گا امیر نے فرمایا کہ اے دیو مین نے تجھے بند سے خلاص کر کے نیکی
کی ہے اور تو بدی کیا چاہتا ہے دیو نے کہا کہ یا امیر دیو اصل مت کے ہوتے ہین

نیکی کا بدلہ بدی سے ادا کرتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ای موذی مجھے تو پہاڑ پر
ڈال تاکہ جلد جان جاوے تب دیو بولا کہ مین تجھے دریا مین ڈالونگا تاکہ مچھلیان
تیرا گوشت کھاکر جان لیوین یہہ بول کر دیو نے امیر کو پہاڑ پر پھینکا اللہ تعالی نے فرشتون کو فرمایا کہ میرے
دوست کو امانت زمین پر اتار دو تب فرشتون نے حمزہ کو بلا حرکت ونکان
زمین پر اتار دیا امیر حمزہ نے شکرانہ ادا کیا پھر وہان سے آگے بڑھے تو دیکھا
کہ وہی دیو ایک حوض مین آکر پانی پینے لگا اور وہان کتنی پریان بھی غسل
کرتین تھین سو اس دیو نے انمین سے ایک پری کو پکڑ لیا اور کسیطرح نہین
چھوڑتا تب امیر نے اس موذی کو مردار کرنا چاہا تب دیو نے عرض کی کہ
یا امیر آپ چپ رہو کہ حضرت سلیمان نے کہا ہے کہ تیری نسل سے دیوزادہ
گھوڑا پیدا ہوگا اور حمزہ اسپر سواری کریگا اگر آپ اس پریکو مجھ سے چھوڑا
دینگے تو مین آپکو گھوڑا دیتا ہون تب امیر نے کہا کہ اچھا اور چپ ہو رہے
اور وہ دیو پری سے دنیا سازی مین مشغول ہوا چند روز امیر اور وہ دیو و پری
ایک جگہہ گذر کرتے تھے جب وہ پری حاملہ ہوئی تب بعد ایام معہود کے پری
سے بچہ پیدا ہوا سو گھوڑا بمجرد پیدا ہونے کے دوڑ کر امیر کے نزدیک آیا
اور امیر کے قدمون پر سر رکھا امیر نے اسکے سر کو بوسہ دیا اور پریکو اسکی
پرورش کے لئے تاکید آکید فرمائی اور نام اسکا اشقر دیونژاد رکھا بعد کتنے
روز کے ایک دن امیر نیند مین تھے دیو نے پری سے کہا کہ اگر گھوڑا نہ جنتے تو
میرے فرزند پر حمزہ کیونکر سوار ہوتا پری بولی تو دیو مین پری پھر گھوڑا
ہو کر کیا ہوگا گھوڑا جو ہوا تو ویسے جوانمرد جہانگیر کی سواری مین آیا تیری و
میری عزت و سعادت ہوئی دیو نے کہا مین تو میرے فرزند کو حمزہ کی سواری
مین ندونگا بلکہ حمزہ کو مارونگا بچہ نے یہہ بات سنی اور تاپین مارنے لگا یہانتک
کہ دیو کو مردار کر دیا پری ڈر کر بھاگ گئی جب امیر نے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ
دیو تو مرکر پڑا ہے اور پری غایب ہے تب امیر نے دلمین تصور کیا کہ دیو بد اندیش
نے کچھہ کہا ہوگا اسلئے اشقر نے مار ڈالا ہے اشقر پر بہت آفرین و تحسین کی تب
امیر آگے بڑھے اور اشقر بھی ہمراہ چلا جب شب ہوئی تو امیر آرام فرماتے

اور پری آکر اشقر کو دودھ پلاتی تھی جب اشقر بڑا ہوکر گھانس چرنے لگا
ایک روز پہاڑون کے زمین مین چلنے تھے کہ سم اشقر کے تڑک کر زخمی ہوئے
امیر اسکے زخم دیکھکر پر غم والم ہوئے ویسے مین حضرت خضر علیہ السلام پیدا
ہوئے امیر قدمون پہ خضر کے گر پڑے خضر نے حمزہ کو گلے لگایا حمزہ نے فرمایا
کہ گھوڑا بجز نعل کے نہایت آزیت پاتاہے تب حضرت خضر نے اپنے ہاتھ سے
چار نعل اشقر کے پاؤن مین باندہے امیر نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ چار نعل
اور بھی عنایت فرماؤ کیونکہ اگر یہہ نکل جاوینگے تو مین انکو پھر باندہونگا تب
حضرت خضر نے فرمایا دوسری نعل کی حاجت نہین کہ جب تمھاری قضا آوے
گی تب نعل نکلینگے یہہ فرماکر خضر تو وداع ہوئے تب امیر نے آگے کی راہ
لی اور چلے تو دور سے ایک قلعہ نمود ہوا وہ قلعہ سبز پوش پریون کا تھا جب
امیر کے آنے کی خبر سبز پوش پریون نے سنی بہت عزت و توقیر سے استقبال
حمزہ کا کیا اور ایک اچھے مکان مین اُتارا اور شرط مہمان داری کی بجا لائین
امیر نے بھی آرام سے استراحت کی جب دو پہر شب گذری امیر ہوشیار ہوئے
اور ایک آواز آہ سرد کی امیر کے کان مین آئی پس امیر وہ آواز سنتے ہی اوسی
سمت کو چلے دیکھین تو ایک کوٹھڑی سے وہ آواز آتی ہے امیر نے اوسکا قفل
توڑا اور اندر گئے دیکھا تو دو مرد ہین وہ آہ آہ کرتے ہین امیر نے دونو کو باہر
لاکر پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اور کون قوم ہو اور یہان کیون آئے تھے وہ
بولے کہ ایک کا نام آشوب ملاح دوسرے کا نام بہلول نقاش ہم سوداگر تھے
لئے جہاز پہ سوار ہوکر دریا مین جاتے تھے ناگاہ طوفان قہری نے ہمارے
جہاز کو غارت کیا اور ہم بھی قریب نزع کے تھے ویسے مین یہہ پریان
پہنچین اور ہمکو لاکر یہان تین روز سے مقید کیا ہے غرض جب صبح ہوئی
تب بادشاہ سبز پوش پریون کا آگے امیر کے آیا اور آداب بجا لایا امیر
نے فرمایا کہ یہہ دونو آدم نژاد ہمارے ہم جنس ہین انھین میرے تابع کرو
اسنے عرض کی کہ بے فکر آپ نے انھین لینا ہے سعادت ہماری ہے بعد
امیر نے ارادہ آگے چلنے کا کیا تب آشوب ملاح نے کہا کہ یا امیر پریون نے

ایک

ایک کشتی طلب فرمائے امیر نے ویسا ہی کیا کہ شاہ سبز پوش پریون سے ایک کشتی مانگی کہ دریا سے پار ہو جاوین غرض امیر معہ اشقر اور دونو یارون کے سوار ہوئے اور دریا مین چلے ایسے مین ایک جانور آیا امیر نے فرمایا کہ یہ سیمرغ ہیہات وہ مرغ اگر جنگل مین لیکر ہوا پر اڑا امیر نے تیر کمان سے لگا کر سیمرغ اجل رسیدہ کے سینہ مین ایسا مارا کہ وہ طائر زخمی ہو کر زمین پر گرا اور کشتی ریزہ ریزہ ہو گئی امیر معہ یاران سلامتی سے کھڑے رہے اور امیر نے بہلول نقاش کو فرمایا کہ اس سیمرغ کے پر نکال کر اسکی تصویر لکھو اور ایک پر سیمرغ کا ہمراہ لو نقاش مذکور نے بموجب حکم کے ویسا ہی کیا اور جب وہان سے چلے تو ایک باغ نظر آیا تب امیر نے دونو یارون کو فرمایا کہ علامت دیوؤنکی دیکھائی دیتی ہے تم معہ اشقر یہان کھڑے رہو تب دونو یار ایک جھاڑ پر سوار ہوے اور اشقر نیچے کھڑا رہا اور امیر باغ مین جا کر کیا دیکھتے ہین کہ ہر ہر جھاڑ کے نیچے ایک ایک گائے کے سر کا دیو بڑے سینگون والا بیٹھا ہے جب ان دیوون نے امیر کو دیکھا تب اپنے اپنے سینگ ہلا کر مانند جھاڑ کے امیر پر دوڑے اور حملہ کیا امیر نے بھی دیو پر حملہ کیا اور مارنے لگے غرض کہ بہت دیوؤنکو مردار کیا اور باقی بھاگ گئے پس بھاگتے ہوئے دیو دیکھکر بہلول و آشوب کے مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کرنا چاہا اور اشقر نیچے جو کھڑا تھا بس دیوؤن کو بھاگتا دیکھا اسکو ٹاپون سے مارتا تھا غرض کہ جو دیو امیر سے بچ کر بھاگتا وہ اشقر کے ٹاپون سے مارا جاتا جب امیر باغ مین سے آئے تو دیکھا کہ بہت دیو مردار ہو کر پڑے ہین امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ان دیوؤنکو کسنے مارا تب بہلول اور آشوب نے کہا کہ جب دیو باغ مین سے بھاگ کر آتے تھے تو ہماری جان ڈر سے انکو نکلے جاتی تھی مگر اشقر نے تمھارے سبکو ٹاپون سے مار ڈالا ہے امیر نے اشقر کے پیٹھ پر بوسہ دیا اور وہان سے آگے چلے چلتے چلتے ایک باغ پھر دیکھا تب امیر نے یارون سے کہا کہ تم ایک جھاڑ پر چڑھو اور اشقر کو زیر شجر چھوڑ کر آپ آگے بڑھے اور دیکھا کہ دیو گھوڑے کے سر کے بیٹھے ہین جبکہ امیر کو دیکھا تو اسنے حملہ کیا

امیر نے تلوار خونخوار سے بہت دیؤن کو مارا اور باقی بھاگ گئے سوا شقر نے
ٹاپون سے مار ڈالے جب امیر ان موذیونکی جنگ سے فارغ ہوکر آگے چلے
تو دیکھا کہ کتے کے سر کے دیؤن مین پہنچے اونکو بھی مردار کیا اور پھر آگے
بڑھے تو جنگل مین ایک شیطان سا آدمی پال سینگ سے امیر نے اسکو پوچھا
تو کون ہے وہ موذی نے امیر کے دونو بازو پکڑکر زور کیا لیکن خود عاجز
ہوگیا امیر نے اسکو زمین پر گراکر اور خنجر نکالکر اسکے گلے پر پھیرا لیکن
زنہار نہین کاٹا گیا تب ہاتف نے آواز دی کہ اے حمزہ یہہ خر بان دجال
کا ہے تا حال اسکی موت نہین ہے تب امیر نے خنجر اسکی آنکھہ مین مارا اور
سیدھی آنکھہ اسکی کانی کردی تب خر بان نے گدھیکو پکارا تب ایک کالے پہاڑ
سا گدھا کہ جسکے دیکھے سے شیرون کو لرزا پیدا ہو ویسا گدھا منہہ کھول کر امیر
پر پہنچا اور وہ گدھا توانا قوت ور اور موٹا چار رکوسمین سمایا تھا تب امیر
نے دونو کان اسکے کاٹ کر اور سیدھی آنکھہ کانی کرکے چھوڑ دیا جبکہ خر دخربان
غایب ہوئے تب دجال بدافعال پیدا ہوا اور ایک قدم آگے بڑھا کر روبرو
امیر کے آیا امیر نے اسکے دونو بازو پکڑکر نیچے گراکر اسکی بھی سیدھی آنکھہ
مین خنجر مار کر کانا کیا تب سے نام اس بدکام کا کانا دجال مشہور ہے اور بہ
روایتون مین لکھا ہی کہ وہ شیطان اور خر دخربان کی سیدھی آنکھہ کانی ہے واللہ اعلم بالصواب

داستان اکتالیسوین

جب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ دجال سے فارغ ہوئے اور وہان
سے چلے تب ہاتھی کے کانون والیکے شہر کو پہنچے اور وہان کا بادشاہ عرشی
تاجدار نام رکھتا تھا اور وہ قوم سب شکل آدمیون کی اور کان ہاتھی کے
رکھتے تھے جب عرشی تاجدار نے خبر امیر حمزہ کے آنے کی سنی تب استقبال کو
گیا اور بہت عزت و تکریم سے امیر کو اپنے محل مین لایا اور شرط مہمانداریکے
بجالایا پس امیر نے آدمیون کی صحبت سے شکرانہ حق سبحانہ تعالے کا ادا کیا اور
عرشی تاجدار سے پوچھا کہ یہان سے دنیا کتنی دور ہے اسنے عرض کی کہ اے

پہلوان جہانگیر ابھی تو سات دریاے پار ہونا ہے اور ایک دریا پانیکا اسمین
محیط ہی اور ایک آگ کا ایک دھونئیکا ایک لہو کا ایک جوش کا ایک قلزم
ایک عمان سیہ ہفت دریاے پار ہونا تب کوہ قاف سے وداع ہوئے سمجھو ؛
امیر نے فرمایا مین ان دریاؤن سے کیونکر پار ہونگا عرشی تاجدار نے کہا ؛
پہلے دریا کے کنارے ایک عورت ملک سیرت اصفائے با صفا نامی عبادت
گاہ بنا کے رہتی ہے تم وہان جاؤگے تو وہ عورت البتہ تمکو اس دریاے
کیا بلکہ اُن سب دریاؤن سے پار کریگی اور اکثر خواجہ خضر اس عورت کو والدہ
کہتے ہین اور وہ بڑی بزرگ صالحہ عورت ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ
ایک رہبر دو تاکہ وہ ہمین اس عورت صالحہ سے ملا کر آوے تب عرشی تاجدار
نے عرض کی کہ اے حضرت آپ کا گھوڑا بے زین ہے پس زین تیار کرنے تک
صبر فرمائے امیر نے قبول کیا اور چند روز وہان رہے کہ ایک قاصد نے خبر
کی کہ آج بادشاہ کی دختر کو سموم دیو لیگیا امیر نے پوچھا کہ سموم دیو ؛
یہان کب سے ہی عرشی تاجدار نے کہا کہ یا امیر اس موذی نے تھوڑے دنون
سے یہان نکے جنگل مین رہنے کی جگہہ کی ہے اور اس حرام زادیکو ایک بچہ پیدا
ہوا ہے اور ماں اس بچہ کی جہنم مین گئی ہے تب سے دودھ پلانیکو ہر روز ایک عورت
ہمارے شہر سے لیجاتا ہے آج میرے دختر کو لے گیا ہی تب امیر اٹھے اور اشقر
کو بھی اپنے ہمراہ لیا کہ اور چلے وہان پہنچے جہان ایک کوان تھا اور اسکا منہ بند تھا غرضکہ جب امیر نے اس
سل کو نکالے اور اشقر کو کوئے کے منہ پہ کھڑا کیا اور کمند باندہ کر آپ اندر اترے اور ایک
سوراخ مین سے دیکھا کہ سموم دیو تخت پر بیٹھ کے حکم احکام مین ملک کے مشغول
ہے امیر نے وہ پتھر سوراخ دار اٹھا لیا اس موذی نے امیر کو دیکھا تب مارے
ڈر کے سموم ایک محراب مین جا بیٹھا تب امیر نے تیر سے اسے مارا وہ دیو
زمین پر گرا اور گرتے ہی مرگیا امیر نے باقی دیو مار کر اور بچیکو معہ گہوارے
زمین کے گود مین سلا کر عرشی تاجدار کی دختر کو ہمراہ لیکر اوپر آئے اور
جو دیو کہ اندر سے کوئے کے اوپر بھاگے تھے انکو اشقر نے مارے ؛
تاپو کے داخل سفر کیا تھا غرض امیر یہہ حال دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور شہر

مین داخل ہوئے اور عرشی تاجدار بہت ممنون ہوا اور منت معذرت حمزہ کی کی
اور ہزار تعظیم و تکریم سے مہمانداری مین مشغول ہوا بعد کتنے دنون کے زین زین
تیار ہوئی اور حضور مین امیر کے حاضر کیا تب امیر نے ایک راہبر ہمراہ لیا اور
نزدیک اصفائے باصفا کے آئے اور وہ باغ مانند بہشت کے تھا اسمین سے
جہاڑ سرو کا کاٹکر اسکی شاخین چھانٹ کر عصا ہاتھ کا بناکر روبرو اس
ملک سیرت کے آئے اور سلام کیا اس بی بی نے مصلے پہ سے اٹھکر امیر کو
گلے لگایا اور سینہ بے کینہ سے ملایا اور شرط مہمانداری کی ادا کی اور امیر سے
فرمایا کہ اے فرزند اسباغمین مرغ سمندرون آتے ہین انکو مارکر تم معہ
اپنے یارون کے و گھوڑیکی لباس پوستکا تیار کرو تاکہ آتش اسپر کارگر
ہوگی پس امیر نے تیر و کمان لیکر اسباغمین جاکر جانورونکو مارکر اور پوستین
آشوب وبہلول کے ہاتھ سے تیار کروائی اور آپ معہ یاران پوستین پہنی
اور اشقر کو بھی پہنائے اور سوائے دونو آنکھون کے اور کوئی اعضا کہلا
نہین چھوڑا بعد ازان اصفا باصفا ہاتھ مین عصا لیکر امام ہوئی اور امیر معہ
یاران مقتدی بنے جب اول دریا کے نزدیک آئے تب اس عورت
پارسانے ایک عصا پانی پہ مارا پس اسکے عصا مارنے سے دو ٹکڑے پانی
ہوگیا اور اس بی بی نے امیر کو فرمایا کہ تم میرے برابر بیفکر چلے آو امیر بدستور
معہ یاران واشقر اس دریا سے پار ہوئے اور دوسرے دریائے آتش کے
نزدیک آئے تب اسے بھی بدستور پار ہوئے پھر تیسرے دریا سے دھوین
کے نزدیک گئے اور اُسے بھی پار ہوئے غرض ساتون دریا سے اسیطرح
سے پار ہوئے تب اصفا باصفا نے مصلہ بچھاکر سجدہ حق مین اپنے جان بیچ درگاہ
آلہی کے تسلیم کی بعد امیر نے اسکے تجہیز مین فکر کی کہ ہاتف نے آواز دی کہ
یا حمزہ تو معہ یاران روگردان ہو تب بدستور امیر نے منہ پھرایا خدا کی قدرت
سے وہ موتہ مغفورہ ناپیدا ہوئی تب حمزہ نے شکرانہ خدا کا ادا کیا اور آگے
بڑھے اور منزلین طے کرنے مین مشغول ہوئے اب حقیقت حمزہ کے فوجکی
تک سنو کہ جب تنجہ مین کا سب غلہ آخر ہوا اور لشکریون نے گھوڑونکو کہانا

شروع کیا اور عمر معد یکرب تاب وطاقت بھوک کی نہ لایا اور عمر بن عمیہ کے پاس
اگر بولا اے یار مین تو آتش فاقہ سے جلکر کباب ہوا ہون اگر حکم کر تو اور
ملک کو جاکر وہان کے عالم کو مطیع کرکے تمکو بھی غلہ وغیرہ روانہ کرونگا اور
مین بھی پیٹ بھر کر کھاؤنگا عمر نے کہا کہ العزیز ابھی ذرا صبر کر کہ امیر کے
آنیکے ایام قریب ہین ایسے وقت مین ہم سے جدا ہوکر جاؤگے تو تم بیوفا
کہلاؤگے اب اٹھارا برس تمام ہونے آئے ہین پس اتنے دنو نکی مشقت و
محنت تمہاری تمام برباد ہو جاویگی عمر معدی نے زنہار عمر بن عمیہ کا کہنا نہ مانا
اور راہ جنگل کی لی چنانچہ جنگل مین ایک کاروان اترا تھا وہان جاکر ایک
قافلہ سالار سے کہا کہ مین گرسنہ ہون جلد کھانا کھلاؤ وہ کاروان سالار
اسکے قامت قیامت نما سے بہت ڈرکر ہر ایک آدمی سے غلہ جمع کرکے سات
باسن کھانا پکاکے لادئے عمر معدی نے وہ کھانا گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے کھلکے
بولا کہ ایکاروان یہہ ناشتا ہوا اور تازہ کھانا جلد لاؤ بدستور کاروانیون
نے اور تازہ کھانا پکاکے سات باسن لادے عمر معدی نے تو وہ بھی سب کھایا
اور کہا کہ اے نادان کاروان سالار تمنے میرے ساتھ مسخرہ گی مقرر کی ہے
کہ ذرہ ذرہ سا کھانا لاکر دیتے ہو پس اتنی خوراک سے میرا پیٹ نہین بھرتا
ہے اب کچھ بکریان لادو تو کباب بناکر کھاؤن اُن کاروانیون نے ساٹھ
بکری لادی تب عمر معدی نے گھوڑے پر سے اُترکر اُن بکریون کو ذبح کرکے
ایک سوکھا جھاڑ جڑ سے اکھاڑکر اسکو جلاکر ان بکریونکو بھون کر کھایا اور ایک
حوض پر جاکر منہہ اُسے لگاکر تمام پانی اس حوض عظیم کا پیا تب ذرا پیٹ بھرا
پھر گھوڑیکو بھی سامان اوتارکر چرنیکو چھوڑا اور آپ ایک جھاڑ کے نیچے زین
پوش بچھاکر سورہے جبکہ آدھی رات ہولی تب ڈاکا کاروان مین پڑا اور غل
ہوا کہ کاروان لوٹا گیا یہہ غوغا کاروان کا سنکر عمر معدی ہوشیار ہوئے تب تو
تمام چورون کو مار کر کاروانکا جان و مال بغیر نقصان کے بچایا تب کاروالے
بولے کہ جو اس شخص نے کھایا سو جز کیا اور صبح کو چلتے وقت اسکو ہمراہ لیا جب
ایک شہر مین پہنچے تو وہانکا بادشاہ مرگیا تھا اور ارکان دولت وہان کے ہاکو

اُڑا تے تھے کہ وہ جسکے سر پہ بیٹھے اسکو دولت دنیا اور بادشاہ بنانا غرض
اس شور و غل مین عمر معدی بھی کھڑے تھے وہ ہما عمر معدیکے سر پہ آبیٹھا
پس تمام عالم اور امرا اور وزرا روبرو عمر معدیکے آکر ہزار تعظیم و تکریم سے
لیجا کر اُسے تخت پہ بٹھایا اور حکم احکام ملک کے سنائے ایسے مین عمر معدی نے
وزیر کو بلا کر کہا کہ خاصہ جلد لاؤ تب داروغہ نے باورچی خانہ کے طعام لذیذ و
نعمت مزید لا کر سفرہ چن دیا عمر معدی نے بعد تناول کے دو چار پیالہ شراب کے
پیکر سرشار ہوکر وزیر سے بولا کہ ایک عورت لاؤ کہ مین نکاح کرون وزیر نے
عرض کیا کہ اے جہانگی پناہ اس شہر کا طریق یہہ ہے اگر عورت مرے تو معہ
خصم مدفون کرتے ہین اور مرد مرے تو معہ عورت مدفون ہو اگر اس طریق
کو حضور قبول کرین تو بندہ نوازی ہے اور بندہ اپنی دختر کو باندی ہی مین دیتا
ہے غرض عمر معدیکرب تو شہوت کے نشے مین بیخبر تھا وہ طریق قبول کرلیا
تب وزیر نے اپنی دختر اجل رسیدہ کو عمر معدیکے نکاح مین دیا جب اُسے
عمر معدی نے مجامعت کی اتفاقا وہ بچاری مرگئی تب وزیر نے صبح کو آکر موافق
رسم کے عمر معدیکے قبر تیار کروا کے بیٹی کو نہلا کے اور کفن وغیرہ پہنا کر طرف
مکان کے معہ مجمع لیچلا اور عمر معدی بھی ضرورتکو ہمراہ چلے جب قریب قبر کے
پہنچے تب اس وزیر نے عرض کی کہ اے جہان پناہ اب آپ تابوت لیکر قبر مین
جاوین تب عمر معدی نے فرمایا کہ تو وحشی ہے کہ زندہ آدمی کو کوئی بھی زمین مین
گرڑتا ہے کہ مین گڑون تب وزیر نے عرض کی کہ آپنے عرض اسعد و یکی اور طریق
بستی کے قبول فرمائے تھے پس الکریم اذا وعد او فا اپنے اقرار سے مبدل ہونا
مناسب نہین ہے عمر معدی بولے کہ مین ایسا رسم اپنے ملک مین جاری نرکھونگا
یہہ کہکر بولا کہ مجھے اسوقت بھوک لگی ہے کھانا لاؤ تب وزیر نے اسوقت کو غنیمت
جانکر کھانے مین دارو بیہوشی کی ملا کر روبرو عمر معدی کے لا رکھا بمجرد کھانیکے عمر معدی
بیہوش ہوا تب وزیر نے سر سے پاؤن تک زنجیر دل سے باندہ ہوشیار کیا اور
کہا کہ اب تابوت دانتون مین پکڑ کر قبر مین اترو عمر معدی نے ہرگز انکا کہا نمانا اور وزیر
کو مارنیکو فرمایا تھا ایسے مین بفضل خدا ے عزوجل امیر حمزہ بھی اس غلغال مین وہان

آگئے

آئے اور حقیقت گذشتہ مفصل دریافت کر کے لطور تمسخر کے فرمایا کہ اے شخص مرد جو اقرار کرتے ہین سو ادا کرتے ہین تم کیون نہین ادا کرتے ہو عمر معدی نے حمزہ کو نہ پہچانا اور بولا کہ ای وحشی مین نے تو یہہ اقرار نہین کیا ہے جواب ادا کرون وزیر بولا اگر تم یہہ اقرار نکرتے تو میری بیٹی نمر تی تب حمزہ نے پوچھا کہ ای شخص تیرا کیا نام ہے تب عمر معدی نے اپنے نام سے آگاہ کیا اور یہہ بھی کہا کہ سر لشکر حمزہ کی فوج کا ہون امیر نے فرمایا کہ لشکر مذکور سے کسطرح جدا ہوا عمر معدی نے کہا کہ لشکر معہ مہر نگار تنجہ مین ہے اور مین بھوکھ سے عاجز ہو کر انسے بیوفائی کر کے آنے سے اس نتیجہ کو پہنچا جب امیر نے یہہ کلام عمر الشیام عمر معدی سے سنا تب آپ اشکبار ہوئے اور گھوڑے پر سے اتر کر بند عمر معدی کے دور کر گئے تب عمر معدی نے وزیر کو معہ تمام عالم مارنیکا ارادہ کیا غرض امیر نے منع کیا ہر چند نہین سنا تب سارا عالم پکار کر کہنے لگا کہ امیر دا جنبی تمنے اس غول بیابانیکو چھوڑا ہی تو پھر باندھو ہم تمکو یہان کا بادشاہ بناوینگے تب امیر نے جا کر پشت سے عمر معدی کے پاؤن کو الٹ دیا کہ عمر معدی عاجز ہو گئے اور پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے امیر نے فرمایا کہ مین قاصد حمزہ ہون اور کوہ قاف سے آتا ہون عمر معدی نے پوچھا حمزہ کیا کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ حمزہ اسما پری سے عیش مین مشغول ہین عمر معدی نے کہا تجھے کبھی حمزہ یاد کرتا ہے یا نہین امیر نے فرمایا کہ مہر نگار اور عمر بن عمیہ کو اور دوسرے یارونکو یاد کرتے ہین تمھارا تو نام بھی کبھی زبان سے نہین لیتے ہین تب عمر معدی نے کہا کہ افسوس ہے کہ وہ عرب مجھے کبھی یاد نہین کرتا ہے تب امیر نے فرمایا کہ اگر حمزہ کو تو دیکھیگا تو پہچانیگا عمر معدی نے کہا ای نادان مین اور حمزہ بچپن سے ساتھی ایک جگہہ پرورش ہوئے ہین کیون نہ پہچانونگا تب امیر نے فرمایا کہ جو شکل میری ہے وہی شکل حمزہ کی بھی ہے عمر معدی نے کہا تو خلاف کہتا ہی حمزہ کو ڈاڑہی نہین ہے امیر نے فرمایا اب ڈاڑھی نکلی ہے یہہ کہکر پوستین مرغ سمندرون کی دور کئے تب عمر معدی نے اس خال کو جو حمزہ کے گال پر تھا دیکھکر پہچانا اور دوڑ کر امیر کے قدمون پر گرا تب امیر نے عمر معدیکو گلے لگایا اور دونو ملکر اتنا روئے کہ مرغ و ماہی انکے آہ و زاری سے بیقرار ہو کر

رو دئے اور و نا نکے و زیر اور لوگون نے عقل سے دریافت کیا کہ حمزہ یہی ہین
پس امیر کو ہزار تعظیم و تکریم سے شہر مین لیجا کر شرط مہانداری بجا لائے اور
دوسرے روز امیر نے عمر معدی سے حقیقت مہر نگار کی اور کیفیت عمر بن عمیہ وفادار
اور باقی یاران غمگسار کی دریافت کی واللہ اعلم بالصواب

داستان چالیسوین

دوسرے روز امیر نے معہ عمر معدی و آشوب و بہلول راہ تنجہ کی لی تھی کہ راہ مین
ایک ندی نظر آئی اور اسمین ایک صندوق بہا جاتا تھا امیر نے آشوب ملاح کو فرمایا
کہ وہ صندوق جو بہا جاتا ہے جلد لاؤ آشوب بموجب ارشاد کے تیر کر گیا اور اس
صندوق کو کنارے پہ لایا مگر امیر کے خدمت مین لا نہین سکا کیونکہ بہ وزن
تھا تب آکر عرض کیا تب امیر نے عمر معدیکو فرمایا کہ تم جاکر وہ صندوق لاؤ تب
عمر معدی نے اگر دیکھا کہ صندوق مین البتہ کوئی نقد شئے ہی یہہ تصور کرکے صندوق
کو وہین کھولا پس اسمین سے ایک دیو بد شکل نے نکلکر عمر معدیکا گلا پکڑ لیا ایسا
کہ عمر معدیکی آواز بند ہو گئی اور اتنا بے طاقت ہوا کہ امیر کو اطلاع نکر سکا ویسے
مین ایک بزرگ پیدا ہوا تب عمر معدی نے سب حقیقت اُن سے کہی تب انھون نے
فرمایا کہ دیو اتنا بڑا اتنے چھوٹے صندوق مین کیونکر سما دیگا یہہ بات جھوٹھ ہے
دیو نے کہا کہ اگر جھوٹھ جانتے ہو تو مین آپ پھر اندر جاتا ہون یہہ کہکر وہ دیو
صندوق مین گیا تب اس بزرگ نے صندوق کو محکم بند کیا اور عمر معدی نے
شکرانہ ایزدی ادا کیا اور صندوق کو امیر کے حضور مین لاکر حقیقت گذشتہ مفصل
عرض کی تب امیر نے فرمایا کہ وہ حلال مشکل خواجہ خضر تھے پھر وہان سے تنجہ کو
روانہ ہوئے جب نزدیک گئے اور قلعہ نظر آیا تب امیر نے فرمایا کہ ای عمر معدی تم
معہ آشوب و بہلول آہستہ آوین آگے مین جاتا ہون یہہ فرماکر امیر تو آگے بڑھے اور
اسی روز مہر نگار دلفگار بولی کہ آج تو تاریخ اٹھارہ برسکی تمام ہولی اگر آج
حمزہ آئے تو خوب ہی نہین بزرجمہر کا کہنا غلط جانونگی یہہ کہکر دلمین تصور کیا اور کوہ
قاف کیطرف بالا خانہ پرسے محل کے دیکھتی تھی فرد لب یار صبح شد کہ نسیمی بہ یاسمین
انگل گکر تو پائے صبا رہ شکستہ پس اسیوقت دو پہ ندے ہوا پہ اجل رسیدہ اٹھے

جاتے تھے انکو دیکھکر مہر نگار بولی کہ اگر میرا تیر ان دونو جانورون کو نشانہ کرے
تو سمجھ جاؤنگی کہ حمزہ آج آوینگے اور اگر خطا ہوئے تو ملاقات میسر نہین خالی
ہے پس یہہ نیت کرکے تیر چلایا اُس تیر نے دونو جانورونکو چھیدا اور روبرو
امیر کے جا پڑے حمزہ نے جبکہ تیر مہر نگار کا دیکھا تو اُسے سر و چشم پر رکھکر اشقر پر
سے اترکر پر ونکو ان جانورون کے صاف کرنے لگے وہان قلعہ مین سے عمر بن
عمیہ دونو طائرون کو لینے باہر آیا سو دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص پوستین پہنے
ہوئے پر جانورونکے صاف کر رہا ہے عمر بولا کہ ایمرد وحشی یہہ مرغ میرے
ملک مین ہین تو کس لئے پر انکے نکالتا ہی بھلا چاہتا ہے تو مجھے دے غرض جبکہ حمزہ
نے عمر بن عمیہ کو دیکھا تو دلمین مسرور ہوئے اور شکرانہ خدا کا ادا کیا مگر جواب
عمر کو نہین دیا تب عمر نے نزدیک آکر کہا کہ یہہ مرغ مال میرا ہی مجھے دے تب حمزہ
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے میرے روبرو لا ڈالے ہین تجھے زنہار نہ دونگا عمر نے
کہا کہ مہر نگار نے تیر سے مارے ہین انکو لیجا کر تبا تلب ہے یہہ شکار جلد دے امیر نے
فرمایا کہ مہر نگار کون ہے عمر نے کہا کہ عورت حمزہ کی دختر نوشیروانکی ہے حمزہ
نے فرمایا کہ مین بھی حمزہ کے نزدیک سے مہر نگار کے پاس کوہ قاف سے آیا ہون
تب عمر نے کہا کہ حمزہ کس شغلمین ہے امیر نے فرمایا کہ شہرستان زرین مین اسما پری
سے علیش مین مشغول ہے اور میرے تئین مہر نگار کے پاس بھیجا ہی اور حقیقت حمزہ
کی مہر نگار کو کہونگا عمر نے کہا کہ سوار ہو مین تجھے مہر نگار کے پاس لیجلتا ہون امیر سوار ہوئے
اور برابر عمر بن عمیہ کے مہر نگار کے دربار مین گئے جب نظر کافرونکی امیر پر پڑی
تب بزرجمہر سے کہا کہ ای بزرجمہر تو کہتا تھا کہ حمزہ کوہ قاف سے اٹھارہ برس کے بعد
آویگا پس آج اٹھارہوان برس تو تمام ہوا ہے اب حمزہ کہان ہی بزرجمہر نے کہا
کہ وہ سوار آتا ہی سو حمزہ ہے نوشیروان نے کہا یہہ سواری حمزہ کی نہین ہے یہہ کوئی
دوسرا ہی ہے پس امیر حمزہ خندق کی نزدیک آئے اور اشقر پر سے اترے اور جست
مارکر پار خندق کے گئے اور اشقر کو کہا کہ جب مین بولاؤنگا تب تو آئیو پس زوبین
نے دیکھا اور کہا کہ یہہ گھوڑا جو امیر حمزہ خندق پر چھوڑ گیا ہے جاؤ اور ستابی اسے
پکڑ لاؤ غرض زوبین کے حکم سے مغل دوڑے اور اشقر کو گھیرا تب اشقر مغلون پر

پڑا کسیکو دانتون سے اور کسیکو لاتون سے مارنے لگا جب مغل بہت مارے گئے
تب بہاگے پس اشقر لقو کو دااوزکو ٹمین گیا تب نوشیروان اور تمام کافر بولے
کہ اگر گھوڑا حمزہ کا ایسا ہوتا تو آے ایسے دلاوری کہان سے نمود ہوتی بعد
ازوہین اور رنجتک خجل ہوئے اور امیر اشقر پر سوار ہوکر محل مین مہرنگار کے
گئے پس عمر نے اندر جاکر مہرنگار سے کہا کہ کوہ قاف سے حمزہ نے قاصد کو روانہ
کیا ہے سو وہ قاصد ایسا بولتا ہے کہ کچھہ احوال حمزہ نے کہا ہی اور یہہ کہا ہی کہ یہہ
حقیقت مہرنگار کے کانمین کہو کہ غیر نہ سنے مہرنگار نے عمر سے کہا کہ وہ حقیقت کیا
ہے سو دریافت کرکے آؤ تب عمر نے آکر کہا کہ ای شخص وہ کیا کیفیت ہے اسنے
کہا کہ مجھے حکم امیر کا یہہ ہے کہ سوائے مہرنگار کے کوئی غیر نہ سنے جب عمر نے
کہا کہ ای دیوکے نے مہرنگار کو آج تک آفتاب نے بہی نہین دیکھا تیرا گذر وہان تک
کیونکر ہوگا امیر نے فرمایا مین سوائے مہرنگار کے اور کسی سے نہ کہونگا تب تو
عمر لاچار ہوکر پردہ باندھکر اودہر مہرنگار کو کھڑا کیا اور ادہر حمزہ کو بیکایک
حمزہ دوڑے اور مہرنگار کو سینۂ فراق دیدہ سے ملائے اور مہرنگار امیر کے قدمون
گر پڑی و لیپٹے مین عمر جلدی سے پوستین و کلاہ نکالکر دیکھتے ہین کہ حمزہ ہین محل مین
شور عشرت و آواز فرحت پیدا ہوئی اور ہر ہر کے دلمین دریائے خوشی کا بلنے لگا اور
عاشق و معشوق ملکر خوب روئے اور حروف فراق ولکے دفتر سے دھوئے اور
دیر تک عذر و معذرت مین مشغول رہے غرضکہ دلہائے خزان دیدہ و فراق چشیدہ
نے نسیم وصل سے سیرابی تازہ و شادمانی بے اندازہ حاصل کی بعد امیر نے
حقیقت کا فرونکی دریافت فرماکر معہ فوج ظفر موج سوار ہوکر میدان کو عزت
بخشی اور نقارے جنگ کے بجوائے اور امیر نے اشقر پر سوار ہوکر میدان مین
دوڑا کر فرمایا کہ جو کوئی جانتا ہے تو جانے نہین تو اب پہچانے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب
ہون کہ خدا تعالی نے مجھے یہہ توفیق رفیق دی کہ کوہ قاف مین جاکر مین نے دیونکو
کو اور بلاؤنکو گھوڑونکے اور کتونکے بیلونکے ہاتھیونکے اونٹونکے سروالونکو
مارکر فنا کیا اور اللہ تعالی نے پھر مجھے یہان سلامت پہنچایا ہے بعد عمر معدیکرب
نزدیک کا صندوق منگاکر فرمایا کہ کھولو جب عمر معدیکرب نے وہ صندوق کھولا اسمین

سے ایکدیلو پہاڑ کے جیسا نکلا اور رو بھاگ گئے کیلی امیر نے اشقر کو دوڑا کر ترواراسے
ایسا مارا کہ سر اسکا مانند گیند کے اڑا غرض وہ سر امیر نے کافرون کے لشکر مین
پھینکے بہت سے کافرونکے کمر لوٹ گئے اور بہت سے کافر سوار ہو کر بھاگ گئے تب امیر نے
پکارے کہ کون مرد ہی جو میدان مین آویگا تب بھا بجاز وہین کا سپہدار مین آیا اور امیر
پر تروار چلائی امیر نے تروار اسکی رد کی اور اسکی پنڈلی پکڑ کر اٹھایا اور دوسرے
ہاتھ سے دوسری پنڈلی پکڑ کر خدا کا نام لیکر اسے چیر کر دو طرف دو ٹکڑے ڈالکر
کافرونپر چلے اور دونو ہاتھون سے تروارین مارنے لگے ایسا مارا کہ لہو کی دریا
بہائے اور سر ان کافرونکے مانند حباب کے دریاے خون مین پیرتے تھے غرض
مارتے مارتے نوشیروان تک پہنچے تب نوشیروان اور زوبین بھاگے تب امیر نے
اپنے لشکر کو فرمایا کہ مارو اُن کافرونکو جو بھاگتے ہین پھر تو عرلونے بھی ایسی
کافر مارے کہ کشتگونکے پشتے باندھے اور لوتھون پر لوتھین گراوین اور لہو کی
ندیان جاری ہوئین اسکا حساب سوائے خدا کے کوئی نجانے تب اسباب وخزانہ
اور ہزار چوبی ڈیرہ و بارگاہ چہل ستون معہ مال ومتاع لوٹین ملا اور چار کوس
تک انکا تعقب کیا بعد فتح کے نقارہ بجاتے ہوئے پھرے اور جاے پاکیزہ دیکھہ کر
ڈیرہ مذکور دیکر اسمین امیر اترے حکم مجلس آرائیکا دیا تب ساقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز حاضر ہوئے بعد تناول طعام کے پیالہ گردش مین آیا شراب
پیکر یاران حمزہ سب خوشی سے جشن مین مشغول ہوئے اور نوشیروان بھاگ کر شہر
دمشق کو گیا بادشاہ وہانکا ہوم دمشقی تھا کہ چالیس من سونیکی اینٹ میدان مین رکھکر
اسپر ایک پاؤن سے کھڑا رہتا اور چارسو پہلوان ملکر زور کرتے لیکن زنہار پاؤن
ہوم کا نہ ہلا سکتے اور جب ہوم پاؤن اپنا جھٹکتا تو سب پہلوان دور جاکر گر پڑتے
جبکہ ہوم دمشقی کے مکانکے نزدیک نوشیروان جاکر اترا تب بختک سے کہا کہ جاکر تو
ہوم دمشقی کو لیکر آ تب بختک ہوم کے دربار مین گیا اور سجدہ نیاز ادا کیا تب ہوم
نے کہا کہ جس بادشاہ کو ایسا وزیر ہو وہ البتہ سرگردان رہیگا تب بختک نے تمام
قصہ حمزہ کے مارنیکا اور نوشیروان کے بھاگنے کا ابتدا سے انتہا تک مفصل عرض کیا
ہوم نے کہا تو جا اور نوشیروان کو یہان لا اگر حمزہ یہان آویگا تو سزا پاویگا

بختک پھر کر آیا اور حقیقت ہوم کی نوشیروان سے کہی نوشیروان نے کہا کہ ای حرامزادے
تو نے میرا مرتبہ یہانتک پہنچایا کہ مین یہان آیا اور ہوم نے استقبال نکیا یہہ کہکر
بختک کو کتنے ڈرے مارنیکو حکم کیا تب زوبین گاومیش نے بزرجمہر کی خدمتمین
عرض کی کہ ای وزیر نیک تدبیر دستگیری کرو تب بزرجمہر بحکم ضرورت بڑی جاہ و
حشم سے ہوم کے دربار مین تشریف لیگئے تب ہوم نے انکے رعب سے تعظیم و تکریم
نزدیک بٹھایا اور پوچھا کہ ای خواجہ کدہر قدم رنجہ فرمایا بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ
ہفت کشور کا تمہارے طرف آوے اور تم استقبال نکرو یہہ کیا بات ہے جلد
بادشاہ کو تخت پہ بٹھاؤ تب ہوم نے بدستور معہ بزرجمہر استقبال کرکے بادشاہ
کو لاکر تخت پہ بٹھایا اور کہا کہ ای بادشاہ خاطر جمع رکھنا اگر حمزہ یہان آویگا تو
اسکے کان سر سے جدا کرونگا تب بادشاہ وہان فراغت سے رہنے لگا واللہ اعلم بالصواب

داستان اکتالیسوین

جبکہ سلطان سلطان نشان وحلقہ فلک گوش گردن کشان یعنے امیر کشور گیر جہان
ستان امیر حمزہ نے نوشیروان کو بھگایا اور اسباب اسکا سب لوٹا اور سب پہلوان
اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے اور خوشی سے چالیس روز وہان جشن مین رہے
ایک روز امیر نے عمر کو فرمایا کہ کچھ خبر ہے کہ نوشیروان بے ایمان کہان گیا
ہے تب عمر نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ ہوم دمشقی کے یہان پناہ لیکر آپکا منتظر ہی
تب امیر نے بھی کوچ کیا بعد قطع منازل وطی مراحل دمشق کو پہنچے اور عباس
کو فرمایا کہ ہوم کو نامہ رقم کرو تب عباس نے بعد حمد خدا ونعت ابراہیم خلیل اللہ
کے یہہ مضمون لکہا کہ ہوم دمشقی کو معلوم ہووے کہ مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون
اللہ تعالے نے مجھے کوہ قاف کو لیگیا تھا سو اٹھارہ برس مین وہان کے سب دیؤ
دلیؤ اور بلائین جو کہ تھین فنا کین اور میرے گئے بعد یہہ کافر اٹھارہ سال تک مہرنگار
کا قصد کرکے میرے لشکر کو ملک ملک پھراتے رہے پھر اللہ تعالی نے انکافرون
کے مقہور کرنے کو مجھے یہان پہنچایا تب ان سبکو مار کر بھگایا تب یہہ کافر سب
جمع ہوکر تیرے نزدیک آئے ہین اگر تو بھلا چاہتا ہے تو مال خراج کا اپنی گردن پر

لیکر حاضر حضور ہدایت معمور مین ہوکر دین ابراہیم خلیل اللہ کا قبول کریگا تو امن ؛
دونگا نہین تو تجھے جیتا سولی پہ چڑہاؤنگا اور تیرے قلعہ کی خشت خشت جدا
کرکے گدہیکا ہل پھراؤنگا اور تیرے لشکر کو ایسی خواری سے مارونگا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگی جبکہ یہہ خط تمام ہوا حمزہ نے وہ خط عمر کو
دیا اور وہ ٹوپی جو دلپوستانین سے لائے تھے سو یاد کر کے عمر کو مرحمت فرمائی
عمر نے کہا یہہ ٹوپی کس کام میرے آویگی تب امیر نے وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھی
تو سبکی نظر سے غائب ہوگئے تب تو سب متعجب ہوئے تب حمزہ نے وہ ٹوپی سر سے
اُتاری اور عمر نے اسے لیکر بوسہ دیا اور کہا کہ اول نوشیروان بعد زوبین اور
بختک کے بیٹیان چراتا ہون امیر نے فرمایا کہ اگر تو ایسے کام کریگا تو مردان
عالم میرا نام بدنام کرینگے مین تجھے یہہ ٹوپی ہرگز نہ دونگا تب عمر نے کہا کہ ایسا ؛
فعل نکرونگا اور قسم کھائی تب حمزہ نے وہ ٹوپی عمر کو عنایت فرمائی تب عمر خط
لیکر ہوم کے دربار مین گئے دربانون نے ہوم کو خبر کی زوبین نے نام عمر کا سنتے
ہی کہا افسوس ہے کہ ہزار حمزہ اگر ہوتے مگر ایک عمر نہوتا اور اسنے خدا کام نہ ڈالے
ہوم نے کہا وہ کیا ایسا جوانمرد ہی زوبین نے کہا کہ بڑے جوانمردونکی ڈاڑہیان ؛
مونڈتا ہے اور خراج داڑہی کا لیتا ہے اور بڑے بڑے جوان مردونکو لاتین مار
کر پیٹ سر کے نکالتا ہی تب ہوم کے حکم سے عمر کو اندر بلایا جب عمر دربار مین آیا
اور خط حمزہ کا دیا تب ہوم عمر کو دیکھ کر ہنستے ہنستے بیہوش ہوا عمر نے کہا کیون ہنستا
ہے ابھی رو ویگا ہوم نے کہا کہ ایسا کون ہی جو مجھے رلا ویگا عمر نے کہا مین تجھے
رلاؤنگا تب ہوم نے کہا پکڑو اس عیار کو سپاہیون نے قصد عمر کا کیا عمر نے
ٹوپی پہن لی سبکی نظر سے غایب ہوئے تب تو کافر یہہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے عمر نے
ہوم کے سیدھی طرف آکر بازو پہ ایک لات ایسی ماری کہ بازو اسکا بناگوش تک
پھٹنے لگا اور اسطرف وزیر ہوم کا بیٹھا تھا پس اسکی گردن مین ہوم نے ٹکی مارکر
کہا ایحرامزادے میرے تئین ٹکی ماری وزیر نے کہا غلام کا کیا مقدور ہی جو آپکو مارے
بعد عمر نے بائین طرف آکر ایک لات اور ہوم کو ماری اسطرف کو زوبین تھا ہوم نے
کہا اے زوبین کیون تو نے مارا تب زوبین نے کہا یہہ کام عمر کا ہی بعد ہوم نے دونو ہاتھ

پیٹ پر رکھے تاکہ عمر چھری نمارے تب زوبین نے کہا کہ لات اور مکی کہ بگا مگر جائینے
کسیکو نمارنگا القصہ عمر نے اتنی لاتین مارین کہ ہوم کا سر پھرنے لگا اور دور بہ
جاکر کھڑا رہا بعد عمر نے ٹوپی نکال کر کھڑے رہکر کہا اے ہوم مین نے کہا تھا کہ مت
ہنس کہ رو و بگا تب ہوم نے کہا کہ مین تجھسے کام نہین رکھتا ہون مگر حمزہ ہے اور
مین ہون عمر نے کہا میرے خط کا جواب دے ہوم نے خط پڑھکر جواب دیا کہ حمزہ
سے بولنا کہ میری تیری جنگ ہے اور ہزار درم عمر کو دیکر رخصت کیا عمر نے آکر
امیر سے سب حقیقت ظاہر کی تب امیر نے فرمایا کہ مجھے ہوم کو دکھا عمر نے کہا کہ آؤ
تو دکھاتا ہون تب حمزہ معہ عمر شبکو جاکر خندق پار ہوکر کمند کنگرہ کو لگا کر دیوار
قلعہ کی پار ہوکر ایک دوکان مین سو گئے جب فجر ہوئی اور ہوم کے زور آزمائی کا
شور ہوا تب عمر نے ڈول اپنا سوداگرون کا سا بنایا اور حمزہ کو کہا کہ جب مین
کہونگا کہ اے فولاد آ تب تم آنا امیر نے قبول کیا دونو یار اس غلغال مین گئے
اور ہوم نے سونیکی اینٹ پر پاؤن رکھا اور چار سو پہلوان ملکے زور کرنے لگے
مگر پاؤن ہوم کا ہلا نہ سکے تب ہوم نے اپنا پاؤن جھٹکا سارے پہلوان دور جاکر
گرے تب عمر روبرو ہوم کے گئے اور کہا ای بادشاہ میرا ایک غلام زبردست ہے
اور ہمیشہ میرے کو ایذا دیتا ہے تمکو اسوقت دیکھکر عرض کرتا ہون کہ اسکو ادب
سکھاؤ ہوم نے کہا کہ بلا اس غلام کو تب عمر نے پکارا کہ ای فولاد آ تب حمزہ آئے
زوبین اور تختک بولے کہ اس سوداگر کا ڈول عمر کا ہے اور چال بھی عمر کی ہے
اور جبکہ عمر یہان ہے تو حمزہ بھی ہوگا یہہ تصور کرکے لشکر کو تاکید کی کہ سب تیار
رہو اور قلعہ کے دروازے بند کروائے جبکہ حمزہ ہوم کے روبرو گئے تب ہوم
نے کہا کہ ای غلام تو کیون اپنے صاحب کا مطیع نہین رہتا امیر نے فرمائے مین اسکا
غلام نہین ہون تب ہوم نے کہا ای سوداگر تیرا غلام غلامی سے منکر ہوتا ہے عمر نے
کہا کہ بے ادب ہے ذرا نصیحت کرو تب ہوم نے پاؤن اینٹ پر رکھکر کہا کہ اٹھاؤ حمزہ
نے فرمایا مین پیشدستی نہین کرتا ہون تو اول میرا پاؤن اٹھا بعد مین اٹھاؤنگا
تبتو کافرون کو یقین ہوا کہ حمزہ یہی ہے کہ پیش قدمی نہین کرتا ہے تب امیر نے پاؤن
اینٹ پر رکھا ہوم نے ہرچند زور کیا لیکن سرمو پاؤن امیر کا نہ ہلا بلکہ ہوم کی انگلیون

پے دس قطرے لہو کے ٹپکے تب عاجز ہوکر ہاتھ چھوڑ دیا اور آپ پاؤن اینٹ پر
رکھا حمزہ نے بائین ہاتھ سے پاؤن اس کافر کا پکڑ کر خدا کا نام لیکر اسے اٹھا کر زمین
پر پچھاڑا اور عمر نے اینٹ صفونیکی اٹھا کر توبرے مین داخل کر لی بعدہٗ وہین سے
لشکر کو پکارا کہ حمزہ تنہا پیادہ ہے سب ملکر یکبارگی حملہ کرو پس وہین کافرون
نے امیر اور عمر پر نرغہ کیا تب حمزہ بھی تروار خونخوار میان سے نکالکر کافرون
پر پڑے اور تیغ بیدریغ مارنے لگے اور عمر حمزہ کے پیٹھ پر رہ کر کافرونکو لعنت کے
شیشہ سے جلاتے تھے اور شور شہر مین پڑا کہ گویا محشر برپا ہوا اور پہلوان امیر
کے بھی آکر قلعہ کو پھرے اور مغل بھی جی توڑ کر لڑتے تھے اور اسوقت حمزہ بہت
بے ہوش ہوتے تو ننگے سر سے تروارین دو دستے مارتے تھے غرضکہ یہان بھی
ویسا ہی ہوا تب مردک بختک نے ہوم اولاد لوم کو کہا کہ حمزہ بیہوش ہوکر برہنہ
سر سے اسوقت تو تروار سر پر مارے گا تو کام حمزہ کا تمام ہو جاوے گا ہوم
شوم نے کہا کہ اگر عمر حمزہ کی پیٹھ پر سے دور ہو تو البتہ مارون گا تب مردک بختک
نے کافرون کو اشارہ کیا تب سب کافرون نے عمر پر نرغہ بہت کرکے حمزہ کی پیٹھ
سے دور کیا اور ہوم اولاد شوم نے پیچھے سے آکر تروار حمزہ کے سر پر ماری
کہ مقدار چار انگل کے زخم لگا اور امیر ہوش مین آکر پھرے تاکہ مدعی کو مارین وہ
نامرد دوڑ کر بھاگ جاکر کافرون مین چھپا اور امیر قلعہ کے دروازے کو لات
سے توڑ کر باہر گئے اور خندق کے کنارے پر بیہوش ہوکر گر پڑے تب پہلوان
عرب کے امیر کو اٹھا کر اپنے لشکر مین لائے اور کافر باہر نکل کر امیر کی فوج سے
لڑنے لگے جب لشکر امیر کا حلب کو پہنچا تب بادشاہزادے حلب کے باہر آئے
اور کافرون کو مار کر امیر کی فوج کو قلعہ مین لیجا کر دروازے بند کر کر خندق مین
پانی بھر کر سفیلون پر سے کافرون کو مردار کرتے تھے اور نوشیروان بے
ایمان نے ہوم شوم سے پوچھا کہ حمزہ کو کس قدر زخم لگا ہے اس موذی نے کہا
کہ حلق تک پہنچا ہے نوشیروان نے کہا کہ اگر اسقدر زخم لگتا تو حمزہ دروازہ توڑتا
حمزہ تو جیتا ہے مگر زخم کاری لگا ہوگا اب کس صورت سے قلعہ کو فتح کرنا بختک
نے کہا کہ ہماری مددگاری کو سب ملکون سے لشکر آئیگا کیونکہ سب طرف نامے روانہ

کئے ہین اب روز بروز لشکر جمع ہوتے ہین جبکہ سب جمع ہوئے پھر قلعہ ناتھ مین آنا اولی
کام ہے نوشیروان کو یہہ کہا اور تمام ملکون مین حمزہ کے وفاتکی خبر لکھا تھا چنانچہ
جو بادشاہ اہل اسلام تھے یہہ حقیقت سنکر مکدر و متفکر ہوئے اور ماتم غم والم
ادا کیا اب یہہ احوال سنو کہ ناصر شاہ کی بیٹی نے کہ رومال مذکور سے اپنا
جسم پاک کیا تھا سو خدا کی قدرت کاملہ سے وہ حاملہ ہوکر اسے فرزند تولد
ہوا تھا اور نام اس بچہ کا ناصر شاہ نے عمر بن حمزہ یونانی رکھا تھا اور تمام
عالم اسے ناصر شاہ کا فرزند کہتے تھے غرضکہ اس ایام مین وہ فرزند جو بیس
برس کا ہوا تھا بعد ناصر شاہ نے عمر بن عمیہ سے کہا کہ اے فرزند فرمان
نوشیروان کا آیا ہے کہ لشکر سمیت حلب کو آؤ اور حلب کو فتح کرو کہ حمزہ موا
ہے عمر بن حمزہ نے کہا کہ چلنا اور مدد بادشاہ کی کرنا ناصر شاہ نے کہا کہ حمزہ تیرا
والد تھا عمر بن حمزہ نے کہا کہ کیا ہوا جو تھا غرضکہ عمر بن حمزہ اور ناصر شاہ حلب کو
روانہ ہوئے پس کتنے روز مین کافرون کے لشکر مین پہنچے جاسوسون نے خبر کی کہ
عمر بن حمزہ آیا ہے بختک نے دربانونکو تاکید کیا کہ عمر بن حمزہ کو اندر نہ چھوڑو اور
ناصر شاہ کو آنے دو غرض جبکہ ناصر شاہ دربار مین آیا اور عمر بن حمزہ کو دربانون
نے منع کیا تب عمر بن حمزہ نے ایک مکی چوبدار اجل رسیدہ کو ایسی ماری کہ وہ
موذی مردار ہوگیا اور شور تمام دربانون مین پڑا یہہ خبر نوشیروان کو ہوئی
تب بادشاہ نے ناصر شاہ کو کہا کہ تیرا بیٹا ہمارے چوبدارون کو کسواسطے مارتا
ہے تب ناصر شاہ بولا کہ میرا فرزند دیوانہ ہے چوبدارون نے اسے اندر آنے
کو منع کیا ہوگا پس اسلئے اسنے مارا نوشیروان نے چوبدارون کو اندر بلاکر
پوچھا کہ ناصر شاہ کے فرزند کو کیون نہ آنے دیا وہ بولے کہ ہمین بختک نے حکم
دیا سو ہمنے ادا کیا تب بادشاہ نے بختک کی طرف دیکھا اس ملعون نے بادشاہ
کے کان مین کہا کہ یہہ فرزند حمزہ کا ہے ناصر شاہ کا نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ
حمزہ نے مہر نگار سے اقرار کیا تھا کہ دوسری عورت سے کبھی نہ ملونگا یہہ فرزند
کسطرح تولد ہوا تب بختک نے حقیقت رومالکی سنائی بعد بادشاہ نے ناصر شاہ
کو بلاکر بیٹھایا اور وہ آداب بجا لاکر بیٹھا اور عمر بن حمزہ نے تو سلام بھی بادشاہ کو

نہین

نہاین کیا بعد سفرہ موجود ہوا اور انواع اقسام نعمتاین حاضر ہوئین اور تمام بادشاہان
اور وزیرون نے تناول کئے مگر عمر بن حمزہ نے کھانا نکھایا تب بادشاہ نے کہا
کہ ایجوان تو کھانا کس لئے نہین کھاتا ہے عمر بن حمزہ نے کہا کہ تیرا کھانا کھاکر تجھ
سے لڑنا کام جوان مردونکا نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ تجھ سے کون جنگ کرتا ہے
تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ تو نے میرے باپ کو مارا ہی بادشاہ نے کہا تیرے باپکو
ہوم دمشقی نے مارا ہی مین نے نہین مارا اور یہہ کھانا میرا ہے ہوم کا نہین یہہ لولکر
تازی نعمتاین منگا کر اسکے روبرو رکھین تب عمر بن حمزہ نے تناول فرمایا اور جام
صہبائے ارغوانیکا پھرنے لگا جب شراب پیکر ذرا سرخوش ہوئے تب ہوم نے
کہا ای بختک لول کہ مین نے حمزہ کو کسقدر زخم مارا بختک نے کہا کہ تو ہی بیان
کر تب ہوم نے کہا کہ ایسا زخم لگایا کہ اسکے حلق تک تروار پہنچا یا ہون تب عمر
بن حمزہ سنکر جوشش مین آیا ہوم لافزنی کرنے لگا تب عمر بن حمزہ نے فرمایا کہ ای
کافر حرامزادے چپ رہ نہین تو ابھی تیرا سر کاٹون گا ہوم نے کہا کہ یہہ جوان کون
ہی جو ایسا کہتا ہے بختک مردک نے کہا کہ یہہ فرزند حمزہ کا ہے تب ہوم نے گرز نکالکر
عمر بن حمزہ پر چلایا عمر بن حمزہ نے گرز اسکا پکڑکر اسے جھٹکا دے کر چھین لیا اور
آپ وہ گرز اسپر پھر چلایا اسنے بھی وہ گرز پکڑ لیا تب عمر بن حمزہ نے اسکے دونو
کان پکڑکر نوشیروان کے تخت پر دے مارا تب اسے نوشیروان نے آپ بچا لیا بعد
ہوم اجل رسیدہ اٹھکر عمر بن حمزہ کے روبرو آیا تب عمر بن حمزہ نے تروار خونخوار
نکال کر برسر ناہنجار ایسے ماری کہ وہ کافر مردار ہوکر برابر دو ٹکڑے
ہوکر داخل السقر والنار ہوگیا تب نوشیروان اور زوبین معہ لشکر سوار ہوئے
اور عمر بن حمزہ نے نعرہ مارا اور ان کافرون مین پڑکر ایسی ترواری ماری
کہ سر انکے مانند گیند کے اڑتے تھے اور لہو کے دریا بہائے اور اس عرصہ مین
زخم امیر حمزہ کا بھی درست ہوا تھا کہ مہر نگار کے نزدیک بیٹھے تھے اتنے مین یہ
آواز عمر بن حمزہ کے نعرہ کی امیر کے گوش زد ہوئی امیر نے عمر بن عمیہ کو فرمایا
کہ جاؤ اور نعرہ کون مارتا ہی خبر لاؤ تب عمر بن عمیہ نے آکر دیکھا کہ ایک جوان دلاور
مثل شیر ببر لوگون مین پڑکر مارتا ہے جب ناصر نے عمر کو دیکھا تب عمر کو گلے لگایا

عمر نے پوچھا کہ یہہ نوجوان کون ہے ناصر نے کہا کہ فرزند حمزہ کا ہے اور حقیقت
رومالکی کہی عمر خوش و خورم ہوا و شکر خلاق عالم کا کرتا ہوا حضور مین حمزہ
کے اگر حاضر ہوا اور عرض کی امیر بہی اسیوقت معہ فوج ظفر موج تیار ہوکر
باہر آئے اور ہزار چوبی ڈیرہ استادہ کروا کر آبیٹھے اور عمر بن حمزہ بہی کافرونکو
مار کر فتح و نصرت سے آکر باپکی جناب اقدسمین قدم بوسے سے مشرف ہوئے امیر
نے فرزند ارجمند کو گلے لگایا اور سر و چشم کو بوسہ دیا اور اپنے ہاتھ سے ناصر شاہ
کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور خنگ مہتر اسحاق کا فرزند کو مرحمت کئے اور
شب و روز عیش سے رہنے لگے اور نوشیروان نے راہ مداین کی لی اور امیر معہ
فرزند عشرت مین رہتے تھے اور مہر نگار غم مین رہتی اور کہتی تھی کہ حمزہ نے مجہسے
شرط کی تھی کہ بجز میرے عورت نکرونگا اب یہہ فرزند کہانسے پیدا ہوا ہے
امیر نے عمر بن عمیہ سے فرمائے کہ تم جاکر مہر نگار سے کہو اور مفصل یہہ حقیقت کہہ
سناؤ عمر بن عمیہ نے ہر چند کہ مہر نگار سے کہا لیکن مہر نگار نے ہرگز نہ مانا اور
بولی کہ جبتک صحبت نکرے تب تک اسطرح سے کہین فرزند پیدا ہوتے ہین عمر
نے ہر چند قسم ہاے شدیدہ کہاکر کہا لیکن مہر نگار نے نہ مانا تب عمر نے آکر حمزہ
سے کہا کہ ای حمزہ میرا کہا ہرگز نہین مانتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ناصر شاہ اور
عمر بن حمزہ جاکر مہر نگار کو سمجہاوین تب ناصر شاہ اور عمر بن حمزہ نے جاکر آداب
و تسلیمات ادا کرکے حقیقت مذکور عرض کئے تب مہر نگار بظاہر قبول کرکے اور
باطن مین نامقبول ہوکر انکو خلعت دیکر رخصت کرکے پہر عادت قدیم پر مغموم
ہو رہین تب امیر نے جاکر فہمایش کی تب مہر نگار بولی کہ جا العرب مین کیا تیرے
لایق ہون اور تو مجہسے کیا وفاداری کریگا مین نے جیسا کیا ویسا ہی پایا امیر
کو یہہ بات مہر نگار کی بہت سخت معلوم ہوئی پس امیر نے فرمایا کہ مین تیرے لایق
نہین ہون اور اولاد بن مرزبان تیرے لایق ہے یہہ فرماکر اولاد بن مرزبان
کو بلاکر بند دور کرکے فرمایا کہ مین نے تجہہ پر ظلم کرکے تیری عورت چہین لی تہی
اب ہنیکر لیجا اب مین ظلم سے توبہ کرتا ہون اور تو مہر نگار کو لیکر اپنے ملک کو چلا جا
تب سب یارون نے کہا کہ ای امیر یہہ کیا کرتا ہے اور کیا خیال تجہے آیا ہے امیر نے

فرمایا کہ سوگند اپنے پروردگار کی ہی صبح اگر مہر نگار یہان رہے تو جان سے مارونگا
عمر بن عمیہ نے یہہ خبر مہر نگار کو پہنچائی تب مہر نگار اپنے کئے پر پریشان و پشیمان
ہوئی لیکن کچھہ فایدہ نہین ہوا لبعد مہر نگار عمر بن عمیہ سے بولی کہ تم یا مقبل حلبی
میرے ہمراہ چلو تب عمر بولے کہ ابھی تو مقبل کو لیجاؤ پھر مین بھی حاضر ہونگا غرضکہ
مقبل حلبی نے آکر امیر سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین ہمراہ مہر نگار دل فگار کے
جاؤن تب امیر نے فرمایا کہ جاؤ تب مقبل قدمبوس ہوکر اپنے سوارون سمیت
ہمراہ مہر نگار کے روانہ ہوا اور مہر نگار معہ اپنے غلام و کنیزک وہان سے روانہ
ہوئین اور اولاد مرزبان کو کہلا بھیجا کہ تو ایک کوس ہمسے دور اترتا جاوے
بولا کہ حمزہ نے کہا ہی کہ مہر نگار سے کبھی جدا نہ رہیو مگر میری جان بخشی کی سو ہی غنیمت
ہے مین دو کوس اترتا جاؤنگا یہہ کہلا بھیجا اور بدستور دور اترتا جاتا تھا لبعد:
اولاد مرزبان نے اول اپنے شہر مین اپنے چھوٹے بھائیکو مہر نگار کے استقبال
کو روانہ کیا مقبل نے اسکے کان مین آہستہ سے کہا کہ اولاد بن مرزبان بوڑھا ہے
مہر نگار اسپر راضی نہین ہے اور تو جوان ہے تیرے کو البتہ قبول کریگی تو جا اور
اولاد بن مرزبان کو مار ڈال تو مہر نگار تیرے نکاح مین آویگی تب اس موذی نے
جاکر اپنے بھائیکا سر کاٹکر مہر نگار کے دربار مین روانہ کیا تب مقبل نے اس غلغال
مین اولاد کے چھوٹے بھائیکو خنجر سے مار ڈالا اور تمام شہر اپنے قبضہ مین لیکر فراغت
سے رہنے لگے اور یہہ خبر امیر کے غصہ ہونیکی سب ملکون مین مشہور ہوئی تھی تب:
زوبین بیدین دو لاکھہ سوار جریدہ ہمراہ لیکر اور وقت فرصت غنیمت جانکر مہر نگار
کو ہاتھہ مین لانے کے ارادے سے وہان پہنچا تب مقبل نے دروازہ قلعہ کا مضبوط
بند کرکے خندقین پانی سے بھر کر مردونکو جنگ کے واسطے سفیلون پر چڑھا کر لڑنے
لگے اور ان دنون مین امیر کا بھی غصہ کم ہوا تھا مگر غیرت کے مارے کچھہ بول نہین
سکتے تھے اور ادھر مہر نگار دلفگار فراق حمزہ سے اشکبار و مغموم رہتی تھی اور
ادھر امیر بھی شب و روز اس غم جانگداز و دلسوز سے بے عیش مغموم و محروم:
رہتے تھے ایک روز عمر بن عمیہ بولے کہ ای حمزہ اتنے روز مین تمھارے خدمت مین رہا
اب معلوم ہوا کہ تم بیوفا ہو پس تم سے دور رہنا اور الگ رہنا بہتر ہے امیر نے فرمایا کہ

تو میرا غلام نہین ہے پس عمر نے تسلیم کی اور راہ اولادبن مرزبان کے شہر کی
لی اور دیکہا کہ زوبین نے لشکر قلعہ سے پھرا ہو یا ہے تب حقیقت معلوم کی اور وہان
سے واپس ہوا اور وہان امیر حمزہ اپنے یارونکو فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ
غمگین کس لئے بیٹھے ہو جاؤ شکار کرو تب یاران حمزہ معہ عمر بن حمزہ شکار کھیلتے
تھے عمر بن عمیہ نے دیکہا اور آگے آکر عمر بن حمزہ کو بولا کہ جلد چلو تم سے مجھے کچھ
کام ہی تب عمر تو آگے اور امیرزادہ پشت پر روانہ ہوئے اور زوبین کے لشکر
مین پہنچے تب عمر نے امیرزادیکو کہا کہ الیفرزند تم حمزہ حمزہ بول کر دودستی تروار
مارنا شروع کرو تب امیرزادہ بدستور تروار مارتا تھا اور یہانتک تروارین
مارین کہ زوبین کے نشان بردار کے پاس گئے اور اسکو ایسی تروار ماری کہ
کمر تک پہنچی پھر قصد زوبین کا کیا وہ ملعون بے ہمت و نامرد بیدین بھاگ گیا لیکن
ہزار خرابی سے بچا تب لشکر بھی اوس کافر نامرد کا بھاگا بعد عمر امیرزادے کو فتح
ونصرت سے مہرنگار کے پاس لیگئے امیرزادے نے آداب بجالاکر مہرنگار کی خدمت
مین حاضر رہا تب مہرنگار نے فرزند کو گلے لگایا اور نوازش فرمائی اور زوبین
جو وہان سے بھاگا سو کوہستان مین جاکر بہمن ار جاشٹ کی پناہ لی اور احوال
حمزہ نوشیروان کا مفصل عرض کیا اور عمر بن عمیہ مہرنگار کو معہ مقبل و عمر بن حمزہ
ولشکر لے کر وہان سے نکلے اور امیر کے لشکر سے چار کوس پر اترے اور آپ امیر
کے خیمہ کے نزدیک مغموم ہوکر آبیٹھے عمر معدی نے یہہ خبر جاکر حمزہ سے کہی کہ عمر
دربار کے نزدیک غمگین بیٹھا ہے حمزہ نے فرمایا کہ اس چور کو بلا لاؤ عمر معدی گئے
اور ہرچند کہا کہ امیر بلاتے ہاین عمر نہ آیا بعد امیر آپ آئے تب عمر بھاگنے لگا آخر امیر
سوار ہوکر عمر کے پیچھے چلے اور عمر ہر بار پھر پھر کر حمزہ کو دیکھتا تھا اور بھاگتا تھا
تب امیر نے غصہ مین آکر فرمایا کہ ای چور کھڑا رہ نہین تو مارا جاویگا یہہ کہکر تیر و کمان
ہاتھہ مین لیا تب عمر نے خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ مار بیٹھا تو بڑی قباحت ہے پھر
تو دوڑ کر امیر کے قدموں پر آگرا امیر نے عمر کو گلے لگایا اور پوچھا کہ اتنے روز دن
تک کہان تھا عمر نے کہا کہ مہرنگار کے حضور عصمت معمور مین تھا حمزہ نے کہا کہ مہرنگار
کہان ہے عمر بولے کہ آؤ بتاتا ہون تب حمزہ ہمراہ عمر کے چلے اور مناسب وقت یہہ

بیت پڑھے **فرد** پرسند دوستان کہ کجا میروی امیر مشتاق راچہ پرسی بر یار میرود
جبکہ حمزہ مہر نگار کے محل مین گئے تب مہر نگار دوڑ کر امیر کے قدمون پر گری اور امیر
نے مانند دلولے کے مہر نگار کو گلے سے لگایا اور دفتر جدائیگا آب دیدہ سے دہوئے
اور اشار روئے کہ سیلاب پانیکا ہوا اور مہر نگار بولی **مثنوی** من بندہ گناہ کردم دیدم چو پریشانی
ہم رنج بسے بردم ہم تیر پشیمانی عیبی نباشد از تو کہ برمن جفا رود مجنون زراحت تا نہ
لیلی کجا رود **فرد** تو خواہی آستین افشان تو خواہی دامن اندر کش مگس گاہے
نخواہد رفت از دوکان حلوائی بعد خوشوقتی سے اپنے لشکر کو آئے اور خزان
نصیب چمن ولان نے بہار تازہ پائے اور چالیس روز عیش مین رہے واللہ اعلم بالصواب

داستان بیتالیسوین

جبکہ مدت عیش کے تمام بفرحت الصرام و بمسرت اتمام و بعشرت انجام پائے امیر نے
یارون سے مشورت فرمائے کہ مین اب نوشیروان کے نزدیک جاتا ہون اور اسکی
رضامندی سے مہر نگار کو نکاح مین لاتا ہون پس ساعت سعید مین مداین کو روانہ
ہوئے یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی پس استقبال کر کے حمزہ کو آکر ہزار تعظیم و تکریم
سے لیجا کر پہلوان جہانکو کرسی پر بٹھایا اور بعد تناول طعام و شراب نوشی ورنگ
نیوشی کے عمر اٹھکر آدابگاہ پر دست بستہ کھڑا رہا اور نوشیروان نے مخاطب
ہوکر پوچھا کہ ای عمر تیرا کیا مطلب ہے تب عمر بن عمیہ بولے کہ تمہاری رضامندی
سے مہر نگار کو حمزہ نامدار سے نکاح کر دینا مناسب ہے نوشیروان نے کہا کہ میری
رضامندی ہی اور مین نے اپنی خوشی سے قبول کیا ہون اور دیا ہون تب سب دوستان
حمزہ خوش ہوئے اور امیر نے شراب پیتے پیتے آہ کر کے فرمایا ای بختک اب زوبین
بیدین کہان ہے تب بختک نے کہا کہ مین سنتا ہون کہ کوہستان کو گیا ہے اور
بہمن ارجاشت کی پناہ لی ہے تب امیر نے فرمایا کہ ہیہات وہ کافر نے اٹھارہ
سال تک میری حرم کو ستا کر میرے ہاتھ سے جان سلامت لیگیا بختک نے کہا ای امیر
اب تو ملک اسکا خالی ہے اگر امیر متوجہ ہوئے تو عیال و اطفال اس بدخصال کے
تمہارے تصرف مین آوینگے پس امیر نے حالت نشہ مین سوگند کھائی کہ قسم ہی مجھے پروردگار

کی جبتک زن و فرزند اس تاتار جمند کے میری ہاتھہ نہ آوینگے تبتک نام بیاہ کا زبان پر نہ لاؤنگا عمر نے کہا ای امیر تمنے بیفکر قسم کہائی کچہہ اندیشہ نہین کہا امیر نے فرمایا
بود لی بود ہرچہ خواہد بود ہم بدل داشتن ندارد سود پس امیر نے اسیوقت کوچ کیا
غرض ایک جنگل مین آئے وہان شکار بہت تہا پس ایک روز مقام کیا تاکہ شکار کرین
جب شکار کے واسطے سوار ہوئے ناگاہ عمر بن حمزہ کے روبرو سے ایک ہرن نکلا اور
عمر بن حمزہ نے اسکا دنبالہ کیا اور ہرن ٹہکانے پہ گیا عمر بن حمزہ بہی وہان گئے اور
دیکہا کہ نیچے ایک لشکر اترا ہے ایسے مین عمر معدی اور عمر بن عمیہ بہی وہان
پہنچے اور امیرزادے نے وہ لشکر انکو بتا کر فرمایا کہ ہم تین شخص اس لشکر کو ملے ہین
بعد ان تینون بہادرون نے لشکر کے نزدیک آکر ایک نفر کو پکڑا اور پوچہا کہ یہہ
لشکر کسکا ہی وہ بولا کہ یہہ لشکر زوبین کے برادرزادون کا ہے اور انکا نام ایک
کا تارترک اور دوسرے کا نام غارترک اور یہہ زوبین کے عیال واطفال کو لئے
جاتے ہین کسواسطے کہ اس بیدین نے سنا ہی کہ حمزہ کا قصد کاوسش کا ہے اگر میرے
زن و فرزند اسکے ہاتھہ مین آئے تو بہت فضیحت ہونگے یہہ خیال کرکے نیستان کو
بلایا ہے سو وہ دونو پہلوان لیئے جاتے ہین یہہ سنکر ہر سہ دلاوران مانند شیر غران
کے اس گلہ گوسفندان مین پڑے اور نعرہ مار کر تروارین مارنا شروع کئے تب
تارترک اور غارترک نے میدان آراستہ کیا اور امیرزادہ بہی انکے مقابلہ مین کہڑا
رہا تب تارترک نے گرز اٹہایا اور عمر بن حمزہ نے سپر سپہر نما سر پر لی تارترک نے
گرز مارا کہ آواز اسکا میان صحرا گیا تب امیرزادہ نے اسکے پہرتے وقت ہاتہہ لنبا کرکے کمر
بند اسکا پکڑکے قاش زین سے اٹہاکر سر سے بلند کرکے پہرایا اور فرمایا کہ بول خدا
ایک ہے اور دین مبین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے اگر نہ کہا تو ایسا پٹکونگا
کہ جسم تیرا ہیوند زمین ہوجاویگا وہ پہلوان مسلمان ہوا اور امیرزادے نے آہستہ
اوسے اتار بعد غارترک نے آپ گہوڑا دوڑاکر امیرزادے پر حملہ تروار کا کیا اور عمر
بن حمزہ نے اسکا حملہ بہی رد کیا اور اسے بہی بدستور اٹہاکر سر سے بلند کرکے فرمایا
کہ بول خدا ایک ہی غرضکہ وہ بہی مسلمان بنا بعد ازان امیرزادہ زوبین کے حرم مین قدیا
اور امیرزادے کی نظر الفت منظر اوپر ہمشیرہ زوبین کے پڑی اور عاشق ہوئی نام اسکا

گل چہرہ تھا اور عمر معدی زوبین کی عورت پر عاشق ہوا باقی زوبین کی مان رہ گئی
تب عمر بن عمیہ بولے کہ ای یار و عجب تمہارا انصاف ہے جوانونکو تم لوگون نے
قبول کیا اور بڈھی کو میرے لئے چھوڑ دیا وہ بڈھی سات سو سالکی تھی تب امیر
زادینے فرمایا ای عمر اس بڈھی کو میرے حوالہ کرو کہ یہہ اپنی دختر کی ہوادار ہین
اور خدمت گذار ہین بہیکی عمر نے بدستور فرمان امیر زادیکے حوالے کیا تب
سب پہلوانون نے معہ عورتون و اسباب کے نزدیک حمزہ کے آکر حقیقت گذشتہ
مفصل عرض کی امیر نے زوبین کی والدہ سے فرمایا ای عورت دیکھہ تیرے فرزند نے
اٹھارہ سال تک میرے حرم کا پیچھا کیا تھا اللہ تعالی نے اسکے تئین مقہور کر کے
اسکے حرم کو میرے فرزند کے ہاتھہ مین دیا معقولہ عالم یہہ ہے جو کوئی پر کو کھودے
گا وہ آپہی ڈوب ڈوب موا اب تیری رضامندی سے تیری دختر کو میرے فرزند
کے ساتھہ نکاح کرے ایسا داماد تمام دنیا مین نملیگا وہ بولی کہ مین میری دل و
جان سے رضامند ہون بعد امیر نے زوبین کی عورت کو فرمایا کہ ای نیک بخت
عمر معدی تیرے مرد سے جوانمردی مین ہزار حصہ بہتر ہے قبول کر وہ بولی کہ ای جہان
مجھے آدمی سے منسوب کیجئے یہہ تو دیو ہی مین زنہار اسے قبول نکرونگی تب مہر نگار نے
اسے بہت سا سمجھایا تب وہ مسلمان ہوئی اور عمر معدیکے ساتھہ نکاح قبول کی
تب امیر نے عمر کو فرمایا کہ جاؤ قاضی کو بلالاؤ عمر نے باہر جاکر اپنی شکل قاضی کی
صورت سے مبدل کر کے بڑی دستار بنی پیزار بڑا جامہ پہنے ہوئے کہ جسکے
آستنین مین سے بچہ اونٹ کا نکل جاوے وہ پہنکر ایک عصا بڑا جھاڑ سا ہاتھہ مین
لیکر آئے تمام اہل مجلس دیکھہ کر متعجب ہو رہے اور کہا کہ ہمنے ایسا قاضی لشکر مین
نہین دیکھا تھا امیر نے فرمایا کہ یہہ قاضی مردان غیب سے ہی تب موافق رواج دین
ابراہیم کے نکاح عمر بن حمزہ کا و عمر معدی کا پڑھے تب امیر نے ہزار دینار دئے
وہ لیکر آستین مین ڈال لئے اور اجازت لیکر باہر نکلے عمر معدی بولے کہ بڑا نیک
مرد تھا ویسے مین عمر پھر صورت اصلی سے موجود ہوا بعد ازان تمام پہلوان تین
شب و روز جشن مین رہے بعد امیر کوچ کر کے زوبین کے قلعہ پر پہنچے مان نے زوبین
کی امیر سے کہا ای امیر قلعہ مضبوط و محکم ہے آپکو لینا قباحت ہی قلعہ دار کو خبر ہوئی

تو دروازے بند کرے گا اسکے پیش از جاکر مین قلعہ اپنے قبضہ مین لاؤنگی آپکے
دس پہلوان میرے ہمراہ عنایت فرمانا موافق کہے بڑھی کے امیر نے عمر بن
حمزہ و عمر معدیکرب لندھور اور سات پہلوان دوسرے دیے وہ بڑھی جب
روبرو شہر کے آئی تب قلعہ وار نے سناکہ لشکر غنیم کا آیا وہین دروازے
باندھکر خندقین پر آپ کر کے فکر لڑائیکی کی ایسے مین تار ترک اور غار ترک نے
میدان مین اپنے تئین نمود کیا اور پکارے کہ ہم برادر زادے زوبین کے ہین
ہم زوبین کے حرم کو لیجاتے تھے لشکر حمزہ کا ملنے سے ہم بھاگ کر آئے ہین جلد
دروازہ کھول پس قلعہ دار نے دیکھا کہ سچ تار ترک اور غار ترک ہین پس
وہین دروازہ کھولا اور اندر بلایا وہین عمر بن حمزہ نے اپنے پہلوانون کو لے
کر ہمراہ خوشدامن کے گئے قلعہ دار نے جب پہلوان عرب کے دیکھے زوبین کی
مان سے کہا کہ ای خاتون یہہ کون ہین سو وہین عمر معدی نے گرز اسکے بناگوش مین
ایسا مارا کہ مغز اسکا کانون سے نکلا اور جہنم کی قلعداری پر مسلط ہوا اور قلعہ عمر بن
بن حمزہ کے زیر تصرف آیا اور قاصدون نے یہہ خبر امیر کو پہنچائی کہ آپ کے اقبال
سے قلعہ ہاتھ آیا بعد ازان حمزہ سمعہ فوج قلعہ مین داخل ہوئے مان نے زوبین
کی کہا کہ شہر قبہ زرین سے آراستہ کرو بدستور اہل کار حکم بجالائے اور درم و
دینار امیر پر سے نثار کئے اور نقارے اور نوبت خوشیکی بجے
لگے اور امیر نے بھی شان و شوکت سے و جاہ حشمت
سے لباس نوشاہی کا پہنا اور جشن شادی
کتخدائیکا آراستہ کیا اور عروس
بنانا مہر نگار کو شروع کیا
واللہ اعلم بالصواب
تمت تمام
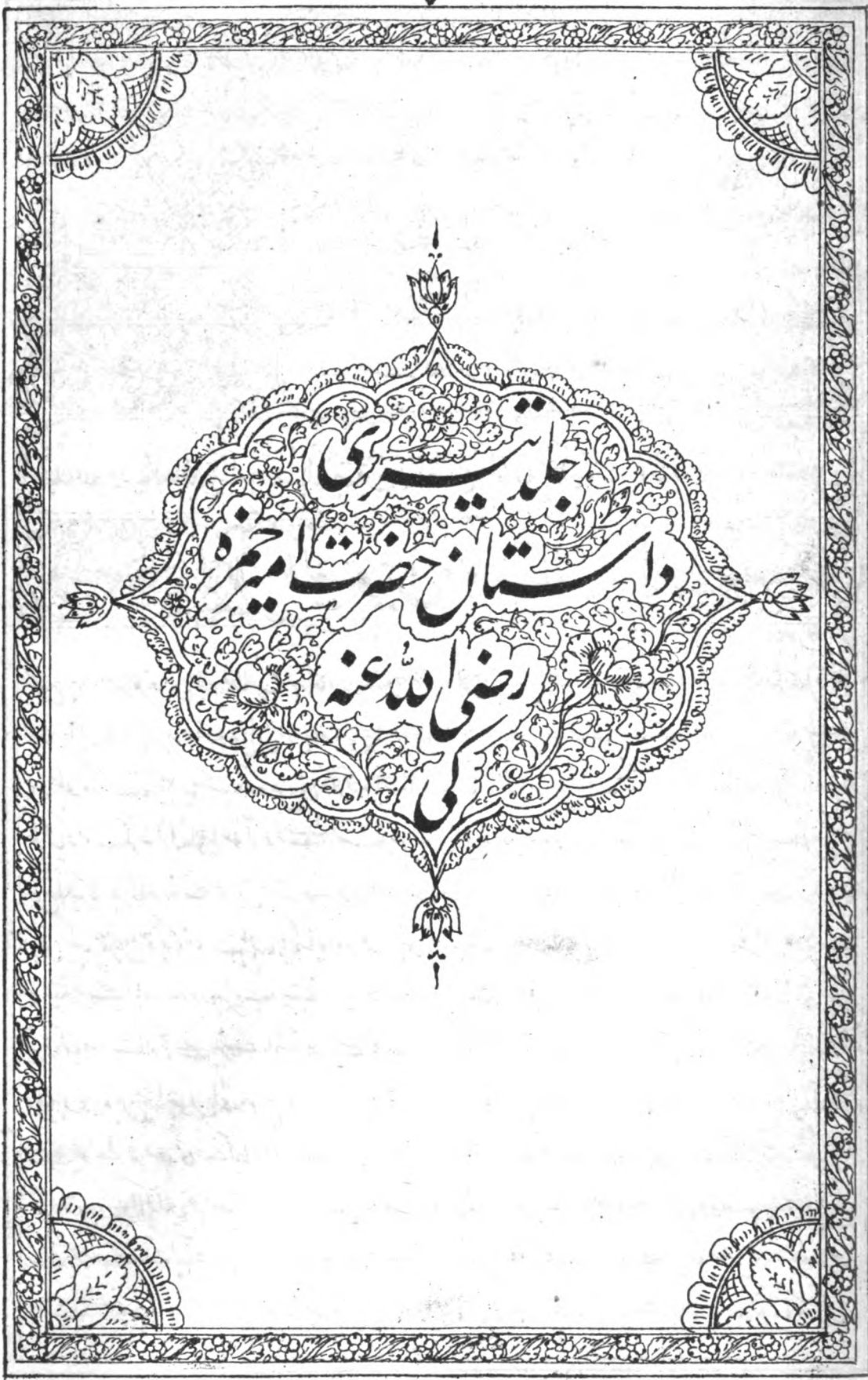
جلد تیسری
داستان حضرت امیر حمزہ
رضی اللہ عنہ
کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اکیسوین داستان

نکاح ہونا امیر حمزہ بن عبد المطلب کا مہر نگار بنت نوشیروان بادشاہ ہفت کشور سے اور پیدا ہونا قباد شہریار کا
اور سعد بن عمر بن حمزہ کا اس بیان مین راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح سے روایت کرتے ہین کہ امیر حمزہ نے
جبکہ قلعہ ترکستان کا لیا تب روبین کی ماں کو فرمایا کہ مال یہاں کا نکالو بس موجب حکم کے مال باہر نکالا تب امیر نے
حکم کیا کہ لشکر کے لوگونکو بانٹو کہ عرب کے لشکر مین کوئی فقیر نرہے بعد نیک ساعت و مبارک دن دیکھکر
نکاح امیر کا مہر نگار سے عمر بن عمیہ نے پڑھا اور حمزہ محل مین مہر نگار کے ساتھہ عیش مین رہنے لگے اور
اپنی جگہہ عمر بن حمزہ کو مجلس مین بیٹھایا اور عمر بن حمزہ تمام پہلوان عرب کے لیکر ہر روز مجلس کرتے اور شراب
پیتے بیٹھے ایک روز شراب پیتے پیتے عمر معدی مست ہوئے اور لندہور پر نظر کی کہ ای دراز قد کے
تیری کیا قدرت کہ مجھسے بڑے پائے پر بیٹھیگا لندہور نے کہا کہ اے بڑے پیٹ کے امیر نے مجھے اس جگہہ بیٹھنے کو
فرمایا ہی سو مین بیٹھا ہوں اور مین تو ہمیشہ یہان بیٹھتا ہون تو کون ہی جو میرے کو منع کرے تیری کیا قدرت ہی
کہ مجھے بولے عمر معدی نے کہا کہ امیر نے ہرگز تجھے بلندی پر بیٹھنے کا حکم ندیا ہوگا مگر تو آپ مختار ایسے بیٹھتا ہی
تب لندہور بولا کہ ای عمر معدی تو شراب پیکر بدمستی کرتا ہی اور باتین ناہنجار بکتا ہی ہوش سے باتین کر
تب عمر معدی نے کہا کہ تو کیا کہتا ہی جو تیرے پر بدمستی کرونگا یہہ کہکر ایک مکی لندہور پر چلائے لندہور
ہنسا اور چپ ہو رہا عمر بن حمزہ نے یہہ حال دیکھا اور معدی کو پکار کر کہا کہ ای بے ادب یہہ تو کیا بدمستی

کرتا

کرتا ہی تب عمر معدی نے کہا کہ تو کون ہی جو اسطور سے مجھے بولتا ہی چپ رہ وگرنہین تو تجھے بھی کچھہ
دونگا تب تو عمر بن حمزہ کو طاقت نرہی اپنی کرسی پر سے اوٹھکر آیا اور ایک مکّی معدیکی گردنمین ایسی
ماری کہ عمر معدی اپنی کرسی پر سے زمین پر گرا اور ذراسی چوٹ سرمین لگی اتنے مین دربار مین شور پڑا اور
اور امیر محل سے باہر آئے اور حقیقت تمام پوچھی عمر بن حمزہ بولے کہ وہ میرے حضور مین بدمستی کرتا تھا جو مینے
ایک مکّی اسکے گردن مین ماری امیر نے فرمایا کہ تیری کیا قدرت کہ میرے یار کو مکّی مارے عمر بن حمزہ نے
کہا کہ اول عمر معدی نے لندہور کو ایک مکّی ماری اور میری اہانت کی اسواسطے مین نے مارا امیر نے فرمایا کہ
لندہور جانے اور وہ جانے اور اگر لندہور اُسسے بُرا مانتا تو اسوقت آپہی مارتا کسواسطے کہ وہ بھی عمر معدی سے
بڑا پہلوان ہی اور تو نے جو میرے پہلوان سے بے ادبی کی سو کیا سبب ہی عمر بن حمزہ نے کہا عمر معدی نے
میرے حضور مین بے ادبی کیا اِسواسطے مین نے اوسے ایک مکّی ماری اور اگر دوسری بار کریگا تو مکّی تو کیا
اسکے کان سر سے اوکھاڑونگا امیر نے فرمایا کہ اے فرزند چپ رہ نہین تو تجھے ایسا زمین پر دے مارونگا
کہ چھٹی کا دود باہر نکلیگا کہ پھر کبھی اسطرح بے ادبی نکریگا عمر بن حمزہ نے کہا کہ ایسا کون ہی جو مجھے زمین پر گراویگا
اگر مرد ہی تو سوار ہو اور بار امیر سانپ کی مانند غصہ مین آئے اور پیچ تاب کھا کر فرمائے کہ اشقر پر زین کرو اور لاؤ
القصہ زین کر کے لائے اور تمام لشکر لیکر امیر سوار ہوئے تب شہر مین شور ہوا کہ باپ اور بیٹے سے
لڑائی ہوتی ہی شہر کے لوگ سارے تماشیکے واسطے جمع ہوئے بعد ازان امیر اور عمر بن حمزہ باہر آئے اور
فوجین آراستہ کین امیر اشقر پر سوار ہوکر اُسکو میدان میں جولان کئے اور فرزند کو بلائے اور فرزند نے قصد
جنگ کا کئے اور خنگ کو چلائے خنگ اپنے جگہہ سے نہین ہلا اور ایک قدم آگے نہ بڑھا ہر چند کہ عمر
بن حمزہ نے چلانے کو بہت جتن سے کئے خنگ اپنے جگہہ سے نہ ہلا تب امیر نے فرمایا کہ اے کم عقل و نادان
اِس چارپائے جانور سے سیکھہ کہ یہہ جانتا ہی جو تو میرے سے لڑتا ہی یہہ سمجھکر وہ نہین چلتا ہی اتنے مین
عمر بن حمزہ پیادہ ہوئے اور امیر بھی پیادہ ہوئے پس عمر بن حمزہ دوڑے اور دوال کمر امیر کی پکڑی اور ایسا
زور کیا کہ دسون انگلیون میں سے قطرے خون کے ٹپکے تب ہاتھہ کمر سے امیر کے چھوڑا اور کہا کہ اے امیر اب تم
زور کرو تب امیر نے ہاتھہ لنبا کر کے اور دوال کمر عمر بن حمزہ کی پکڑکر زور فرما کر سر پر اٹھا کر پھرائے کہ تمام لشکر
اور شہر کے لوگون نے آفرین کی بعد امیر نے آہستہ فرزند کو اُتارا اور گلے لگایا اور سر کو بوسہ دیا عمر بن حمزہ
شرمندہ ہوئے اور باپ کے پاؤن پر گر پڑے اور کچھہ نہیں بولے القصہ چند روز رات دن عیش میں رہتے تھے
جب کتنے دن گذرے تو گل چہرہ کو حمل رہا اور مہر نگار بھی پیٹ سے رہین جب نو مہینے تمام ہوئے تب دونوںکو
فرزند تولد ہوئے پس دونو لڑکون کو امیر کے نزدیک لائے امیر نے دونون کو بہت پیار سے گود میں لیا

اور پوتیکا نام سعد بن عمر بن حمزہ رکھا اور اپنے فرزند کے نام رکھنے کو عذر کیا اور کہا کہ نوشیروان کا یہہ نواسا ہے
اور عمر سے کہا کہ ای دوست تو شتابی سے مداین کو جا اور مہر نگار کے ماں باپ کو خبر خوشی بول دے
پس عمر اسیوقت روانہ ہوئے اور چھ مہینے کا رستہ دو روز اور تیسرے دن بیس گھڑیکے بعد مداین لوٹ پہنچے
تمام عالم کو عجب معلوم ہوا عمر یکایک نوشیروان کے دربار میں آیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای عمر کیا خبر لایا ہے
کہ بہت شتابی آیا عمر نے کہا کہ نواسہ مبارک ہو نوشیروان یہہ سنکر بہت خوش ہوا اور نوبت خوشیکی
بجانے کو فرمایا بعد نام رکھنے کے واسطے عرض کی نوشیروان نے کہا کہ نام اسکا قباد شہریار رکھو یہہ بولکر عمر کو خلعت
دیا اور تحفے اور خلعت امیر کے واسطے اور مہر نگار اور قباد شہریار کے واسطے دیا اور عمر کو روانہ کیا عمر نے جاکر یہہ
خبر زرینہ کو اور نگھش بانو مہر نگار کی ماں ہے اُسے کہی کہ نواسا ہونا مبارک ہو یہہ خبر سنکر زرینہ کفش بہت خوش ہوئی
اور عمر کو اتنا مال دیا کہ حساب اسکا خدا ہی جانے غرض امیر کے خدمت مین عمر آئے اور چھٹی بڑی دھوم دھڑکے سے
ہوئے اور سبکو معلوم ہوا کہ نوشیروان نے قباد شہریار نام رکھا امیر اور سب یار بہت خوش ہوئے
اور دونون فرزندون کو سونیکے گہوارے مین سلاکر اچھی طرح سے پرورش کرنے لگے جبکہ دونون بچے چار چار برس کے
ہوئے تب عمر کے حوالے کئے تاکہ ادب اور ہنر سکھاوین جب دونون بچے پانچہ پانچہ برس کے ہوئے تو جو کوئی اُن
دونونکو دیکھتا تو آنکھہ اسکی آسودہ ہوتی اور ستارہ اُن کے پیشانی پر بادشاہت کا چمکتا تھا اور جب امیر اُن
دونونکو دیکھتے تو شاد شاد ہوتے واللہ اعلم بالصواب

تیتسوین داستان

کھنے والے نے اسطرح سے اس خبر کی روایت کی ہے کہ جب تولد قباد شہریار کا ہوا اور خبر زوبین کو پہنچی
تب نوشیراوان کو لکھا کہ ای نوشیروان جان اور واقف کار ہو کہ حمزہ اتبک حرمت بادشاہ کی رکھتا تھا
کہ اسکے گھر انے مین تخت نہین آیا تھا اور جانتا تھا کہ اگر بادشاہ کو نکالونگا تو یہہ بادشاہی کون کریگا اب
اُسکے گھر مین بیٹا پیدا ہوا ہے اب تحقیق جان کہ وہ بڑا ہوا تو تیرے تئین جیتا ہی معزول کریگا یا مار ڈالیگا
اور اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھاویگا کیونکہ وارث تخت کا وہ ہے پس یہہ خط میرا دیکھتے ہی یہان آؤ اور ہمین کہتا تھی
کہ مین حمزہ کو مارتا ہون اور ہمین ارجاسب ایسا نامرد نہین ہے کہ حمزہ اسپر غالب ہووے گا اگر ایکوقت حمزہ آیا
تو اگر ہزار جان رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نلیجاویگا اور اگر ہمین اُسے مارینگا تو تیرے ملک کا کانٹا نکل جاویگا
پھر تیری سلطنت تیری اولاد کو ملیگی اور بختک اور دوسرے دو بادشاہ جو مقرب نوشیروان کے تھے انہین
بھی کاغذ لکھی اور قاصد کو دیا قاصد خط لیکر تھوڑے دنون مین پہنچا اور نوشیروان کے پاس دیا نوشیروان نے

وہ خط پڑھا اور کہا کہ حمزہ مجھسے ہرگز بدی نکریگا تب بختک اور وزرا نے کہا کہ سچ ہے زوبین نے جو لکھا ہے اور بزرجمہر نے
کہا کہ یہہ بات ہرگز حمزہ سے نہ ہوویگی بعد اسکے پاس کے کافر چھیڑ کے نوشیروان کا دل امیر کی طرف سے پھراتے تھے
اور کوہستان کے چلنے کو رغبت دیتے تھے آخر نوشیروانکو شہر سے نکالا اور لے چلے جب یہہ خبر بہمن کو پہنچی
کہ بادشاہ ہفت کشور یعنے نوشیروان عادل ادہر تیری پناہ مین آتا ہے ظلم سے حمزہ کے بہمن نے کتنے ایک منزل مین
استقبال بادشاہ کا کیا اور بہت عزت و تکریم سے نوشیروان کو شہر مین لایا اور تخت پر بٹھایا اور کہا کہ مارنا حمزہ کا
میرا عہدہ ہے بادشاہ اپنی خاطر جمع رکھین اسوقت زوبین نے کہا کہ اگر تو چلکر آپ وہان جاتا تو بہت بہتر ہوتا کیونکہ حمزہ کو
کیا غم ہے جو وہ یہان اویگا تب بہمن نے کہا کہ اول اسکی طرف پیغام بھیجا جاہیے اگر آیا تو بہتر وگرنہ تو ہمین روانہ ہونگے
اور حمزہ کو باندھ کے بادشاہ کے حوالہ کرینگے پس دبیرونکو حکم فرمایا کہ حمزہ کو نامہ رقم کرو دبیرون نے بادشاہ کے حکم سے
حمزہ کو نامہ لکھا اول تعریف لات منات کی و آتش نمرودی و صندوق زنگبار و بت پرستون کے نام لیکر یون لکھا
کہ بہمن ارجاشت کیطرف سے حمزہ کو معلوم ہووے کہ تیری ظلم و تعدی سے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور اور شاہ
اور شہریار اور زوبین کاوس میری پناہ مین آئے ہین سو اب مجھے فرض ہوا ہے کہ تجھے باندھ کر نوشیروان کے حوالے
کرون پس اگر تو آیا تو بہتر والا مین تیرے پاس آتا ہون اور کام تمام کرتا ہون جب یہہ نامہ مرتب ہوا تب بہمن نے
ایک قاصد کو دیا اور خفیہ روانہ کیا بعد از قطع منازل و طی مراحل کے لشکر امیر مین پہنچا اور دربار مین آیا اور دربانون سے
کہا کہ حمزہ کو خبر کرو کہ کوہستان سے قاصد آیا ہے دربان دوڑے اور خبر کی پس امیر نے فرمایا کہ قاصد کو بلواو جب
امیر کے حکم قضا شیم سے قاصد روبرو آیا اور خط دیا امیر نے اسکو پڑھا اور کہا جو کوئی بدبخت ازلی ہے ہم اسے کیا کرین
ہرچند مین چاہتا ہون کہ نوشیروان اپنے ملک مین بیٹھے اور بہو سو اس بادشاہی کرے لیکن وہ اپنی بدبختی سے بادشاہی
نہین کرتا اور آپ سے آپ میرے سے زحمت کھینچتا ہے اور اب میرا کیا گناہ ہے جو وہ مجھسے برگشتہ ہو کے بہمن ارجاشت کا
پاس پناہ لینے کو گیا ہے بعد ازان قاصد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جا کر بول بہمن سے کہ مین وہین آتا ہون یہہ کہکر عمر معدیکرب سے
فرمایا کہ پیش خیمہ باہر نکالو پھر اپنے یارون سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ ای یارو ہمارے گھر مین تخت پر بیٹھنے والا کوئی نتھا
اب اللہ نے وارث تخت پیدا کیا ہے اور نوشیروان نے بھی عناد پکڑا ہے اور عداوت اور بغض قلبی رکھتا ہے پس لازم
ہے کہ قباد کو تخت پر بٹھاؤن کیونکہ اوسے تخت پہنچتا ہے غرض کہ سب یار شاد ہوئے اور تخت آراستہ کر کے اچھی گھڑی
اور نیک ساعت مین قباد شہریار کو تخت شاہی پر بٹھایا اور بہت زر و گوہر نثار کئے اور آپ امیر پہلوانی کی کرسی پر
بیٹھے اور حکم مجلس آرائیکا کیا پس اسیوقت ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہ ہای مرصع کار و صراحیان
جواہر نگار لا کے حاضر کین دور شراب کا چلنے لگا چالیس شب و روز مجلس عیش مہیا رہی بعد ازان طرف کوہستان کے
روانہ ہوئے اور منزل بمنزل چلنے لگے جب کہ نزدیک پہنچے اور بہمن کو خبر ہوئی کہ حمزہ نزدیک آیا ہے تب اسنے

اپنے فرزند کو کہ اسکا نام ہومان تھا بلا کر کہا کہ ای فرزند سنا ہی مینے کہ حمزہ عرب سے آیا ہی اب تو دس ہزار سوار سے
جا اور راہ انکی بند کر کہ اس پہاڑ پر نہ چڑھے اور تو اسکے لشکر کو مار کہ وہ گھاٹ پہاڑ کا نہ چڑہ سکے غرض کہ ہومان
اپنے باپ کے حکم سے پہاڑ کے درمیان آیا اور راہ امیر کے لشکر کی باندھی جب عمر معدیکرب کی فوج پہنچی اور پہاڑ کے نیچے سے
اوپر آنا چاہا تب ایک ایک پتھر سو سو منکا اور تیر اور بانوکی مار لشکر ہومان سے ہونے لگی تب عمر معدی پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوتے
رہے جب دوسرے بھی پہلوان لشکر اسلام کے آئے اور احوال عمر معدی سے پوچھا عمر معدی نے کہا کہ ہم جب سے
کوہستان مین آئے تب سے مخالفون نے راہ باندھی ہی تب تو یہہ احوال سنکر وہ بھی کھڑے رہے اور فکر مین تھے کہ کیا کرین
ویسمین عمر بن حمزہ آئے اور لشکر کو پوچھا کیا حقیقت ہی پہلوانون نے عرض کی تب عمر بن حمزہ گھوڑے پر سے اترے
اور تلوار ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھے بعد استقفانوش اور ملک لندھور بھی آئے اور امیر زادے کے برابر چلے تب
ہومان نے اپنے لشکر سے کہا کہ پتھر سو سو منکے ان پر ڈالو تب ہومان کے لشکر والون نے پتھر ڈالنے شروع
کئے پہلوانان عرب نے ڈھالین سرون پر لیکر پتھرون کی مار اٹھا کر اوپر چڑھنے لگے اتنے مین عمر بن حمزہ پہاڑ کے اوپر آئے
اور کافرون مین پڑے اور مارنے لگے اور ہومان پسر بہمن کھڑا لڑتا تھا آخر اسکا لشکر تاب نہ لا سکا اور بھاگ گیا اور
دس سوار سے باپ کے پاس گیا باقی مارے گئے تب بہمن پوچھا کہ ای فرزند یہہ کیا کیا اسنے کہا کہ اول جا کر راہ عرب کی
لشکر کی باندھی اتنے مین سر لشکر حمزہ کا پیدا ہوا ہمنے پتھر اور تیر بہت مارے وہ وہان کھڑا رہا اس عرصہ مین دوسرا لشکر
پیدا ہوا وہ بھی وہین کھڑے رہے بعد ایک مرد کوتاہ قد آیا اور گھوڑے پر سے اتر کر اور ڈھال سر پر لیکر تلوار ہاتھہ
مین لی اور پہاڑ پر چڑھنے لگا پھر دو پہلوان دوسرے آئے اور شریک اس کوتاہ قد عرب کے ہوئے پس ہمنے اونپر پتھر اور تیر
اور بان بہت مارے لیکن کچھ اثر نہ ہوا اور انکی خاطر مین کچھہ نہ آیا غرضکہ ہم انکو نہ پھرا سکے جبکہ وہ اوپر آکر ہمپر گرے تب ہمارا
لشکر بہت مارا گیا اور تاب لڑائیکی نہ لا سکے اور بھاگے بہمن نے جب ہومان سے یہہ باتین سنین تب زنجیر بند
منگا کر اسکو مارا اور کہا کہ ای حرام زادے اگر میرا جنا ہوتا تو تین چار عربون سے منہہ نہ پھراتا تب زوبین نے کہا
کہ ای بہمن ہومان کا گناہ کچھہ نہین ہی کیونکہ وہ بلائے سخت بہت ہی ان ہی تین پہلوانون تھے کہ لشکر عرب کی نمودار
ہوئے ہے تب بہمن نے کہا کہ ای بختک مجھے حمزہ کو دکھا بختک نے کہا کہ سوار ہو غرضکہ بہمن سوار ہوا اور سارے لشکر سے
آگے بڑھ کر میدان مین آیا اتنے مین نشان امیر کے لشکر کے پیدا ہوئے اور نشان کے نیچے چوپن گز کے قد کا آدمی پیدا
ہوا کہ پیٹ اسکا گھوڑے کی عیال پر پڑا ہوا تھا اور چودہ ہزار سوار اسکے پشت کے پیچھے تھے اسی کی صورت کے چوتالیس
پہلوان آئے پس بہمن بختک سے پوچھتا تھا کہ حمزہ یہی ہی اسنے کہا نہین بعد اسکے سات سو ہاتی بائین طرف اور ایکسو
دس گز کا آدمی فیل منگلوسی پر سوار ہو کر پیدا ہوا بہمن نے پوچھا کہ یہہ کون ہی بختک نے کہا کہ اسے لندہور کہتے ہین
کہ یہہ بادشاہ زادہ سراندیب کا ہی بعد اسکے دو چھتر کے مراتب سے شہپر شہیال کے فرزند پیدا ہوئے بعد اسکے

اوزنگ اور کوزنگ پیدا ہوئے بعد یونان کے بادشاہ زادے آئے بہمن نے پوچھا کہ یہہ کون ہی بختک نے اسکا نام بتایا بعد سپاہ روم کے آئے وے سات بہائی تھے بعد اسکے تارتبرک اور غارتبرک برادرزادہ زوبین کاؤسی کے آئے بعد شہزادہ حلب کے آئے بعد سپاہ نوشیروان کے اور سردار شیر بار بک شیروانی آیا بہمن نے سر ہلایا اور کہا کہ حمزہ کچھ چھوٹا آدمی نہین ہی بعد مصر کا بادشاہ نمود ہوا اور کندن کے چھتر کے نیچے عمر بن حمزہ کے فرزند گھوڑا کداتے ہوئے نمودار ہوئے بہمن نے پوچھا یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ سالار نوشیروان کا ہی کہ حمزہ سے ملا ہی یہہ بات سنکے بہمن نے سر ہلایا اور کہا کہ حمزہ کچھ چھوٹا آدمی نہین ہی اور یہہ تو سعد بن عمر بن حمزہ ہی یعنے پوتا امیر کا ہی بعد اسکے عمر ابن حمزہ بڑی جاہ و جلال سے نمودار ہوئے بعد ازان آواز دور دور کے پیدا ہوئے بعد ازان کیا دیکھتا ہی کہ بارہ ہزار عیار پیادہ آگے سب کے عمر کاغذ کی ٹوپی اور نمد کا کرتا پہنے چند تیر بے پر و بے پیکان لگائے ہوئے کمند شیر بند ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوا بہمن نے پوچھا یہہ آواز کیا ہی بختک نے کہا کہ یہہ عیاران بلا انگیز آتے ہین تب بہمن نے دیکھا کہ عمر کودتا پھاندتا آتا ہی اور اسکے عیار تمام زری پوش اور گھوڑوں کی باگ ڈور ہاتھون مین پکڑے ہوئے آئے بہمن نے کہا کہ یہہ عیار پیادہ کیون ہی بختک نے کہا کہ صاحب انھون کا پیدل ہی اسواسطے یہہ بھی سب پیادہ ہین بہمن ہنسا ویسہین آواز علم اژدہا پیکر نشان کی پیدا ہوئی بہمن نے پوچھا کہ یہہ آواز کاہیکی ہی بختک نے کہا یہہ آواز حمزہ کے نشان کی ہی پس اسکے آتے ہی قباد شہریار اور باقی شاہ و شہریارو پہلوانان عرب سب پیادہ ہوئے اور اس علم کے نیچے آفتاب عرب یعنے حمزہ بن عبد المطلب نمود ہوا اور اسکے پیچھے گیارہ بھائی اور تیس ہزار غلام ترکی و ختنی و حبشی و مصری و رومی و زابلی و چینی و زنگی و کابلی و ہندی پیدا ہوئے تمام پہلوانان عرب کے سرنگون ہوئے بہمن نے خوب بغور امیر کو دیکھکر کہا کہ حمزہ مرد کوتاہ قد ہی لیکن کام لڑائی کا خوب جانتا ہی یہہ کہکر نوشیروان سے بہمن نے کہا کہ اے شاہ ہفت کشور آج حمزہ کو اتر کر دم لینے دے کیونکہ حمزہ راہ چل کر آیا ہی اگر مین اسسے لڑکر فتح پایا تو لوگ کہین گے کہ حمزہ راہ کا ماندہ تھا اس سبب سے بہمن نے اسپر فتح پائی پس فجر کو نقارہ لڑائی کا بجاوین گے غرض کہ بہمن کے کہنے سے نوشیروان نے طبل بازگشت بجایا اور شہر مین آکر اترے اور امیر بھی اپنے خیمہ بارگاہ مین آئے اور بھائی عباس کو فرمایا کہ ایک نامہ رقم کرو بہمن کے واسطے تب عباس نے امیر کے حکم سے نامہ لکھا بعد حمد خدا و نعت خاندان ابراہیم خلیل اللہ کے یہہ لکھا کہ بہمن ارجاشت کوہستانی کو معلوم ہووے کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون اور اٹھارہ برس تک اکیلا کوہ قاف گیا تھا اور وہان کے دیوون کو اور اہرمنون کو اور جو بلائین کہ خدا تعالی نے پیدا کین تھی ان سبکو تہہ تیغ کیا اور خدا کے فضل و کرم سے سلامت آیا اور بہت بادشاہون اور شہریارونکو حلقہ بگوش کیا اور خوب جان کہ مین نے نوشیروان سے کچھ بدی نہین کی اسنے خود اپنی رضامندی سے مجھے اپنی بیٹی دی اور میرے تئین زوبینا

اور دوسرے کافرون سے ملک میر حرم کے پیچھے لگا جبکہ مین کوہ قاف سے آیا تب بھی اسے معاف کیا اور امداین سے اپنے گو قرار دیا تو
وہ زوبین اور بختک کے کہے سے مجھ سے پھرا اور میرے تلف کرنے کے واسطے تجھ سے ملا ہے اب تجھے لازم ہے کہ یہہ نامہ دیکھتے ہی
نوشیروان اور زوبین کو باندھکر بیسہ خراج کا لیکر ہماری بارگاہ مین حاضر ہو تو تیرے تئین اپنے لشکر کا سردار
کرونگا اور اگر اس شرط سے سرکشی کی تو تو جانے گا جبکہ یہہ خط تمام ہوا تب امیر نے کہا کہ یہہ خط کون لیجاویگا عمر نے
کہا کہ یہہ کام میرا ہے امیر نے فرمایا کہ تجھے بہمن کا خط پہنچانے نہ بھیجونگا کیونکہ مین سنتا ہون کہ بہمن مرد دانا اور نامور ہے
اور تو وہان جاکر اُسسے بے ادبی کریگا یہہ خط وہ لیجاوے کہ اپنے اوپر رنج اٹھاوے اور اُسسے کچھہ نہ کہے تب
عمر بن حمزہ اپنی جگہہ سے اٹھے اور تسلیم بجا لائے اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤنگا اور جواب خط کا لاؤنگا
تب امیر حمزہ نے خط اپنے فرزند ارجمند کے حوالے کیا پس اسیوقت عمر بن حمزہ گھوڑے پر سوار ہوکر بہمن کی طرف اکیلے گئے درمیان
راہ کے کیا دیکھا کہ اپنے لشکر کے گھوڑے لئے جاتے ہین اور چرواہا پکارتا اُسکے پیچھے جاتا ہے تب عمر بن حمزہ نے
چرواہے سے فرمایا یہہ کیا فریاد ہے چرواہے نے کہا کہ ہمارے لشکر کے گھوڑے چرتے تھے سو یہہ بیٹا
بہمن کا آیا اور گھوڑونکو پکڑ کر لیجاتا ہے تب عمر بن حمزہ نے اُسسے پوچھا کہ وہ کہان ہے چرواہے نے کہا
دور نہین ہے بہت نزدیک ہے پس عمر بن حمزہ نے خنگ کو تیز رو کیا پس ایک پلک کے جھپک مین اُسے دیکھا
اور پکارا کہ ای کافر بچے اگر مرد ہے تو کھڑا رہ نہین تو میری ہاتھ سے کہان جاویگا ہومان نے جب عمر بن حمزہ کو
دیکھا تو فوج سے آگے کھڑا رہا اور کہا تو کون ہے عمر بن حمزہ نے کہا مین پسر حمزہ ہون تب ہومان نے کہا
خبردار یہہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا پس تروار کھینچکر گھوڑے کو دوڑایا اور امیرزادے نے ایک ہاتھ سے تروار
اُسکی روکی اور دوسرے ہاتھ سے دوالی کمر کی اُسکے پکڑکر اور پاؤن رکاب سے نکالکر اُسکے گھوڑے کو ایسی لات
ماری کہ اُسکے نیچے سے دس قدم پرے جا پڑا اور ہومان امیرزادے کے ہاتھ مین رہا امیرزادے نے ہومان کو
سر پر لیجاکر پھرایا اور کہا کہ ای کافر بچے بول کہ خدا ایک ہے اور دین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے تب
ہومان نے کہا کہ ای امیرزادے مجھے امان دے پس امیرزادے نے اُسے آہستہ اتارا اور زمین
چھوڑ دیا اور کہا کہ جا جہان جی چاہے تیرا پس ہومان امیرزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور پوچھا
کہ ای امیرزادے تم کہان جاتے ہو عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہرگز نہ کہونگا پس ہومان پہلوان نے گھوڑے
سے اُترکر تواضع کی تو کہا مین خط لیکر تیرے باپ کے پاس جاتا ہون تب ہومان نے کہا اگر مرد ہے تو
یہہ حال کسیسے نہ کہنا عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہرگز نہ کہونگا پس ہومان نے گھوڑے عمر بن حمزہ کو دیکر آپ
شہر مین گیا اور باپ کے دربار مین جاکر بیٹھا امیرزادے نے بھی گھوڑے چرواہیکے حوالے کئے اور
آپ بہمن کی طرف چلے جب دروازے کے نزدیک پہنچے تب دربانون کو کہا کہ جاؤ شتابی بہمن کو خبر کرو کہ عمر بن حمزہ

آیا ہے دربان دوڑ سے اور خبر کی بہمن نے کہا کہ اندر آنے دو جبکہ عمر بن حمزہ اندر آئے تب کہا کہ السّلام علیکم ای خواجہ
بزرجمہر تب بزرجمہر نے کہا کہ عَلَیکُمُ السَّلَام خوش آمدی ای فرزند تب ہومان فرزند بہمن نے کہا کہ ای فرزند حمزہ بادشاہ کے
ہوتے ہوئے وزیر کو سلام کیا اور اسکو نہ کیا تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ سلام ہمارا اُسپر ہے جو خدا کو واحد جانتے ہین
اور دین ابراہیم پیغمبر کا پہچانتے ہین یہہ کہکر عمر بن حمزہ نے خط بہمن کو دیا بہمن نے لفافہ کھولا اور خط پڑھا اور پھاڑ کر پھینکا
تب عمر بن حمزہ نے کہا کہ ای بہمن کیا کرون کہ امیر نے میرے تئین حکم کیا ہے کہ تجھ سے کچھ بے اعتدالی نہ کرون اسواسطے
مین چپ رہا ہون وگرنہین تو ابھی کام تیرا تمام کرتا تب بہمن کہا کہ ای ہومان مار اس عربکو تب ہومان نے ضرور جان کر
تروار امیرزادے پر کھینچی اور عمر بن حمزہ پر حملہ کیا امیرزادے نے ہاتھ لنبا کر کے اسکی تروار کا قبضہ پکڑ لیا اور دوسرے
ہاتھ سے ایک مکی اسکے گردن مین ایسی ماری کہ ہومان زمین پر گر پڑا تب بہمن کا بہائی کہ بہمن زور نام تھا تروار کھینچکر عمر
بن حمزہ پر دوڑا اور حملہ کیا تب امیرزادے نے اسکی تروار بھی روکی اور اُسے بھی زمین پر پچھاڑا بعدازان دوسرا
بھائی بہمن کا کہ بہمن کوچک نام اسکا تھا گرز لیکر عمر بن حمزہ پر آیا امیرزادے نے اُسے بھی کمان سے زمین پر
گرا دیا اور کہا کہ ای بہمن ازجاشت اتنک حکم باپ کا نگاہ رکھا کہ ہنوز تروار میان مین سے نہین نکالی وگرنہین تو دیکھتا کہ
دربار مین کیا لہو کا نالہ چلا ہوتا کہ تمام عالم آفرین کہتا تب بہمن نے کہا کہ ای فرزند حمزہ جو کچھ تو بولتا ہے اُس سے سو حصّہ
زیادہ پایا آفرین تیرے باپ کو کہ تجھے جنا اور شاباش تیری ماں کو جو تیرے تئین دودھ پلایا ہے بعد
اسکے بہمن نے بادشاہانہ خلعت منگا کر اپنے ہاتھ سے عمر بن حمزہ کو پہنایا اور کہا کہ اپنے باپ کے پاس جا کر بول
کہ تیرا اور ہمارا صبح کو جنگ ہے دیکھئے بخت کسکی یاری دیتے ہین پس امیرزادے کو رخصت کیا غرض کہ عمر بن حمزہ
سوار ہوئے اور امیر کے نزدیک آئے اور تمام حقیقت کہی امیر نے فرزند کو گلے لگایا اور بہت نوازا اور تمام رات
عیش عشرت کرکے کاٹی جبکہ فجر ہوئی تب آواز نقارے کی ہوئی لشکر نوشیروان مین تب مردون نے ہتیار
باندھے اور نامردون نے راہ بھاگنے کی لی جب لشکریان میدان مین آئے تب جاسوسون نے حمزہ کو خبر کی
کہ نوشیروان نے طبل جنگ کا بجوا کر قصد لڑائی کا کیا ہے امیر نے فرمایا کہ بتکیہ فضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقار
خانہ مین حکم کرو کہ طبل جنگ کا بجاوین اور امیر نے اپنا سلاح منگا کر بدن پر آراستہ کیا اور اُدہر قباد شہریار
تاج شاہی بر سر و چار قب شاہنشاہی دربر موتی سے مرصّع کنارناف کے آگے سر کا گرد اپشت کے پیچھے آکے
قلب لشکر مین کھڑے رہے اور حمزہ تمام دست راست و دست چپ سے مجرا لیتے ہوئے آگے چالیس قدم
سرداریکا بڑھ کے کھڑے رہے اور نقیبون نے پکارا کر ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید **رباعی**
روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ شکم گاو پشت ماہی را ٭ بسر
نیزہ رنگ باید کرد ۵ یہہ کہکر کہا کہ کون مرد ہے جو قصد میدان کریگا اور اپنا اور اپنے باپ دادے کا نام روشن

کریگا تب عمر بن حمزہ نے طبل نقارہ بجوا کر علم کو جلوہ دیا اور گھوڑے پر سے اتر کر باپ کی خدمت مین آ کر عرض کی کہ اگر
حکم ہو تو مین میدان مین جاؤن امیر نے کہا کہ جاؤ تمہین خدا کو سونپا تب عمر بن حمزہ خنگ پر سوار ہو کر کدا تے ہوئے
میدان مین آئے تب ہومان اپنے باپ کے فرمان سے میدان مین آیا اور مقابل عمر بن حمزہ کے کھڑا ہا اور گرز
قربوس سے زین کے نکالا اور امیرزادے پر چلایا امیرزادے نے ڈھال پر اسکی ضرب روکی غرض کہ اس سگ بچہ نے
ایسا گرز مارا کہ آواز اسکا دونو لشکر کے سب سپاہ نے سنی اور عمر بن حمزہ نے حملہ اسکا رد کیا اور اپنا ہاتھ دراز
کرکے دوال اسکی کمر کی پکڑی اور گھوڑے پر سے اٹھایا اور امیر کے سامنے لائے اور زمین پر ٹپکا امیر نے عمر سے
کہا کہ اسے قید کرو عمر نے اسے مقید کیا اور عمر بن حمزہ پھر میدان مین آئے بعد ازان بہمن زور میدان مین آیا اور تروار کھینچ کر
عمر بن حمزہ پر چلائی امیرزادے نے ایک ہاتھ سے تروار اسکی رد کی اور دوسرا ہاتھ لنبا کرکے اسکی بھی دوال
کمر پکڑ کر گھوڑے پر سے اٹھایا اور امیر کے نزدیک لا کے چھوڑا اور آپ پھر میدان مین آئے تب بہمن کوچک
میدان مین آیا ٭ راوی روایت کرتا ہے کہ عمر بن حمزہ نے اسے بھی پکڑا تب تو بہمن ارجاشت کو تاب و طاقت
نہ رہی نعرہ مار کر گھوڑا اٹھایا اور گرز سات سو منکا قربوس مین سے نکالا اور عمر بن حمزہ کے سر پر مارا عمر بن
حمزہ نے ڈھال سر پر لی امیر نے دیکھا اور کہا کہ یا الہی تو میرے فرزند کو اس کافر کے ہاتھ سے نگاہ رکھ بہمن نے گرز
جب عمر بن حمزہ کی ڈھال پر مارا تب ایک شعلہ آتش اس گرز سے اور ڈھال سے ملکر نکلا اور آسمان پر گیا اور تین سو
ساٹھ رگ بے خبر تھی سو خبردار ہوئی اور ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اور خنگ اسحاق نبی نالش مین آیا تب
بہمن پکارا کہ کجاست بہاران نامی اگر بجویند ریزہ استخوان ہم نیابند اتنے مین امیرزادہ پکارا کہ اے بہمن ایک حملا اور کر
تب بہمن نے پھر کر کہا اے عرب ہنوز تو جیتا ہے عمر بن حمزہ نے کہا کہ حکم خدا سے اب تک تو جیتا ہون یہ کہکر ڈھال منہ پر سے
اتاری بہمن نے کہا اب تو حملہ کر عمر بن حمزہ نے کہا ابھی دو حملے تجھے دئے ہین تب بہمن نے دونو پاؤن رکاب مین استوار کرکے
قوت تمام خرچ کر گرز مارا پھر تو نوبت امیرزادے کی پہنچی تب گرز ہزار منکا اٹھایا اور گھوڑے کو دوڑایا اور بہمن کے سر پر
مارا بہمن نے وہ گرز عمر بن حمزہ کا رد کیا بعد گرز و در گرز درمیان دونون کے ہونے لگے ایسا کہ آفتاب درمیان آسمان کے
چھپ گیا بعد ازان کھڑے رہے اور ہاتھ ترواروں پر لے گئے اور ایک پر ایک آہنی تروارین مارین کہ تروارین
مانند آرے کے ہوئین تب ہاتھ نیزون پر لے گئے اور دونو آپسمین نیزہ بازی کرنے لگے بہمن نے امیرزادے کا
سینہ بکینہ تاک کر نیزہ مارا امیرزادے نے اسکا وار نیزہ پر رد کا نیزہ کی سنان پر سنان لگی وہ چنگاریان آگ کی
جھڑین آواز پیدا ہوئی چرقا چرق ۔ این را خطر نہ آن را ظفر نہ این را ظفر نہ آنرا خطر ٭ دو نیزہ دو باز و دو مرد
دلیر ٭ تو گوئیکہ بودند آن ہم دو شیر ٭ غرض کہ دونو مین ایسی نیزہ بازی ہوئی کہ نیزے ان کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوئے بعد دونو پہلوان زور کرنے لگے اور ایسا زور کیا کہ دونو پہلوان گھوڑون سے گر پڑے اور پیادہ

ہوکر زور کرنے لگے نہ اسے فتح نہ اسے ظفر کہ اتنے مین رات ہوئی بعد بہمن نے کہا کہ اے پسر حمزہ آفرین
تیرے ہاتھ اور بازو پر آج تک تیرے سوائے میرے سے کوئی ایسا نہین لڑا پس اب رات ہوئی
صبح کو پھر لڑینگے اب جاؤ خیمہ مین اور استراحت کرو عمر بن حمزہ نے کہا کہ مین پشت نہ پھراؤنگا اول تو جا
بعد مین جاؤنگا تب بہمن امیرزادیکی دوال کمر کی مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا آخر پہر رات تک زور کیا اور کچھ نہ ہوا
تب بہمن نے کہا کہ پسر حمزہ ہرگز پشت نہ پھراویگا پس ہاتھ کمر سے چھوڑکر گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا
کہ اے فرزند حمزہ اب تو بھی سوار ہو اور اپنے لشکر مین جا تب عمر بن حمزہ گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئے
امیر نے بیٹے کو گلے لگایا اور بہت نوازش فرمائی اور پوچھا کہ اے فرزند بہمن کو کیسا پایا عمر بن حمزہ نے عرض کی کہ بعد
آپ کے اگر بہادر جہان مین ہے تو بہمن ہے اور بہمن جب میدان سے گیا تو نوشیروان کی خدمت مین گیا تب نوشیروان نے
خلعت منگاکر بہمن کے آگے رکھے بہمن نے کہا کہ اے بادشاہ مجھسے تو مسخری کرتا ہے کہ خلعت پہناتا ہے تب زوبین نے
کہا کہ اے بہمن سوائے تیرے کون ہے کہ اُن سے مقابلہ کرے غرض کہ بہمن غمگین ہوکر اوٹھا اور محل مین گیا اب
احوال یہانکا سنو کہ جب فرزند کو حمزہ نے نوازا اور سب قرابت والے جو بہمن کے پکڑے آئے تھے انھون کو بلواکر کہا کہ
اے کوہستانیو میرے فرزند نے تمکو کسطرح سے پکڑا اُنھون نے کہا کہ جسطرح مرد مردون کو یا شیر شیرون کو پکڑتے
ہین تب امیر نے فرمایا کہ کہو کہ خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے تب وہ کوہستانی بولے کہ اے امیر اب
تک ہمین مسلمان کرنا موقوف رکھو کہ جب تک تمھارے ہاتھ بہمن لگے اور مسلمان ہووے تو ہم بھی اُسکے ساتھ
مسلمان ہونگے تب امیر نے کہا کہ اے عمر بن عمیہ انکو قید مین رکھنا عبث ہے اور کچھ فائدہ نہین ہے پس ایک ایک
گھوڑا دیکر اور خلعت اچھی پہناکر چھوڑ دیا القصہ جب کوہستانی سب قید سے چھوٹے اور خلعت گھوڑے امیر سے
انعام پاکر اپنے لشکر مین آئے اور بہمن کے پاؤن پر گر پڑے اور تمام حقیقت کہی تب بہمن نے کہا کہ حمزہ مرد میدان ہے
غرض جب رات گذری اور دن ہوا تب آفتاب نے پردہ ظلمات سے نکل کر نور سے روز کو منور کیا تب آوازہ
نقارون کا دونون لشکرون سے بلند ہوا اور ہر ایک بہادر سوار ہوکر ایک کے سامنے ایک اگلمشتار اپنے مین
از جانب میدان مین آکر پکارا کہ اے خداپرستان و زبردستان در میان شما ہر کہ آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان
مرد آنکہ ارادہ دست و پا اوری دارم تب امیر حمزہ نے یہہ آواز سنکر ہر دو جانب نظر کی دیکھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے کو پیش
اُٹھاکر روبرو امیر کے آکر زمین خدمت کی چومی اور تسلیمات بجالاکر عرض کیا کہ شہریارا اجازت میدان ہو تو مین جاؤن
امیر نے فرمایا کہ جاؤ بخدائے لایزال سپردم پس لندھور سوار ہوکر میدان مین آیا بہمن نے کہا تو کون ہے اے لمبے قد کے لندھور نے
کہا کہ مین بادشاہ ہند کا ہون اور لندھور بن سعدان میرا نام کہتے ہین بہمن نے کہا کہ تیرے قومکا نام اور شہرہ جوانمردیکا
تمہارے جہان مین ہے پس لاکہ کیا نشان مردیکار رکھتا ہے **فرد** بیا تا چہ داری ز مردی نشان کمان

کیان و گرز گران ٭ تب لندھور نے کہا کہ ہمارا رسم نہین ہے کہ پیش دستی کرین پہلے تو حملہ کر تب بہمن نے کہا تو خبردار رہ یہہ
کہہ کہ خبردار نکیا تھا یہہ بول کر گرز لندھور کے سر پر ایسا مارا کہ آواز اسکا دونو لشکر نے سُنا اور کہتے ہین کہ اگر وہ گرز پہاڑ پر
مارتا تو سرمہ ہوتا و لیکن لندھور نے رد کیا بعد از لندھور نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا اور گرز بہمن کے سر پر ایسا مارا کہ شعلہ
آگ کا نکلا اور ہوا پر گیا مگر ہزار محنت سے بہمن نے بھی رد کیا اور کہا کہ ای لندھور اپنے قد کے موافق قوت اور زور بھی
رکھتا ہے بعد گرز در گرز دونون مین ہونے لگے یہان تک کہ رات ہوئی اور نہ اسے فتح نہ اسے ظفر بعد بہمن نے کہا کہ پھر دو اپنے
لشکر کو پس بہمن پھر کے اپنے لشکر کو گیا اور لندھور اپنے لشکر کو آیا اور امیر کے پاؤن پر گر پڑا امیر نے فرمایا کہ ای
لندھور بہمن کو کیسا پایا لندھور نے کہا کہ جیسا عمر بن حمزہ بولے تھے اتنے مین رات ہوئی دونو لشکر اترے اور
آرام کیا جب کہ شب تمام ہوئی اور روز نورانی ہوا تب دونو لشکر سوار ہوئے اور میدان مین آ کر کھڑے رہے
کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخواست گرد نے مارا باؤ کو اور باؤ نے مارا گرد کو گرد چیرہ چیرہ اور تیرہ تیرہ ہوئی اور
دامن گرد چاک ہوا کہ ایک لشکر نمودار ہوا پس دونو لشکرون سے جاسوس خبر لانے کو دوڑے اس عرصہ مین
جوڑی نے ہر کاریکی گرد مین آلودہ اور پسینہ مین غرق سامنے امیر کے آ کر دعا ئے جان دراز دیکر کہا ٭ **فرد**
الہی در جہان باشی با قبال ٭٭ جوان بخت و جوان دولت جوان سال ٭ شہریار عالم کی عمر دراز رہے یہہ قافلہ
نہین ہے یہہ بیٹا لندھور کا نام لشکر سمیت باپ سے ملاقات کرنے کو آیا ہے تب عمر نے دوڑ کر لندھور سے کہا کہ ای
لندھور مبارک ہو کہ تیرا فرزند سرِ اندیب سے آیا ہے یہہ کہتے ہی تھے کہ فرہاد لندھور کے پاس آیا اور گھوڑے سے اتر کر
باپ کے قدمون پر گرا لندھور نے گلے سے لگایا اور امیر کی خدمت مین لایا اور فرہاد کو امیر کا قدم بوس کروایا امیر نے
اُسے گلے لگایا اور خلعت دیکر سرفراز کیا تب فرہاد نے کہا کہ یا امیر اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ
ای فرزند ابھی اس لشکر کا پانی بھی تو نے نہین پیا ہے تجھے کیونکر بھیجون تب لندھور نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین ہے
جانے دو تب امیر نے کہا اچھا جاؤ ٭ خدا کو سونپا پس فرہاد ہاتی پر بیٹھا اور میدان مین آیا بہمن نے کہا کہ ای بلند قد کے
تو کون ہے کہ ابھی حمزہ سے ملا اور ابھی میدان مین آیا جو مارا جاویگا تو ارمان تیرے دل کا دل مین رہیگا فرہاد نے کہا کہ میں
فرہاد فرزند لندھور کا ہون بہمن نے کہا کہ باپ تو تیرا پہلوان زبردست ہے اب دیکھئے تو کیسا پہلوان معلوم ہوتا ہے
اور تیرا باپ ہوتے ہوئے تو کیون میدان مین آیا تب فرہاد نے کہا کہ تو ایسا کیا بڑا پہلوان ہے جو تیرے واسطے
میرا باپ آویگا یہہ بات بہمن کو بہت بری معلوم ہوئی تب تو گرز نکالکر حملہ کیا فرہاد نے اُسکا حملہ رد کیا اور اپنا گرز اٹھا کر
پھرایا اور بہمن کو ایسا مارا کہ شعلہ آگ کا نکل کر ہوا پر گیا تب بہمن نے کہا کہ تو بھی ہم وزن باپ کا ہے اور گرز در گرز دونو مین
ہوتا رہا یہان تک کہ رات ہوئی نہ اُسکو فتح نہ اُسکو ظفر بعد دونو پھرے اور اپنے اپنے لشکر کو گئے امیر نے فرہاد کے
آنے کی خوشی کے واسطے مجلس آرائی کا حکم کیا پس ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے دور مجلس مین

نشو اسکا پھلنے لگا غرض اس طرح سے تمام رات گذری جب روز ہوا آواز نقاریکا امیر کے کان مین آیا امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے
بھی نقارخانہ مین حکم کرو کہ دمامہ پر چوب مارین پس ہر دو جانب سے نالۂ کاسۂ زرمی و صدائے کوس حربی بلند ہوئی تب پہلوانان
عرب سب غرق آہن ہوئے اور میدان مین آئے اور بہمن بھی میدان مین آیا اور حریف کو طلب کرنے لگا اتنے مین عمر
معدی گھوڑے سے اترکر امیر کے آگے آیا اور سر خدمتکا زمین پر رکھا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین میدان مین جاؤنگا امیر نے
فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا تب عمر معدی گھوڑے پر سوار ہوئے اور میدان مین آئے بہمن نے کہا ای مرد بزرگ تو
کون ہے عمر معدی کرب نے کہا کہ مین سر لشکر امیر حمزہ کا ہون بہمن نے کہا کہ امیر حمزہ بہت نادان ہے کہ تجھے سردار لشکر کا
کیا ہے اگر تجھے باورچی خانہ مین رکھا ہوتا تو کھانا پکا کر پیٹ بھر کر کھاتا اور خوشوقت رہتا اب تجھے یہہ بڑا پیٹ لیکر میدان مین
اگر لڑنا قیامت ہے کسواسطے کہ جو عورت پیٹ سے ہوتی ہے اُس سے کچھ کام نہین ہو سکتا ہے ویسا تو بھی اپنے
دلمین لڑائی سے بیزار ہوگا تب عمر معدی کرب نے کہا کہ ای کوہستانی اب اپنی زبان سنبھال کہ مین تو لائق آتش
پکانے کے نہین ہون ولیکن تو لائق گائین چرانیکے ہے تب بہمن نے کہا کہ ای بڑ پیٹسو تو خبردار ہو یہہ کہکر گرز نکالکر گھوڑیکو
دوڑایا اور عمر معدی کے نزدیک آکر ایک گرز عمر معدی کے سر پر ایسا مارا کہ آواز اُسکا دونو لشکر نے سنا اور
گھوڑا عادیکا نالش مین آیا اور ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا ولیکن عمر معدی نے اپنے کو مردانہ رکھا اور ہاتھ اپنا بھی گرز پر لگیا
اور بہمن کو کہا کہ ای کوہستانی خبردار ہو یہہ بولکر ایک گرز بہمن کے سر پر مارا کہ بہمن سانپ کیطرح سے
پیچ مین آیا پھر ایک گرز عمر معدی کے سر پر بہمن نے مارا عمر معدیکی استخوان لرزی بہ ہزار سختی سے رد کیا بعد ازان
گرزون سے لڑتے لڑتے دوپہر ہوئی اتنے مین بہمن نے گرز ڈالدیا اور دوال کمر عمر معدیکی پکڑ کر زور کرنے لگا تب عمر معدی نے
بھی اسکی کمر پکڑی اور دونو پیادے ہوئے بعد بہمن نے زور کیا لیکن عمر معدیکو دونو گھٹنون تک لایا عمر معدی نے ہر چند
لنگر مارا پر کھڑا نہ رہ سکا تب بہمن کے گال پر گھونسے مارنے لگا جب گال بہمن کا لہولہان ہوا تب بہمن بہت تعجب مین
آیا امیر یہہ حال دیکھکر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ عمر معدی اب سست ہوا ہے اور بہمن کو گھونسے مارتا ہے اور وہ
کوہستانی گھونسے مارنا نہین جانتا ہے کسواسطے کہ گھونسے مارنا اور نیزہ پھرانا کام عربون کا ہے بعد جب رات
ہوئی تو دونو پہلوان پھرے اور عمر معدیکرب امیر کے خدمت مین آیا تب امیر نے پوچھا کہ عمر معدی بہمن کو کیسا پایا عمر معدی نے
کہا کہ بہمن کو لندھور سے دس حصہ زیادہ پایا غرض جب وہ بھی رات تمام ہوئی اور دن نکلا تب دونون لشکر پھر میدان
مین آئے اور میدان آراستہ کیا بہمن نے میدان مین آکے پکارا کہ جسکو آرزو مرنیکی ہے جو میدان مین آکر اپنا نام ظاہر کریگا تب
استغنانوش پہلوان امیر کے آگے آیا اور تسلیمات بجالایا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو
سونپا تب استغنانوش سوار ہوکر میدان مین گیا بہمن نے کہا تو کون ہے استغنانوش کہا پہلوان ہون تب بہمن نے گرز
نکالا اور گھوڑا دباکر آیا اور اسکے سپر پر ایسا گرز مارا کہ آوازہ اسکا دونو لشکر نے سنا اور مردان عالم کہتے ہین کہ اگرچہ کیسا ہی

مرد سد سکندر ہو تو بھی اس گرز سے پر خطر ہے پس استغنانوش نے اپنے تیئن مردانہ رکھا اور بہمن کے سر پر ایسا گرز
مارا کہ اُسسے بھی چھٹی کا دودھ یاد آیا۔ راوی روایت کرتا ہے کہ وہ بھی اس روز بہمن سے مردانہ رہا اور نہ اُسسے فتح
ہوئی نہ اسسے ظفر ہوئی آخر دو نو پہلوان اپنے اپنے لشکرون کو پھرے اور وہ رات تمام گذری اور روز ہوا تو دمامے
جنگ کے ٹھوکے اور دو نو لشکر تیار ہوے بہمن میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ جسے آرزو مرنیکی ہے وہ بھی میدان مین آوے
تب ارجد پہلوان امیر کے حکم سے میدان مین گیا بہمن نے کہا تو کون ہے ارجد نے کہا مین بھائی معدی کرب کا ہون
بہمن نے کہا تیرا بھائی تو بڑا پہلوان ہے تو کیونکر آیا ہے خدا جانے بعد گرز نکالا اور گھوڑیکو دوڑایا اور ارجد پر ایک گرز
ایسا مارا کہ آواز اُسکی دو نو لشکر نے سنی تب ہاتھ ارجد کا کانپا اور گرز ڈال پر سے گھوڑیکی گردن پر آیا گھوڑا
زمین پر گر پڑا تب ارجد نے چاہا کہ بہمن کو مارے تب بہمن گھوڑے پر سے کودا اور ارجد کی چھاتی پر بیٹھا اور دونو
ہاتھ اُسکے باندہے اور محکم کر کے اپنے لشکر کو بھیجا اور پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور نعرہ مارا تب آشوب
تروار کھینچکر میدان مین آیا اور بہمن پر چلائی بہمن نے تروار اسکی رد کر کے پھرتے وقت دوال کمر آشوب کی بہمن نے پکڑ کر زور
کیا اور گھوڑے پر سے کھینچکر زمین پر پچھاڑا اور باندھ کر لشکر مین اپنے بھیجا بعد سعد یمانی نے گھوڑے کو دوڑایا
اور بہمن پر نیزہ چلایا ایسا ضرب مارا کہ نیزہ اسکا بہمن کے چار انگل زخم کر گیا بہمن نے نیزہ پکڑ کر زور کیا کہ سعد یمانی کے
ہاتھ سے چھوٹ گیا تب بہمن نے بھال نیزہ کی دور کر کے ایسا سعد یمانی کی کمر مین مارا کہ سعد یمانی گھوڑے پر سے
زمین پر گرا اور چاہا کہ اُٹھے مگر بہمن گھوڑے پر سے کود کر اسکے سینہ پر بیٹھا اور اسکو بھی باندھ کر لشکر مین بھیجا اور
پھر میدان میں آکر پکارا کہ جسے آرزو مرنے کی ہے سو میدان مین آوے تب ذوالحمار میدان میں آیا بہمن نے بعد جدال کے
اُسے بھی باندھا اور پھر پکارا کہ جسے آرزو ہو سو آوے تب اور پہلوان ایک بھائی عمر معدیکا گیا بہمن نے اسے بھی
باندھا اور پھر پکارا غرض اس روز بہمن نے عمر معدیکرب کے سات بھائی باندھے جب رات ہوئی تب نقارہ بازگشت
کا بجایا اور دو نو لشکر اپنے اپنے مقامون پر اترے بہمن اپنے مقام پر گیا اور امیر بھی اپنے مقام پر آئے مگر اپنے
یارون کے واسطے بہت دلگیر تھے کچھ خواہش کھانے پینے کی امیر کو نہین تھی جب عمر بن عمیہ نے امیر کو غمگین اور
منغص دیکھا تو اپنی جگہہ سے اُٹھکر امیر کے روبرو آیا اور کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور اُن جان نثارونکی خبر لاؤں امیر نے
فرمایا کہ جاؤ غرض کہ عمر نے دربار سے نکل کر راہ کوہستان کی لی جب بہمن کے دربار مین پہنچا تو اپنا لباس کوہستانیون کا
سا کیا اور ہاتھ مین عصا سونیکا لیا اور چوبدارون مین آکر کھڑا رہا بہمن اس روز بہت خوش و خورم تھا اور نزدیک نوشیروان کے
کرسی پہلوانی پر بیٹھا تھا پس بہمن نے کہا کہ یاران حمزہ کو لاؤ تب معدیکرب کے بھائیونکو لائے بہمن نے منہہ نوشیروان
طرف کیا اور کہا کہ انکو کیا کرنا چاہئے نوشیروان نے کہا کہ یہہ ہر ایک ایک بلای بد روزگار ہے سوائے تیرے
کوئی اِنہین باندھ نہین سکتا تھا پس اب اُن سبکو گردن مارا چاہئے تا قوت حرام خوران عربون کی کم ہووے گی

بعد از بختک کیطرف دیکھا اور کہا کہ انھوں کے حق مین کیا کہتا ہے بختک وزو بین نے کہا کہ انکا پوست نکالنا چاہیئے کہ تا قوت عربون کی ٹوٹ گی اور عربونکو ہیبت ہو ویگی پھر بزرجمہر سے پوچھا کہ کیا کیا چاہیئے مرد جمہر نے کہا کہ حکم حکم بادشاہ کا ہے لیکن جو کچھ کہ سزاوار مردان ہو سو کر پھر بہمن نے اپنے اقاربون سے پوچھا انھون نے کہا کہ انھون کا سر اکھاڑ کر قلعہ کے کنگورے پر لٹکانا چاہیئے تب بہمن نے کہا کہ تمھین جو فرزند حمزہ کا پکڑ کر لے گیا تھا تو حمزہ نے تمھارے حق مین کیا کیا تھا انھون نے سر نیچا کیا تب بہمن نے کہا کہ ای بدبختو تمھارے واسطے حمزہ نے کیا برائی کی جو تم اُسکے یارون کے حق مین یون کہتے ہو یہہ کہکر بہمن نے خلعت منگا کر اور بند انھونکی کھول کر خلعت سبکو اپنے ہاتھون سے پہنائے اور ہر ایک کو گھوڑا دیکر روانہ کیا یارون نے امیر کے بہمن کو دعا دی اور دربار سے نکلے عمر بن عمیہ نے بھی بہمن کو تسلیمات کی اور کہا ای بہمن تو مرد مردانہ ہے اور مرد یون ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا اور کہا کہ مین عمر بن عمیہ ہون آیا تھا دیکھنے کو کہ یاران حمزہ کو تو کیا کرتا ہے اگر تو مارنیکو فرماتا تو مین ان سبکو چھوڑاتا لیکن تو نے بہت مہربانی کر کے امیر کو شرمندہ کیا یہہ بول کر وہان سے چلے اور راہ مین یارون سے ملے اور سبکے ساتھ امیر کی خدمت مین آئے امیر نے جب یارون کو دیکھا کرسی پر سے اٹھکر ہر ایک کو گلے لگایا اور وہان کی حقیقت انھون سے پوچھی تب عمر نے سب بیان کیا تب امیر نے کہا کہ مرد یون ہی کرتے ہین جیسا بہمن نے میرے یارون سے کیا غرض کہ جب رات بسر ہوئی اور فجر ہوئی تب نقارہائے جنگ کے دونو طرف سے پیدا ہوئے اور بہادرون اور ناموروں نے ہتیار باندھ کر میدان مین آئے اور ہراول و چنداول و چپ و راست و قلب و جناحکو آراستہ کیا تھا تب بہمن میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای حمزہ ان پیر یاپون کو کیا بہجتا ہے اگر مرد ہے تو تو میدان مین آ امیر نے ہتیار منگائے تب مقبل حلبی نے ہتیار آگے حمزہ کے لا رکھے اوّل پیراہن اسماعیل پیغمبر کا پہنا بعد بدنکی نرمی کے واسطے سات پارچہ حریر چینی کے پہنے اور اُسکے اوپر زرہ داؤدی پہنی اور خود ہود نبی کا سر پر رکھا اور موزہ صالح پیغمبر کے پہنے اور صمصام و قمقام حمایل لی اور گرز سام بن نریمانکا قربوس زین مین رکھا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور میدان مین آکر گھوڑے کو جولان کیا اسقدر کہ گرد سم اشقر آسمان پر پہنچی اور بہمن کے مقابل کھڑے رہے بہمن نے کہا ای جوان تو کون ہے مین نو حمزہ کو بلایا تھا امیر نے کہا انا حمزہ بن عبد المطلب بہمن نے کہا کہ حمزہ تو ہی ہے اور تو نے اسی قد سے سارے عالم کو مسخر کیا ہے امیر نے کہا کہ قدرت خدا سے نزدیک ہے البتہ یہہ کہکر کہا کہ لا جو کچھ کہ ضرب رکھتا ہے بہمن نے کہا خبردار ہو اور گرز ہاتھ مین لیکے اور امیر کے سر پر ایسا مارا کہ آواز اُسکا بیابان مین گیا مردان عالم ایسا لکھتے ہین کہ اگر حمزہ سد سکندر ہے تو بھی اس گرز سے پر خطر ہے لیکن امیر کو ذرا جنبش نہ ہوئی بہمن نے کہا کہ آفرین تیرے بازو اور ہاتھ کو کہ ایسا گرز رد کیا امیر نے کہا کہ دو گرز اور بھی مار غرض پھر بہمن نے دوسرا گرز اور مارا اور کہا کہ زوم و لپیت کردم کجا ست عیاران نامی و ناموران بجویند بہ نیزہ استخوان ہم نیابند امیر نے گرز اُسکا سپر کی اوجھر سے رد کیا اور کہا کہ ای بہمن جھوٹھہ

کیون بولتا ہی جب گئے تیسرا گرز جتنا کہ زور اُسے خداتعالی نے دیا تھا سب خرچ کر کے مارا امیر نے اُسے بھی
رد کیا لیکن ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا بعد ازان امیر نے گرز سام بن نریمان کا ہاتھ مین لیا اور نام خداتعالی کا زبان
لائے اور گھوڑا اوپا کر بہمن کی ڈھال پر ایسا مارا کہ اس گرز کی مار سے گھوڑے کی پاؤن ٹوٹ گئے اور بہمن جا کر پڑا اور
اور تروار کھینچکر اشقر کے پے کرنیکو دوڑا امیر شتابی سے اُترے اور اشقر کو پشت کے پیچھے لیا بعد ازان دونون مین
گرزدرگرز ایسے ہوئے کہ آفتاب درمیان آسمان کے چھپ گیا بعد بہمن نے گرز زمین پر پھینکا اور ہاتھ تروار پر لے گیا امیر نے
تروار اسکی ڈھال پر لی اور ڈھال ایسی پھرائی کہ تروار اسکی ٹوٹی اور قبضہ اُسکے ہاتھ مین رہا بہمن نے وہ قبضہ امیر کے
اوپر پھینکا امیر نے کوڑے کے اشارت سے رد کیا پس وہ قبضہ زمین پر گر پڑا عمر بن عمیہ نے دوڑ کر وہ قبضہ اُٹھا لیا اور زنبیل مین
ڈال لیا بہمن نے کہا ای عمر اس قبضہ پر لاکھ دینار خرچ ہوئے ہین تو مفت کہان لیجاتا ہی عمر نے کہا کہ مین حکم رکھتا ہون
کہ جو میدان مین گرے سو مال میرا ہی بہمن نے کہا امی حمزہ یہہ کیا کہتا ہی امیر نے فرمایا کہ یہہ ہمیشہ یون ہی لیجاتا ہی اور
اُس سے کوئی نہین لے سکتا ہی بہمن نے کچھ نہ کہا اور دوسری تروار نکال کر امیر کے سر پر چلائی امیر نے سپر کے جھٹکے
وہ بھی تروار توڑ ڈالی بہمن نے وہ قبضہ اپنے ترکش مین ڈالا تب عمر پکارا کہ یہہ حق میرا ہی تو ترکش مین کیون ڈالتا ہی بہمن نے
کہا کہ ایک تجھے بس نہین ہی تب عمر ہاتھ پتھر پر لے گیا اور چاہا کہ مارے کہ امیر نے کہا ای عمر ایسا نکر تب بہمن نے
کہا کیون نادانی کرتا ہی غرض کہ عمر ضرور جا کر چپ ہو رہا بعد بہمن نے ہاتھ مین نیزہ لیا اور پھرا کر امیر کے سینہ پر چلایا
امیر نے ہاتھ لنبا کر کے اُسکا نیزہ ہاتھ سے پکڑ کر زور کیا اور بہمن کے ہاتھ سے چھین لیا اور اُسکا پھل دور کیا اور پھرا کر بہمن کی
کمر مین ایسا مارا کہ وہ نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا بہمن زین پر سے تو نہین ہلا مگر غصہ سے مانند سانپ کے پیچ وتاب کھا کے
ہاتھ کمند پر ڈالا اور دونو پہلوان زور کرنے لگے تب دونو گھوڑون نے گھٹنے زمین پر ٹیک دئیے پھر دونو پیادہ ہوئے
اور زور کرنے لگے تاکہ رات ہوئی بعد بہمن نے کہا کہ یا امیر پھرتے ہو یا لڑتے ہو امیر نے فرمایا کہ جو تیری خوشی بہمن نے کھانا اور
شراب وہین منگایا کہ کھا کر لڑین گے اور بخت آزمائی کرین گے القصہ دونو کرسیون پر بیٹھے اور کھانا منگایا تھا سو
کھایا اور سفرہ اُٹھایا پھر شراب پیکر تھوڑی دیر سو رہے جب اُٹھے پھر زور کرنے لگے ۔ راوی روایت
کرتا ہی اور حکایت کرنے والا اس بیان مین اسطرح کہتا ہی کہ درمیان امیر کے اور بہمن ارجاشت کے تیرہ رات
ودن جنگ عظیم ہوئے چودھوین رات امیر نے کہا کہ ای بہمن زور جو کچھ طاقت رکھتے تھے سو خرچ کر چکے اب ایک
زور باقی ہی کہ مین کھڑا رہتا ہون تو زور کر اور تو کھڑا رہ مین زور کرون بہمن نے کہا کہ زور کسے کہتے ہین امیر نے کہا تجھے
معلوم نہین بہمن ہنسا اور بولا ای حمزہ بھول کر بولتا ہی یا مقرر آزماتا ہی کسواسطے کہ مین چھوٹا تھا تو بڑے
بڑے جھاڑ پر ہاتھ ڈالکر جڑ پیڑ سے اُکھاڑ لیتا تھا تو کیا ان جھاڑون سے اور پہاڑون سے بھی زیادہ ہی امیر نے
کہا پس شتابی آزما جو کچھ خدا کا حکم ہوویگا ہوگا پس بہمن نے امیر کی دوال کمر مین ہاتھ ڈالا اور ایسا زور کیا

کہ بہمن کی دسون انگلیون مین سے قطرے خون کے ٹپکے اور ناک سے بھی خون جاری ہوا تب بہمن نے
ہاتھ چھوڑ دئے بعد امیر نے بہمن کی دوال کمر مین ہاتھ ڈالا اور خوب ہلایا بہمن نے کہا کیا ہلاتے ہو امیر نے
کہا کہ تجھے تولتا ہون تا کہ زور زیادہ نکیا جاوے یہہ کہکر کہا خبردار کہ نعرہ مارتا ہون تب عمر نے ٹوپی ہوا پر اچھالی
اور امیر کے لشکر کے لوگون نے بانگلو یایا اور ہاتھ موزون مین ڈالکر روئی نکالی اور گھوڑون کے اور اپنے کانون مین
ڈالی تب امیر نے نعرہ مارا کہ سولہ کوس زمین وزمان پہاڑ وجنگل وبیابان جنبش مین آئے غرض اسیوقت امیر نے
بہمن کو اٹھایا اور پہلے زور مین تا بہ کمر اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے ایسا
پھرایا کہ ہر دو لشکر نے آفرین کی بعد امیر نے بہمن کو زمین پر پچھاڑا اور عمر نے دوڑ کے حلقہ کمند ڈال کے باندھا سپاہ
بہمن نے چاہا کہ سب ایکبار حملہ کرین بہمن نے اشارے سے منع کیا کہ کوئی نہ آوے القصہ طبل بازگشت بجایا اور امیر
اپنے دولت خانے مین آئے اور کرسی پہلوانی پر بیٹھے اور بہمن کو منگایا اور کہا کہ اے بہمن مین نے تجھے کیونکر پکڑا
بہمن نے کہا کہ جیسا مرد مردونکو پکڑتے ہین امیر نے کہا مردان عالم ایسا کہتے ہین کہ مرد باش یا ہم پاے مرد باش
اب بول کہ خدا ایک ہے اور دین ابراہیم خلیل اللہ برحق ہے اور بت اور بت پرست سب باطل ہین بہمن نے
کہا اے جہانگیر ایک شرط سے بولونگا اور باقی عمر حلقہ بگوش رہونگا امیر نے فرمایا کہ کس شرط سے بہمن نے کہا کہ
اے امیر نوشیروان اور زوبین اور اسکے ساتھ کے دوسرے بادشاہ ہونگی جان بخشی تو کرے تو مسلمان ہونگا
امیر نے کہا اگر نوشیروان اور زوبین مسلمان ہون گے تو جان بخشی کرونگا اور اگر نہ ہوئے تو مین اپنے ہاتھ سے
مارونگا پس اے بہمن اس شرط سے شتابی جا اور انکو لے آ بعد بہمن کے بند کھولے اور امیر نے اپنے ہاتھ سے خلعت
پہنایا بہمن نے تسلیمات بجا لا کے قصد لشکر نوشیروان کا کیا اور نوشیروان اور دوسرے کافرون کے
پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی تب نوشیروان اور دوسرے بادشاہون نے مشورت کی کہ اگر بہمن کے
کہنے پر مسلمان نہ ہونگے تو کام مشکل ہو ویگا کس واسطے کہ زمین کوہستان کی ہے بغیر از رضامندی کوہستانیونکی
جا نہین سکتے ہین تب نوشیروان اور زوبین دوسرے بادشاہون سمیت سوار ہوئے اور امیر کے دولت خانے
کو آئے جب امیر نے نوشیروان کی خبر سنی شتابی سے باہر آئے اور نوشیروان کے قدم چومے نوشیروان نے
امیر کا سر اٹھا کے گلے سے لگایا بعد اسکے زوبین دوڑا اور امیر کا قدم بوس ہوا امیر نے سر اسکا اٹھایا پھر تختک
اور سارے بادشاہ وسردار امیر سے ملے امیر نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا بادشاہ نے امیر کو
سرفراز کیا اور باقی سب کافر امیر کے پاؤن پر گر پڑے بعد از بہمن نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اے امیر فرماؤ
کہ اب کیا حکم ہے امیر نے فرمایا کہ بولو لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ غرض کہ نوشیروان اور بہمن معہ کفار ظاہر مین
مسلمان ہوئے اور باطن مین ضلالت کفر سے نہ نکلے پس امیر نے حکم کیا کہ نوبت خوشی کی بجاوین اور جشن و عیش کی

خوشی سے مجلس آراستہ فرماوین واللہ اعلم بالصواب

تیتیسوین داستان

جب امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نوشیروان کو معہ لکعار اور بہمن کے مقابل بظاہر مسلمان کیا اور جشن کرتے تھے کہ ایک روز عمر معدی نے کہا کہ ای جہانگیر کوہستان مین چار آخر ہوا امیر نے فرمایا کہ زوبین کاؤس کے حصار مین گھانس خوب ہی صبح کو چلو نوشیروان نے کہا ای امیر مین اب بہت ضعیف ہوا ہون پس یہہ چاہتا ہون کہ باقی عمر فراغت سے رہون اور اپنا تخت و تاج و مال و متاع وغیرہ اپنی رضا و رغبت سے نواسے کو دوون مگر بزرجمہر کو ہمراہ لیجاتا ہون کیونکہ مداین بزرگونکی جگہ ہے وہان جا رہتا ہون امیر نے فرمایا کہ اختیار بادشاہ کو ہی مین کسی امر مین مانع نہین ہون دوسرے روز امیر نے زوبین و بختک و بہمن معہ لشکر کاؤس کو اور نوشیروان کو معہ بزرجمہر مداین روانہ کیا غرض بعد قطع منازل کتنے روزون مین یہہ سب اپنے اپنے مقامون پر پہنچکر فراغت سے رہتے تھے ایک روز قاصد مکہ معظمہ سے آیا اور خط خواجہ عبد المطلب کا امیر کو دیا امیر نے لفافہ کھول کر خط کو سر و چشم پر رکھکر دیکھا تو خواجہ عبد المطلب نے لکھا تھا بعد حمد و نعت کے کہ ای فرزند ارجمند بجان و دل پیوند نور بصر شعار شیر بیشہ شجاعت شہسوار مضمار شہامت امیر حمزہ طال عمرہ و شجاعت و طرف سے خواجہ عبد المطلب کے بعد دعاء ترقی عمر و دولت و شجاعت کے معلوم ہووے کہ ہم سب یہان خدا کے افضال سے بخیر مین اور خیریت اس شجاعت شعار کی درگاہ پروردگار سے مطلوب ہی حقیقت یہ ہی کہ تمہارے دل شجاعت منزل پر معلوم ہو جیو کہ جبسے خلاق جہان آفرین نے اس شجاعت شعار کو پیدا کیا تب سے کسی کافر نے قصد مکہ معظمہ کا نہین کیا تھا اب اس ایام کے بیچ شداد بو عمر حبشی بادشاہ حبش کا بختک کے لکھنے سے آکر اطراف کے ملکون کو ویران کرتا ہی اور مکہ معظمہ کے لوگون کو نہایت تنگ کیا ہی اگر تم جلد ادہر آئے اور ان کافرون کو مقہور کیا تو بہتر ہے نہین تو ہم سب اسیران بندان کافر کے ہوتے ہین القصہ جب امیر نے تمام خط کا مطالعہ فرمایا غصہ سے عمر کے ہاتھ مین کاغذ دیا اور یارون سے فرمایا کہ مجھے شوق دیدار والدین کا غالب ہوا ہی اگر رضا تمہاری ہو تو تھوڑے روزون مین جاکر پھر آونگا سب یارون نے عرض کیا البتہ جانا چاہیے تب امیر نے فرمایا ای بہمن تو میری کرسی پر بیٹھ اور میرے غائب ہونیکو حاضر جان اور میرے فرزندونکو اپنا جان بہمن نے سر زمین پر رکھا اور عرض کی کہ ای جہانگیر اس غلام کا کیا مقدور ہی کہ مخدوم کی کرسی پر بیٹھے اور آپکے فرزندون کو اپنے جانے کیونکہ وہ فرزند آپکے جو ہین وہ میرے صاحبزادے ہین تب امیر نے فرمایا تجھے کیا مین جیسا کہتا ہون تو ویسا ہی عمل مین لا یسن بہمن چپ ہو رہا اور دم نمارا القصہ امیر بہمن کو کرسی پر بٹھا کر اور آپ عمر بن عمیہ کو ہمراہ لیکر یارون اور فرزندون کو اور مہر نگار کو دلاسا و دلبری دیکر مکہ معظمہ کی سمت کو روانہ ہوئے اور کئی روزون مین بعد قطع منازل و طی مراحل کے مکہ معظمہ مین پہنچے اور عمر بن عمیہ سے فرمایا کہ کیا کرنا تب عمر نے عرض کیا کہ اشقر دیوزاد کو یہان جنگل مین چھوڑنا اور

جب شہر

حبشی کے لشکر مین جانا آگے جو مصلحت آپکی ہووے تب امیر نے اشقر کو کہا کہ جب مین نعرہ مارون تب تو مل چلا آ یہہ فرماکر آپ معہ عمر لشکر حبشی مین چلے راہ مین کیا دیکھا کہ بازیگرون کا لشکر حبشی کیطرف جاتا ہی تب عمر بولا کہ ای بازیگرو ہم بھی تمھارے ہمراہ ہین اگر ہمکو تمھارے قافلہ مین داخل کرو تو جو حصہ ہمکو ملیگا سو بھی ہم تمکو دیوین گے غرض اُن بازیگرون نے بدل و جان انکا کہا سُنکر انہین داخل کرلیا تب عمر نے ایک ڈھول گلے مین ڈالکر امیر سے کہا کہ جب مین بولون گا ای پہلوان فولاد آ تب تمنے آنا یہہ کہکر حبشی کے لشکر مین آئیے اور بازی کرنا شروع کیا چنانچہ جو زنگی اونچا ہوتا تو عمر اسکے سر پر جست مارکر اپنا سر اسکے سر پر رکھکر پاون اوپر کرکے ناچتا تھا تب دربانون نے شداد کو بازیگر کی حقیقت سنائی تب شداد آکر تخت پر بیٹھا اور تماشا دیکھتا تھا اور ہر ایک بازی مین تازہ انعام دیتا تھا جب عمر نے دیکھا کہ اب شداد اٹھیگا تب آگے جاکے آداب بجالاکر بولا کہ ای بادشاہ میرا ایک غلام بہت زور آور ہی اور میرا کہا نہین مانتا ہی بلکہ مجھکو ستاتا ہی اگر تو اُسے ادب کہاویگا اور میرے حوالہ کریگا تو بہت خوب ہوگا تب شداد نے کہا کہ غلام کو بلاؤ تب عمر نے پکارا کہ ای پہلوان فولاد آگے آ امیر آئے اور ڈھول زمین پر رکھکر عمر کے برابر کھڑے رہے تب شداد نے کہا ای غلام بازیگر کے تو اپنے صاحب کو کس لئے ستاتا ہی تب امیر نے فرمایا ای حرامزادے تو غلام تیرا باپ غلام ہی مجھے تو غلام کہتا ہی شداد غصہ مین آیا اور ایک زنگی پہلوان بوعمر کو کہا کہ سر اس غلام کا کاٹ لے بوعمر تروار کھینچکر امیر کے نزدیک آیا امیر نے ہاتھ اسکا او بچاکر دوسرے ہاتھ سے ایک مکّی اُسکی گردن مین ایسی ماری کہ وہ مرگیا القصہ بدستور امیر نے ہاتھ سے چالیس زنگی اجل رسیدہ کو مردار کیا جب شداد آپ تروار کھینچکر امیر پر دوڑا اور امیر کو مارنے چاہا امیر نے ایک ہاتھ سے تروار اُسکی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے کمربند اسکا پکڑ کر نعرہ مارا اور اُسے زمین سے اٹھایا اور سر سے بلند کر کے زمین پر پچھاڑا اور اُسکے سینہ پر بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہین جانتا ہی کہ مین حمزہ بن عبد المطلب ہون جبکہ نام شجاعت انجام امیر کا لشکر شداد نے سنا بھاگنے لگا تب شداد بولا کہ ای امیر مین نوشیروان کے لکھنے سے آیا تھا اب مجھے چھوڑ دو تب امیر نے فرمایا کہ مین زنہار نہ چھوڑونگا جبتک مسلمان نہ ہوگا غرض وہ مسلمان ہوا امیر اسکے سینہ سے اُترے اور کھڑے ہوکر شداد کو گلے لگایا اور اسی حالت مین خواجہ عبد المطلب معہ عربون کے آکر امیر کے پشت پر کھڑے رہے تھے جب امیر نے دیکھا تو والد بزرگوار کے قدمبوس ہوئے باپ نے فرزند کو گلے لگایا اور امیر نے تمام عربونکو خلعت دیکر سرفراز کیا پھر معہ شداد شہر مین آئے اور شداد سے فرمایا کہ قلعہ مکہ معظمہ کا درست کر دو یہہ کہکر آپ امیر اور عمر والدین کی خدمت مین رہنے لگے اور بعد قدمبوسی کے تھوڑے دنونمین خوشی سے رخصت چاہی واللہ اعلم بالصواب

چوتیسوین داستان

جب کہ امیر حمزہ والدین کی خدمت شریف مین رہنے لگے اور شداد حصار مکہ کی مرمت سے فارغ ہوا اور امیر سے

عرض کیا کہ حکم ہو تو مین اپنے شہر مین جاؤن اور پھر لشکر کے بندوبست سے امیر کے لشکر مین آؤن امیر نے فرمایا کہ جاؤ
لیکن مسلمان ہونا القصہ شداد اپنے ملک کو روانہ ہوا اور نزدیک مداین کے پہنچا تب شداد نے اپنے دلمین کہا کہ اگر نوشیروان
مجھے نہ لکھتا تو مین اگر اس عرب کے ہاتھ سے کیون فضیحت ہوتا اور حلقہ اسکی غلامیکا کس لیئے کان مین ڈالتا پس بہتر ہے
کہ بدلا نوشیروان سے لون القصہ شداد دربار مین نوشیروان کے گیا اور دربانون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر کرو کہ بادشاہ
حبش کا آیا ہے دربانون نے خبر کی نوشیروان نے کہا آنے دو پس شداد نے دربار مین جاکر کمربند بادشاہ کا پکڑ کر باہر لانے
لگا بادشاہی غلام تلوارین کھینچکر دوڑے اور شداد کو مارنے چاہے شداد نے کہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو مین بادشاہ کو مار ڈالتا ہون
اور میرے مرنے کا غم نہین مگر بادشاہ کے مرنیکا بڑا غم ہوگا تب غلام بادشاہی لاچار چپ ہو رہے اور شداد نوشیروان کو
اپنے لشکر مین لاکر باندھ کر ہاتھی پر ڈالکر حبشی مین لیگیا اور لوہیکے پنجرے مین ڈالکر روبرو اپنے دربار مین لٹکایا اور ہر روز جو کی
ایک روٹی اور ایک گھونٹ پانی دیکر کہتا اگر تو مجھے نہ بلاتا تو مین اگر اس عرب کے ہاتھ سے فضیحت نہ ہوتا تھا اور حلقہ اسکی
غلامیکا کان مین کیون پہنتا نوشیروان نے کہا مین اس بات سے آگاہ نہین ہون یہہ کام بختک کا ہے شداد نے کہا جب تک بختک کو
تو مجھے نہ دیویگا تو میرے ہاتھ سے رہائی نہ پاویگا نوشیروان ناہنجار بے اختیار ناچار بند مین رہا تھا لیکن امیر کو خبر نہین تھی
جب کہ امیر نے والدین سے رضا مانگی تب خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تم بعد مدت مدید کے آئے ہو ایک سال رہو تو
بہتر ہے امیر والدین کا کہنا مان کر رہے تب جاسوسون نے امیر کے رہنے کی اور شداد پر فتح پانیکی یہہ سب حقیقت بختک کو
پہنچائی بختک حرامزادہ نے دل مین کہا کہ اب وقت فرصت کا ہے اسوقت کچھ مکر کرکے ایک خط نوشیروان کی طرف سے
بہمن کو لکھنا چاہیئے سو مضمون یہہ ہے کہ شداد بوعمر حبشی مکہ کو گیا تھا جب حمزہ اور عمر وہان پہنچے تو شداد نے انہین وہان سولی
چڑھایا اور مین نے غم حمزہ کا بہت کیا لیکن کچھ فایدہ نہین ہوا اب تم عربونکو مار کر مہرنگار کو اپنے نکاح مین لے آؤ اور بختک کو بھی یہی
منظور ہے کہ بعد مرنے سب عربون کے مہرنگار کو بہمن کے نکاح مین دون غرض بختک مردک نے یہہ لکھکر قاصد کے ہاتھ مین دیکر کچھ دینار
و درم دیکر کہا کہ تو زبانی بھی کہنا کہ حمزہ اور عمر کو شداد نے میرے روبرو سولی دیا ہے عمر کو بھی یہہ سکھا کر روانہ کیا قاصد دوسرے
روز زوبین کے ہمراہ قباد شہریار کے بارگاہ کو چلا اور بختک بھی راہ مین ملا دو نو کافر ملکر دربار مین آئے زوبین نے قاصد کے ہاتھ سے
کاغذ لیکر بختک کے ہاتھ مین دیا تب اس موذی نے لفافہ کھولکر پڑھا تب زوبین نے کہا اے بختک یہہ فتنہ تیرا ہے بختک ناہنجار لات
و منات مردار کی سوگند کھا کر بولا زنہار اس حال سے مین آگاہ نہین ہون بعد دونو کافر دربار مین آئے اور بہمن کے حضور مین آکر
اُسے آگاہ کیا تب بہمن نے خط پڑھ کر آہ کرکے آنکھین پانی سے بھر کر کہا افسوس کہ ایسا مرد ویسے کافر کے ہاتھ سے مارا جاوے
یہہ کہکر بولا کیا مضایقہ ہے ایک حمزہ گیا تو گیا اُسکے فرزند اور پوتے تو ہین ہر ایک کو حمزہ تصور کرکے انکا فرمان بردار رہونگا
اور حبشی سے بدلا لونگا اور اس قاصد سے حقیقت مفصل دریافت کی اور کہا ہزار افسوس اگر حمزہ مجھے فرماتے تو مین شداد
کو مارتا بختک نے کہا اے بہمن ایک حمزہ ہی مرد تھا باقی سب ابھی بچے ہین تجھے ان بچون کی اطاعت کرنا لایق نہین ہے

اگر تو نے مہرنگار سے نکاح کیا تو داماد بادشاہ ہفت کشور کا کہلاتا ہے بہمن نے جب نام مہرنگار کا سنا تو دلمین نرم
ہوا اور اس ملعون کے ترغیب سے دھوکھے مین آیا اور کہا ای بختک کیا کرنا اسنے کہا اس بھید کو خفیہ رکھکر آسانیت سے مہرنگار کو
ہاتھہ مین لا نازوبین نے کہا کہ دربار مین جاکر ایک عذر قباد شہریار سے کرتا ہون کہ صبح کو میرے باپکا بدروز ہے آپ معہ یار
تشریف لاوین تو عین غلام نوازی ہے بعد تینون کا فر اکر کرسیون پر بیٹھے اور زوبین نے امیرزادہ کے پایہ تخت پر سر رکھکر
عرض کی کہ ای جہان پناہ فجر کو میرے والد کا بدروز ہے حضور آپ معہ رفقا اگر اس خانہ زاد کے غریب خانہ کو تشریف
ارزانی فرماوینگے تو یہہ سعادت غلام کی اور موجب مغفرت موفی کا ہے غرض اس عاجزی کے کہنے سے دوسرے
روز قباد شہریار معہ دوستون یارون کے اس نابہنجار کے گھر کو تشریف لیگئے پس بعد تناول طعام کے شراب
نوشی شروع ہوئی زوبین نے قباد کے قدمون پر سر رکھکر عرض کی کہ ای خداوند جیسا مردون مین قبلہ عالم نے تشریف
لاکر غلام کو سرفراز کیا ویسا بدستور زنانے مین خاتون مہرنگار عصمت شعار تشریف لاوین تو فقیرخانہ کی لونڈیون کو سرخروئی
اور عزت حاصل ہووے قباد شہریار نے والدہ مہرنگار کو کہلا بھیجا مہرنگار معہ کنیز و غلام سوار ہوکر اس موذیکے گھر مین آکر زنان
خانہ مین تخت پر بڑے زیب و زینت سے فرش آراستہ کیا تھا سو بیٹھین اور تمام عورتین آکر قدمبوسی سے عزت پائین
کسی نے کہا کہ ابتو بڑی حرمت سے بیٹھی ہے آگے معلوم ہوگا مہرنگار یہہ بات سنکر پوچھی کہ کچھہ تو مکر ہے تب خوب جیکے
ہاتھہ سے فرزند کو کہلا بھیجا اور قباد کو بلا کر ہاتھہ انکا پکڑ کر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوگئین عورتین کہنے لگین کہ بی بی کیون جاتے ہو مہرنگار
بولی پھر آتی ہون جب کافرون نے خبر مہرنگار کے جانیکی سنی تو حیرت کے دانتون سے فکر کی انگلیان کاٹکر بولین افسوس
کہ شکار گھر کو آکر چلا گیا بختک نے کہا کئی تو کچھہ مضایقہ نہین ہے یہہ کہکر بہمن کو اشارت کی کہ وقت مکر کا یہی ہے تب بہمن نے
کہا کہ افسوس ہرمز کے ہوتے عرب زادہ تخت پر بیٹھے عمر بن حمزہ نے کہا ای بہمن کسواسطے ایسی باتین بولتا ہے یہہ
سخن بہت ناشائستہ ہے اور تجھے حمزہ نے کیا نقصان دیا ہے بہمن نے کہا سچ کہتا ہون ای عرب کشکینہ خوار
و پشمینہ پوش لندہور نے کہا کہ ای کوہستانی تیرے تئین حمزہ بڑے مرتبہ پر پہنچا کر گیا اس سبب سے تو ایسا سخن کہتا ہے
اگر تیرے حوصلہ کے موافق تجھے کم درجہ سے سرفراز فرماتے تو ایسا سخن نکہتا بہمن نے کہا مارو ان عربون کو پس کوہستانی
سارے عربون پر تروارین نکال کر دوڑے تبتو عربون نے بھی تروارین اور تیر و نیزہ و کمند سے کوہستانی پر مارنا
شروع کیا اور لندہور نے تو ایسا گرز بہمن کے پیشانی پر مارا کہ وہ موذی گدہا سا لڑکھڑانے لگا اور لڑنے سے عاجز ہوا
لندہور کو بھی کافرون نے زخمی کیا پس وہین دربار مین شور پڑا بہمن نے اپنے لشکر سمیت سوار ہوکر دمدمہ کو گھیر لیا اور تمام پہلوان
دریائے خون مین غرق ہوئے اور سپرین منہہ پر لیکر تروارین ہاتھہ مین لئے بیٹھے تھے مگر ہلنے کی طاقت نہین تھی دیکھنے
زہرہ بانو بہن بہمن کی جو عاشق عمر بن حمزہ کی تھی اس لڑائیکی حقیقت سنکر دلمین بولی کہ اگر معشوق مارا جاویگا تو میرا جینا محال
ہوگا یہہ تجویز کر کے لباس مردانہ پہن کر ہتیار کمر سے باندھہ کر جنگل کیطرف سے حمزہ حمزہ کہتے ہوئی کافرون پر پڑی اور مارنے

لگی جب کافرون نے نام شجاعت التیام حمزہ کا سنے بھاگنے لگے اور ہومان نے بہمن کو صحانکر کہا ای زہرہ بانو یہہ کیا گذری ہے
وہ بولی کہ بہتر ہے یہہ کہکر اُسنے ایک تیر واراس حرام زادہ پر ایسی ماری کہ سر اُسکا مانند گیند کے اُڑا دی بعد بہمن کو جنگ آیا
اُسنے اسے بھی جہنم مین روانہ کیا اور امیر کے لشکر کو بسلامتی قلعہ مین لیجاکر دروازے بند کر کے دلاسا و دلبری سبکو
دیکر عزیزونکی مہمان داری ادا کی عرب قلعہ پر سے کافرون کو مارتے تھے اور کافرون نے بھی تمام قلعہ کو مورچہ لگائے تھے دوسرے
روز کافرون نے بہت زور کیا تب قباد شہریار نے مہرنگار سے کہا اگر مجھے حکم دو تو مین کافرون کو بفضل خدا مار کراؤنگا
مہرنگار بولی ای فرزند تو ابھی طفل ہے اور جنگ کے ڈھب نہین جانتا ہے کیا کروگے قباد نے کہا ای والدہ میری والدنے کم عمر مین
کیسے کیسے جوانمردونکو زیر کیا ہے تب زہرہ بانو نے کہا ای بی بی اگر شہزادے کو میرے ہمراہ کردو تو مین لیجاکر کافرون کو
جوتیان مار کر خدا کے کرم سے تمہاوے فرزند کو تمہارے پاس سلامت بے ملامت لے آتی ہون تب مہرنگار نے فرزند کے
کمر سے ہتیار قاتل کفار باندھکر گھوڑے پر سوار کر کے زہرہ بانو کے ہمراہ تمام لشکر دیکر روانہ کیا تب زہرہ بانو نے دروازہ قلعہ کا
کھولکر باہر آئی اور قباد شہریار نے میدان جنگ آراستہ کرنیکا حکم کیا اور گھوڑا دوڑا کر میدان مین آکر پکارا کہ ای کافرو میدان
مین آؤ تب بہمن نے کہا کہ اب میرا دامن آرزو گوہر مقصد سے بھرے گا کسواسطے کہ اگر قباد کو جیتا پکڑونگا تو مہرنگار اسکے لیے میرے
نزدیک آویگی بعد بہمن نے ہتیار باندھے اور میدان مین آیا اور مقابل قباد شہریار کے کھڑا رہا اور گرز گران نکال کر امیرزادہ پر چلایا
ایسا کہ شعلہ آگ کا نکلا مہرنگار اور باقی سبنے دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات کے اٹھائے تھے تب تو شہزادہ نے
گھوڑا دباکر کافرون کو ڈانٹا اور تیغ بیدریغ مارنا شروع کیا اور زہرہ بانو پشت پر شہزادہ کے کھڑی تھی کافر سب بھاگنے لگے تب تو
شاہزادہ نے اتنے کافر مارے کہ حساب اسکا خدا جانتا ہے اور عرب لشکر کفار کو لوٹنے لگے اور چار کوس تک
دنبال کر کے فتح و نصرت سے پھرے اور داخل دولتخانہ ہوئے مہرنگار نے گنج کھولے اور فقیرون کو تقسیم کیا دوسرے
روز کافر پھر آئے اور قلعہ کو گھیر لیا واللہ اعلم بالصواب

پچیسوین داستان

جب کہ چند روز گذرے عمر بن حمزہ اور لندھور اور دوسرے پہلوان زخمی تھے سو غش سے آنکھین کھولے اور حقیقت
ماضی مہرنگار سے پوچھی مہرنگار نے تمام حقیقت سے آگاہ کیا اور عمر بن حمزہ نے فرمایا کہ حمزہ نے ان کافرون کے حق مین
کیا نیکی تھی جو یہہ کافر ہمارے حق مین یہہ ظلم و ستم کرتے ہین مگر سبب یہہ ہے کہ جس جگہہ نمک ہوگا البتہ اسکا دل پھر آیگا
یہہ کہکر سبنے یہہ مصلحت کی کہ ہم سب تو زخمی ہین اور کافرون نے قلعہ کو محاصرہ کیا ہے مگر خدا جو چاہیگا سو ہوگا پہر
نقارے لڑائی کے بجوائے اور میدان آراستہ کروائے اور میدان مین آکر پکارے کہ ایک قران زبردستان ہے کسکا
درمیان ہے تا آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادہ دست و پا آوری دارم تب بہمن میدان مین آیا

اور پکارا کہ اے عمر تم کسواسطے ناحق مرتے ہو اور حمزہ تو جہان فانی سے کوچ کر گیا ہے پس آب مہرنگار کو تم میرے حوالے
کرو اور تم جدہر چاہو ادہر جاؤ لندھور نے جب یہہ بات سنی تب عمر بن حمزہ سے حکم لیکر میدان مین آیا اور
مقابل بہمن کے آکر کھڑا رہا اور کہا لا جو کچھہ کہ رکھتا ہے بہمن نے گرز نکالا اور لندھور کی سر پر ایسا مارا کہ شعلہ آتش
نکل کر آسمان پر گیا تب لندھور نے بھی بہمن کو ایسا مارا کہ مانند سانپ کے اسنے پیچ کھایا پھر دونون مین گرز در گرز
ایسی لڑائی ہوئی کہ زخم لندھور کے تازے ہوئے اور لہو کے نالے بہے تب لندھور واپس ہوا اور خیمہ مین آکر بیہوش
ہو کر پڑ رہا جب رات ہوئی دونو فوجین اپنے اپنے مقام پر اوترین بعد تمام رات آرام کیا پھر صبح ہوتے ہی نقارے
لڑائی کے بجائے اور دونو لشکر مقابلہ مین کھڑے رہے بہمن میدان مین آیا ایسے مین گرد میدان سے پیدا ہوئی
عیاران لشکر اسلام دوڑے اور خبر لائے کہ یہہ فریدزعکہ معہ لشکر آیا ہے فریدزعکہ داماد زوبین کا ہے بہمدد زوبین سگ
ناپاک کے آیا ہے اور قد اسکا چالیس پر پانچ گز کا ہے سات سو منکا گرز لڑائی کے وقت پاس رکھتا ہے جب عیار آن
عمر نے اپنے لشکر مین یہہ خبر پہنچائی تب یاران امیر حمزہ بولے کہ ہمارا مددگار خدا ہے ہم فریدزعکہ سے کیا ڈر رکھتے ہین غرض کہ
فریدزعکہ کو ہرمز بن نوشیروان اور زوبین استقبال کر کے اپنے لشکر مین لائے اور خلعت پہنایا اور بہمن کے
گھر مین اتارا اور جشن مین بیٹھے اور تمام حقیقت امیر کی اور یاران امیر کی بولی جب وہ رات جاکر فجر ہوئی فریدزعکہ میدان
آیا اور حریف کو پکارا تب فرہاد بیٹا لندھور کا میدان مین آیا فریدزعکہ بولا کہ لندھور کہان ہے فرہاد نے کہا لشکر مین ہے
فریدزعکہ نے کہا بیٹے کے ہوتے تو کیون مرنے آیا ہے فرہاد نے کہا تو کون کتا ہے جو تیرے واسطے میرا باپ آوے گا مین تیری
گلے مین رسی ڈال کر لیجاتا ہون فریدزعکہ یہہ بات سنتے غصہ مین آیا اور سات سو منکا گرز قربوس زین سے نکال کر فرہاد پر مارا
ولیکن فرہاد ذرا نہین ہلا اور اسکے ہاتھہ پاؤنکو کچھہ مضرت نہ ہوئی فرہاد نے گرز ہاتھہ مین لیا اور فریدزعکہ پر چلایا ایسا
کہ ایک شعلہ آگ کا نکلکر اوپر گیا تب فریدزعکہ نے کہا اے پسر لندھور تو مرد مردانہ ہے یہہ کہکر گرز در گرز لڑنے لگے یہان تک
کہ زخم فرہاد کے تازے ہوئے اور لہو کے نالے بہنے فریدزعکہ نے کہا ای فرزند لندھور مجھہ سے تو بھی لڑتے زخم بدن کے
یہہ لہو کہان سے آیا تب فرہاد نے سارا قصہ مکر کا بختک و زوبین کے کہا پھر یہہ دونو نے ہاتھہ تلوارون پر لے گئے اور ایک
ایک مارنے لگا تا کہ رات ہوئی پھر دونو اپنے اپنے لشکر مین گئے اور فرہاد بیہوش ہوا جب شب گذری اور
صبح ہوئی تب دونو لشکر سوار ہوئے فریدزعکہ میدان مین آیا اور حریف کو بلایا تب شیر باریک شیروانی خدمت مین عمر بن
حمزہ کی گیا اور رضا مانگی عمر بن حمزہ نے کہا جاؤ خدا کو سونپا جب شیر باریک شیروانی میدان مین آیا اور سارا روز
لڑا رات کو دونو لشکر اترے اب امیر حمزہ کا احوال سنو کہ یہہ جو فراغت سے خدمت والدین مین رہتے تھے
ایک رات خواب مین دیکھا کہ اپنے لشکر مین کافرون نے شبخون ڈالا ہے اور تمام پہلوان زخمی ہوئے ہین غرض
اس خواب کے ہول سے امیر ہشیار ہوئے اور عمر بن امیہ سے اپنے کہا ای دوست مین نے ایسا خواب دیکھا ہے

عمر نے کہا خواب تمہارا جھوٹھہ نہیں ہے حکم ہو تو جاکر خبر لاؤں امیر نے فرمایا جاؤ پس عمر مانند ہوا کے چلا اور کہیں قرار نہیں پکڑا
اِدھر جب روز ہوا تو فریدزعکہ نے گھوڑے کو میدان میں چلایا اور حریف کو پکارا تب لشکر میں سے استفتانوش پہلوان میدان میں
آیا اور لڑنے لگا کہ یکایک ٹپک عم پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوا جب سپاہ عرب نے عمر بن عمیہ کو دیکھا نقارے خوشی کے بجایا اور
استقبال اُسکا کیا بہمن نے منہہ عمر کا دیکھا تو بختک نے کہا میں کیا جانوں نوشیروان نے تجھے لکھا تھا کہ شداد ابو عمر حبشی نے
دونوں کو مارا ہے یہہ سنتے ہی بہمن نے ہاتھہ بختک کے کمر کے دوالی میں ڈالا اور سر پر لیجاکے اُسے پھرایا اور زمین پر پٹکا و لیکن اُسکے
حیات باقی تھی کہ نہ مرا مگر بہمن بہت غمگین اور پریشان خاطر ہوا اور جنگ میں سے پھرا تب دونوں لشکر اُترے عمر بن عمیہ فرزندان
امیر کی خدمت عالی میں گیا اور حقیقت پوچھی یاروں نے امیر کے سب بیان کیا عمر نے مرہم سلیمانی نکالا اور سارے
یاروں کے زخموں پر لگایا اور آپ اسیوقت پھر کر امیر کے پاس آئے اور سب احوال بیان کیا تب حمزہ ماں باپ سے وداع
ہوئے اور اشقر پر سوار ہو کر عمر کو ساتھہ لیکر راہ کاوس کے حصار کی لی اور رات دن چلنے لگے اور یہاں دونوں لشکر کا
نقارہ ہوا پہلوان سوار ہوئے یکایک جنگل میں سے گرد پیدا ہوئی عیاران عمر دوڑے اور پوچھا کہ لشکر یہہ کسکا ہے
خبرداروں نے کہا کہ یہہ لشکر سرکب ترک کا ہے بمدد نوشیروان آیا ہے کفار سارے خوشوقت ہوئے ہرمز تاجدار نے
کہا معہ جلوس کے سرکب ترک کا استقبال کیا اور بہزار تعظیم سے لایا جب سرکب ترک نے پوچھا کہ حمزہ لشکر میں ہے یا نہیں عرب
لوگوں نے کہا کہ حمزہ نہیں ہے اُسکے بیٹے اور پہلوان ہیں اور وہ ہے لڑتے ہیں تب سرکب ترک نے کہا میں فجر کو میدان میں
جاکر سبکو باندھہ لاتا ہوں پس فجر کو میدان آراستہ کیا اور فریدزعکہ میدان میں آیا اور حریف کو پکارا تب سعد بن
عمر بن حمزہ باپ سے حکم لیکر میدان میں آیا اور گھوڑے کو کاوا پھرانے لگا تب سب کافر سعد کو دیکھکر حیران ہوئے اور بولے
کہ عجب تخم حمزہ کا ہے کہ بچہ بڑے پہلوان سے لڑنے آیا ہے تب سرکب ترک نے پوچھا کہ یہہ بچہ کون ہے وہ کافر بولے
کہ یہہ پوتا حمزہ کا ہے اور فریدزعکہ سے لڑنے آیا ہے سرکب نے کہا کہ یہہ فرید سے کیونکر لڑیگا بہمن نے کہا تو تماشہ دیکھہ تب
سعد بن عمر پکارا کہ اے کافرو اگر مرد ہو تو میدان میں آؤ پس وہیں فریدزعکہ میدان میں آیا اور گرز سعد کے سر پر مار کر کہا کہ عرب زادہ کو پست
کیا ہوں سعد نے پھر کر کہا کہ میں اللہ تعالی کے کرم سے زندہ ہوں اے کافر جھوٹ کیوں بکتا ہے بعد سعد نے تروار خونخوار
قاتل کفار نکال کر فریدزعکہ کو ایسی ماری کہ سیدھا ہاتھہ اور حمایل بدذات کا معہ گرز زمین پر گر پڑا جب وہ کافر بھاگنے چاہا پھر
دوسرا وار بھی ایسا مارا کہ بائیاں ہاتھہ اور حمایل اُتار اتب وہ موذی مانند گدھے کے زمین پر تڑپنے لگا شکل عیار نے
سر اس مردار خر کا بھالے کو لگایا تب لشکر میں امیر کے نوبت خوشی کی بجی کافر یہہ حال دیکھکر متحیر و متعجب ہوئے اور سرکب
ترک نے ہنسکر کہا کہ ہزار آفرین اُسکے والدین پر کو ایسا فرزند جنکر پرورش کیا ہے غرض جب سعد فتح و نصرت سے
لشکر میں آیا تب عمر بن حمزہ نے اپنے فرزند پر سے بہت مال و زر نثار کیا اور کافروں نے اندر کر ہرمز کو تخت پر بٹھا کر
بہمن کو اُسکے بازو بٹھا کر کھانا کھائے اور پیالہ ہائے شراب گردش میں آئے اور آپسمیں کچھہ کچھہ باتیں جا بجا

کرنے

جابجا کرنے لگے جب سرکب ترک نشہ سے مست ہوا تب بہمن کو کہا اے کوہستانی تجھ سے عجب ہے کہ تو مجھ سے
بلند درجہ پر بیٹھے بہمن نے کہا تو کون کتا ہے کہ مجھے ایسا کہے تب سرکب ترک نے ایک مکی بہمن کے گردن مین ماری ایسی کہ بہمن کا
سر پھرنے لگا بعد بہمن نے سرکب کو گرا کر سینہ پر اسکے بیٹھا تب سرکب نے دونو پاؤن بہمن کے سینہ مین مار کر گرا کر بہمن کے
سینہ پر چڑھ بیٹھا ویسے مین ہرمز نے درمیان مین آ کر چھوڑا دیا جب شب گذری اور صبح ظاہر ہوئی اور دونو فوجین
تیار ہو کر میدان مین آئین ویسے مین گرد پیدا ہوئی اسمین ایک سوار اور ایک پیادہ پیدا ہوا سو حمزہ اور عمر تھے تب سب
عرب دوڑے اور امیر کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے سبکو گلے لگایا اور دلاسا دیا و دلبری کی اور خیمہ مین آکر اُس رات کو
آرام کیا دوسرے روز مع فوج امیر سوار ہو کر میدان مین آئے اور کافر بھی سب میدان مین حاضر تھے کہ امیر نے اشقر کو
جولان کیا اور فرمایا اے کافرو مین نے تمہارے حق مین کیا بدی کی تھی جو تم حرام خورون نے بعد میرے یارون و فرزندون سے
بدی کی اسے بہمن تجھے مین اپنی کرسی پر بٹھا کر گیا تھا سو اسکا بدلہ یہی تھا جو تو نے ادا کیا خیر کیا مضائقہ ہے اب میدان مین آ
بہمن نے ہرمز سے کہا مین حمزہ کے مقابل نہین جا سکتا ہون تب ہرمز نے سرکب ترک کو کہا سو وہ گھوڑا دوڑا کر میدان مین
آیا اور پکارا کہ اے خدایستان و زبردستان ہر کسیکہ در شما آرزوی مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ از
دست و پا آوری دارم یہ کہکر کہا کہ اے حمزہ خبردار رہنا کہنا کہ خبردار نکیا تھا ایسا گھوڑا دوڑا کر امیر کے برابر آکر گرز اٹھا کر سر سے بلند کیا
امیر نے سپر کی گردیکو چہرہ کے پناہ کیا اور بجناب کبریا دعا کی کہ اس سپر کی پناہ نہین ہے مگر تیری پناہ چاہتا ہون غرض کہ
سرکب ترک نے امیر کے سپر پر گرز مارا امیر نے کہا اور دو ضرب مجھکو دیا مار قصور نکر تب سرکب ترک نے بقوت تمام دو
گرز اور بھی چلائے پھر حمزہ نے گرز سام بن نریمان کا اٹھا کر سرکب کو خبردار کر کے ایسا مارا کہ کمر اسکے گھوڑے کی ٹوٹی اور زمین پر
گر کر تڑپا تب سرکب نے تلوار نکالکر چاہا کہ امیر کے گھوڑے کے پے کرے تب حمزہ نے گھوڑے پر سے اتر کر اُسے پشت کے
پیچھے لیا اور گرز سرکب کے سر پر ایسا مارا کہ سرکب تا بہ زانو زمین مین غرق ہوا تب سرکب بہت محنت و مشقت سے
اوپر آیا اور گرز در گرز تا بہ شام حمزہ سے لڑتا رہا تب امیر نے عمر سے فرمایا کہ نعرہ مار کر سرکب کو اٹھاتا ہون اسوقت
عمر نے اپنا رسم ادا کیا یاران حمزہ ہشیار ہوئے اور اپنے گھوڑون کے کانون مین پنبہ موزہ سے نکالکر کانون مین ڈالے
تب امیر جہانگیر نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا اور سرکب کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے زمین پر پچھاڑا اور باندھ کر عمر کے حوالے کیا
اور حمزہ کے نعرہ سے کافرون کے گھوڑے اپنے سوارونکو گرا کر جنگل کو بھاگ گئے عیار عمر کے دوڑے اور سب
گھوڑونکو پکڑ لا کر اپنے لشکر مین لائے اور نقارہ خوشوقتی کے بجا کر دونو لشکر اترے اور مجلس عیش و طرب
مہیا کی تب امیر کے حکم سے سرکب کو حاضر کیا امیر نے فرمایا اے سرکب مین نے تجھے کسطرح سے زیر کیا اسنے
کہا جیسا مردون کو اور بہادر بہادرونکو زیر کرتے ہین ویسا ہی مجھے تمنے باندھا پھر امیر نے اسکو کہا کہ کہہ خدا
ایک ہے اور دین ابراہیم خلیل کا برحق ہے غرض وہ مسلمان ہوا اور امیر نے اسکے بند کھولے اور خلعت پہنایا عمر بن عمیہ

ضمیری نے حلقہ غلامیکا اُسکے کانمین ڈالا اور عیش و عشرت کرنے لگے واللہ اعلم بالصواب

چھبیسوین داستان

بعد امیر حمزہ نے نقارہ فتح کا بجاکر عیش و عشرت سے فراغت پائیے اور فجر کو پھر نقارہ لڑائیکا بجاکر میدانمین اشقر پر سوار ہوکر دوڑاتے ہوئے آئے اور وہ کافر بھی مقابلہ مین آئے تب حمزہ نے فرمایا ای بہمن تو آتا ہے یا مین ہی آؤن تب بہمن نے ہرمز سے کہا مین نہار نجاؤنگا مگر تو تمام لشکر کو حکم کر کہ یکبارگی اس عرب پر حملہ کرین غرض کہ ہرمز کے حکم سے سب کافر یکبارگی حملہ حمزہ قاتل کفار عم رسول مختار پر لائے امیر نے بھی دونو ہاتھو سے تلوارین کافرونپر مارنا شروع کئے ایسا کہ سران کافرونکے مانند گیند کے اوڑاتے تھے اور لاتعداد کافر مارے تھے کہ عدد اسکا سوائے خدا کے دوسرا نجانے جب امیر کو کافرون کے لشکر مین مارتے مارتے دوپہر اودھر سے اودھر ہوئی پھر تو اپنے لشکر کو حکم کیا کہ ماروانکا فرونکو تب تو لشکر نے امیر کے اتنے کافر مارے کہ کشتون کے پشتے باندھے اور لوہونکے گرا اڑے اور لہو کے نالے بہے اور عمر بن عمیہ امیر کے لشکر کی پشت پر کھڑے رہ کر کافرون کو شیشہ آتشی سے جلاتے تھے اور حمزہ بھی مارتے مارتے کافرون کے ماہی مراتب تک جا پہنچے تب سوذی بہمن نے امیر کو خالی سر دیکھکر زوبین سے کہا کہ اگر عمر کو حمزہ کی پشت پر سے دور کرے تو مین حمزہ کا کام تمام کرتا ہون تب زوبین نے لشکر کو اشارہ سے کہا کہ عمر کو امیر کے پشت پر سے جدا کرو تب بہت کافر عمر پر دوڑ کر حملہ کئے اور بہمن نے تلوار امیر حمزہ کے سر پر ایسی ماری کہ چار انگل زخم امیر کے سر پر ہوا تب امیر ہشیار ہوئے اور دشمن کو مارنے چاہے مگر وہ نامرد بھاگ کر کافرون مین جا چھپا اور کہا کہ حمزہ کو ایسا زخم مارا کہ حلق تک تیغ اتارا ہون پس امیر کا لشکر یہہ خبر جانگداز سنکر مغموم ہوا اور عمر بن عمیہ امیر حمزہ کو ملنے چاہا لیکن اسجا نوہ لشکر مین نہین ملے امیر کے زخم سے لہو بہت جاری تھا اسوقت امیر نے اشقر دیوزاد کو کہا ای یار وفادار مجھے انکافرونکے بیچ سے باہر نکال کر لیجا یہہ کہکر دونو ہاتھ اشقر کی گردنمین ڈالکر لیٹے اشقر امیر کو لیکر باہر نکلے تو کافرون نے اشقر کو پکڑنیکا ارادہ کیا تب اشقر انکافرون کو ٹاپون اور لاتون سے مار کر مردار کرتا ہوا باہر نکلا اور ایک نالے پر پہنچکر امیر کو پانی مین گرا کر اشقر آپ سرہانے امیر کے کھڑا رہا لیکن پانی اس نالیکا کم جاری تھا تمام پانی لہو سے سرخ ہوکر بہتا تھا اور وہان سے تھوڑی دور پر پنچکی تھی اس چکی پھرانے والے نے دیکھا کہ پانی سرخ بہتا ہے اور آہستہ بہتا ہے اسکے دریافت کو وہ چکی پھرانے والا آگے بڑھکر گیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد سرخ رو پڑا ہے اور گھوڑا مادرا سرہانے کھڑا ہے تب اس شخص نے دلمین اندیشہ کیا کہ یہہ کوئی شہزادہ ہے اگر مین اسکو بیمارداری کرکے درست کرونگا تو البتہ مجھے سرفراز کریگا پس یہہ تصور کرکے نزدیک آکر کمر کی دوال پکڑکر زور کیا اور اشقر نے بھی دانتوں سے پکڑکر زور کیا اور آپ بیٹھ کر اشقر نے امیر کو سوار کرلیا اور اس شخص نے خوب باندہ کر اپنے گھر مین لایا اور اپنے بچھونے پر سلایا

ماں نے اسکے پوچھا کہ ای فرزند یہ تو نے کسے لایا ہے اسنے کہا یہ کوئی بڑا آدمی ہے زخمی ہونے سے گھوڑے
لا کر گرا پایا تھا مین نے یہ خیال کیا ہے جو ہم اسکی خدمت کرین گے اور یہ اچھا ہو کر درست ہو گا تو البتہ ہمارا
حق خدمت بوجھیگا اور اگر مر بھی جاویگا تو یہ گھوڑا اور ہتیار اور کپڑے سب ہمارا مال ہو گا یہ کہکر تمام ہتیار
کھولا اور ایک مٹھی نمک اور آٹا بھر کر زخم پر باندھا اشقر تمام کام اسکا دیکھتا تھا مگر چرنیکو نہین جاتا تھا اگر وہ شخص کبھی
جب سے کہتا کہ چرنے جاؤ تو اشقر تیسری آنکھ جو زلف کے نیچے ہے نکالکر دکھاتا وہ شخص ڈر کر متعجب ہوتا اور کہتا
کہ اس گھوڑے کو تین آنکھ ہین ہمنے کبھی تین آنکھ کا گھوڑا نہ دیکھا تھا نہ سنا القصہ ساتوین روز امیر کو ہوش آیا اور
آنکھ کھلی اور اشقر کو سرہانے دیکھا تھا تب خدا کو یاد کیا اشقر نے سر زمین پر رکھکر سلام کیا امیر نے اس شخص کو
جو سعید شیر نام تھا اسکو اشارت سے فرمایا کہ زین گھوڑیکا کھولو اور چرنیکو چھوڑو تب سعید شیر نے زین اشقر کا اتار کر
چرنے چھوڑا امیر نے کروٹ سیدھے ہوکر سعید شیر کو بلا کر احوال پرسی کی تب اسنے ساری حقیقت بیان کی امیر نے
فرمایا خاطر جمع رکھ کہ محنت تیری اکارت نہ ہوگی پر اب مین بھوکا ہون ایک بکرے کے گوشت کا شوربا لا کہ
ایک بکرے کے بدلے تجھے سات بکری دونگا وہ شخص اپنی ماکنے گیا اور جو کچھ کہ امیر نے فرمایا تھا سو کہا اس عورت
اپنے سات بکریون مین سے ایک بکری دی تب وہ شخص امیر کے پاس لایا امیر نے آہستہ اٹھکر اسے ذبح
کیا اور سعید شیر نے پاک کر کے شوربا پکا کر امیر کے پاس لایا امیر نے تھوڑا آپ پیا اور تھوڑا اسے بھی دیا دوسرے روز
امیر نے ایک بکرا پھر مانگا سعید شیر نے کہا کہ وہ بکرا ماکے پاس لایا تھا اب کہان سے لاؤن امیر نے کہا کہ جتنی
بکری تیرے ماکے پاس ہون سو لے آ اور تیری ما جتنی تجھسے مانگے تو قبول کر اور میری خبرداری اور غمخواری کر جیسا کہ
تو نے شرط کی ہے ویسا بجا لا تب وہ عورت بولی کہ ای فرزند کیا فرماتے ہو امیر نے کہا جتنی بکری تیرے
پاس ہین سو مجھے دے کہ ایک بکرے کے بدلے سات بکری دونگا تب اس عورت نے کہا کہ سب میرے پاس
سات بکری تھی سو ایک کل تو نے کھایا اب چھ بکری ہین سو اب تو شرط کریگا اور اپنا نام بتاویگا تو مین دونگی امیر نے کہا
شرط کیا ہے سو کہ وہ عورت بولی کہ ایک بکری کے عوض دس بکری دیگا تو مین تجھے بکری دونگی اور اپنا نام
بتا امیر نے فرمایا کہ میرا نام سعد شامی ہے پیچیرا بھائی حمزہ کا ہون سوگند کھاتا ہون کہ بدلے ایک ایک بکرے کے دس
بکری تجھے دونگا جب اس عورت نے نام حمزہ کا سنا تب جاکر تمام بکری اپنے گھر سے لائی امیر ایک بکرا روز
ذبح کرتے اور کھاتے اور لشکر نے اس رات کو جو امیر زخمی ہوئے تھے تمام رات امیر کو ڈھونڈا لیکن نشان نپایا اور
عمر بن عمیہ بھی رات دن پھرتے تھے اور ہر چند تلاش کرتے تھے ولیکن کہین پتا نملا اسواسطے کہ زمین پہاڑونکی
کہین سم اشقر کا نشان نملا مگر ایک روز عمر ڈھونڈتے ہوئے اس نالے مین جا نکلے تو وہان دیکھا کہ اشقر
چرتا ہے اشقر نے جب عمر عمیہ کو دیکھا تو پیشانی زمین پر رگڑا اور آگے ہوکر سعید شیر کے گھر کو لے آیا جب عمر

اندر آئے اور دوڑ کر امیر کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے عمر کو گلے لگایا اور دونو بہت روئے پھر کھانا جو وہان موجود
تھا سو کھایا تب عمر بولا کہ اے حمزہ قریب ہے کہ مہرنگار جی چھوڑ دیوے امیر نے کہا اے عمر تو جا اور یارونکو اور
مہرنگار کو یہان لے آ تب عمر دوڑے اور خبر حیات امیر کی مہرنگار کو اور یارونکو سنائی پہلوانان عرب نے شادیانے
بجائے اور سوار ہوئے اور امیر کے پاس آئے پھر مہرنگار اور عمر بن حمزہ کی بی بی نے اور سارے یارو پہلوان جو کہ
حاضر تھے انھون نے اپنا کچھ مال و متاع اُسے دیا کہ وہ مال از روی حساب کے خراج ترکستان کا ہوا اور ستر تکبیری
بھی سنگار کر شیر کو دئے غرض کہ شیر غنی ہوا اور باقی تمام عمر خوش و خورم رہنے لگا اور امیر کا بھائی کھلانے
لگا امیر نے وہانسے کوچ کیا اور اپنے مقام پر آئے اور کافر بھی سوار ہو کر آئے امیر نے فرمایا کہ اے یارو ہم بھی اب اِن
کافرون کے روش لڑائی کرینگے اور کافرون کو بازی دیوین گے جیسا کہ ہمکو یہہ کافر بازی دیتے ہین اور جیتا ہون
تو مین ان سب کافرونکو مارونگا عمر بن حمزہ نے کہا مین جاؤنگا اور بہمن کی خبر لونگا لندہور نے کہا میرا حصہ زوبین
ہے اور دوسرے پہلوانون نے نوشیروان کے لشکر کو اختیار کیا اور ایک مرتبہ نعرہ مار کر کافرون پر گر پڑے
اور ایسی لڑائی کی کہ کوئی قائم نہ ہوا اور کافرونکو طاقت لڑنیکی نہ رہی آخر کو بھاگنے لگے اور پہلوان عرب کے
دنبالہ کر کے چلے سو عمر بن حمزہ بہمن کے پاس پہنچے اور پکارے کہ اے حرامزادہ اب کہان جی لیجاویگا میرے ہاتھ سے
تب بہمن مقابل عمر بن حمزہ کے ہوا امیرزادے نے تلوار چلائی بہمن نے روکی لیکن بہمن کے گھوڑیکی گردن کٹ گئی اور
بہمن زمین پر گرا اور تلوار سے عمر بن حمزہ کے گھوڑیکو پے کیا عمر بن حمزہ نے پیادہ ہو کر تلوار خونخوار بہمن کو ایسی
ماری کہ وہ موذی برابر دو ہو گیا پس سر اسکا کاٹکر امیر کے سامنے لائے لیکن امیر بہمن اور خنگ کے واسطے بہت
روئے دوسرے پہلوان امیر کے جو دنبالہ کر کے کافرون کا گئے تھے انھون نے بھی اتنے سر کاٹے کہ حساب اُسکا
سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا ہے امیر بعد فتح کے خیمہ مین آئے اور شادیانے بجائے اور خوشی سے آرام
فرمایا مگر یہہ احوال تازہ سنو کہ جس رات امیر حمزہ کشورستان بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے
اسوقت ایک پری تماشا اُڑ امیکا دیکھتی تھی سو اُسنے جاکر قریشی و اسماپری سے تمام حقیقت بیان کی اور زخمی
ہونا ظاہر کیا تب اسماپری و قریشہ سلطان بنت حمزہ اور سب پریان تحفہ کوہ قاف کا لیکر امیر کے جلگہہ پر وارد ہو
گئین اور سلاسل عیار کو بارگاہ گردون جاہ حمزہ مین روانہ کیا جب سلاسل نیک عقل بارگاہ مین آیا اور سر
نیاز زمین خدمت پر رکھکر آداب بجالایا تب امیر جہانگیر نے فرمایا کہ اے سلاسل کہان آیا اُسنے عرض کیا کہ اے
امیر جہانگیر آپکی حالت زخم و پریشانی کی سنکر ہم غلام و کنیز حاضر ہوئے اسوقت امیر نے یارون سے فرمایا
کہ تمکو کچھ معلوم ہوتا ہے یا نہین سب یارو نے عرض کیا کہ ہم کچھ نہین دیکھتے ہین جب امیر جہانگیر معہ یاران سوار ہو کر اسما
پری کے خیمہ مین آئے اور اسماپری و قریشیہ سلطان وار ضنع پر ملکو گلے لگایا اور وہ بھی آداب بجالائین تب امیر کشور

گیر تخت پر بیٹھے پریون نے جب امیر کے یاران وفادار و غمخواران جان نثار کو دیکھا تب بولین کہ ای
کشور گیر ایسے یارون کے فراق سے تم وہان جو بیقرار تھے تعجب نہین تھا بعد پریون نے عرض کیا کہ ای امیر جہانگیر
ہمنے آپکے یارون کو دیکھا اب ملکہ جہان مہر نگار کو دیکھنے کی کمال آرزو رکھتے ہین کہ اُس جمال جہان آرا سے
ہمارے دیدۂ بے نور کو منور فرماوین امیر کشور گیر نے فرمایا کہ بہتر ہے چلو دکھاتا ہون اسوقت یارون نے عرض
کیا کہ ای پہلوان جہان ستان ہم پریون کو دیکھنے کے امیر نے اسماپری سے ارشاد کیا کہ میرے یار وفادار
تمکو دیکھنے کا بہت اشتیاق رکھتے ہین اسماپری نے عرض کی بشرطیکہ کوئی کسی پر ہاتھ نچلاوے ایسا ہو تو
ہم ظاہر ہوتے ہین امیر نے فرمایا کہ کیا مقدور رکھتے ہین مطلق ہاتھ نچلاوینگے پس پریون نے اپنا حجاب دور کیا
اسوقت سب یار امیر کے انکو دیکھکر متحیر و متعجب ہوئے تب امیر نے پریون سے فرمایا اب چلو مہر نگار کو
تمہین دکھاوٴن اسوقت امیر کشور گیر تمام پریونکو اپنے ہمراہ لیکر محلمین تشریف لائے تب قریشیہ سلطان بنت
حمزہ و اسماپری زوجہ حمزہ وارضع پری خوش شد امن حمزہ اور کتنے پریان آئین اور مہر نگار سے ملین اور قریشیہ
سلطان مہر نگار کے قدمبوس ہو کر آداب بجالائی اور تمام پریان مہر نگار کے حسن جمال کو دیکھکر شرمندہ ہوئین
اور عرض کی کہ ہم پریونکو یہہ حسن اور یہہ جمال خدا نے نہین دیا ہے اسی لیئے امیر کوہ قاف مین بیقرار رہتے تھے ہمین
اب معلوم ہوا بس چوتھے روز امیر سے پریان وداع ہوتے وقت جو تحفہ لائین تھین سو امیر کو اور امیر زادون
اور یاران امیر کو دیکر روانہ ہوئین واللہ اعلم بالصواب

ستائیسوین داستان

جب امیر کشور گیر جہان ستان نے پریونکو وداع کیا اور یارون سے فرمایا کہ کچھ خبر ہے کہ کافر سب کہان بھاگ
گئے ہین عمر بن عمیہ نے عرض کیا کہ سنتا ہون کاشمیر کو گئے ہین اور جعفر کشمیری کی پناہ لی ہے امیر جہانگیر نے فرمایا کہ
کافسوس ہے یہہ کافر میرے ہاتھ سے زندہ و سلامت بھاگ گئے اسوقت عمر بن حمزہ نے عرض کیا
ای قبلۂ عالم اگر انکا وونکے دنبالہ کو میرے تئین حکم ہو تو مین جاونگا اور چند روز مین سب کافرونکو باندھ کر لاوٴنگا
تب امیر نے عمر معد یکرب اور فرہاد بن لندھور اور لندھور و استفتانوش اور سات بھائی دیگر زابلی کو معہ
لشکر ہمراہ عمر بن حمزہ کے انکا بھی لشکر دیکر روانہ کیا عمر بن حمزہ بعد قطع منازل و طی مراحل کے کشمیر کو پہنچے وہان سب کافر
قلعہ مین بند تھے امیر زادے نے گھیرا قلعہ کو کر کے جنگ کرنا شروع کیا ناگاہ اُن مین قاصد قضا گورخر نو پیدا ہوکر
سپاہ عرب کو بہت ضایع کیا تب تو شور لشکر مین پڑا عمر بن حمزہ اُسکے مارنے کو سوار ہوئے وہ گورخر دوڑا جاتا تھا
اور ابن حمزہ و دنبالہ اُسکا کیئے جاتے تھے جب تمام روز گذرا اور شب ہوئی عمر بن حمزہ نے راہ مین اُتر کر شکار مار کر

کباب بناکر کھائے جب صبح ہوئی پھر وہ گورخر پیدا ہوا عمر بن حمزہ نے بھی پھر پیچھا کیا غرض جب دوپہر ہوئے
تو گورخر ایک ٹھکانے پر جاکر غایب ہوا امیرزادہ نے اس جگہہ پر جاکر دیکھا تو پہاڑ کے نیچے ایک شہر تھا نام اسکا فرخار
اور وہان ایک ماہ جبین نازنین بیدین کی رہتی تھی نام اسکا گل چہرہ تھا بالاخانہ پر بیٹھکر دیکھتے تھے ویسے مین نظر اسکی عمر بن
حمزہ پر پڑی اسیوقت ایک خوجہ کو دوڑایا کہ امیرزادیکو بلا لا خواجہ آکر بولا کہ ای سوار تمکو زوبین کی ماہ جبین بلاتی ہے تب
امیرزادے نے کہا مین عمر بن حمزہ ہون اور شکار کے پیچھے یہانتک آیا ہون یہہ سخن سنکر وہ خوجہ دوڑا اور گل چہرہ کو
خبر دی وہ نیکبخت مدت سے انکے دیدار کے مشتاق تھی خوجہ کو بڑی تاکید آکید سے بولی کہ جلد جاکر ہزار منت و معذرت سے
یہانتک اس دلاور کو لا تاکہ اسکے شربت دیدار سے مین اپنی تشنگی شوق کو تسلی بخشون وہ خوجہ
اگر ہزار تعظیم و تکریم سے اس کریم ابن الکریم کو گل چہرہ تک لیگیا جب اس مشتاق نے عمر بن حمزہ کو دیکھا
تو مانند بلبل مفتون انکے گل رخسار پر شیفتہ و فریفتہ ہوکر ہزار نزاکت سے بچھونے پر بٹھایا اور انواع اقسام کی
نعمتین آگے لا رکھین غرض بعد تناول طعام کے شراب ارغوانی پیالہ جواہر نگار بھر بھر کر بڑے ناز و غمزہ سے پلانے
لگے امیرزادہ بھی مست و سرشار ہوکر بیٹھا تھا تب گل چہرہ نے اپنا دفتر عشق کھولکر عرض کرنے لگی کہ ای سرو گلستان
شجاعت و ملاحت مین مدت مدید و عرصہ بعید سے مثل قمری کے تیرے عشق کا طوق اپنی دل و جان کی گردن مین
ڈالکر مانند ماہی بے آب کے پھندے عشق مین گرفتار ہوکر تڑپتی تھی اب مسبب الاسباب نے میرے طالع کی یاوری سے
اس مشتاق کے جان کو آج تیرے دیدار سے تسلی بخشا اب تجھے لازم ہے کہ بہرصورت میری آتش شوق کو
اپنے وصل کے پانی سے بجھا نہین تو آتش عشق سے دل میرا جلکر کباب ہو جاویگا اور جسم مانند قفس بے بلبل کے
پیچ و تاب مین پڑیگا امیرزادہ نے فرمایا کہ تیری ایک ہمشیرہ میرے نکاح مین ہے اس سبب سے میرا تیرا ناتا
بہت نازک ہے مین ایسا کام بدانجام نکرونگا اگرچہ مرونگا تو بھی ایسے برے کام کو روا نہ رکھونگا ہرچند کہ گل چہرہ نے
بہت سی منت و معذرت کی لیکن امیرزادہ نے انکار ہی کیا اور فرمایا کہ یار کشمیر مین ہین اگر یہان آوین تو انکی
رضامندی سے مین تیرا کہنا سنونگا تب گل چہرہ نے قاصد تیزرو کو دوڑایا اور یاران عمر بن حمزہ کو کشمیر سے تھوڑے
دنون مین بلایا راوی کہتا ہے کہ شہر فرخار مین ایک بڈھا تھا اسکا نام سرشبان کہتے تھے اور دو بیٹے اسکے
تھے ایک نام مہردار سرشبان کہتے تھے اور دوسرے کا نام زرین سرشبان تھا اسنے سنا کہ عمر بن حمزہ آکر زو
بن سے شراب نوشی مین مشغول ہے تب اپنے دونو بیٹونکو کہا کہ تم جاؤ اور امیرزادہ کو مارو تب وہ دو
اور ہاتھ مین لاٹھیان لیکر محلین آئے اور عمر بن حمزہ کو پکارا کہ ای عرب تیری کیا قدرت جو ہمارے سرحد مین
آوے اور شکار کرے عمر بن حمزہ جہان بیٹھے تھے سو وہان سے نہ ہلے اور نہ کچھ بولے تب مہردار سرشبان نے
جھنجلاکر امیرزادہ پر لاٹھی چلائی عمر بن حمزہ نے لاٹھی اسکی ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے ایک

لگی اُسکے گردن مین ایسی ماری کہ بیٹا فرخاریکا زمین پر تڑپا گیا تب دوسرے بھائی نے اسکا یہہ حال دیکھکر امیرزادے پر لاٹھی
چلائی پھر اُسکا بھی ویسا ہی حال ہوا پھر دو تین گھڑی کے بعد دونو ہشیار ہوئے اور وہان سے دونو اتر کر باپکے
پاس آئے اور حقیقت بیان کی شہبان فرخاری نے سنا اور کہا کہ انصاف پسر حمزہ کیطرف ہے البتہ اگر بیٹا
حمزہ کا یون نہ کرے تو کیا کریگا اب وہ بچہ ہے اُسکے تئین تو مین کیا مارون پر میرے تئین حمزہ سے کام ہے یہہ کہکر چپ
ہو رہا دو تین دن مین عمر معدی کرب اور دوسرے پہلوان پہنچے تب گل فہرہ نے انھونکو بہت تعظیم و تکریم سے بلا کر
اپنے عشق کا احوال بولی تب عمر معدیکرب نے کہا اے امیرزادہ تو سخت نادان ہے جو بیچاری کو ناحق رنج مین ڈالتا ہے
عمر بن حمزہ ہنسے اور کہا کہ اے عمر معدی مین بکر نیکا کام کیونکر کرونگا عمر معدی نے کہا تجھے اختیار ہے کرے یا نہ کرے
غرض جب رات ہوئی تو امیرزادہ مست ہوا تھا اور لیٹا تھا کہ گل فہرہ بچھونے پر آئی اور ہاتھ عمر بن حمزہ پر ڈالا عمر بن حمزہ نے
اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکے منہہ پر مارا کہ اے بی بی کتنے ہی شوخی اور بیحیائی کر گئی مگر مین تو بد کام نکیا ہے نکرونگا گل فہرہ غصہ
ہوئے اور دلمین اندیشہ کیا کہ یہہ میرے ہاتھ نہ آویگا بہتر یہہ ہے کہ اسے جہان سے اٹھا نا کہ نہ مجھے نہ میری بہن کو
کام آوے پس یہہ بدگمانی وہ نادان دلمین لا کر خنجر نکالکر حالت سرشاری مین اس شیر بیشہ شجاعت کو شہید کی
اور بعد بہت پشیمان ہوئی اور شور مچایا کہ امیرزادہ کو کسی دشمن نے مار ڈالا جبکہ یارون نے یہہ آواز جانگداز سنی سب
ایکبار دوڑکر آئے اور امیرزادہ کو شہید و خون آلودہ دیکھکر سب زمین پچھاڑین کھانے لگے اور پتھرون سے
اپنے سر پھوڑے اور سینے منہہ اپنے کالے کرکے گھوڑونکی عیال و دہن کاٹین اور گل فہرہ کو قید کیا اور پوچھا
کہ اے بدبخت کسواسطے اس جوان شجاعت نشان کو تو نے مارا تب اس قاتل بدفعل نے کہا کیا کرون مجھے نشہ
عشق نے دیوانہ کیا تھا اس حالت دیوانگی مین مار ڈالا ہے اب مجھے بھی مار ڈالو تو معشوق و دلکو پہنچونگی تب
سب یارون نے کہا تو عورت ہے تجھے عورتین مارینگے اور وہان اُسے شبکو امیر نے عمر بن حمزہ کو خواب مین
دیکھا کہ عمر بن حمزہ لہو کے دریا مین تیرتا ہے پس اسیوقت ہول سے ہشیار ہوئے اور عمر کو فرمایا کہ مین نے ایسا
خواب دیکھا ہے عمر بن عمیہ نے عرض کیا کہ اے جہانگیر اگر حکم عالی ہو تو مین خبر لاتا ہون حمزہ نے حکم دیا عمر اسیوقت
دوڑے اور منازل و مراحل طے کرکے کشمیر مین لشکر کو پہنچکر سپاہ عربکو پوچھا کہ حمزہ کا فرزند کہان ہے
سپاہ عرب نے کہا کہ معہ یاران زوبین کی بہن کے گھر مہمان ہین شہر فرخار مین عمر بن عمیہ نے فرخار مین آکر آواز زاری و
رونیکی سنی اور دلمین کہا کہ کچھ خبر نہین معلوم ہوتی ہے جب کہ یارون نے عمر بن عمیہ کو دیکھا دوڑکر پاؤنپر گر پڑے
اور روکر حقیقت شہادت عمر بن حمزہ کی سنائی عمر اسیوقت پھرے اور امیر کے نزدیک پہنچکر بولے
کہ آپ خاطر جمع رکھو شاہزادہ سلامت ہے لیکن تھوڑا زخم لگا ہے اور تمہین بلایا ہے تب امیر معہ لشکر فرخار
مین آئے عمر بولا کہ ذرا اس باغمین بیٹھکر کچھ کھا کر جاوین امیر بیٹھے اور عمر بکریون کے منہ سے ایک ٹکرا لاکر دیج

کرکے سینچین بھونکر لاتا تھا کہ نظر فرخاریکی باغ پر پڑی اور دھوان دیکھا تب دونو فرزندون کو کہا کہ کوئی اجل رسیدہ مثلاً شیی عزرائیل کا باغ مین دھوان کرتا ہے اسے پکڑ لاؤ تب اسکے دونو فرزند باغمین آکر کیا دیکھتے ہین کہ امیر و عمر کباب کھاتے ہین تب دونو نے لاٹھیان امیر پر چلائین امیر نے دونو کو دو ہاتھ سے زمین پر پچھاڑا وہ تو زمین پر بیہوش پڑے رہے تب فرخاری نے دیکھا کہ فرزندون کے آنے مین دیر ہوئی تب آپ گرز سات سو پچاس من کا لیکر باغمین آیا اور فرزندونکو مانند مرغان نیم بسمل کے دیکھکر نعرہ مارا کہ ای مادر بخطاء عزرائیل کے ڈھونڈنے والو اژدہے کے ڈنک چابنے والو تم نہین جانتے ہو کہ یہہ بکری کسکی ہین کہ ہم کھاتے ہین امیر نے جب فرخاریکو دیکھا تو کہا کہ یہہ مرد بہت سخت ہے یہہ کہکر اسٹھے اور فرخاری نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ایک ہاتھ سے گرز پکڑ لیا اور زور کرکے چھینا تب فرخاری نے دونو ہاتھ امیر کے کمربند مین ڈالے اور زور کیا امیر نے بھی اسکے کمربند کو پکڑکر نعرہ مارکر فرخاریکو اٹھایا اور زمین پر پچھاڑا تب اسنے پوچھا ای مرد تو کون ہے اور کیا تیرا نام ہے کہ میری عمر سات سو سال کی ہوئی کوئی جوانمرد ایسا نہ ملا مجھے نہین اٹھا سکا تھا اور تو نے مثل کدو کے اٹھا لیا امیر نے فرمایا بول خدا ایک ہے اور دین سین ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے اسنے اقرار کیا اور مسلمان ہوا تب فرخاری چاہا کہ عمر بن حمزہ کی حقیقت عرض کرے عمر نے اشارت سے منع کیا بعد امیر سوار ہوئے اور فرخاری معہ دونو فرزند عمر سمیت شہر مین داخل ہوئے تب دیکھا کہ گھوڑون کے عیالین کٹی ہین پس وہین امیر نے نعرہ مارا اور زمین پر گر پڑے اور رونا شروع کیا اور پہلوان اور یاران امیر اگرد مونیر گر کر رونے لگے اور گل چہرہ کو باندھکر لائے اور حقیقت سے آگہی کی امیر نے فرمایا کہ ای حرامزادی کیون میرے گل نونہال کو تو نے جڑ سے اکھاڑ بعد فرمایا کہ اسے مادر عمر بن حمزہ کے پاس لیجاؤ اور خبر کرو کہ تیرے فرزند کو اسنے مارا ہے جب گل چہرہ کو عمر بن حمزہ کی ما پاس لیگئے اور احوال بیان کیا بہت رونے لگین اور ایسا نعرہ مارا کہ دیکھنے سننے والونکو بیہوش کر ڈالا امیر نے چالیس روز تک ماتم فرزند کا کیا پھر عمر بن حمزہ کو تابوت مین رکھکر کاؤس کے حصار کو بھیجا بعد فاتحہ کے گل چہرہ نے اپنے ہاتھ سے گل چہرہ اپنی بہن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بعد اسکے امیر کشمیر کو آئے اور لشکر کافرون کا جو بھاگکر وہان گیا تھا سو قلعہ مین تھا تب امیر کشورگیر نے فرمایا کہ اس جگہہ کی شامت سے میرا بیٹا تلف ہوا یہہ کہکر قلعہ کے نزدیک آئے اور کوشکے دروازہ کو گرز سے توڑ کر اندر آئے اور کشمیریونکو اور کافرون کو مارنے لگے بادشاہ نے کشمیر کی امان مانگی امیر نے ضرور انکو امان دی اور مسلمان کیا اور وہان سے کوچ کرکے کاؤس کے حصار کو آئے

واللہ اعلم بالصواب

اٹھتیسوین داستان

جب ہرمز بیٹا نوشیروان کا مداین کو آیا اور حقیقت پوچھی تب سُنا کہ نوشیروان کو شدّاد حبشی لیگیا ہے
تب بزرجمہر کو کہا کہ کس تدبیر سے نوشیروان خلاص ہوویگا مجھے بتاؤ تا وہ تدبیر کرون بزرجمہر نے کہا کہ حمزہ
جاویگا تو نوشیروان کو آسانی سے لاویگا ہرمز نے کہا کہ حمزہ کسواسطے جاویگا بزرجمہر نے کہا کہ تو اپنی ما سے
بول تا اپنی طرف سے حمزہ کو لکھے اور مہربانی کر کے حمزہ جاوے تب ہرمز نے جاکر اپنی ما سے کہا تب زرّینہ
کفش ہرمز کی مانے ضرورت جانکر امیر کو لکھا کہ ای فرزند جان اسبات کو کہ عرصۂ بعید سے نوشیروان قید شدّاد مین
ہے عجب ہے کہ تمھارے ہوتے نوشیروان کو دوسرے لوگ آزار دیوین جب اس روش کا خط نوشیروان کی
بی بی نے حمزہ کو بھیجا تو وہ خط کھولکر حمزہ نے پڑھا اور خط لانے والیکو کہا جا اور زرّینہ کفش سے کہہ کہ مین جاؤنگا
اور بادشاہ کو لاؤنگا اگرچہ بہر میرے حقین اسنے بدی کی تو بھیر مین اس ظالم کو کہ عادل کہلاتا ہے اور عادلیکو
ملتف کرتا ہے جو چاہونگا سو کرونگا اب تو اسکا چھوڑانا فرض ہے یون بولکر عمر بن عمیّہ ضمیری کی طرف دیکھا اور کہا کہ
چلو حبش کی طرف چلین اور نوشیروانکو لاوین عمر بن عمیہ نے عرض کیا کہ اسکے چھوڑانیکو مین نجاؤنگا بلکہ اُدھر کو پاؤن
نرکھونگا امیر نے فرمایا بھلا تو مت آ پھر مقبل حلبی کو اپنے ہمراہ لیا اور یارونکو وداع کیا اور چلے تب عمر بن عمیہ نے
کہا ای امیر کشورگیر جانے تو ہو پر جانے سے بہت پشیمان ہوگے امیر نے فرمایا اچور کیا اپنی کرامات بتاتا ہے تب
عمر نے کہا جاؤ خدا کو سونپا پھر امیر جہانگیر مقبل کو ساتھ لیکر چلے اور بعد از قطع منازل و طے مراحل حبش مین داخل ہوے
اور ایک باغ مین اُترے اور گھوڑے چرنیکو چھوڑے جب رات ہوئی امیر نے کہا بہتر یہہ ہے کہ عیاری سے دربار
مین شدّاد کے جاوین اور نوشیروان کو لے آوین شاید کہ شداد مجھہ سے پھر گیا ہوویگا اور مین جب اپنے کو ظاہر کرونگا
تو کام بہت بے ڈھب ہوگا تب مقبل نے کہا کہ جو خاطر شریف مین آوے سو بہتر ہے وہی کرنا چاہئے غرض جب رات
آدھی گذری امیر نے کہا کہ کپڑے کالے لاؤ تو پہنون غرض کپڑے سیاہ پہنے اور کمند خضر کی لی اور پاپیادہ شہر کے اندر گئے
اور قلعہ کے نیچے آکر کمند کو ٹکے کنگورہ کو لگا کر اوپر چڑھے اور اندر بارگاہ شدّاد مین اُترے تو دیکھا کہ شدّاد تخت پر
سوتا ہے اور شراب و نقل و میوہ تخت کے نیچے طبق مین بھر رکھا ہے اور نوشیروان کو زنجیر مین ڈالکر آگے تخت کے
لٹکایا ہے اور ایک بچھو کالا اسکو کاٹنے کا قصد کرتا ہے امیر نے اس بچھو کو مارا اور شراب پیکر میوہ کھاکر ایک پرچہ
لکھا کہ ای شداد جان اور پہچان کہ مین نوشیروان کو لیجانے آیا تھا اگر تجھے نیند سے جگاتا تو تو پراگندہ خاطر ہوتا
یہہ سمجھکر نہین اٹھایا اور کالا بچھو جو تجھے کاٹنے آیا تھا اُسے مارکر میوہ و شراب کھا پیکر نوشیروانکو لیجاتا ہون تجھے معلوم
ہونیکے واسطے لکھے جاتا ہون پس نوشیروانکو لیکر مقبل کے پاس لائے اور بولے کہ گھوڑے پر زین کرو مقبل نے ہرچند
گھوڑا ڈھونڈا لیکن نہین ملا بعد امیر آپ گھوڑا ڈھونڈنے گئے اور یہان شدّاد بیدار ہوا تو نوشیروانکو نہ دیکھا اور
اور بچھو کو اور لکھے ہوئے مضمون کو دیکھکر اپنے لشکر کو پکارا کہ حمزہ واحد آیا تھا کام اُسکا تمام کرنا کیونکہ میرے

تین مکے مین جادو سے باندھا تھا پھر ہزار سوار سے باہر آیا اور باغ مین پہنچا اور نوشیروان نے پوچھا کہ حمزہ
کہان ہے تب اس بے ایمان نے کہا کہ مین نے خطا کی ہے میری جان بخشی کر تو حمزہ کو بتاؤن پھر شداد سے
نوشیروان نے کہا کہ حمزہ اس راہ سے گیا ہے شداد ڈھونڈتا آگے گیا تب تک مقبل گھوڑیکو لیکر آتے تھے شداد نے
مقبل کو دیکھ کر کمند اندازون سے کہا کہ کمندون سے مقبل کو باندھو پس شداد کے حکم سے ساتون حلقہ کمند کے
مقبل اور اشقر پر پڑے اور باندھ لیا لیکن امیر کشور گیر کو ہر چند تلاش کیا نپایا تب شداد نے کہا کہ جانتا ہون کہ حمزہ
ریگستان مین پھنسا ہوگا کیونکہ بالو زنگبار اور حبش کے مشہور ہے سو حمزہ بالو مین پڑکر پیاسا مر جاویگا تب
شداد معہ نوشیروان حصار کاؤس کو روانہ ہوا اس نیت سے کہ مہر نگار کو ہاتھ مین لاؤنگا اور حمزہ کی اولاد اور یارونکو
جہان سے اٹھاؤنگا لیکن امیر راہ گم کر کے بالو مین پڑے تھے اور جدھر جاتے اودھر اجاڑ ریگستان پاتے
پانی تین شب و روز نہ پایا بدستور پھرے افتاب کی گرمی سے اور فاقہ سے قریب نزع کے پہنچکر جناب مسبب
الاسباب مین دعا کی پس اسی شبکو عمر بن عمیہ نے خواب مین دیکھا کہ حمزہ مٹی مین رلتے ہین اس وحشت آلودہ خواب سے
بیدار ہوکر یارون سے بولا تب سب یارون نے ملکر عمر کو جانیکی اجازۃ دی عمر وہان سے ہوا کی مانند چلا اور راہ
مین لشکر پایا کسی زنگی سے پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہے سننے والے نے کہا کہ شداد حبشی کا لشکر ہے مہر نگار کو لینے جاتا
ہے عمر نے کہا کہ حمزہ نوشیروان کو لانے گیا تھا سو وہ کہان ہے اسنے کہا حمزہ ریگستان مین غلطان ہے عمر وہان سے
بالو پر آیا اور ڈھونڈتا تھا امیر پر پانچہ روز تک فاقہ گذرا تھا پس ہتار وغیرہ دو دے گئے تھے اور مانند ماہی بے آب کے
تڑپتے تھے اور عمر ہر طرف پکارتا تھا حمزہ آواز عمر کی سنتے تھے لیکن جواب دینے کی طاقت نہین تھی تب عمر حمزہ کے
نزدیک آئے اور دیکھا کہ پیاس سے قدرت بات کی نہین ہے تب ایک پیالہ شراب کا اپنی زنبیل سے نکالکر دیا تب
امیر نے آنکھین کھولین پھر ایک پیالہ الٹا دیا کہ امیر کی سب ماندگی دفع ہو کر تندرست ہوگئے اور ہتیار کمر سے باندھی
پھر عمر رہبر ہوئے اور حبش کو چلے اور وہان پہنچکر اشقر اور مقبل حلبی کو قید مین دیکھا اشقر نے امیر کو دیکھتے ہی زور کیا
سو بند کمند کے حلقہ کے توڑ دی اور امیر کے خدمت مین آیا اور امیر کے قدمون پر پڑا پھر امیر سوار ہوئے اور چوکیدار امیر کو دیکھکر بھاگ گئے
بعد مقبل کو چھوڑایا اور شہر مین آئے وہان بیٹا شداد کا تھا حمزہ کو دیکھتے ہی ہزار سوار سے باہر آیا اور پکارا کہ ای عرب
تو میرے باپکے ڈر سے اب تک کہان گیا تھا امیر نے اشقر کو دوڑایا اور میدان مین آئے اور فرمایا کہ ای کافر
ایکبار تیرے باپکو حلقہ بگوش کیا تھا اب پھر وہ بے ایمان ہوگیا اور بے ادبی کی اسکی بار مین اسے جہنم مین روانہ
کرونگا شداد بد نہاد کے فرزند نے تلوار امیر کشور گیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اسکا ہوا پر پکڑا اور ایک گھونسا اسکی گردن مین ایسی ماری
کہ گھوڑے پر سے زمین پر پڑا امیر نے جست ماری اور اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور محکم باندھ کر عمر کے حوالے کیا تب
اسنے کہا یا امیر مجھے کسواسطے باندھا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر صدق دل سے مسلمان ہوگا تو چھوڑونگا اسنے اقرار کیا

امیر نے اُسے چھوڑا اور حلقہ غلامیکا پہنایا تب اُسنے امیر کے قدمونپر گر کر کہا کہ شہر مین چلکر غلام کو سرفراز کیجئے
تاکہ حق خدمت گاری و مہمانداریکا بجالاؤن امیر نے فرمایا کہ میرا دل تیرے باپسے تعلق رکھتا ہے اگر تو مسلمان
رہا تو گویا ہزار خدمتون کے جیسا ہوگا آخر بوعمر نے ہزار تعظیم و تکریم سے امیر کو شہر مین لیجا کر شداد کے
تخت پر بٹھایا اور کھانا کھلایا اور پیالہ کو شراب کے گردش مین کیا اور تین روز اُسسے روش سے امیر کی مہمانداری
کی پھر امیر نے وہانسے کوچ کیا اور کاؤس کے حصار کی راہ لی جب شداد اور نوشیروان حصار کاؤس کو آئے
اور ہرمز کو لکھا کہ زوبین کو لیکر لشکر سمیت آؤ تب وہ آکر نوشیروان سے ملا تب نقارہ لڑائیکا بجوا کر شداد
میدان مین آیا اور گھوڑا کدایا اُس گھوڑیکا نام شبرنگ تھا اور گھوڑا ایسا تھا کہ ایک سو بیس من لوہا اُسکے
نعل اور میخ کو لگتا تھا غرض اُس زمانہ مین ویسا گھوڑا نہ تھا پس شداد میدان مین آکر پکارا کہ اے عرب حمزہ کو
تو مار کر آیا ہون اور اب تم مین سے جسے آرزو مرنیکی ہو تو میدان مین آوے تب لندہور نے ہاتی میدان مین ڈالا
اور مقابل حریف کے کھڑا رہا اور گرز کھینچکر مارا پھر گرز اگرزان دونون ہوا مگر شداد ہنر تروار کا خوب جانتا تھا ایک
تروار لندہور کے ہاتھ پر ایسی ماری کہ لندہور زخمی ہوا اور رات ہوئی جب دونو فوجین پھرین پھر دوسرے
روز شداد میدان مین آیا اور ادھر سے فرہاد گیا سو مقابلہ مین یہہ بھی زخمی ہوا پھر عمر معدیکرب آیا اُسسے بھی زخمی کیا غرض
جو پہلوان اُس حبشی کے مقابلہ کو جاتا سو زخمی ہوتا جب کہ فرخاری نے یہہ حال دیکھا تو گھوڑا میدان مین ڈالا اور ساٹھ
پچاس منکا گرز نکالکر گھوڑیکو دبا کر گرز شداد پر مارا شداد نے ہرچند چاہا کہ فرخاریکو زخمی کرے لیکن زخمی نہین کر سکا
بلکہ فرخار نے شداد کو بہت تنگ کیا اتنا کہ شام ہوئی تب دونو لشکر پھرے دوسرے روز پھر شداد
میدان مین آیا اور فرخاری نے بھی گھوڑا میدان مین ڈالا اور شداد کو اتنا مارا کہ شداد بولا کہ تو جا تجھ سے مین
مین نہین لڑتا دوسرے کو بھیج فرخاری نے بولا جبتک کہ تجھے مین نہ باندہونگا تب تک کسطرح سے جاؤنگا یہہ کہکر
لڑنے لگے تا کہ دوپہر ہوئے تب شداد نے پیٹھہ پھیری اور فرخاری اُسکے لشکر کو مارتا گرز سے چلا گیا پھر دونو لشکر
اُترے اور رات کو آرام کیا دوسرے روز شداد نے گھوڑا میدان مین کدایا اور پکارا کہ سوائے فرخاریکے کوئی اور
میرے مقابل کو آوے استغفا نوش میدان مین الماس کی تروار کھینچکر شداد کے سامنے آیا شداد نے
اُسپر حملہ کیا اُسنے رد کیا اور پھر تلے وقت شداد کے بازو پر ایسی تروار ماری کہ ہاتھ اُسکا ناکارہ ہوا تب شداد
گھوڑا دوڑایا اور اپنے لشکر مین بھاگ کر گیا تب طبل بازگشت بجوا کر دونو فوجین اُترین اور شداد کے علاج مین مشغول
ہوئے پھر کئی دونون تک لڑائی نہین ہوئی القصہ ایک چور نوشیروان کے پاس تھا اُسے گلیم گوش عیار کہتے
تھے روبرو بادشاہ کے آیا اور کہا کہ اے بادشاہ اگر فرماؤ تو آپکو جاکر عرب کے لشکر مین سے ہر ایک پہلوان
یا سردار کا کاٹکر لاؤنگا نوشیروان کے حکم سے گلیم گوش عیار رات کو عرب کے لشکر مین گیا اور سارے لشکر مین

پھرنے لگا اور امیرزادہ قباد شہریار کے دو عیار تھے ایک کا نام شکل عیار اور دوسریکا نام فتح عیار تھا یہہ
دونو بارگاہ کے پاس نیزہ ہلاتے تھے سو کلیم گوش بھی نمین آکر نیزہ پھرانے لگا اور فرصت پاکر ایک میخ امیر
زادہ کے ڈیریکی اکھاڑدی اور اندر گیا پس قباد شہریار کو سوتے دیکھا پھر تو اس مردودنے خنجر نکالکر سر امیرزادہ کا
تن سے جدا کیا اور ڈیرے سے باہر نکلا اور جاتے وقت عمر بن عمیہ کے عیارونکے ہاتھ لگا جب سر قباد شہریار
پسر حمزہ کا انکے پاس سے پائے تب عیارون نے کلیم گوش کو باندھا اور شور کیا تب تو سارے پہلوان
جمع ہوئے اور قباد شہریار کو موا پایا سبکے سب رونے لگے اور مہرنگار نے یہہ خبر سنکر سر پھوڑا اور زمین پر پچھاڑین
کھانے لگی اور کلیم گوش عیار کو پکڑا تو تھائی ٹکڑے ٹکڑے کیا جب اسے مارا تو یہہ کہا کہ جو موا سو پھر نہین آیا مہرنگار اور سب
ماتم کرنے لگی اور نوشیروان بھی سنکر پشیمان ہوا اور ماتم نوشیکا کیا اور کتنے روز لڑائی موقوف رہی اور دونو
لشکر یہہ سنکر بہت غمگین ہوئے اور ماتم مین رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب

انچالیسوین داستان

جب پہلوانان عرب قباد شہریار کے ماتم سے فارغ ہوئے اور آواز نقاریکا دونو لشکر سے آیا اور دونو فوجین
تیار ہوکر میدان مین آئین تب شداد نے گھوڑا دوڑایا اور فرخاری ادھر سے نکلا اور لڑائی کرنے لگے کہ یکایک جنگل مین سے
ایک گرد پیدا ہوئی اور اس گرد میں سے امیر کشور گیر اور عمر بن عمیہ ضمری نکلے پہلوانان عرب نے جب حمزہ کو دیکھا یکبارگی
دوڑکر استقبال کیا اور فرخاری نے بھی میدان سے دوڑکر استقبال امیر کشور گیر کا کیا پس شداد نے اسوقت
فرصت پاکر راہ جنگل کی لی جب امیر نے یارونکو دیکھا اور ملاقات کی اور فرخار سے پوچھا کہ شداد کہان ہے فرخار نے
کہا میدان مین چھوڑکر آیا ہون امیر نے کہا افسوس کہ شداد جیتا بھاگا اسوقت پیچھا اسکا کیا اور اشقر کو دوڑایا اور نزدیک
پہنچے اور پکارے کہ ای کافر اب میرے ہاتھ سے کہان جی لیجاویگا جب شداد نے دیکھا کہ امیر پہنچے تو امیر کے ڈر سے
سیدھے بائین طرف دیکھنے لگا غرض سیدھے طرف ایک دیول دیکھا تو اس دیول مین جا چھپا امیر اور لندھور بھی پہنچے
اور امیر نے لندھور کو فرمایا کہ کمند اسکے گلیمین ڈالو اور کھینچو امیر کے حکم سے لندھور نے دروازہ مین سے تجا نیکے اسکے
گلیمین کمند ڈالکر کھینچا اور زور کیا تو دیکھا کہ شداد واصل جہنم ہوگیا پس امیر نے اسکا گھوڑا جو شبرنگ تھا سو لندھور
کو دیا لندھور اسپر سوار ہوا پھر عمر بن عمیہ بھی پہنچے اور شداد کا سر کاٹ لیا اور بھالے پر چڑہایا اور فتح و نصرت سے
ایدھر پھر آئے اسوقت امیر آہستہ آہستہ یارون سے باتین کرتے ہوئے آتے تھے جسوقت امیر نے شداد کا
پیچھا کیا تھا تو سب پہلوان بھی ایک ایک کرکے امیر کے پیچھے گئے تھے تب زوبین ہیدین نے دیکھا کہ سپاہ عرب کے
پہلوان سب امیر کے پاس گئے ہین اور اب یہان سوائے مہرنگار کے وفوج کنیز و غلام و خوجے کے گرد مہرنگار کے

کھڑے ہین اور کوئی سردار نہین ہے تب زوبین بیدین نے بختک سے کہا مہر نگار کو ہاتھ مین لانیکا وقت یہہ ہے
کسواسطے کہ حمزہ اور اُسکے پہلوان سب شداد کے پیچھے گئے ہین اور ان سبکے پھر آنے تک مین اپنا کام کرتا ہون
بختک نے کہا شتابی کر تب زوبین بیدین نے اپنے لشکر سے قصد اُدھر کا کیا مہر نگار نے دیکھا کہ زوبین
نزدیک آپہنچا تب کمان پر ہاتھ لیجاکر تیر چلایا کہ زوبین کے چھاتی مین وہ تیر لگا اُس تیر کے غصہ سے زوبین نے
کہا کہ یہہ عورت ہرگز میری نہووے گی پس بہتر یہہ ہے کہ اُسکو جانسے اُٹھاؤن یہہ بات مقرر کرکے قصد مارنیکا کیا اور
ایک ضرب تروار کی مہر نگار پر چلائی ایسی کہ مہر نگار زخمی ہوئین اسوقت امیر بھی آپہنچے اور زوبین بیدین کو اسحال سے
دیکھا شتابی پہنچکر زوبین کے پاس آئے زوبین بیدین نے ایکوار امیر پر بھی کیا امیر نے اسکی تروار کی ضرب اسوقت سپر کے
ڈھالکے سے روکی اور دونو پاؤن اپنے رکاب مین استوار کرکے قاش زین خالی دیکر بقوت تمام ایک تروار ایسی ماری
کہ زوبین دو ٹکڑے ہوا جب لشکر نے زوبین کے اسی اس حالسے مشاہدہ کیا سب بھاگنے لگے اور امیر بھی پھر کر لشکر مین
آئے اور متوجہ محل خاص ہوئے جب اندرون محل برآمد ہوئے تو دیکھا کہ مہر نگار حالت نزع مین ہے تب امیر نے
عمر بن عمیہ کو فرمایا کہ ایدوست جا اور بزرجمہر کو بلا لا پس بزرجمہر کے آنے تک مہر نگار نے جان بحق تسلیم کی امیر نے
مہر نگار کو اسحال سے دیکھکر نعرہ مارا اور بیہوش ہوئی اسقدر کہ دیوانگی کا حال ہوا چنانچہ کبھی روتے اور کبھی
ہنستے بزرجمہر نے یہہ حال دیوانگی کا دیکھا تو کہا اے عمر اکیس روز یہہ دیوانگی رہیگی پھر ہشیار ہونگے تم کچھہ
غم مت کرو اور خبرداری کرو پھر تینو تابوت ایک تو مہر نگار کا دوسرا قباد شہریار کا تیسرا عمر بن حمزہ کا تیار کیا
اور مکہ معظمہ کیطرف لے چلے امیر اسیطرح روتے اور زاری کرتے تھے اور سارا لشکر بھی روتا تھا اور قرار نہ کرکر چار
کوس پر مکہ معظمہ سے اتر کر تابوتونکو قبرونمین مدفون کیا اور امیر وہین رہے القصہ اکیسوین روز امیر نے خواب مین دیکھا
کہ دروازہ آسمان کا ایک کھلا ہے اور ایک تخت آسمان پر سے اترا ہے اُس تخت پر ایک بڈھا بیٹھا ہے اور ایک
پیالہ شراب کا ہاتھ مین لایا ہے سو امیر کو پلایا امیر نے پوچھا کہ اے بڈھے تو کون ہے وہ بڈھا بولا کہ مین ابراہیم ہون
تمہین پوچھنے کو آیا ہون اور یہہ کہتا ہون ایفرزند تم جو عورت کے واسطے دیوانے ہوئے ہو اور بیہوشی اختیار
کی ہے سو یہہ کرنا تیرے حقمین اچھا نہین ہے اگر تیری زندگی ہے تو ایسے عورتین خداتعالی بہت دیویگا ایفرزند تیرا سر
سلامت ہے تو پگڑیان بہت ہونگی اب تجھے نصیحت کرتا ہون کہ بدستور قدیم اپنے کامون مین مشغول رہ اور
خاطر جمع رکھہ زیادہ بیقراری مکر تب امیر ہشیار ہوئے اور دیوانگی چھوڑی اور عمر بن عمیہ کو پوچھا مین کہان ہون اور
مجھے کیا ہوا تھا تب عمر نے ساری حقیقت بیان کی اور کہا تم مہر نگار کے واسطے دیوانے ہوئے تھے بعد ازان امیر نے
جو خواب دیکھا تھا سو یارون سے بیان کیا پہلوانون نے تب کہا یا امیر تم البتہ فرزند ابراہیم کے ہو اور تمکو فراش دین
محمدی کہتے ہین تمکو یہہ نہ چاہئے کہ اتنا شاکر و اور پشیمانی کھینچو تب امیر نے کہا کہ ایدوستو میرے اور مہر نگار کے

اقرار تھا کہ بعد میرے میری قبر کی مجاوری کرنا اب تم سب اپنے اپنے وطنکو جاؤ اور وہان رہو یارون نے کہا کہ یا امیر یہہ کیا دیوانگی ہی جو تم ایسا سخن بولتے ہو اور پیغمبرون نے زاری و ماتم کرنا منع کیا ہی امیر نے کہا جو ہونا تھا سو ہوا پر اپنی سر پلا وا کرنا چاہئے ہر چند کہ عمر بن عمیہ نے منع کیا لیکن کچھ فایدہ نہوا تب ہر ایک پہلوانکو وداع کیا اور اسدن عمر کو تخت سمیت مصر کو روانہ کیا القصہ سارے پہلوان لاچار روتے ہوئے امیر سے علیحدہ ہوئے عمر اور مقبل جلبی امیر کے پاس رہے تب حمزہ نے کہا ای عمر تو بھی جا اور ساذی وریا کی اختیار کر کیونکہ جو کچھ چوری اور عیاری اور رہزنی ہوئے سو ہاتھہ مین لا عمر بن عمیہ نے کہا یا امیر مجھے اپنے سے جدا مت کر و امیر نے کہا مقبل میرے پاس بس ہی آخر عمر بھی بہت سختی سے امیر سے جدا ہوئے پھر امیر نے سر منڈایا اور گودڑی پہنی اور دونو وقت مہر نگار کے قبر پر جاروب کشی کرنے لگے اور شبکو پائینی قبر کے سونے لگے اور مقبل امیر کی خدمت مین رہتے تھے واللہ اعلم ما الطوب

چالیسون داستان

راویان اخبار یون روایت کرتے ہین کہ جب امیر دنیا کے علاقے سے دست بردار ہوئے اور مجاوری مرقد مہر نگار کی اختیار کی تب یہہ خبر تمام عالم مین منتشر ہوئی تب دشمنون نے چارون طرف سے سر اٹھائے اور امیر کے مارنیکی فکر کرنے لگے القصہ فرید زعکہ جو سعد بن عمر کے ہاتھہ سے مارا گیا تھا اسکا ایک بیٹا کہ نام اسکا قارون تھا سو بعد اپنے باپ کے بہت دلاور ہوا تھا جب قارون بیٹا فرید زعکہ کا تھا سو اسنے حمزہ کے نکلنے اور دنیا چھوڑنے کی خبر سنی کہ حمزہ اکیلا مجاوری کرتا ہی تب لشکر جمع کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ قصد اسکا کرون اور اسکو دنیا سے آخرت مین بھیجون لشکریون نے کہا تیرا اختیار ہی تب قارون بن زعکہ نے دیرا باہر کیا اور ایک یا دو منزل کوچ کیا تھا کہ یکایک جنگل مین سے گرد پیدا ہوئی اور اوس گرد مین سے ایک پیادہ نظر آیا قارون نے آدمیون کو دوڑایا کہ اس پیادہ کو لاؤ جب وہ آیا قارون نے پوچھا کہ ای مرد تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اور کدھر سے آیا ہی اسنے کہا مین کلیات عیار ہون میرے باپکو لشکر نے حمزہ کے مارا ہی اسکا نام کلیم کوش تھا اب مین نے سنا ہی کہ وہ عرب اکیلا مجاوری قبر کی مہر نگار کی کرتا ہی سو مین چاہتا ہون کہ وہان جا کر اسے حرکت دون تب قارون نے کہا کہ مین بھی حمزہ کے مارنیکو جاتا ہون تو بھی میرے ساتھہ آ اسنے قبول کیا اور قارون کے ساتھہ چلا اور منزل بمنزل راہ طے کرنے لگے بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے مکہ کے نزدیک پہنچے اور اترے تب کلیات عیار نے کہا ای قارون تو یہین رہ مین جا کر اسے حرکت دیتا ہون پھر تجھے خبر دیتا ہون قارون نے کہا جا تب اس بدبخت نے لباس فقیر نکالیا اور مہر نگار کے روضہ مین گیا امیر وہان بیٹھے تھے اسنے سر زمین پر رکھا اور خدمت بجا لایا امیر نے کلیات سے پوچھا کہ ای فقیر تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا مطلب رکھتا ہی بول تو بجا لاونگا عیار مذکور نے کہا مین بیت المقدس سے آیا ہون

اور مطلب یہہ رکھتا ہون کہ باقی عمر امیر کی خادمی مین رہون امیر نے فرمایا کہ خادمی کے واسطے مجھے مقبل بس ہے
تو میرے پاس کیا کریگا امیر نے ہر چند کہ عذر کیا مگر اسنے نمانا تب امیر نے لاچاری سے رہنے دیا اسیوقت
مقبل کھانا لائے امیر و مقبل اور وہ فقیر بیٹھے کھانا کھایا امیر نے پانی مانگا وہ فقیر اٹھا اور پانی کا کوزہ کہ اسمین
دارو بیہوشی کی ملائی تھی وہ لایا اور امیر کے ہاتھہ مین دیا امیر نے وہ پانی سارا پیا پھر دوسرا کوزہ پانیکا بھی
لایا وہ مقبل نے پیا اور کلیات کھانا کھا کر اٹھا اور وہانسے باہر نکلکر قارون کے پاس گیا اور کہا شتابی کر کہ حمزہ کو وہ
دارو بیہوشی کے دیکر آیا ہون قارون معہ اپنے لشکر سوار ہوکر روضہ کو مہرنگار کے آیا اور گھیر لیا اور ہتیار بند
اندر گیا اور قصد امیر کو مارنیکا کیا تب مقبل تروار کھینچکر مقابل اسکے ہوا وہین سر پھرنے لگا آخر گر پڑا قارون نے
کہا کہ مقبل کو باندھو امیر جو دم پکڑ کر بیٹھے تھے سو قارون نزدیک آیا امیر نے چاہا کہ اوٹھین اور قارون کو ایک مکی
مارین لیکن اسیوقت بیہوش ہوکر زمین پر گرے تب قارون کے حکم سے امیر کو سر سے پاؤن تک رسی
مین جکڑ بند کیا چنانچہ ہاتھون مین ہتکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو بھی کیئے تب ہوشیار
کیا امیر نے جب اپنے تئین بند مین دیکھا خدا کو یاد کیا تب قارون زبان سے بدبولنے لگا اور کہا کہ ای عرب
کشکینہ خوار پشمینہ پوش تو کہ جنگل مین پرورش ہوا اور دودہ سے اونٹون کے پالا گیا سو اتنا تیرا مرتبہ ہوا بلکہ
اور تیرا کام یہانتک پہنچا کہ میرے باپ کو اور میرے بادشاہونکو تخت سے تختہ تابوت پر پہنچایا ہے اور بازو
زور سے داماد نوشیروان کا ہوا ہے اب تو میرے ہاتھہ مین آیا ہے تو جی کہان لیجاویگا امیر نے فرمایا کہ جی دینے والا
اور لینے والا خدا ہے ہم سب بندے اسکے حکم مین ہین اور مین نے تیرے باپکو اور یارونکو مکر سے نہین مارا ہون
اور تجھے جو قصد میرے مارنیکا ہے تو مار قارون نے کہا ای حمزہ جسکو چاہا اسے مارا خوب کیا اب مین تیرے یارونکو
مارونگا خدا نے جانا سو کیا اور کریگا پھر قارون ملعون امیر کو لکڑیان مارنے لگا امیر نے فرمایا ای قارون ایسا مار
کہ تو سہہ سکے قارون نے کہا مین تو اب تجھے مارتا ہون پھر مجھے کون ماریگا بعد چمڑا آگا پیچھا نکالکر اور اسپر نمک
چھڑکا امیر کو اسمین باندھکر لٹکایا پھر دوسرے روز بدستور مارا اور دوسرے چھپر مین باندھ کر لٹکایا اور پھر ستار کو
ملا کر ایکسو بیس گز کا ستون بنا کر امیر کو اسپر لٹکایا اور روایت یون بھی ہے کہ ایک سو بیس گز کے کوئے مین
قید کیا تھا اور پھر قارون ملعون نے نوشیروان کو لکھا کہ مین حمزہ کو اسطرح سے عذاب دیتا ہون اگر بادشاہ
اگر اپنے حضور مین منگا کر مارین تو بہتر ہے تب نوشیروان بے ایمان معہ اپنے لشکر کے آیا اور قارونکو آکر خلعت و انعام سے
سرفراز کر کے حمزہ کو روبرو مارنیکو فرمایا اب دو کلمہ داستان ادھر کا سنو کہ لوگ مکہ کے ہر طرف فکو جاتے
تھے لیکن عمر بن عمیہ ضمیری عذنکو پہنچے تھے یہہ خبر خواجہ عبد المطلب نے امیر کے یارونکو عمر کے باپکے ہاتھہ سے روانہ کی
تھی وہ عمیہ ضمیری نعلین مین کاغذ چھپا کر جاتا تھا کلیات عیار نے دیکھکر بھیجا تاکہ یہہ کوئی عیار ہے سو عیاری کر کے

ایک روز عمر قلعہ کے اندر گئے اور وہان جاکے پارچہ فروش سے دوستی پیدا کی اور دوکان
حصہ سے کرنا شروع کیا مگر قارون کو فرزانہ نامی ایک بہن تھی اُسنے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم نے
اگر اسکو مسلمان کیا اور فرمایا کہ تو حمزہ کو قید سے چھوڑا اگر تو اُسکے نکاح مین جا خدا تعالی
تجھے فرزند دیگا جب وہ نیکبخت نیند سے اُٹھی تب بھائیکے دربار مین آئی اور دربانون اور چوکیدارون کو
بہت مال دیا اور قصہ خوابکا سنایا اور انہین بڑی حد متونکا امیدوار کیا جب وہ چوکیدارون کو
بہت مال دیا اور قصہ خواب کا سنایا اور انہیں بڑی خدمتونکا امیدوار کیا تب وہ چوکیدار اور دربان
راضی ہوئے اور امیر کو چہکے سے اتارا اور بند دور کرکے اپنے گھر کو لائے اور بیمارداری خوب طرح سے
کرنے لگے جب صبح ہوئی حقیقت حمزہ کی قارونکو معلوم ہوئی بہت تلاش کیا لیکن نہین پایا اپنے وزیر کو
کہا کہ حمزہ لشکر مین تو نہین گیا ہے اگر وہان جاتا تو لشکر مین شادیانے بجاتے پر تو نجوم مین دیکھ کہ
امیر کہان ہے وزیر نے رمل مین دیکھکر کہا کہ فرزانہ کے گھر مین حمزہ عیش کرتا ہے تب قارون نے اپنے
بہن کو پیغام بھیجا کہ حمزہ تیرے گھر مین ہے کرکے نجوم مین وزیر نے دیکھکر کہا ہے اگر ہے تو جلد روانہ کر
فرزانہ نے کہلا بھیجا کہ کل وزیر نے مجھہ سے وصل کی درخواست کی تھی مین نے قبول نہین کیا اسواسطے
دشمنی سے کہتا ہے مین عورت کی ذات مین کہان اور حمزہ کہان جب کہ قارون نے یہہ بات سنی
تب تروار سے وزیر کو مار ڈالا فرزانہ سے امیر نے پوچھا کہ تو نے کچھ سنا ہے کہ میرا لشکر کہان ہے
اور عمر بن عمیہ کہان ہے تب فرزانہ نے کہا کہ مدت ہوئی ہے کہ عمر اور سب پہلوانون نے آکر قلعہ کو گھیرا
دئیے ہین لیکن عمر وہان سے غائب ہے تب امیر نے فرمایا کہ عمر بے شک قلعہ مین ہے تب امیر نے
نشانی عمر کی بتاکر باندیونکو بازار مین روانہ کیا کہ اگر اس نشان کا آدمی دیکھو تو بلا لاؤ لونڈیون نے
دوکان مین آکر دیکھا تو عمر دوکان پر بیٹھا ہے تب باندیان بولین کہ اے سوداگر ہماری بی بی کچھہ مال
خریدنیکو تجھے بلاتی ہے عمر ان باندیون کے ساتھ آئے اور امیر اندر چھپ رہے اور عمر کو اندر بلا کر دیکھا
پھر امیر بھی آئے تب عمر امیر کے پاؤن پر گر پڑے اور بولے کہ اس کونے مین کیا بیٹھے ہو باہر
چلو امیر نے فرمایا کہان جاؤن تو کہان لیجاویگا تب امیر سے عمر نے کہا کہ آؤ میرے دوکان مین لیجاؤنگا
امیر نے فرمایا کہ تیرے دوکان کپتر یکی ہے وہان ہتیار نہونگے لوہار کے دوکان مین لے چل جب رات
ہوگی تو خدا جہان لیجاویگا وہان جاونگا غرض جب شب ہوئی تو امیر اور عمر دونو باہر نکلے اور لوہار کی
دوکان مین آئے تب امیر ہاتھہ مین ہتوڑا لیکر لوہا ٹھوکنے لگے اسوقت قارون ملعون نے نجک
مردکسے کہا کہ تو رمل مین دیکھہ کہ حمزہ کہان ہے اس موذی بیدین نے دیکھکر کہا کہ بازار مین لوہار کے

دو کانین لوہا ٹھونکتا ہی اور بیٹھا ہی بعد قارون اور بختک سوار ہوکر لوہار کے دوکان مین پہنچے وان قارون
امیر کو دیکھکر کہا ایعرب اب میرے ہاتھ سے کہان جاویگا یہہ سنکر امیر نے نعرہ مارکر فرمایا کہ ارے
کافر مین ہین تیرا منتظر تھا پس وہین ہتوڑا لیکر مستعد ہوئے مگر امیر کے نعرہ سے قلعہ بنیاد سے
ہلگیا اور لشکر امیر کشور گیر جہان ستان کا دروازہ توڑکر قلعہ مین درآیا اور نوشیروان دوسرے دروازے سے
بھاگ گیا قارون نے تروار نکالکر امیر پر حملہ کیا امیر نے تروار اوس نابہنجار کی رد کرکے ہتوڑے سے ایسا
مارا کہ وہ ملعون زمین پر گرکر تڑپا کیا پس امیر نے اوسکے سینہ پر بیٹھکر اسکو محکم باندہا اور بختک بھاگ گیا
امیر کے یار سب آکر پانو پر گر پڑے پھر امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور نقارے شادی و فتح کے
بجواکر اترے پھر قارون کی بارگاہ مین رونق بخش ہوکر فرمایا کہ قارونکو لاؤ امیر کے حکم سے قارونکو
عمر نے لاکر حاضر کیا تب امیر نے اپنے ہاتھ مین لکڑی لیکر قارون کو مارنا شروع کیا ہر ایک
لکڑی مارنے مین اس موذی کی ہڈیان توڑتے تھے اور وہ ملعون زمین کو دانتوں سے پکڑتا تھا اور مانند
مچھلی کے تڑپتا تھا تب امیر نے فرمایا کہ مین نے تجھے نہین کہا تھا کہ ایسا مارجو تجھے بدلا نہ ملے اب کیون
تڑپتا ہی اور فرمایا کہ اگر مسلمان ہو تو ابھی چھوڑ دونگا اس کافر ازلی نے کہا کہ تو نے میرے کو دربار
مین بیعزت کیا ہی مین مسلمان نہ ہونگا اور اب ایکبار ہی مار ڈالنے کا حکم کرتا مرجاؤن تب امیر نے
عمر معدیکرب کو فرمایا امیر کے حکم سے معدیکرب نے ایک گرز سے اس موذیکو خاک مین ملادیا اور سر اسکا
کاٹکر شہر کے دروازے پر لٹکایا اور شادیانے بجواکر امیر عیش مین رہنے لگے اور نوشیروان کو راہ
مین ایک لشکر ممود ہوا سو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ لشکر پچیس ہزار تن کا ہی یعنی رویین تن
ہین ایک کا نام سر برہنہ تبتی ہی دوسریکا نام دیوانہ تبتی ہی نوشیروان کے مدد کو اور حمزہ کو
رد کرنے کو آئے ہین تب نوشیروان نے خوش ہوکر دونوکو نوازا اسوقت بختک سگ بیدین
مردک ناپاک نے کہا ای بادشاہ اب حمزہ انکے ہاتھ سے مارا جاویگا پھر تو نوشیروان
انکے ساتھ جشن مین مشغول رہا واللہ اعلم بالصواب

اکتالیسوین داستان

راویان اخبار اس روایت کو اسطرح سے بیان کرتے ہین کہ جب جسم مبارک امیر کا زخمون سے چو نکے
اچھا ہوا اور قارون کی بہن سے شادی کی اور نیک وقت سعید ساعت مین عمر نے نکاح امیر کا پڑہا اور امیر چالیس
روز حرم سے باہر نہ آئے پھر چالیس روز کے بعد باہر آکر عمر سے پوچھا کہ کچھ خبر ہی کہ نوشیروان کہان ہی عمر نے

عرض کی کہ فدوی نے سنا ہے کہ دو پہلوان روئین تن مدد کو نوشیروان کے آئے ہین سو انکی قوت وجاہت
یہانسے دس کوس پر نوشیروان اترا ہے اور منتظر امیر کے آنیکا ہے تب امیر نے عمر معدیکرب کو فرمایا کہ پیش خیمہ کا
اور کونچ کرو اور تخت پر سعد بن عمر بن حمزہ کو بٹھایا اور یہانسے کوچ در کوچ کرتے ہوئے آپ نوشیروان کے پاس
پہنچے جب نوشیروان نے سنا کہ حمزہ آیا تب نقارہ لڑائیکا بجوایا اور میدان آراستہ کیا اور دونو لشکر عرصہ جنگ
گاہ مین آ پہنچے اور سر برہنہ تبسی میدان مین آیا اور امیر کے حکم سے اسطرف سے لندھور مقابلہ مین اسکے گیا اسنے کہا اے
دراز قد تو کون ہے اسنے کہا مین لندھور بن سعدان ہون سر برہنہ نے کہا لا جو کچھ نشان پہلوانیکا رکھتا ہے تب
لندھور نے کہا مین پیش دستی نہین کرتا ہون تو مار تب اسنے گرز لندھور کے ڈھال پر ایسا مارا کہ آواز جانگداز اسکا دونو
لشکرون نے سنا اور لندھور کے ہر بن مو سے نکل آئے پسینہ کے بہی تب لندھور نے بھی غصہ سے ساڑھے سات سو
منکا گرز اٹھا کر سر برہنہ تبسی پر آیا سر برہنہ تبسی نے سپر کیا لندھور نے کہا اے نادان میرے گرز سے برج
سراندیب کا بیخ و بنیاد سے گر پڑا ہے تیرا سر مانند ذرہ ہمقدار کے اڑ جاویگا تب سر برہنہ تبسی نے کہا کہ تو بیفکر مار
مجھے اس گرز سے کچھ غم نہین ہے تب لندھور نے بقوت تمام زور کر کے ایسا گرز مارا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ
ہو جاتا لیکن اسکو ضرر نہوا مگر ایک آواز ایسی ہوئی کہ جیسا طشت پیتل کا پتھر پر گرتا ہے غرض
لڑتے لڑتے مغرب ہوگئی تب دونو لشکرون مین پہلوان دونو اپنے جگہہ پر اترے حمزہ نے
لندھور سے پوچھا کہ سر برہنہ تبسی کو کیسا پایا لندھور نے کہا کہ یہہ تو آدمی نہین ہے بلکہ دیو
نظر آتا ہے امیر نے فرمایا یہہ روئین تن پہلوان ہے اور اکثر ایسے ہوتے ہین جب شب گذری اور
سفیدہ صبح کا چمکا تب دونو لشکر میدان مین آئے اور سر برہنہ نے حریف کو پکارا تب امیر کے حکم سے
عمر معدی میدان مین آیا اور پکارا کہ لا جو کہ رکہتا ہے تب اسنے ایک گرز عمر معدیکو ایسا مارا کہ ہزار محنت
سے معدی نے سر برہنہ کا گرز اٹھایا پھر سر برہنہ نے اپنے سر کو اپنے آنکھین بچانیکے واسطے ڈھانک
کیا تھا ایسے مین جنگل سے ایک گرد نمود ہوئی اور پکارے دونو لشکر کے دوڑے ایک دم بھر کے
بعد گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق آتے ہی دعائے جاندرانہ دیگر کہا رباعی بادشاہا بارگاہت از فلک
پر نور باد ؞ داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد ؞ ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر ؞ تیغ تو
بر فرق دشمن ناصر و منصور باد ؞ عمر دراز ہے شہریار عالم پناہ کی یہہ لشکر شہر بربر کا ہے اور سردار
اسکا الحوشصت گرنی ہے بادشاہ ہفت کشور کے مدد کو آیا ہے تب نوشیروان نے اپنے یہانکے
بادشاہونکو واسطے استقبال کے روانہ کیا انھون نے جا کر بڑی تعظیم و تکریم سے اسے لائے
نوشیروان نے بعد ملاقات کے خلعت و انعام سے خوش کیا اسکے ہمراہ چالیس ہزار سوار تھے

لیکن الجوا ایکسو بیس گرز اوپر حسبت مار کر حریف کو مارتا تھا القصہ اس روز تو عمر معدیکرب اور سر برہنہ تا بشام
لڑکر واپس ہوئے اور اپنے اپنے لشکر مین اترے جب رات گذری اور صبح ہوئی تب دونو
لشکر میدان مین آئے اور سر برہنہ جیسی میدان مین آکر کہا اے حمزہ تو کیون نہین آتا ہے تب امیر نے
اپنے ہتیار سب بدن پر آراستہ کئے اور اشقر پر سوار ہو کر وہ قاتل کفار میدان مین آیا سر برہنہ نے کہا
حمزہ تو ہی ہے جو اس قد و قامت پر سارے عالم کو زیر و زبر کیا ہے امیر نے فرمایا بفضل خدائے
عزوجل انا حمزہ بن عبد المطلب اللہ تعالی نے جو زور اور قوت عنایت کیا مین نے ادا کیا اب لا جو
کچھ نشان بہادری رکھتا ہے پس سر برہنہ نے گرز اپنا اٹھا کر امیر کے سر پر ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ
رگ جو بچہ تھین سو ہوشیار ہو گئین پس امیر نے فرمایا اور بھی دو حملہ تجھے دئے تب سر برہنہ نے بزور
اور بھی دو گرز مارے پھر امیر نے گھوڑے کو ڈپٹ کر اسکے گھوڑے سے ملا کر بقوت تمام ایک گرز اسکے سر پر
مارا اسکے سر آگے گیا اور کچھ ضرر اسے نہین ہوا بعد از ان تلوار و نسے لڑے جب تلوارین مانند
آرے کے ہوئین تو تیر و نسے بازی کی جب تیر بھی مانند خلال دندان ہوئے تب ہاتھ دونو نے کمربند
مین ایک کے ایک نے ڈالا امیر نے عمر سے فرمایا کہ مین نعرہ کرتا ہون عمر نے اشارہ کیا امیر کا لشکر
سارا ہوشیار ہو گیا اور روئی موم و نسے نکالکر گھوڑو نکے کان بند کئے اور امیر نے نعرہ مار کر اسے
اٹھا کر پھرا کر زمین پر پٹک کر باندھا اور عمر کے حوالے کیا پھر دیوانہ جیسی تلوار نکالکر امیر پر آیا اور حملہ کیا امیر نے
اسکا ہاتھ ہوا پر پکڑ کر اسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ وہ کاو زمین پر گر پڑا امیر نے اسے بھی باندھ کر
عمر کے حوالے کیا اور نقارہ آسایش کا بجا کر اپنے لشکر مین آکر ونگل باد عنبر پر بیٹھے اور
اہالی موالی ارکان دولت امرایان عظام از پیر تا جوان از خورد تا کلان از ہمہ تا مہ ادنی و اعلا
حاضر ہوئے دربار معمور ہوا اور ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز حاضر ہونے اور
پیالہ ہائے مرصع کار و صراحیان جواہر نگار لائے اور دور مجلس مین چلا جسوقت کہ شراب پیکر
سر خوش ہوئے تب امیر نے فرمایا کہ ان دونو پہلوانون کو جو قید ہین لاؤ عمر نے لا کر حاضر کیا امیر کشور
گیر نے فرمایا کہ مین نے تمہین کسطرح باندھا انھون نے کہا جیسا کہ مرد مردونکو باندھتے ہین ویسا تمنے
ہمکو باندھا بعد امیر نے فرمایا کہ کہو خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم کا برحق ہے جب انھون نے
اقرار وحدانیت کا کیا اور مسلمان ہوئے تب امیر نے اپنے ہاتھو نسے بند انکے کھولے اور خلعت
پہنائی اور وہ دونو پہلوان خوش ہوئے اور اپنے لشکر کو بھی بلا کر مسلمان کیا تب امیر نے انکو
جواہر نگار کرسیو نپر بٹھایا اور خوشی بخوشی انکو مرتبے دیکر رکھا واللہ اعلم بالصواب

بیالیسوین داستان

جب امیر نے سر برہنہ ہبسی و دیوانہ ہبسی کو باندہا دوسرے روز گافروں کے لشکر مین سے
آواز طبل جنگ کی آئی جب یہہ خبر امیر کو ہوئی تب حکم کیا کہ ہمارے نقارخانہ مین کہو کہ بہ تکیہ فضل
ایزدی یہان بہی دمامہ جنگ کے بجاوین جب دونو لشکر سوار ہوکر میدان مین آئیے تب نقیب پکارتے
کہ کون مرد ہے جو میدان مین آکر اپنے باپ دادیکا نام روشن کریگا اور حق نمک اپنے سردار کا ادا کریگا
سو الجو شصت گزی میدان مین آکر کودنے لگا اور کودتا ہوا پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور پکارا کہ ای
خداپرستان ہر کسیکہ درمیان شما آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردانکہ ارادہ دست
دیا آوردے دارم جب سرکب ترک امیر کے حکم سے میدان مین آیا الجو نے اُسے اُڑ کردولاتین اور
ایک چھڑی ماری سرکب اسوقت مانند مار سیہ کے پیچ و تاب کھانے لگا اور گرز اٹھا کر اسپر مارا الجو نے
پھر بدستور جست ماری اور بطور سابق عمل کیا غرض اسیطرح لڑائی مین تھے کہ جنگل مین ایک گرد نمودار
ہوئی اور اس گرد مین سے ایک لشکر پیدا ہوا قاصد دونو طرف کے دوڑے اور کسی سے پوچھا
کہ یہہ لشکر کسکا ہے سننے والے نے کہا کہ یہہ لشکر عادیونکا ہے ہزار عادی البرز کے پہاڑ کے دامن مین
رہتے ہین اسمین سے چار عادی آئیے ہین ایک کا نام سموم عادی دوسریکا نام سیناد عادی
تیسریکا نام قباد عادی چوتھے کا نام عاد میعاد زرین کمر ہے اور نوشیروان کے مدد کو آئے ہین
نوشیروان نے انکو بلایا اور ہزار تعظیم و تکریم سے سونے کی کرسیون پر بٹھایا اور خلعت دئیے
اور دیسے مین ایک گورخر عرب کے لشکر مین آیا اور دانتون اور لاتون سے عربونکو شہید کرنے لگا
امیر نے اشقر کو اسکے پیچھے دوڑایا لیکن گھوڑا اسکے نزدیک نہ پہنچا امیر نے غصہ سے رات تک گھوڑا
اسکے پیچھے دوڑایا یہانتک کہ لشکر سے غائب ہوئے جب رات ہوئی تب امیر اترے اور
شکار مارکر کباب بناکر کھائے پھر جب صبح ہوئی تب امیر نے چاہا کہ اپنے لشکر کو جاوین پھر
وہی گورخر پیدا ہوا تب امیر نے کہا کہ افسوس ہے کہ یہہ میرے ہاتھ سے سلامت جاوے اور
میری محنت برباد ہووے غرض دوپہر تک پیچھا اُسکا کیا اور وہ گورخر باغ مین جاکر غائب ہو گیا
پھر ایک گلہ بکریونکا چرتا تھا اور حوض پانیکا تھا امیر نے گھوڑے پر سے اتر کر دلمین تصور کیا کہ ایک بکرا
ذبح کرون اگر کوئی مالک آویگا تو مول دونگا یہہ ٹھیرا کر ایک بکرا ذبح کیا اور آگ سلگا کر کباب بھونے

ویسے مین قندز سر شبان کی نظر باغ پر پڑی دوڑا اور کہا کہ ایسا کون ہی کہ جو میرے باغ مین آیا
دلاور ویسے دھوان کرتا ہی پرندیکا مقدور نہین ہی جو میرے باغ پر اڑے مگر کوئی اجل رسیدہ دم مین آ
کرتا ہی اتنی جرات کی ہی یہہ کہکر سات سو منکا گرز اٹھایا اور لیکر باغ مین آیا امیر کباب کھاتے تھے
اسنے امیر کے پیچھے سے آہستہ آکر ایک گرز مارا کہ گوشت امیر کے حلق مین سے باہر نکل پڑا امیرنے
غصہ سے اٹھکر دونون پاؤن اسکے پکڑکر حوض مین ڈال دیا جب وہ حوض مین سے باہر آیا تو اسنے کہا
ای پہلوان عالیشان سچ کہہ تو کون ہی کہ جبسے میری ما مجھے جنی ہی تب سے کسی دلاور نے
میری پیٹھ زمین سے نہین ملائی تھی اور تونے مجھے مانند گیند کے اٹھاکر پھینکا اور بے آبرو کیا امیرنے فرمایا
کہ مین سعد شامی برادر حمزہ کا ہون تب اسنے کہا کہ سوائے تمہارے گھر آپکے دوسریکا کیا مقدور ہی
جو مجھے گراوے اور مین تحقیق جانتا ہون کہ حمزہ تو ہی ہی امیرنے فرمایا برادر حمزہ دلاور کا ہون قندز نے
کہا کہ اب باقی تمام عمر تمہارا ہی غلام رہونگا اب اٹھو اور میرے گھر کو چلو امیر اسکے کہنے سے اٹھکر چلے
تب اسنے لیجاکر گھر مین آرام سے بٹھایا اور مہمانداری و خدمت گذاری بڑی غمخواری سے ادا کی امیرنے قندز
کو بھی مسلمان کیا اور پوچھا کہ یہہ سرزمین کونسی ہی قندز نے کہا یہہ سرحد خرسنہ کی ہی بادشاہ
اس ضلع کا فتح نوش ہی اور اسکو ایک بیٹی نیک اختر ماہ پارہ رشک افزای زہرہ ہی اور بہت شاہ
و شہزادہ اس لڑکی سے منسوب ہونا چاہتے ہین لیکن وہ نیک بخت کسیکو قبول نہین کرتی ہی امیرنے
فرمایا ہمین اس شہر کی سیر کرنا منظور ہی قندز نے کہا بہتر ہی دوسرے روز دونون بکری ذبح کرکے توشہ کیا اور ہمراہ
امیر کے چلا جب تھوڑی دور گئے قندز نے کہا ای سعد شامی مجھے بھوکھ لگی ہی تب ایک جگہہ اترو وضو
کرکے نماز کے واسطے بیٹھے امیر تو آہستہ کھاتے تھے موافق آدمیکے ایک بکریکے کباب کھائے اور قندز نے
انکے ایک بکرا کھانے تک نوؤن بکریکے کباب کھا گیا امیرنے اسکے کھانے پر متعجب ہوکر فرمایا کہ قندز مین کھانے
تو عمر معدیکرب کو پہنچا ہی پھر سوار ہوئے اور چلے پھر ذرہ دور جاکر قندز نے کہا ای کاروان کھانا لاؤ تب مالک
اس کاروان کا آیا خدمت بجالایا اور کھانا کھلایا امیرنے کاروانسے پوچھا تم کہان جاتے ہو انہون نے کہا کہ ہم
بہت مال و متاع رکھتے ہین روم سے مال خرید کیا ہی اور ارادہ شہر خرسنہ کو جانیکا ہی لیکن اب سنے
مین آیا ہی کہ ایک غلام قیصر روم کا بادشاہ سے باغی ہوکر رہزنی کرتا ہی اور نزدیک کے راہ پر رہتا ہی
اور دوسری راہ بہت دور دراز ہی ایک مدت چاہیئے اس راہ سے جانیکو امیرنے فرمایا کہ نزدیک کے
راہ چلو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو کاروان سالار نے کہا ای جوان عالیشان تو کون ہی اپنے نام
و نشان کا پتا بتلاؤ امیرنے فرمایا مین برادر حمزہ کا سعد شامی نامی ہون پھر حقیقت گورخر کی مفصل فرمائی

مالک

مالک نے کہا کہ عبد المطلب سے اور مجھسے بہت دوستی ہے اب تم میرے بجائے فرزند کے ہو اور کاروان
سب تمہارا ہے اگر خدائے تعالی کے کرم و فضل سے ہم سلامتی سے پہنچینگے تو پانچوان حصہ مال کا
تمہارے نظر کرونگا امیر نے فرمایا جب تم نے مجھے فرزندی مین قبول کیا اور مین تمکو بجائے والد کے سمجھا تو یہہ
کاروان جانے اور مین جانون اب تم خاطر جمع رکھو اور پانچوان حصہ مال کا لینا کیا ضرور ہے قندز نے کہا اے
امیر اپنا مال کس لئے چھوڑتے ہو امیر نے فرمایا تم چپ رہو القصہ دوسرے روز امیر کشورگیر معہ کاروان
خرسنہ کیطرف متوجہ ہوئے اور فولاد نے جو غلام قیصر روم کا رہزنی کرتا تھا سنا کہ بڑا کاروان آتا ہے
وہین معہ اپنی فوج کے باہر آیا اور ادھر سے ایک چور مقابلہ قندز کا کرنے آیا قندز نے ایسا گرز اُسے
مارا کہ وہ چور دوزخ کا اسباب چرانے چلا گیا تب کاروان سالار بہت خورسند ہوا پھر دوسرا
بھی چور آیا وہ بھی اول کے ہمراہی کو چلا گیا پھر دوسرا کوئی بے اجل باہر نہ آیا فولاد آپ ہی باہر آیا قندز نے
اُسپر گرز چلایا فولاد نے گرز اُسکا پکڑ لیا تب قندز نے جانا کہ فولاد نے گرز فولادی چھین لیا تب پکارا کہ اے
سعد شامی فولاد نے میرا گرز پکڑ لیا ہے جلد آؤ تب امیر کشورگیر نے اشقر فیل زور کو دوڑایا اور نعرہ مارا امیر کے
نعرہ سے ہاتھ اُس چور کا سست ہوا اور گرز اُسنے چھوڑ دیا پھر تلوار کھینچکر امیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اُسکا
ہوا پر پکڑا اور دوسرا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر محکم پکڑا اور اُسکے گھوڑے کو ایسی لات ماری کہ گھوڑا
اُسکے نیچے سے دور جا کر پڑا اور فولاد امیر کے ہاتھ مین رہا تب امیر نے اُسے اُٹھا کر پھرایا اور زمین پر دے
مارا تب قندز نے اُسکو آگے آکر ایک گرز ایسا مارا کہ وہ سردار چورونکا سست ہوکر مردار ہوگیا امیر نے فرمایا
اے وحشی کس واسطے نافرمانی کی تو نے اگر یہہ مسلمان ہوتا تو تیرا یار ہوتا تھا قندز نے کہا اے سعد شامی وہ حرامزادہ
تھا اور میرا گرز چھین لیا تھا مین نے کیا سو خوب کیا آپ کچھہ غم نکھاؤ تب امیر نے فرمایا کہ میرے بغیر حکم کے بار
دیگر ایسا کام مت کر پھر امیر نے کاروان کو فرمایا کہ ان چورون کا مال تمام باہر نکالو تب کاروان سالار نے
سب زر و جواہر مال و منال دزدان بدافعال کا باہر نکالا تب امیر نے فرمایا کہ مال کو خرسنہ تک پہنچادو تیسرا
حصہ تم لو کاروان نے کہا بسر و چشم حکم امیر کا قبول ہے اور تمام مال بار کرکے امیر کے ہمراہ چلے بعد کتنے روز
خرسنہ کو پہنچے امیر نے وہان پہنچکر جشن کیا اور فقیرون اور غریبونکو مال تصرف کرنے لگے اور آوازہ امیر کی
بخشش کا تمام عالم مین منتشر ہوا پس تمام خلایق امیر کے داد و دہش سے مالامال ہوئی غرض یہہ خبر فتح آتشگو
پہنچی فتح نوش کو ایک بیٹی تھی نام اسکا رابعہ بلاسن وہ مہوش تھا امیر کشورگیر کی جوانمردی سنکر عاشق صادق
ہوکر فراق سے امیر کے تلاش لیتی تھی اور امیر کی تصویر لکھواکر ہمیشہ اپنے روبرو رکھہ کر اپنا سوزدل اس تصویر
بے نظیر سے ظاہر کرکے خون جگر پیتی تھی اور باندیون کو کہتی تھی کہ اگر اس شکل کا آدمی دیکھو تو اُسے بلا لاؤ

مین اُسّے شادی کرونگی بادشاہ نے فرنگ کے کتنی بار فتح نوش سے اس لڑکی کو چاہا تھا مگر وہ عورت نیک
سیرت اسکا فرکو نہین قبول کرتی تھی اور جو مسافر شہر مین آتا تو باندیون کے ہاتھ سے اُسے بلاکر دیکھتی
اور نجومیون سے سنتی تھی کہ مین امیر سے بیاہین ملونگی اسی امیدوار پر منتظر امیر کے وصال کی تھی جب آوازہ
امیر کے بخشش کا سنا تب کہا ای لونڈیو تم جاؤ اور امیر کی تلاش کرو جب وہ باندیان آئین اور صورت
امیر کی دیکھین تب تو تحقیق سمجھین کہ حمزہ یہی ہاہے تب اس لڑکی کو بولین کہ مبارک ہووے حمزہ تو آیا طالع کا
کیونکہ جو تصویر تونے لکھوائی تھی اسکے موافق ہے تب وہ لڑکی شادو شاد ہوئی اور شکرانہ خدا تعالے کا
بجالائی پس انھین دنون مین فرنگی کا لشکر بھی آیا اور ولایت خراب کرنیکو چاہا تب تمام خلایق قلعہ مین آرہی
اور فتح نوش کو کہا کہ فرنگی نے لشکر نامزد اس ملک پر کیا ہے اور سر لشکر اسکا بڑا بیٹا کہ اسکا نام منشاے
فرنگی کہتے ہین پھر روز بروز لشکر بڑھا اور یہہ خبر لشکر کے آنیکی امیر کے کانین پڑی تب امیر نے کہا ای قندز
اشقر پر زین کرو کہ ان فرنگیون کو یہان سے اٹھادون قندز نے گھوڑے پر زین باندھا اور آپ ہتیار باندھے
اور امیر کے بھی ہتیار لایا امیر نے تمام سلاح بدن پر آراستہ کئے اور اشقر پر سوار ہوکر نزدیک دروازہ کے
آئے اور دربانون کو فرمایا کہ دروازہ کھولو تا مین باہر جاؤن کوتوال نے کہا یہہ مرد دیوانہ ہے کہ باہر جاتا ہے امیر نے
ہر چند کہا لیکن کوتوال نے دروازہ نہ کھولا تب قندز نے اُسّے ایک مکی سے مار ڈالا اور دروازہ کھولکر امیر کے
ساتھ باہر آیا امیر نے فرمایا ای بدبخت تونے کیون اس ضعیف کو مارا قندز نے کہا کہ کیون نہ مارتا کہ یہہ دروازہ
نہ کھولتا تھا بعد یہہ خبر فتح نوشکو ہوئی کہ ایک مرد مسافر ایک آدمی وحشی ساتھ لیکر لڑائیکے واسطے باہر جاتا ہے
فتحنوش آپ آیا اور امیر سے بہت معذرت کی اور کہا کہ ای جوان تو نے ہمارا کچھ کھایا پیا نہین اور لشکر بھی کچھ
تیرے ساتھ نہین ہے کیون تو مرنیکے واسطے جاتا ہے اگر تو کہیگا تو ہم تیرے ساتھ آوینگے اور سارا لشکر
بھی سنگاوینگے ولیکن ہم یہہ نہین چاہتے ہین کہ تو باہر نکلے اور مارا جاوے کسواسطے کہ ہم تھوڑے ہین اور
فرنگی بہت ہین امیر نے فرمایا تم کچھ فکر نکرو اور باہر بھی نہ آؤ مگر قلعہ پر کھڑے ہوکر تماشا دیکھو اور جب
دیکھو کہ وہ پیٹھہ دیکر بھاگنے لگے تب تم لوٹنے کو آؤ اور بھاگتے لشکر کو مارو اور انکے گھوڑے لو
فتح نوش نے قبول کیا پس امیر اور قندز قلعہ کے باہر آئے اور یہہ خبر فتح نوش کی بیٹی کو جو عاشق حمزہ کی تھی
پہنچی کہ وہ شخص لڑائیکو اکیلا جاتا ہے تب اُسنے ہاتھ بدرگاہ قاضی الحاجات واسطے دعا کے اٹھائی اور بہت
مال خیرات کیا اور بالاخانہ پر قلعہ کے دروازے کے تماشا دیکھنے کو آ کھڑی رہی اور امیر کشورگیر باہمراہ قندز کے
آئے جب کہ فرنگیون نے دو سوار دیکھے تو سمجھے کہ یہہ دونو اسوار صلح کرنیگے لئے آتے ہین جب یہہ نزدیک
پہنچے تو قندز پکارا کہ ای کافرو تم مین جسے آرزوئی مرگ ہو سو شتابی سے آوے تب منشا فرنگی

ہنسا اور کہا کہ ایک سوار جاؤ اور دیکھو کہ کیا کرتا ہے تب ایکسوار فرنگیونکا آیا اور ہنوز خوب کھڑا نہین رہا تھا
کہ قندز نے اُسے ایسا گرز مارا کہ وہ سوار معہ گھوڑے لوٹ پوٹ ہوا کہ ایکسوار اور بھی آیا قندز نے اُسے بھی
مارا تب تو فرنگی حیران ہوئے کہ یہہ کیا بھید ہے اور خرسنہ کے لوگ بہت خوشحال ہوئے اور ہنسنے لگے
تب فتح نوش نے کہا ای وزیر یہہ دونو کہان سے آئے ہین اور کون ہین وزیر نے کہا کہ اتنک ہم
انکو کاروانیان جانتے تھے ولیکن کاروانیون سے یہہ مردمی ہونا عجب ہے تب فتح نوش نے کاروانیکو
بلا کر پوچھا کہ یہہ جوان جو تمھارے ساتھ تھے کون ہین اُنھون نے کہا کہ ای بادشاہ وہ جوان سعد شامی نامی
برادر حمزہ کا ہے اور قندز وحشی اُسکا رفیق ہوا ہے ہمکو راہ مین چورون کے ہاتھہ سے بچا کر یہانتک لایا ہے
گویا ہمکو خرید کیا تب فتح نوش نے کہا کہ سوائے انھون کے یہہ کام کون کرسکتا ہے اگر یہہ جوان ایسی دلیری
و بہادری نکریگا تو کون ایسے بھائی حمزہ کا بولیگا یہہ بولکر کہا کہ ہم اتنک اُسے غافل تھے اور کچھہ خدمت ہمین
کی انشاء اللہ تعالی اگر سلامتی سے جیتا آویگا تو شرط خدمتگاری کی بجالاوینگے تب صاحب کاروان نے
کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ وہ فتح کرکے پھرتا ہے اور قصہ فولادگرد کا تمام بیان کیا اس عرصہ مین فرنگی بھی ایک مد
میدان مین آیا اُسے بھی قندز نے دوزخ مین بھیجا صحیح روایت حضرت عباس سے یون ہے کہ قندز نے چالیس
روز تک فرنگیونکو دوزخ مین روانہ کیا تب بیشمار فرنگی کو طاقت نرہی اور گھوڑا میدان مین چلایا قندز نے
پکارا کہ ای سعد شامی جلد آؤ کہ یہہ کافر میرے گرز کو زور سے لیویگا تب امیر میدان مین آئے اور ایک نعرہ ایسا
مارا کہ سولہ کوس تک زمین و زمان و کوہ بیابان جنبش مین آئے اور اس کافر کا ہاتھہ لرزکر گرز چھوٹ گیا تو اسنے
تلوار امیر پر چلائی امیر نے تلوار اسکی رد کرکے صمصام ایسی ماری کہ اس کافر کا ہاتھہ معہ تلوار زمین پر پڑا تب
وہ بھاگ گیا تب امیر نے نعرہ مارکر کافرون پر پڑے اور بہت کافرون کو مردار کیا اور دوزخ مین روانہ کیا
اور کافر طاقت نلاکر بھاگتے تھے امیر نے انکا پیچھا کیا اور قندز بھی مارنے لگا فتح نوش نے جب وہ حال
دیکھا وہین دروازہ قلعہ کا کھولکر معہ لشکر باہر آکر امیر کے ہمراہ کافرونکو مارنے لگا اور تمام لشکر نے
مال و متاع کافرونکا لوٹ کر جمع کیا تب دختر نے فتح نوش کے اپنا خزانہ نکالکر فقیرون کو اور غریبونکو تقسیم کیا
پھر امیر نے چہار کوس تک کافرونکو مارکر فتح کی اور نصرت لیئے گھر کو پھرے اور فتح نوش نے امیر کے قدمبوسی
ہوکر سر زمین پر رکھا اور امیر بھی گھوڑے پر سے اترے اور آگے گئے اور فتح نوش کو گلے لگایا تب فتح
نوش نے گھوڑے اور اسباب اور مال و متاع فرنگیونکا امیر کے آگے لایا اسوقت امیر کشورگیر نے فرمایا مین
کیا کرونگا یہہ سب سامان اپنے لشکر کو بانٹ دو تب قندز نے کہا ای سعد شامی اتنا مال کیون برباد کرتا ہے
امیر نے کہا تو اگر دم ماریگا تو مار ڈالونگا قندز نے پھر کچھہ نکہا پھر فتح نوش امیر کو شہر مین لیگیا اور اپنے دربار مین

لیجا کر کہا کہ اے پہلوان تخت پر بیٹھ امیر نے فرمایا کہ بھائی میرا حمزہ تخت پر نہین بیٹھا مین کیونکر بیٹھون پھر
امیر نے ہاتھ فتح نوش کا پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور آپ کرسی پر بیٹھے اور حکم مجلس آرائی کا کیا اول فاتحہ تناول فرمایا
اور پھر دور شراب کا پھر آیا تب ہر ایک شخص شراب پیکر اپنی اپنی جگہہ پر کچھہ کچھہ باتین کرنے لگے قندز مست
ہوا اور ادھر نگاہ کی تو ایک پہلوان کو فتح نوش کے دیکھا کہ اپنے سے بڑے مرتبہ پر بیٹھا ہے اور نام اسکا
میلان بچہ تھا قندز نے کہا اے رومی سست قدم تیری کیا مجال ہے کہ مجھسے تو بلند مرتبہ پر بیٹھا ہے اسنے
کہا تو غلام ہے تیرے صاحب کو بلند مرتبہ پر بیٹھنا سزاوار ہے قندز اسکے کہنے پر جوش مین آیا
اور ہاتھ لنبا کر کے اسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکر پکڑا اور کرسی پر سے اٹھا کر زمین پر پچھاڑ کر اسکے سینہ پر
بیٹھا میلان نے تب ہاتھ لنبا کر کے اسکے خایے پکڑے تب قندز پکارنے لگا اسوقت امیر دوڑے
اور کہا اے زنگی اسکے خایے کیون پکڑے پھر قندز کو میلان نے چھوڑا اور امیر کیطرف پھرا اور کہا اے
سعد شامی اگر مرد ہے تو آ مجھسے پنجہ کر امیر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور کہا کہ زور کر میلان نے ہرچند زور کیا مگر ایک
انگلی امیر کی ہلا نہین سکا جب امیر نے دو انگلیو لسے زور کیا تب میلان پکارنے لگا امیر ہنسے اور ہاتھ اسکا
چھوڑ دیا پھر اپنی کرسی پر بیٹھے القصہ جب امیر چند روز فتح نوش کے ساتھ جشن مین رہے تب ایک
روز فتح نوش نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا کہ اگر یہہ شخص کسی طرح سے میرا داماد ہوگا تو خوب ہوویگا لیکن
پہلے یہہ بات لڑکی کی پاس جاؤ اور بولو کہ ایک جوان حمزہ کے بھائیون مین سے آیا ہے اگر تو اسکو
قبول کریگی تو تیرا نکاح اسکے ساتھ کرونگے تب وزیر بادشاہ کے حکم سے اسکی بیٹی کے پاس گیا اور کہا
اسنے امیر کا نام سنتے ہی قبول کیا ہامین شادی کی بنیاد ڈالی اور جشن مین بیٹھے اور تمام شہر کو آراستہ
کیا تب نیک ساعت اور مبارک گھڑی مین شادی شروع کی جب روز نکاح کا آیا اسوقت امیر نے عمر
بن عمیہ کو بہت یاد کیا اور کہا کہ نکاح میرا اور سب یارونکا عمر پڑھاتا ہے لیکن اب اسے کہان سے لاؤن
یہہ تو ادھر یہہ کہتے تھے اور ادھر عمر بن عمیہ بھی عرب کے لشکر مین سے باہر آکر امیر کو ڈھونڈتے تھے
یہانتک کہ قندز کے شہر مین پہنچے اور پوچھا کہ یہان حمزہ آیا تھا وہان کے لوگون نے کہا کہ حمزہ تو
نہین آیا و لیکن حمزہ کا بھائی جو اپنے تئین سعد شامی کہلاتا ہے سو وہ قندز کو ساتھ لیکر خرسنہ کو
گیا ہے وہین عمر بن عمیہ نے شہر خرسنہ کی راہ لی اور وہ راہ طی کر کے بعد تھوڑے عرصہ کے فتح
نوش کے دربار مین آیا اور درباریون نے جب عمر بن عمیہ کو دیکھا تو ہنستے ہنستے بیہوش ہوئے اور کہا
کہ اے عجیب تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے عمر بن عمیہ نے کہا کہ تمہارے شہر مین کیا ہے جو آئینہ
بندی کر کے زینت کی ہے تب وہ بولے کہ بھائی حمزہ کا یہان آیا ہے سو بادشاہ نے اپنی بیٹی اسے

دی ہی سو آج اسکا نکاح ہی تب عمر بن عمیہ نے کہا کہ جاؤ اور فتح نوش کو کہو کہ مین سعد شامی کا صاحب
ہون اور تم نے اُسسے دامادی مین قبول کیا اور وہ میرا غلام ہی کہ بھاگ کر یہان آیا ہی اول مال مجھے
دو اور پھر بیٹی اُسسے دو تب تو دربان دوڑے اور آگے بادشاہ کے آئے اور کہا کہ ای بادشاہ
ایک عجائب مرد آیا ہی رنگ کالا تیرا گز کا قد رکھتا ہی اور ٹوپی نمدی پانچ گز کی پہنی ہی اور اسکی ٹوپی کے
اوپر لومڑی کی دم کا طرہ لگایا ہی کہ ہمیشہ وہ دم ہلتی اور قبائے نمدی تن مین پہنی ہی اور زنبیل و توبڑ
گلے مین ڈالا ہی اور لوٹی سی کمان شانے پر لٹکائی ہی اور سپر کاغذ کی پشت کے اوپر ڈالی ہی اور کتنے
تیر بے پر و بے پیکان کمر مین باندھے ہین ایک چھری اٹھارہ منگی کمر مین باندھی ہی و چھڑی بارہ منگی
ہاتھ مین لئے ہی اور کہتا ہی کہ مین سعد شامی کا صاحب ہون امیر نے جب یہہ باتین سنی شتابی دربانونسے
آگے باہر آئے اور عمر بن عمیہ کو لیکر اندر گئے تب وہان کے لوگ دیکھتے ہی عمر کو ہنستے ہنستے بیہوش
اور حیران ہوئے اور آپس مین کہنے لگے کہ یہہ کوئی عجائب آدمی ہی تب امیر نے عمر کو اپنے نزدیک
بٹھایا آخر فتح نوش کو طاقت نرہی تو پوچھا کہ یہہ کون ہی امیر نے کہا یہہ مسخرہ نوشیروان کا ہی میری خبر
یہان سنکر ملنے کے واسطے آیا ہی عمر نے کچھ نہین کہا جب وقت نکاح کا ہوا تب امیر نے کہا کہ ای مسخرہ
جا اور ایک دانشمند کو پیدا کرکے لا جو دین وملت ابراہیم ع پر نکاح باندھے عمر وہانسے ایک کونے مین گئے اور
اپنا لباس چھپایا اور ایک جبہ پہنکر کہ جسکی آستین مین ایک بچہ اونٹکا چھپ رہے اور پگڑی گنبد کی مانند
باندھی اور داڑھی سفید لگائی تا کہ وہ ناف تک پڑی اور عصا ہاتھ مین لیکر لنگڑاتے ہوئے آئے امیر
انکو دیکھکر اُٹھے اور تمام حاضران مجلس بھی اُٹھے اور تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور وہان کے لوگ آپسمین کہنے
لگے کہ ہرگز ایسا شخص تو ہمارے شہر مین نہین ہی پھر یہہ کہانسے پیدا ہوا ہی امیر نے اپنے مرتبہ سے دانشمند کو
بلند مرتبہ پر بٹھایا بعد از فتح نوش ہزار درم لایا عمر نے کہا یہہ ہرگز مین نلونگا اگر پانچ ہزار درم دیگا تو نکاح پڑھاؤنگا
تب قندز نے کہا ای بڈھے ہزار درم تیرے کام نہ آوین تو مجھے دے عمر بن عمیہ نے اسوقت ہزار درم کو
اٹھا کر قندز کو ایسا پھینک مارا کہ قندز پکارنے لگا اور ساری مجلس ہنسی تب قندز نے شرمندہ ہو کر کہا
ای بڈھے صبر کر تا دربار سے باہر آئے پیچھے تجھے چاشنی دکھاونگا تب فتح نوش نے کہا ای سعد
شامی یہہ کہانسے پیدا ہوا ہی امیر نے کہا کہ غیب کے مردانونسے ہی تب قندز نے کہا کہ وہ مسخرہ کہان گیا
ہی کہ مین اُسسے سمجھونگا کہ اس مجاور کو نکاح پڑھنے کو کیون لایا تب عمر بن عمیہ نے باہر جا کر لباس کو دور کیا اور
دربار مین گھسے اور قندز کے سر پر پیر رکھکر پاؤن اوپر گئے اور ایسا ناچا کہ تمام مجلس ہنستے ہنستے
بیہوش ہوئے فتح نوش نے عمر کے کام دیکھکر بہت تعریف کرنے لگا اور اسکے امیرون نے کہا کہ یہہ مرد عجیب

نادر ہماری مجلس مین آیا ہی پھر پیالے شراب کے پھرنے لگے تب عمر نے ہاتھ رباب پر لیجا کر ایسا بجایا کہ ساری
مجلس مین واہ واہ ہوئی پھر پیالہ پھرنے لگا تب عمر مجلس مین ناچنے لگے اور دیکھنے والونے حیران ہو کر
جامے اور پگڑیان عمر کو دے ڈالین تب قندز نے کہا اے سعد شامی یہہ مسخرہ آدمی نہین ہی کسواسطے
کہ آدمی ایسا گانا بجانا کہان سے جانتا ہی پھر کتنے روز بدستور عیش مین گذرے تب امیر نے
عمر کو فرمایا کہ تو لشکر کو جا مین بھی کتنے ایک روز مین آتا ہون تب عمر امیر کشور گیر سے وداع ہوئے
اور امیر یہان رابعہ پلاس پوش سے عیش مین تھے پھر خدا کی قدرت کاملہ سے رابعہ حاملہ ہوئین
تب امیر نے فرمایا کہ اے رابعہ جب تمہارے تئین فرزند تولد ہوگا تو مین دیکھکر جاؤنگا رابعہ بولی کہ اے
امیر البتہ اللہ تعالی فرزند روزی کریگا کسواسطے کہ بہت مدت سے مین منتظر خدا کی عنایت کے تھی اور تمہارے
واقعے پلاس پہنتی تھی اس صبر کے عوض خدا تعالی فرزند مرحمت فرماویگا واللہ اعلم بالصواب

تینتالیسوین داستان

جب امیر رابعہ سے عیش مین تھے اور فتح نوش کا بھائی نزدیک خرسنہ کے کسی شہر مین رہتا تھا
اور رابعہ کو اپنے فرزند سے شادی کرنا چاہتا تھا رابعہ نا قبول تھی جب اسنے سنا کہ ایک مسافر نے
آکر کہا کہ مین حمزہ کا بھائی ہون اسکے کہنے پر رابعہ سے شادی کردی ہی فتح نوش کو خط لکھا کہ
میرے کو بڑی آرزو ہی کہ آپکے داماد کو دیکھون جو مہربانی کرکے انکو ادھر روانہ فرماوینگے تو عین سرفرازی
ہی جب فتح نوش کو بھائی کا خط آیا تو امیر سے کہا امیر نے قبول فرمایا اور قندز کو ہمراہ لیکر گئے اسنے بر
استقبال کو آکر ہزار تعظیم سے امیر کو دربار مین لیجا کر بڑے عزت سے بٹھایا اور اس شہر کے نزدیک ایک
اژدہا رہتا تھا برس دن مین ایکبار غار سے سر اٹھاتا تھا پس وہی روز اسکے سر اٹھانیکا تھا مگر حقیقت
اسکی یہہ ہی کہ جب دم فرو کھینچتا تو سات کوس تک آگ لگتی تھی اور اس درمیان کے چرندے
پرندے آدمی جھاڑ وغیرہ اسکے منہہ مین جا پڑتے تھے اس روز شہر مین شور پڑا امیر نے اُنسے پوچھا
کہ یہہ کیا آواز ہی اُنہون نے حقیقت اژدہا کی بیان کی امیر نے فرمایا مین اتنے روزونسے خرسنہ مین تھا
میرے کو خبر کیون نہین کئے ہین یہہ کہکر اسیوقت مع قندز ادھر چلے اور برادر فتح نوش کا تماشہ کے لیے
باہر نکلا جب امیر نے دیکھا کہ اژدہا دم کھینچتا ہی تب قندز کے حوالے اشقر کو کیا اور آپ تروار نکالکر اسپر
چلے جب نزدیک پہنچے تو تروار سے ایسا ماری کہ اژدہا برابر کمر تک دو ٹکڑے ہوا اور دھوان اٹھا ہوا

کہ امیر کو کچھہ معلوم ہوتا تھا جب ہوا چلی پھر تو دھوان موقوف ہوا تب امیر سلامتی سے باہر آئے
اور جس جگہہ عالم کھڑا تھا وہان آئے اور اژدہا کے مرنیکی حقیقت سنائی بھائی فتح نوشکا اور تمام خلق اللہ
اژدہا کے نزدیک آئے اور موافق فرمانے امیر کے دیکھکر متعجب ہوئے تب فتح نوشکو یہہ حقیقت بھائی نے
لکھی تب فتح نوشنے نقارہ شادیانے کے بجائے امیر چند روز وہان رہے اور پھر خرسنہ کو تشریف لائے
اور عیش مین رہتے تھے بعد ایام معہود کے رابعہ کو فرزند ارجمند خورشید چہرہ ماہ پارہ تولد ہوا امیر نے فرزند کا نام
علم شاہ رومی رکھا اور فرزند کے دیدار فرحت آثار سے مسرور ہوئے اور جشن کروائے فتح نوش خزانہ
کھولکر غربا کو تقسیم کرنے لگا بعد چالیس روز کے امیر نے فتح نوشکو فرمایا کہ مین جاتا ہون کیونکہ کافر بہت جمع ہوئے
ہین اور یار میرے نہایت پراگندہ خاطر ہونگے جبکہ خدا کے فضل سے فرزند جوان ہووے تو حمزہ کے لشکر کو
روانہ کرنا بعد فتح نوشنے بعد پابوس عرض کی کہ اب سچ فرماؤ حمزہ آپ ہی ہین یا نہین تب امیر نے اقرار کیا
کہ مین ہی حمزہ ہون تب فتحنوش بہت خوش ہوا اور قندز تو مارے خوشیکی ناچنے لگا اور کہا کہ سوائے
حمزہ کے دوسرے کا کیا مقدور ہے جو مجھے باندھے رابعہ نے جو یہہ سنا شکر اللہ سبحانہ وتعالی کا ادا کرنے
لگی اور شادیانے بجانیکو فرمایا تب امیر نے رابعہ کو وداع کرکے مع قندز روانہ ہوئے اور منزل و مراحل طے
کرنے لگے اور لشکر مین امیر کے ہر روز نقارے لڑائیکے بجتے اور یاران امیر ہر روز الجو اور عادیا نسے جنگ
کرتے تھے القصہ ایکروز دونو لشکر مقابلہ مین کھڑے تھے ویسے مین ایک گرد نمودار ہوئی تب سبکے
سب متوجہ طرف اس گرد کے ہوئے جب بغور دیکھا تو حمزہ مع قندز آتے ہین سارا لشکر عرب کا
دوڑکر امیر کے قدمون پر گرا اور امیر نے بھی ہر ایک کو گلے لگایا اور علم اژدہا پیکر کے نیچے آکر کھڑے رہے
تب الجو شصت گز میدان مین آیا اور امیر کے حکم سے قندز بھی میدان مین آیا تب الجو نے بدستور
جست مارکر اترتے وقت دو لاتین اور ایک زخم چھریکا مارا قندز اسکے ورد سے مانند سانپکے مرجھا
اور بہت سا چاہا کہ اسکو پکڑے لیکن نہین ہوسکا پھر تا شام دونو بدستور جنگ کرتے رہے بعد مغرب
ہونیکے دونو لشکر اپنے اپنے مقامون پر اترے دوسرے روز پھر دونو لشکر میدان مین آکر کھڑے
رہے تب الجو میدان مین آکر پکارا کہ اے حمزہ اگر مرد ہے تو تو میدان مین آ تب امیر کشورگیر جہانستان ہتیار
باندھکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر میدان مین آئے الجو اپنی قدیم عادت کی موافق اوترا اور دو لاتین امیر کو مارین
امیر نے کچھہ نہ کہا بلکہ فرمایا کہ دو حملہ اور بھی کر پھر دوسری بار الجو اڑا پھر اترتے وقت دو لاتین دوسری مارین
پھر تیسری مرتبہ الجو نے بدستور سابق اترکر اترتے وقت لاتین امیر کو مارین تب امیر کو غصہ آیا اور اسکے
پاؤن پکڑکر ایسا چہکایا کہ الجو بیہوش ہوا پھر امیر نے اسے زمین پر دے مارا ویہین عمر بن عمیہ نے دوڑکر

باندھا اور لشکر مین لا نیکے واسطے اٹھانے لگے الجو زنہار نہ اٹھا تب عمر نے کہا کہ ای الجو اٹھ نہین تو
ابہی دوڑا جاونگا الجو نے کہا دیکھون تو مجھے کون لیجاتا ہی تب عمر نے توبرہ مین سے سوا انکا لکر اسکے
چوتڑ مین چبھویا تب وہ اُٹھکر بھاگنے لگا اور تمام لشکر ہسنے لگا بعد دونو لشکر مین شور قہقہ کا ہوا
پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے اور شبکو آرام کیا امیر کشور گیر نے حکم کیا کہ مجلس آراستہ کرو اور کرسی پہلو ہی
پر بیٹھے تب الجو کو بلوا کر فرمایا کہ ای الجو مین نے تجھے کیونکر باندھا اُسنے کہا کہ جیسا انصاف تھا ویسا باندھا
تب امیر نے فرمایا کہ بول خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم کا برحق ہی تب الجو اپنے صدق دل سے
مسلمان ہوا تب امیر نے اسکی بند دور کی اور خلعت مرحمت فرمایا اور عمر نے حلقہ زرین نشان غلامی
اسکے کان مین ڈالا اور الجو نے عیاران عمر سے کہا کہ میرے لشکر کو بلا لاؤ تب وہ عیار جا کر اسکے لشکر کو لائے
وہ آتے وقت بہت کافرون کو مار کر آئے اور امیر جہانگیر کشورستان عیش مین رہنے لگے واللہ اعلم بالصواب

چوالیسوین داستان

جب امیر کشور گیر جہان ستان نے الجو کو مسلمان کر کے فارغ ہوئے تب چند روز عیش مین رہے ایکروز
خوجے خبر لائے کہ آپکے یہان فرزند ارجمند تولد ہوا تب امیر نے نوبت خوشیکی بجانے کو فرمایا اور جشن کیا
اور بی بی نے امیر کے اپنے فرزند ارجمند کے گلے مین ہیکل سونیکی بنا کر ڈالی اور نام اسکا سعد طوقی رکھا اور
پرورش مین اس بچے کے بہت کوشش اور سعی کرتی تھی ایکروز امیر کشور گیر معہ لشکر میدان مین آئے اور کافر بھی
اپنا لشکر لیکر میدان مین آئے اور صفین آراستہ کین اور کافرون سے ایک عادی میدان مین آیا اور امیر کے
حکم سے استقفانوش پہلوان میدان مین گیا اور عادی سے لڑنے لگا اتنے مین گرد جنگل سے پیدا ہوی
اور ایک لشکر نمود ہوا جاسوس دونو طرف کے دوڑے جو پوچھین کہ یہ لشکر کسکا ہی اور سر لشکر
کون ہی کسینے کہا یہ لشکر روم کے شاہزادہ کا ہی اور حمزہ سے لڑنے کو آیا ہی تب وہ شاہزادہ معہ
لشکر درمیان دونو لشکر و نکے آکر کھڑا رہا تو سبنے دیکھا کہ چالیس ہاتی جنکے بہسونڈے رنگے ہوئے
اور مکلل بجواہر دانتو نپر انکے چڑھے ہوئے مستک پر زربفت میر پایان پڑے تھین زردوزی جھولین
کلابتونی ڈوریون سے کسے ہوئے اور فیلبان فیلبانی کے ہاتو نمین سونے روپے کی کج باگین اور دو دو جوان ایک
ایک نشان لئے ہوئے بیٹھے تھے اور فوج تمام مسلح و مکمل دیکھہ کر لشکر کفار دنگ ہو گیا اسی عرصہ
مین شہزادی نے آکر نوشیروانکو کہا کہ کسے پہلوانکو بھیج تب وہان سے ایک عادی نوشیروان کے

حکم سے آیا اور گرز گران چلایا شاہزادہ نے گرز اسکا ہاتھ سے پکڑ لیکر دوسری طرف سے عادیکی
کمربند مین ہاتھ ڈالکر پکڑ کر اٹھا کر ایسا مارا کہ کوئی ہڈی اُسکی ثابت نرہی تب دوسرا عادی بھی آکر
بدستور مردار ہوا القصہ راوی نے لکھا ہے کہ سات عادی اسوقت آئے اور سبنے راہ جہنم کی لی
تب اس شہزادہ نے عربکے لشکر کیطرف متوجہ ہو کر کہا اے حمزہ کوئی اپنے لشکر کا پہلوان
بھیج تب امیر کے حکم سے فرہاد بن لندھور میدان مین آیا شاہزادہ نے اُسے ایسا گرز مارا کہ فرہاد
بن لندھور لرزا اور ہاتی اسکے نیچے مر گیا تب فرہاد نے زمین پر گر چاہا کہ شاہزادہ کا گھوڑا پچھی کرے
فی الحال شہزادہ نے اتر کر گھوڑا پشت کے پیچھے کر لیا تب فرہادنے دوسرا ہاتی منگایا اور سوار
ہوا اور شہزادہ نے دوڑ کر ننگ ہاتیکا پکڑ کر اٹھایا اور اوندہا مارا تب تو لشکر حمزہ مین شور محشر برپا
ہوا لیکن فرہاد سلامت رہا تب شاہزادہ نے دوڑ کر ننگ کو جھٹکا دیا اور کہا ایفرہاد اب تو جا اور دوسرے کو
بھیج تب فرہاد آیا تو لندھور نے غصہ سے شبرنگ گھوڑیکو میدان مین چلایا وہین شاہزادہ نے دوڑ کر
لندھور کا کمربند پکڑ کر لندھور کو اٹھا کر زمین پر ٹپک کر کہا اب تو جا اور عمر معدیکو بھیج وے تب لندھور نے
آکر امیر سے کہا کہ وہ شاہزادہ عمر معدیکو بلاتا ہے جب عمر معدی حکم امیر سے میدان مین آیا تب اُسے
بھی شہزادہ نے زمین پر دے مارا اور کہا کہ تو بھی جا اور سعد بن عمر بن حمزہ کو بھیج عمر معدی نے آکر امیر سے
عرض کیا امیر نے فرمایا کہ وہ بادشاہ لشکر کا ہے وہ کیونکر جنگ کریگا یہہ خبر سعد بن عمر کو پہنچی تب ہرچند
امیر نے اسکو منع کیا اسنے امیر کا کہنا نہ سنا اور میدان مین آیا اور دونو شہزادون نے اتنا زور کیا
کہ دونو گھوڑون نے زانو زمین پر لگائے تب رستم پیل تن نے ہاتھ کمر سے چھوڑ کر فرمایا کہ تو جا *
اور حمزہ کو بھیج سعد بن عمر آیا اور حمزہ کو بولا کہ اے دادا جان وہ پہلوان تمکو بلاتا ہے تب امیر آپ
میدان مین آئے شہزادہ نے امیر کو دیکھ کر گھوڑا دوڑایا اور ہاتھ دوال کمر مین ڈالکر اتنا زور کیا کہ
دونو گھوڑے چلائے اور زانو انکو زمین پر لگایا تب امیر نے نعرہ اللہ اکبر کا کیا اور رستم پیل تنکو اٹھایا
اور پھر اکر زمین پر ڈالکر ذبح کرنا چاہا تب رستم پیل تن بولے کہ اے حمزہ مین تیرا فرزند ہون اگر ماریگا
تو پچتاویگا جیسا کہ وہ سپاہی بازکو مار کر پچتایا تھا تب امیر نے فرزند ارجمند کو گلے لگایا اور پوچھا
کہ تیرا نام کیا ہے وہ بولا علم شاہ رومی کہتے ہین تب امیر کشور گیر نے فرزند کو خطاب رستمی کا مرحمت
فرمایا اور کہا کہ تمنے اگر بے ادبی کسواسطے کی تب رستم پیل تن نے کہا مین سنتا ہون کہ جو فرزند آپکا
پایا رو زمین سے جو کوئی آتا ہے سو زور آزمائی کرتا ہے اسواسطے مین بھی نشان مردمی و پہلوانی ظاہر
کیا غرض جب امیر نے فرمایا کہ نوبت خوشیکی بجاوین اور سب لوگ جشن کرین القصہ وہ شب تمام

خوشی سے گذری جب صبح ہوئی دونو لشکر میدان مین آئے اور ایک عادی بھی سوار ہوکر میدان مین آیا
تب ادہر سے رستم پیل تن فیل زور نے والد ماجد کا حکم لیکر میدان مین آیا جب عادی نے حملہ کیا تب علم شاہ
ضرب اسکے روکی اور تروار سے اس عادیکو مانند ککڑی کے کاٹا اور دو ٹکڑے کئے اور پھر گھوڑیکو ڈپٹ کر
کافرون کے لشکر مین پڑکر مارنا شروع کیا جب امیر نے وہ حال دیکھا تب یارونکو فرمایا کہ تم ہمراہ رستم
جاؤ تب لشکر عرب کا عجم کے لشکر مین پڑا اور یہانتک لڑے کہ کافرونکو طاقت لڑنیکی نرہی آخر بھاگنے
لگے اور عربون نے چار کوس تک دنبالہ کافرونکا کر کے فتح و نصرت سے رستم پیلتن معہ لشکر آکر والد کے
حضور مین آداب بجالائے امیر نے فرزند کو گلے لگا تمام شب جشن مین رہے اور نوشیروان بھاگ کر
قیمار خاور کے شہر مین گیا تب وہانکا بادشاہ معہ لشکر باہر آیا اور آکر استقبال بادشاہ کا کر کے لیجا کر تخت پر
بٹھایا اور بولا کہ اب تو بےفکر رہنا اگر کبھی حمزہ یہان آیا تو جان سے مارا جاوے گا واللہ اعلم بالصواب

پینتالیسوین داستان

جب امیر جشن سے فارغ ہوئے اور نوشیروان نے خاور شاہ کی پناہ لیکر منتظر آمد امیر کا رہا تب امیر نے
دوسرے روز کوچ کیا اور منزل و مراحل طی کر کے سرحد خاور مین پہنچے اور عباس کو فرمایا کہ خاور شاہ کو نامہ
رقم کرو تب حضرت عباس نے خط فیض نمط اس مضمون ہدایت مشحون کا لکھے اول حمد خدا و نعت ابراہیم
خلیل اللہ کی لکھکر یہہ لکھا طرف سے شاہ مردان و میر میدان حمزہ بن عبدالمطلب کے خاور کے بادشاہ کو
معلوم ہووے کہ نوشیروان میرا دشمن جانی ہے اور کتنے مرتبہ مین نے اسکا گناہ بخشا ہے اور وہ اپنے
اقرار سے مبدل ہوا ہے اور میرے حقمین دشمنی کرتا ہے اب وہ تیرے نزدیک آیا ہے اگر تو بھلا
چاہتا ہے تو یہہ خط دیکھتے ہی اسکو باندھ کر اور تو خراج اپنے ملک کا لیکر حاضر حضور ہدایت معمور ہو
تو تو امن دے کر تجھ کو مسلمان کر کے بڑے مرتبہ سے سرفراز کرونگا اور اگر اس حکم سے
سرتابی یا گردن پیچی کی تو اسطرح سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری
کرینگے جب یہہ نامہ رقم ہو چکا عمر کو دیا پس عمر لیکر قیمار خاور کے دربار مین آئے اور خط اسکو دیا بد
قیمار نے خط لیکر عمر کو سر سے پاؤن تک دیکھا اور خط پڑھکر ٹکڑے کیا اور کہا پکڑو اس چور کو غلامون نے
قصد عمر کا کیا تب عمر نے بھی خنجر عیاری سے انکو مارنا شروع کیا بہتونکو مارا اور پھر جست مار کر باہر
چلا گیا اور وہان سے امیر کے حضور مین آکر قصہ گذشتہ مفصل عرض کیا جب دوسرا روز ہوا تو ہاتھی کے

در بار مین قیمار نے طبل جنگ کا بجوا کر میدان آراستہ کرنیکو حکم کیا یہہ خبر سنکر جاسوسان لشکر اسلام نے
امیر کو خبر پہنچائی امیر نے فرمایا کہ ہمارے نقارہ خانۂ سلیمانی مین کہدو کہ بتکیۂ فضل ایزدی طبل جنگی بجاوین
امیر کے حکم سے طبل جنگ بجا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی جتنے اچھے بہادر تھے انھون نے خزانہ لٹایا اور
خاصی پوشاکین پہنے اور نفیس کھانے پکوا کر کھائے او کھلائے اور ناچ رنگ مین تمام رات مشغول رہے اور
تلوارون کو سنگ چڑہایا اور تیرونکو نیس کیا اور نیزونکو تاو ردی اور صبح ہوتے ہی دونو لشکر میدان
مین آئے بیلدارون نے جھاڑ بوٹی صاف کرکے میدان ہموار کیا اور سقون نے آب پاشی کی تب میمنہ
اور میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ یمین و یسار اگلا ہراول پچھلا چنداول چودہ صفین آراستہ کین
میدان کیا پاک تب نقیب پکارے کہ ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید ۔ رباعی ۔ روز
جنگست جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ شکم گاو پشت ماہی را ۔ بسر نیزہ رنگ
باید کرد ۔ دونو طرف کے جاسوسون نے جاکر عرض کیا کہ امیدوار قدوم میمنت لزوم کے ہین تب
تاجدار محل کا پردہ چرخیون پر کھینچا امیر نے تمام صلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد کو طلب
فرمایا اور بادشاہ نے تاج شاہی بر سر و چارقب شاہانہ شاہی در بر موتی مرصع کتار ناف کے آگے سپر کا
گردہ پشت سکے پیچھے کرکے تخت ہوادار پر سوار ہوکر سب دست راستی و دست چپیون کا مجرا لیتے
ہوئے کسی سے دست بسر اور کسی سے دست بسینہ اور کسیکا آنکھ کے اشارہ سے آکر قلب
لشکر مین ایستادہ ہوئے اور جلدی سے اشقر پر سوار ہو کر مجرا لیتے ہوئے آگے چالیس قدم سرداریکا
بڑھ کر کھڑے رہے تب قیمار خاوری کی ایک بہن پہلوان نشان بلند شان تھی وہ میدان مین آئی اور
پکاری کہ ای خداپرستان و زہرہ دوستان از میان شما ہر کہ آرزوے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان
مردان کہ ارادۂ دست و پا آوری دارم حمزہ نے یہہ سنکر دست راست و دست چپ دیکھا وہین
شیر باریک شیروانی نے مجرا کیا اور کہا یا امیر اجازت میدان دو غرض امیر کے حکم سے وہ پہلوان
میدان مین آیا اور بمقابلہ خورشید خاوری کے کھڑا رہا تب خورشید خاوری نے کہا فرود بیا تا چہ
داری زمردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران تب شیر باریک شیروانی نے کہا کہ ہم حریف پر
پیش دستی نہین کرتے ہین تب خورشید خاوری نے نیزہ اٹھایا اور سینہ بے کینہ اسکا تاک کر مارا اس
پہلوان نے نیزہ اسکا رد کیا لیکن گھوڑیکی گردن مین ایسا لگا کہ گھوڑا اسکا مر گیا تب شیر باریک شیروانی
زمین پر گر پڑا تب خورشید نے دوبارہ اسکو نیزہ مارکر زخمی کیا تب عمر نے دیکھا تو دوڑ کر زخمی کو اپنے
لشکر مین لائے پھر تو شاہ کاؤس کو طاقت ضبط نرہی وہین میدان کی اجازت لیکر آیا خورشید نے

اُسے بھی زخمی کیا تب رستم پیلتن و پیل زور میدان مین آئے اور خورشید خاوری نے وہی نیزہ انپر
بھی چلایا امیرزادہ نے نیزہ اسکا چھین کر اور پھر اسیکو پھرا کر ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑی تب رستم
پیلتن اُسکے سینہ پر بیٹھا اور پستان نرم دیکھکر معلوم کیا کہ عورت ہے تب گود مین اُسے لیکر امیر کے
نزدیک لا کر چھوڑ دیا امیر نے فرمایا ایعورت تو کون ہے اُسنے کہا مین بہن قیمار خاوری کی ہون نام میرا خورشید
خاوری ہے تب امیر نے فرمایا کہ اسے محل مین رستم پیل تن کے والدہ کے پاس بھیجو اور سپرد کرو القصہ رستم
پیلتن و پیل کن پھر میدان مین آئے اور بولے کہ ایکافرو تم عجب بے شرم ہو کہ عورتونکو میدان مین لڑنیکو بھیجتے
ہو اور تم کھڑے رہ کر تماشا دیکھتے ہو اگر تم مین کوئی مرد ہے تو میدان مین آوے تب تہمتن خاوری قیمار کا باپ
میدان مین آیا اور گرز نکالکر کہا ایعربزادے تو میری دختر کو آسانی سے لیگیا اب کہان جاویگا یہہ کہکر گرز علم
شاہ پر چلایا تب علمشاہ نے اُسکا ہاتھ معہ گرز پکڑ لیا اور ایک کُمی اُسکے گردن مین ایسی ماری کہ وہ کافر
زمین پر گر پڑا تب عمر بن عمیہ نے اسے دوڑ کر باندھا اور لشکر مین لائے تب ہومان خاوری قیمار کا چھوٹا بھائی
میدان مین آیا رستم پیل زور نے اُسے بھی باندھا تب قیمار نے کہا کہ حمزہ نے خوب فرزند رکھا ہے کہ اُسنے
اسوقت مین تین پہلوان باندھے اگر مین اسے باندھون تو عالم یہہ بولینگے کہ رستم پیل زور باندھا تھا اسی سبب سے
قیمار نے اُسے آج باندھا پس آج انکو اترنے دینا اور صبح کو پھر لڑنا شروع کرنا غرض اُس روز دونو لشکر
اترے اور امیر نے نقارے خوشیکے بجوا کر اپنے بارگاہ مین کرسی پہلوانی پر بیٹھکر ان تینون قیدیون کو
بلایا اور فرمایا کہ میرے فرزند نے تمکو کیونکر باندھا وے بولے کہ جیسا مرد مردونکو باندھتے ہین ویسا
ہمکو شاہزادہ عالمگیر نے باندھا امیر نے فرمایا کہ اب تم مسلمان ہو تب تہمتن نے کہا یا امیر ابھی ہمکو
معاف رکھو جبتک کہ آپ قیمار کو پکڑوگے تب ہم بھی حلقہ بگوش ہوجاوینگے تب امیر نے انکو قید
امانت رکھا اور خورشید خاوری کو کہلا بھیجا کہ مین اپنے فرزند سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہون تجھے قبول ہے
یا نہین اُسنے عرض کی کہ ایے جہانگیر اس باندیکو بجان و دل قبول ہے کیونکہ اگر تمام دنیا مین ڈھونڈونگی تو بھی
مجھے ایسا بہادر دولہا اور شوہر نہ ملیگا میری زہے طالع ہین پھر ساعت سعید مین امیر کشورگیر نے علم شاہ
رومی بخطاب رستم پیلتن و رستم پیل کن کا عقد کروایا اور جشن و عشرت سے و خوشی و خرمی سے تمام شب
گذاری جب صبح ہوئی تب دونو لشکرونسے نقارہاے جنگی کی آواز آنے لگی اور مردان دلاور مستعد ہونے
تب قیمار خاوری میدان مین آٹھ سو منکا گرز لیکر آیا اور رستم پیل تن حکم سے اپنے والد بزرگوار کے
میدان مین آئے تب قیمار نے کہا ایعربزادے ابتو میرے ہاتھ سے جان کہان لیجاویگا یہہ کہکر گرز
امیرزادہ پر چلایا اور ایسا مارا کہ آواز اُس گرز کی دونو لشکرونمین پہنچی اور امیرزادیکے گھوڑیکی

پیٹھ پھٹ گئی تب امیرزادہ نے بھی پیادہ ہوکر قیار کے گھوڑے کے پاؤن قلم کئے پھر دونو نکے عیارون نے
گھوڑے لشکر مین سے لاکر حاضر کئے پھر یہہ دونو سوار ہوئے اور رستم پیل تن نے گرز ہزار منکا اٹھاکر
مارا ایسا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ سا ہو جاتا ولیکن قیار کو کچھ ضرر نہوا اور پکار کر ہنسا اور کہا کہ ای
کہ امیرزادے اسی قوت و زور پر میرے مقابلہ کو آیا ہی بس پھر جا نہین تو مارا جاویگا تو جا اور حمزہ کو
بھیج دے مین نے اسے سنا ہی کہ وہ پہلوانی جہانکا دعوا رکھتا ہی تب امیرزادہ نے اُسسے کہا کہ ہنوز
تو میرے لیسے پر نہین آیا ہی اور میرے باپکو بلاتا ہی پھر گرز و گرز اتنا لڑے کہ آفتاب درمیان آسمان کے
چھپ گیا اور قیار ہاتھ تلوار پر لے گیا امیرزادہ نے بھی تروار میان سے نکالی اور آپسمین اتنا لڑے
کہ تروارین مانند آرے کے ہوئین پھر ہاتھ نیزونپر لیگئے اور نیزہ بھی مثال خلال فراشان کے ہوئے تب کمند کو
ہاتھ دوڑائے اور دوال کمر پکڑے آخر کار شام تک لڑا کئے ولیکن نہ اُسسے فتح ہوئی نہ اُسسے ظفر پھر دونو
الٹ کر اپنے اپنے لشکر مین اترے تب امیر نے کہا ای علمشاہ قیار کو کیسا پایا علمشاہ نے
کہا یا امیر بعد آپکے اگر مرد دنیا مین ہی تو قیار خاوری ہی القصہ وہ ساری رات عیش مین رہے جب فجر
ہوئی دونو لشکر میدان مین حاضر ہوئے اور قیار خاوری بھی میدان مین آیا اور پکارا کہ کون پہلوان ہی
جو میدان مین آوے تب لندھور نے شرط خدمتکی بجا لاکر رضا میدانکی مانگی امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا ایر
سونپا وہین لندھور شبرنگ پر بیٹھا اور میدان مین جاکر مقابل قیار کے گھوڑا دوڑایا تب قیار نے
کہا ای دراز قد کے تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے لندھور بن سعدان کہتے ہین قیار نے کہا
کہ آوازہ تیرے نام کا بہت سنتا ہون لیکن تیری لڑائی نہین دیکھی ہی لندھور نے کہا کہ حملہ لا
قیار نے کہا تو حملہ کر کہ مجھے آرزو نبرد ہے تب لندھور نے کہا کہ امیرزادہ نے پہلے حملہ کیا تھا جو مین کرون
تب قیار ہات گرز پر لے گیا اور گھوڑا دوڑایا اور گرز لندھور کی فرق پر مارا لندھور نے ہزار سختی سے تو ہاتکے
جھٹکے سے ضرب اسکی رد کی اور گرز ساٹھ سو چالیس منکا قیار کے سر پر مارا تب قیار نے کہا ای لندھور
تیرے قد کے موافق یہہ زور نہین ہی لندھور نے کہا ای قیار تو نے گرز سے سراندیپ کے کوہ کے برجکو مارا
تھا تو بیخ و بنیاد سے گرایا اب تو یون بولتا ہی پھر دونو پہلوان گرز و گرز اتنا لڑے کہ شام ہوئی اور طبل
بازگشت بجوا کر دونو لشکر اترے اور شبکو آرام کیا جب صبح ہوئی تب نقارے لڑائیکے بجائے اور دونو
لشکر اترے اور شبکو آرام کیا جب دونو لشکر میدان مین آئے یکایک ایکسوار چالیس گز کا جنگل مین سے
پیدا ہوا اور سر سے پاؤن تک غرق آہن تھا درمیان دونو فوجون کے آکر کھڑا رہ کر پکارا کہ ای نوشیروان
کوئی پہلوان بھیج وہان سے ایک عادی آیا اس سوار صحرائی نے اُسکا کمربند پکڑ کر اٹھا کر زمین پر ایسا مارا

که وه عادی دوزخ نصیب ہوا پھر ایک عادی اور آیا وه بھی اسکے پاس وادی دوزخ مین گیا پھر کوئی تو شیروا
میدانمین نه آیا پھر وه سوار صحرائی لشکر عربکی طرف متوجه ہوا اور کہا که کوئی مرد ہو تو آوے میدان مین
تب سرکب ترک امیر کے حکم سے اسکے مقابله مین آیا تب اس سوار نے سرکبکو گھوڑے پر سے اٹھا کر زمین پر
پٹکا اور اسکے سینه پر بیٹھا تب سرکب نے دونو پاؤن اسکے سینه مین ایسا مارا که وه زمین پر پڑا پھر
سرکب امیر کے خدمتمین آیا اور کہا که یا امیر یهه سوار صحرائی بہت سخت ہی اور دوسریکو بلاتا ہی
تب قنذر امیر کے حکم سے میدان مین آیا تب اس سوار نے قنذر کو گھوڑے پر سے اٹھا کر کہا که جا تجھکو
کیا زمین پر ٹپکون تو جا کے امیر کے فرزندونمین سے کسیکو بھیج تب قنذر نے امیر کے حضور مین آکر
عرض کی که یا امیر وه تمہارے فرزندونمین سے کسیکو بلاتا ہی اور مجھے تمہارے ہی تخم کا اثر نظر آتا ہی
امیر نے فرمایا که ای قنذر بہت صورت شکل تیری مشابہت ہی تیرا فرزند ہوگا قنذر نے کہا یا امیر
اگر میرا فرزند ہوا تو مین اسے اسی وقت جان سے مارونگا امیر نے فرمایا که کسواسطے جان سے مارتا ہی
قنذر نے کہا اسنے مجھے بے آبرو کیا غرض پھر رستم پیلتن کو میدانمین روانه کیا اور علمشاه کے آتے ہی سوار
صحرائی دوڑا اور اسکے کمر کی دوالی پکڑی رستم پیلتن نے نعره مارا اور گھوڑے پر سے اٹھانا چاہا
لیکن ہلا نه سکا تب اس سوار صحرائی نے کہا که تو جا اور حمزه کو بھیج دے تب رستم پیلتن پھر کر آئے
اور کہا یا امیر وه تمکو بلاتا ہی پس امیر میدانمین گئے اور وه سوار صحرائی دوڑا اور دوال کمر مین امیر کے
ہاتھ ڈالا تب تو امیر جہانگیر نے اسکے دوال کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنے لگے اور دونو زور کیا که
گھوڑے دونو گھٹنے ٹیکنے لگے آخر دونو مبارز پیادے ہوئے اور امیر نے عمر سے کہا که یهه پہلوان
بہت سخت ہی مین نعره مارتا ہون عمر نے ٹوپی ہوا پر پھینکی اور تمام لشکر نے عربکے روئی موزون سے
نکالی اپنے گھوڑونکی کانونمین اور اپنے بھی کانون مین ڈالی تب حمزه نے نعره مارکر سوار صحرائی کو اٹھایا
اور سر سے بلند کرکے ایسا پھرایا که بیہوش ہوا پھر زمین پر مارا اور اسکے چھاتی پر بیٹھے اور کہا که سچ تو
تو کون ہی اسنے کہا میرا نام عشبان طایفی ہی اور بیٹا سرشبان کا ہون تب امیر نے اسے اٹھا کر گلے
لگایا اور پکارے که ای قنذر یهه بیٹا تیرا ہی قنذر نے کہا که شتابی مار ڈالو که مجهه سے اسنے بیادبی
کی ہی پھر امیر نے اسکا حمزه کوچک نام رکھا اور اپنے لشکر مین لائے اور بیٹھنے کو کرسی مقرر کی اور
اسکی پہلوانی کی بہت تعریف کی اور جب رات ہوئی تو دونو لشکر اترے اور امیر نے اس
رات کو حمزه کوچک کے نام سے مجلس آرائی کی اور پیاله پیا اور جشن کیا دوسرے روز پھر نقاره جنگ
دونو طرف ہوئے اور دونو فوجین میدان مین آئین تب قیار خاوری نے میدان مین آکر کہا اور نعره مارا

کہ اے حمزہ اگر مرد ہے تو میدان مین آ تب امیر کشور گیر ہتیار باندھکر اشقر پر سوار ہوکر میدان مین آیا

فرد وہ شاہ خوش چلا ہے اسوار ہوکے لڑنے ۔ یارب پناہ مین رکھ وہ شہ سوار

میرا ۔ جبکہ حمزہ جہان ستان نے گرد سم اسپ فلک ہفتم پر پہنچائی اور برابر قیمار کے اگر کھڑے

رہے تب قیمار خاوری نے کہا اے کوتہ قد تو کون ہے مین نے تو حمزہ کو بلایا تھا تب امیر

کشور گیر جہان ستان نے فرمایا کہ انا حمزہ بن عبد المطلب قیمار نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ حمزہ

کس قد و قامت سے ہوگا مگر تو نے اس کوتہ قدی پر تمام دنیا کو حلقہ بگوش کیا ہے

تب امیر نے فرمایا قد میرا چھوٹا ہے لیکن خدا بڑا ہے اسنے اپنی مدد سے کافرون پر فتح دلائی

ہے اور دلاتا ہے اور پھر بھی دلاویگا تب قیمار نے گرز اٹھایا اور حمزہ نے ڈہال عدو مال آگے لائی قیمار نے

ایسا گرز مارا کہ اشقر دیوزاد ڈانو تک زمین مین گڑ گیا لیکن امیر نے بھی اشقر کو اڑا کر آپ نے ایسا

گرز مارا کہ قیمار کا گھوڑا اکمر ٹوٹکر گر پڑا اور مر گیا تب قیمار نے چاہا کہ حمزہ کے گھوڑیکو پے کرے لیکن حمزہ نے

جلد سے اوترکر گھوڑیکو پشت کے پیچھے کر لیا اور آپ گرز پھر اکر ایسا مارا کہ قیمار خاوری زمین مین

زانو تک غرق ہو کر بولا کہ اے حمزہ ہزار تحسین تجھ پر ہے اور ایسے ہی قوت سے اور بازون کے

زور سے تمام عالم کو مطیع کیا ہے یہہ کہکر تروار امیر پر چلائی اور امیر نے سپر کی اوجھڑ سے تروار

اسکی روکی تب قیمار نے کمند ڈالی امیر نے کمند اسکے چھین لی پھر نیزہ چلایا حمزہ نے اسکا نیزہ بھی

چھینا اور پھر اکر اسکے کمر مین ایسا مارا کہ نیزہ کے پرزہ پرزہ ہوئے پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے

اور کمر بند ایک کا ایک نے پکڑا تب امیر نے فرمایا اے قیمار مین نعرہ مارتا ہون اسنے کہا بیفکر تو نعرہ

مار کچھ مین بچہ گھوڑیکا نہین ہون کہ تمہارے چلانے سے ڈرونگا پس عمر نے اپنا معمول ادا کیا تب

لشکر امیر نے بھی روئی گھوڑونکے کانون مین رکھکر ہوشیار ہو گئے اسوقت امیر نے نعرہ مار کر قیمار کو اٹھا کر

سر سے بلند کرکے اتنا پھرایا کہ تمام عالم نے آفرین کی اور قیمار بیہوش ہوگیا تب امیر نے اسے زمین پر

ٹیک کر محکم باندھا اور عمر کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوائے اسوقت امیر لشکر مین اکر اترے اور مجلس

خوشیکی آراستہ کرکے آپ پہلوانیکے دنگل پر رونق بخش ہوئے اور قیمار کو حضور مین طلب فرمایا اور

کہا کہ اے قیمار مین نے تجھے کس طرح سے زیر کیا اسنے کہا کہ زیر کیا تو کیا ہوا امیر نے فرمایا کہ مسلمان ہو

اسنے کہا مین زنہار مسلمان نہ ہونگا تب امیر نے فرمایا کہ تو مارا جاویگا اسنے کہا شتابی کر کہ خجالت سے

چھوٹونگا ہر چند کہ امیر نے نرمی اور گرمی سے فرمایا لیکن اسنے مطلق نہ مانا تب امیر نے لندہور اور عمر معدیکرب کو

فرمایا کہ مارو اس کافر کو تب دونو پہلوانون نے گرز و فنے اُسے مارا لیکن اسکو کچھ ضرر نہ ہوا تب اسنے کہا

اے حمزہ ایکبار گردن مارنیکو فرما تا کہ آسانی سے مرجاؤن تب امیر نے افسوس کرکے کہا کہ
حیف ایسا جوان مرد ضایع ہوتا ہے اسکو قید مین رکھو قیار خاوری نے کہا کب تک قید مین رکھیگا
امیر نے فرمایا کہ تا بہ زیست قید رکھونگا تب قیار نے کہا مین بہوکا ہون مجھے کھانا کھلاؤ تب امیر کشور
گیر نے خاصہ انواع واقسام کی نعمتونکا منگا کر قیار کو کھلایا پھر اسنے شراب طلب کی امیر نے شراب شیرین
منگا کر اسپر صحیفہ حضرت ابراہیم کے پڑھکر دم کئیے اور اسے پینیکو دی تب وہ خوش ہوا اور کہا کہ
اب کہہ کیا کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ مسلمان ہوا اسنے کہا کہ تجھہ سا جوانمرد دنیا مین نہین ہے تیری
خدمت مین رہنا مجھے شرم نہین ہے یہہ کہکر معہ اپنے والد کے اور برادر کے قیار مسلمان ہوا اور
امیر نے بندانکے دور کرکے اپنے ہاتھہ سے خلعت پہنا کر سونے کی کرسیون پر بیٹھا کر سفرہ خاص منگا
اور بعد تناول طعام کے شراب نوشی مین مشغول ہوئے تھے اور مطربان خوش آواز حنجرہ داؤدی
گانے لگے نوشیروان نے ایسا احوال دیکھکر اور سنکر بختک سگ ناپاک سے پوچھا کہ
اب کیا علاج کرنا چاہئیے اس موذی نے تب کہا کہ اب یہان سے اوجان کو جانا چاہئیے کہ
وہان کیوس نیزہ دار رہتا ہے جبکہ وہ یہان شکار کرنیکو آتا تھا تو قیار اسکے ڈر کے مارے
پہاڑون مین چلا جاتا تھا اگر حمزہ وہان آیا تو یہہ سمجھنا کہ اسکی قضا لائی ہے تب نوشیروان نے
معہ کافران بطرف اوجان کوچ کیا اور منزل و مراحل طے کرکے اوجان کو پہنچے اور کیوس نے سنا
کہ بادشاہ ہفت کشور آتا ہے تب استقبال کرکے خود آکر ہزار تعظیم تکریم سے اپنے دربار مین لیجا کر
تخت پر بٹھایا اور بہت تسلی و دلاسا دیکر کہا کہ اب بادشاہ نے خاطر جمع سے رہنا اگر وہ عرب
کشکینہ خوار و پشمینہ پوش یہان آیا تو اسکو جان سے مارونگا کیونکہ نیزہ زہر آلودہ کرونگا
اور ایسا اس عرب کے سینہ مین مارونگا کہ وہ مرجاویگا تب نوشیروان نادان و بے ایمان نے کہا
کہ جیسا تو کہتا ہے ویسا ہی کریگا یہہ کہکر خاطر جمع سے رہنے لگے اور عیش کرنے مین مشغول تھے
جب یہہ خبر نوشیروان کی حمزہ نے سنی تب وہان جانیکا عزم کیا تب رستم پیل تن نے آکر عرض
کیا کہ یا امیر ہمشیرہ قیار خاوری کی حاملہ ہے اسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے امیر نے
فرمایا کہ حاملہ کو ہمراہ لیچلنا سفر مین فقط تصدیعہ دینا ہے پس اسکے
ماں باپ کے پاس اُسے چھوڑ دو یہہ فرما کر آپ معہ قیار خاوری
ومعہ لشکر عرب و فوج قندز بطرف اوجان ساعت
سعید مین روانہ ہوئے واللہ اعلم بالصواب
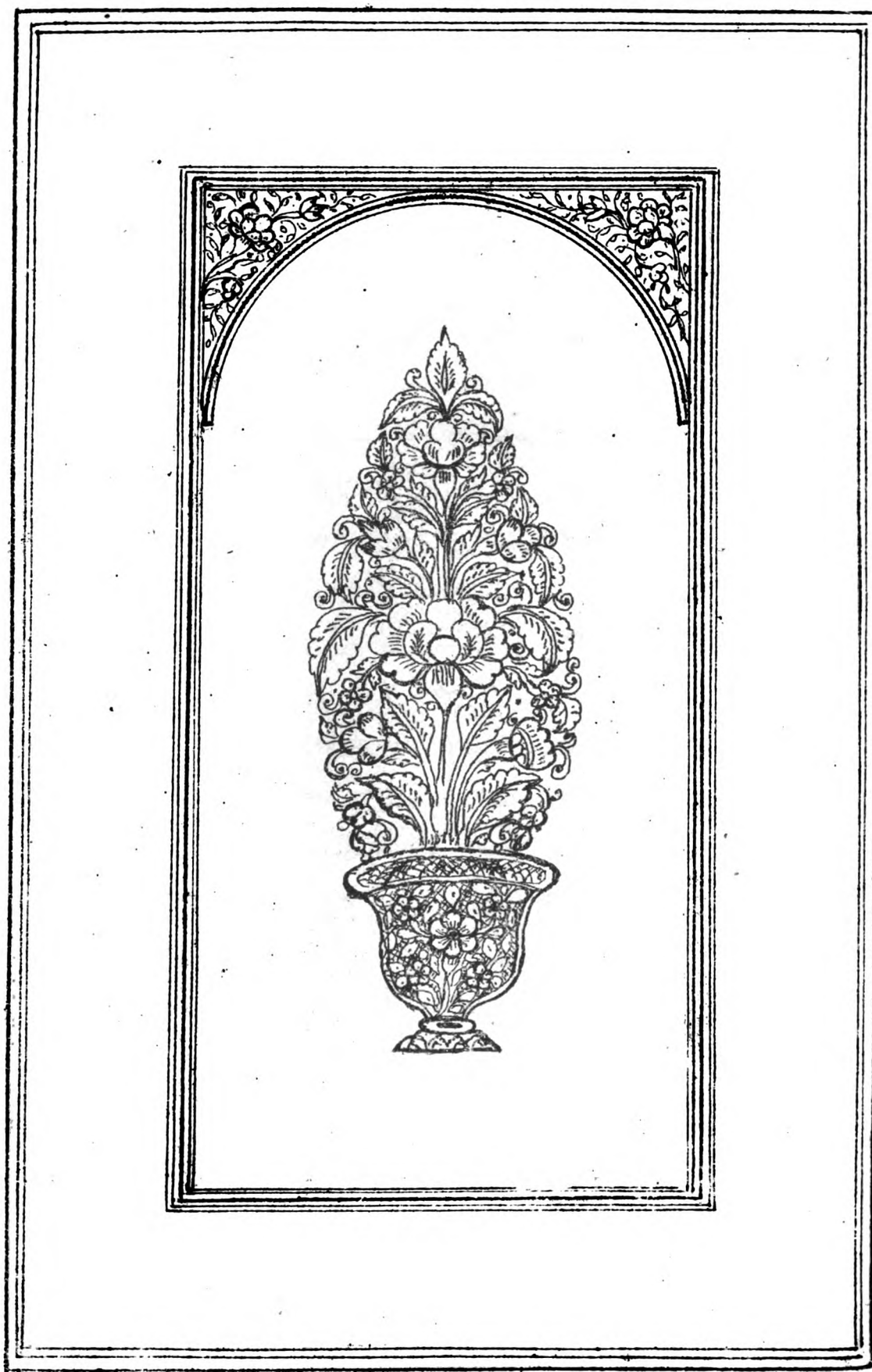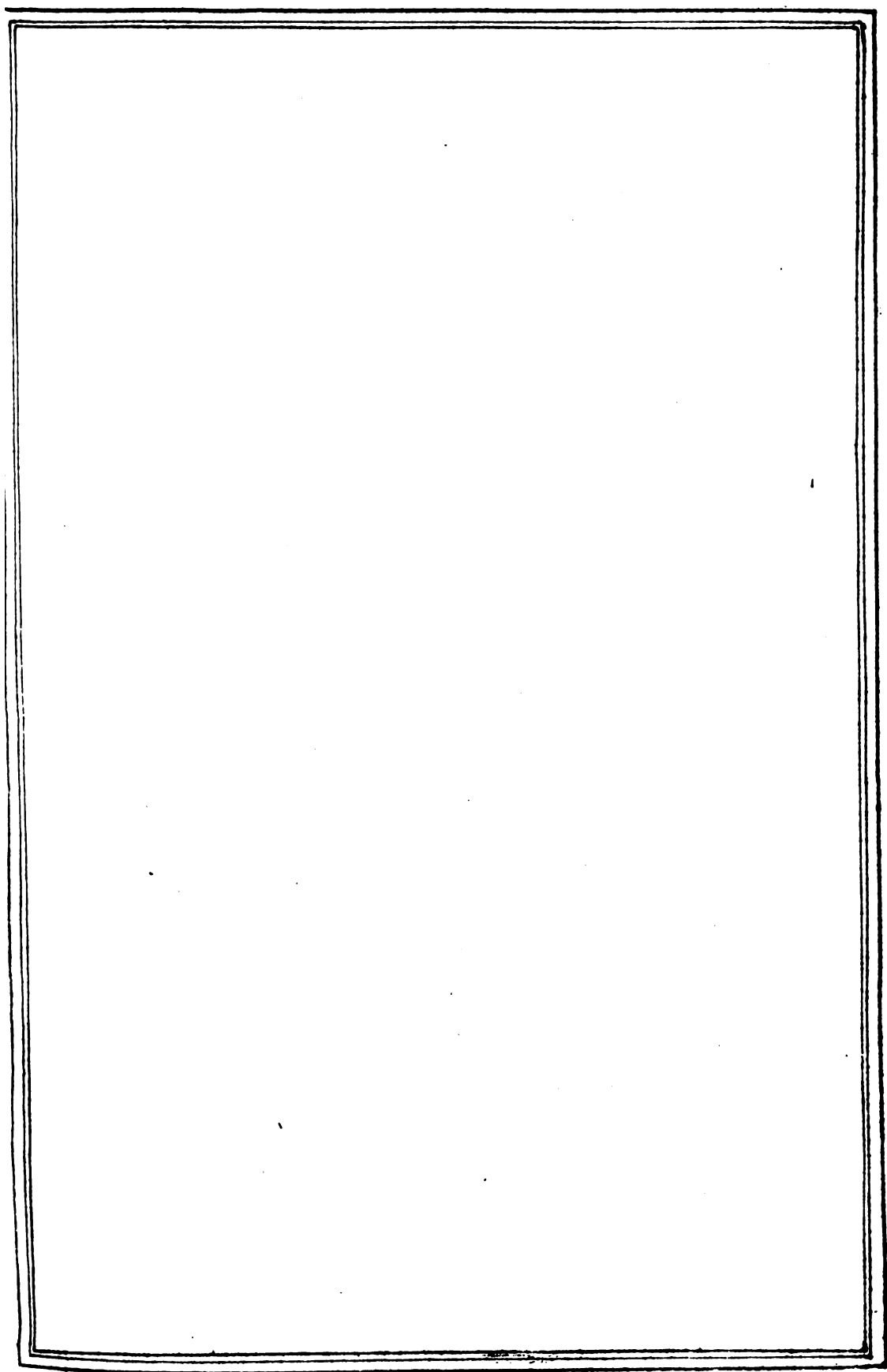
وبہ نستعین
داستان امیر حمزہ کشور
ستان عمّ رسول آخر
الزّمان رضی اللہ عنہ کے
جلد چوتھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

چھیالیسوین داستان

راویان اخبار و ناقلان ذوی الاقتدار اس قصہ کو سطرح بیان کرتے ہین جبکہ امیر کشورگیر جہان ستان نے خاور سے کوچ کیا اور راہ اوجان کی لی اور بعد از قطع منازل وطی مراحل اس سرحد مین پہنچے جب شہر ایک منزل رہ گئے تب اترے اور دوسرے روز قلعہ کیوس سے چار کوس پر اترنیکا ارادہ کیا یہہ خبر کیوس شاہ کو پہنچی تب اسنے کہا اے نوشیروان سوار ہو اور نقارہ لڑائیکا بجوا اور سیدانمین چلکر کہڑا رہ نوشیروان اور عادیان نے نقارے لڑائیکے بجوا کر شہر سے باہر آئے اور میدانمین آکر کھڑے رہے اور امیر بھی اور لشکر بھی امیر کا ادہر سے سوار ہوا اور گرد اوٹھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

زسم ستوران دران پہن دشت ؞ زمین شش شدہ آسمان گشت ہشت ؞

تب نشان لشکر کا لیکر اول عمر معدیکرب پیدا ہوا اور وہ مرد پچاس پر چار گز کا قد اور پیٹ اسکا گھوڑیکی عیال پر اور جو تیز تہون پر سے باہر ہین وچھل چار بھائی اسکے اور چودہ ہزار سوار مسلح و مکمل غرق دریائے آہن ستے مستعد پیادہ جب کیوس شاہ نے اسے دیکھا تو پوچھا کہ ای بختک مگر حمزہ یہی ہے بختک نے کہا کہ یہہ عمر معدیکرب سردار لشکر امیر کا ہی پھر فوج لندہور کی آئی کہ ساتہہ سو ہاتی سید سے طرف اور ساتھہ

سو ہاتی باوین طرف اور ایک سو بیس چھتر شاہی کے ملا کر ایکسو دس گز کا قد فیل منگلوس پر سوار ہو کر آیا
کیوس شاہ نے کہا ای بختک مگر حمزہ یہی ہی بختک نے کہا ای نادان ابھی حمزہ دور ہی یہہ لندہور بن
سعدان حمزہ کے سیدہی طرف بیٹھنے والا ہی اور بادشاہ سراندیب کا ہی بعد اسکے دو چھتر کے مراتب سے
کہ اس چہتر کے نیچے جیور بن شہیال شاہ آیا بعد اسکے اورنک اور گورنک آیا بعد دو بھائی شہزادے
یونان کے آئے کیوس نے کہا یہہ کون ہین بختک نے کہا یہہ شہزادے یونان کے ہین ایک کا نام
استفنالوش دوسرے کا نام صدف نوش ہی اور یہہ دونو فرزند عدیث یونانی کے ہین بعد اسکے
استقلان و استفلان بڑے فوج سے آئے پہر شاہ ناصر مصری آیا پہر سات بھائی زابلی کے آئے
کیوس انکے پوچھنے مین تھا کہ شہزادے حلب کے آئے پہر شیر بار بک شیروانی آیا کیوس نے پوچھا
یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ سالار نوشیروان کا ہی اور حمزہ سے ملا ہی اور شہزادہ شیروانکا ہی پہر
منقال مغربی آیا اور ریحان تیغی آیا پہر فرخاری اور قندز سرشبان طاغی آیا پہر سرکب ترک آیا پہر سربرہنہ نبیی
اور دیوانہ نبیی آئے پہر الجو شصت گری آیا پہر سعد طوقی پندر اگر کے قدجوان طوق ایک گلمین ڈالا تھا
اور اسکے جمال کی تابش سے آفتاب شرمندہ ہوتا تھا کیوس نے پوچھا یہہ کون ہی بختک نے کہا یہہ بیٹا
حمزہ کا ہی قارن کی بہن سے پہر رستم پیل تن و پیل کن آئے اسکے بعد سعد بن عمر بن حمزہ آئے تب سارا
لشکر پیادہ ہوا اور سعد بن عمر کے تخت کے آگے آکر سر زمین پر رکھا یہہ لشکر عرب کا دیکھکر کیوس نیزہ
دار کی آنکھوںمین چند نھلاہٹ آئی پہر قیمار خاوری آیا پہر آواز دور باش کی آئی اور عیاران عمر بن عمیہ آئے
کیوس نے کہا یہہ آواز کا ہکی ہی بختک نے کہا یہہ آوازہ عیاران عمر بن عمیہ کا ہی پہر سرخیل باپوش
بوسان بساط بنی آدم مولا معظم جامع الفضل والکرم دوندہ بے درنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قطورہ
وزنک مردا نزاسر ہنک نامردا نزا آیا لہنک یعنے کہ جناب جنت مآب شیخ الاصحاب خواجہ عمر بن عمیہ
ضمری نامدار چراغ لشکر اسلام جست مارتے ہوئے منہ بیکا کرتا کاغذ کی ٹوپی رسی سے کمر بندی چند
تیر بے پیر و بیکان کے بازو سے لگے ہوئے اور ٹوکری بجائے سپر لنیت کے پیچھے لگی ہوئی شکل
مبارک لائق تصویر ناریل سا سر ناکاسی گردن زیرہ سی آنکھیں چھوارا سی ناک بادام سے کان
طباق سا پیٹ رسی سے ہاتھ پاؤن زنبیل و توبڑہ گلمین پڑا ہوا چلا آتا ہی اسکے پیچھے بارہ ہزار
غلام رزین کمر و زرین لباس تازی و ترکی گھوڑون کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ چلے آتے ہین
کیوس نے کہا یہہ پیادہ کیون ہین اور وہ آگے کون پیادہ ہی بختک نے کہا کہ یہہ سب عیار عمر کے
ہین جبکہ وہ آپ ہی پیادہ آتا ہی اس سبب سے لشکر بھی اسکا پیادہ ہی کہ اتنے مین آواز علم اژدہا

پیکر کی آنے لگی کیوس نے کہا کہ یہہ آواز کاہکی ہی بختک نے کہا یہہ نشان کے حمزہ کی ہی کیوس نے
کہا کہ ایسا نشان کسنے بنایا ہی بختک نے کہا بزرجمہر نے بنایا ہی تب کیوس نے کہا ای بزرجمہر ایک
نشان میرے واسطے بھی بنا کردو بزرجمہر نے کہا اگر تو حمزہ پر فتح پاویگا تو یہی نشان تیرے واسطے
ہوگا خاطر جمع رکھہ اتنے مین وہ نشان دکھائی دینے لگا اور اسکے نیچے آفتاب اہل عرب و عجم رسول
آخر الزمان امیر کشورگیر جہان ستان حمزہ بن عبد المطلب ہی پیچھے اسکے عباس ابو طالب و حارث و ہاشم
اور دوسرے بھائی آئے بعد ازان تیس ہزار غلام ترکی و رومی و چینی و ختنی و حبشی و زنگی و ہندی زرین
قبا و زرین کمر اور پگڑیان زر کی پہنکر تازی گھوڑون پر سوار ہو کر آئے تب سارے پہلوانون نے بلند آواز
سے امیر کو دعا دی اور ثنا کی پھر میدان آراستہ کیا اور نقیب پکارے کہ کون مرد ہی جو قصد میدان کا
کریگا اور کون مرد اپنا نام ظاہر کریگا تب کیوس نے نیزہ پھرایا اور میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای خدا
پرستان و زبردستان از میان شما ہر کہ آرزوی مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادہ دست و پا
آوری دارم اور مین تمسے اسواسطے لڑتا ہون کہ نوشیروان نے فریاد تم پر کی ہی کہ مجھے اس عرب
کشکینہ خوار پشمینہ پوش نے شہر بشہر پھرنے کو لگایا ہی تب قیمار خاوری نے امیر کے آگے سر زمین پر رکھا کہ
ای امیر جہانگیر اگر حکم ہووے تو میدان مین جاؤن اور اس کافر کو بھی امیر کے اقبال سے ابھی باندہ
لاتا ہون امیر نے فرمایا جا و خدا کو سونپا تب قیمار گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان مین کیوس کے مقابل
کھڑا ہا کیوس نے کہا ای بڈھے نامرد تجھے کیا ہوا جو حلقہ بندگی کا حمزہ کے پہنا قیمار نے کہا ای
کافر مجھہ جیسے بہتون نے حلقہ بندگی کا امیر کے اپنے کان مین پہنا ہی اور وہ بادشاہ تاجدار ہین
کچھہ مجھے ننگ نہین ہی بلکہ فخر ہی اور مجھے مانند حمزہ کے دنیا مین کوئی مرد نہین نظر آتا ہی تب کیوس نے
نیزہ زہر آلودہ اپنا پھرایا ایسا کہ آنکھین قیمار خاوری کی اسکے چمکنے سے بند ہو گئین اور نیزہ دکھائی دینے
سے رہا تب قیمار نے سپر منہہ پر لی اور کیوس نے نیزہ قیمار پر چلایا تب قیمار نے ڈھال کے جھٹکے سے
نیزہ اسکا رد کیا ولیکن قیمار کی رانمین ذرہ سا لگا پس لگتے ہی نیزہ زخم اسکا سوج گیا اور قیمار گرا اور اپنے
لشکر مین آیا اور بیہوش ہوا تب عمر نے دارو لگا کر پٹی محکم باندہی اور عمر بن عمیہ آپہی میدان مین آیا کیوس نے
کہا مسخرے دیکھا تو نے کہ ایسے پہلوان کو ایک ہی نیزہ مین مارا عمر نے کہا وہ تو اچھا ہی اور اسے
کیا ڈر ہے کیوس ہنسا اور کہا کہ ای نادان دیوانے تو کہا جانتا ہی اب دیکھنا کہ کیا تندرست ہو دیگا
تب عمر بن عمیہ نے کہا اگر مرد ہی تو مجھے بھی مار یہہ کہکر آپ نے بھی گوپھن عیاری نکالی اور کیوس نے نیزہ
ہلایا اور عمر بن عمیہ پر آیا اور ادہر سے عمر نے گوپھن کا پتھر چلایا اور وہ پتھر ایسا کیوس کی گردن کی رگ

مین تاک کر مارا کہ آنکھین کوس کے پھرنے لگین اور دیوانہ ہوا اور دوسرا پتھر ایسا مارا کہ نیزہ اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر گر پڑا پس عمر نے دوڑ کر وہ نیزہ اٹھا لیا کیوس پکارا کہ ای عیار مین کچھ تجھسے جنگ نہین رکھتا تو
میرا نیزہ دے تب عمر نے کہا کہ جو چیز کہ میرے ہاتھ مین ملے تو تو کیا تیرا باپ بھی اگر آوے تو نہ دونگا
پس اسی رد و بدل مین رات ہوئی اور دونو لشکر اترے اور عمر حمزہ کے خدمت مین وہ نیزہ لیکر آئے
اور امیر کو دکھایا امیر نے فرمایا کہ زہر اس نیزہ کا دور کرو اور سعد یمانی کو دو کسواسطے کہ وہ بھی نیزہ باز
ہی اس لشکر مین جب نوشیروان اترا جب ایک قاصد آیا اور کہا کہ ای بادشاہ آنا عورت کا تجھے
مبارک ہووے نوشیروان نے کہا کہ کہان عورت ہی تب قاصد نے بولا کہ بادشاہ موران کی
ایک بیٹی ہی اور نام اسکا ارزانگیر ہی اور اسکے تیر غمزہ سے ڈر کر آسمان سپر آفتاب آڑ لاتا ہی پس
ایسی بیٹی کو شاہ موران نے ہزار کنیزان پری پیکر و ہزار غلامان مہ تابان اور بہت سے خوجے سات
دیکر واسطے آپکے بھیجا ہی تب نوشیروان نے کہا وہ کب پہنچیگی قاصد نے کہا کہ یہان سے چار کوس
پر اتری ہی تب نوشیروان نے بزرجمہر کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا بزرجمہر نے استقبال کر کے اسے
لیجا کر بادشاہ کے دولتخانہ مین لا بٹھایا تب نوشیروان اسکا جمال دیکھکر خوشدل ہوا حاصل کلام ارزانگیر
نے تعریف حمزہ کی جوانمردی اور خوب صورتی کے سنکر غایبانہ عاشق ہوئی تھی جب نوشیروان کے گھر
کو پہنچی تو قابو ڈھونڈتی تھی کہ کسطرح باہر جاؤن اور امیر کی خدمت مین پہنچون غرض ایک روز اسکو قابو پاکر
چورون کے کپڑے پہنکر ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر امیر کے لشکر کیطرف گئی اور امیر کے دولتخانہ کو پہنچی
پس ایک میخ سراپچہ کی اکھاڑ کر اندر آئی اور امیر کو خواب استراحت مین پائی تب دل مین کہا کہ اس عرب کو
اسوقت بیدار کرونگی اور اپنے عشق کا حال بیان کرونگی تو خدا جانے کہ وہ مجھے قبول کرتا ہی یا نہین لیکن
اسکو قید کر کے اسکے لشکر سے باہر لیجانا اور اپنے ضبط مین لانا یہہ حقیقت ظاہر کرنا پس شاید کہ میرے
مراد بر آویگی القصہ ایک سات مثقال دارو بیہوشی کی نکالکر امیر کے نتھنے کے برابر رکھی جب امیر نے دم اوپر
کا کھینچا تب وہ دارو دماغ مین گئی اور چھینک مار کر امیر بیہوش ہوئے تب ارزانگیر نے امیر کو کمند سے جکڑ کر
ڈیرے سے باہر لائی اور جنگل کی راہ لی وہان جا کر ایک غار دیکھا تب اس غار مین لا کر چراغ جلا
کر امیر کو باندھا تھا سو کھولا اور روغن بادام اور سرکہ امیر کی ناک مین ڈالا امیر کو چھینک آئی اور ہشیار ہوئے
اور اپنے کو غار مین پایا خدا کو یاد کیا اور اس بدکار کو پوچھا تو کون ہی تب اسنے قصہ اپنے عشق کا
کہا امیر نے کہا اول تو عورت نوشیروانکی اور مین اسکا بیٹا کہلاتا ہون اور وہ سسر امیر الگتا ہی اور
اسکی عورت میرے پاس سو ماکی جگہہ ہی مین تجھہ سے کیونکر صحبت کرونگا پس یہہ کام ہرگز نہین کیا ہی نہ

کرون کا امیر نے ہر چند ایسی باتین کہین لیکن اسنے قبول نہ کین اور کہا کہ اگر تو مجھسے صحبت نکریگا تو مین تجھے مار ڈالونگی اور ہلاک کرونگی امیر نے فرمایا جو حکم خدا کا ہی سو مین راضی ہون بموجب آیہ کریمہ یَفعَلُ اللہُ مَا یَشَآءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ جو کچھ خدا نے چاہا سو کیا اور جو حکم چاہیگا سو کریگا و لیکن یہہ کام مین نہین کرنے کا غرض اسی تکرار مین فجر ہوئی سوار زانگیر نے امیر کو وہین چھوڑ کر آپ سوار ہو کر اپنے دولتخانہ کو آئی اور لشکر امیر مین جب صبح ہوئی تب مقبل حلبی خیمہ امیر مین آیا اور امیر کو نہ دیکھا تب تو ہر چہار طرف ڈہونڈنے لگا لیکن نشان امیر کا نپایا پس یہہ خبر کافرونکو ہوئی کہ حمزہ کو کوئی دیو مین سے لیگیا سب متحیر ہوئے اور کیوس نے کہا کہ میرے ڈر سے بھاگ گیا ہی کہ نیزہ زہر آلود رکھتا ہون یہہ کہکر نقارہ لڑائیکا بجوایا اور سوار ہو کر میدان مین آیا اور عرب کے سب لشکر نے رستم پیل تن کو بجائے حمزہ کے کھڑا کیا اور لندہور نے رضا میداں کی لی اور میدان مین آیا کیوس نے نیزہ پھرایا اور لندہور پر چلایا لندہور نے ڈہال کے چھٹے سے رد کیا اور چاہا کہ کیوس پر گرز مارے لیکن کیوس نے دوسرا نیزہ چلایا اور لندہور کو زخمی کیا پس لندہور نے اسیوقت باگھ گھوڑے کی پھرائی اور اپنے لشکر مین آیا اتنے مین زخم سوجھ گیا اور لندہور اپنے دیرہ مین بیہوش ہو کر سویا تب فرہاد بیر لندہور میدان مین آیا کیوس نے اسے بھی زخمی کیا بعد اسکے سرکب ترک میدان مین آیا اسے بھی زخمی کیا تا کہ رات ہوئی تو دونو لشکر اترے تب ارزانگیر پھر اپنے دیرے سے نکلکر غار مین گئی اور امیر سے کہا کہ ای عرب آج تین پہلوان تیرے کیوس نے زخمی کئے امیر نے یہہ سنا اور غصہ سے مانند سانپ کے پیچ کہایا اور زور کیا کہ کمند توڑے لیکن توڑ نہین سکے نا بکار بدکار وہی اپنے باتین کہہ رہی تھی لیکن یہہ قبول نہین کرتے تھے کہ صبح ہوگئی تب ارزانگیر پھر نکل کر اپنے محل مین آئی امیر کو وہین چھوڑا اور لشکر مین فجر ہوتے ہی نقارے لڑائی کے بجائے کیوس پھر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای عربوبے سردار کے لڑنے والو تم مین سے جسے آرزوے مرگ ہو وہ میدان مین آوے تب مردافگن زابلی علم شاہ سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کیوس نے بدستور نیزہ چلا کر اسے بھی زخمی کیا راوی روایت کرتا ہی کہ اس روز سات بھائی زابلی کے بیکار ہوئے اور جب رات ہوئی دونو لشکر اترے لیکن عمر بن عمیہ راتکو امیر کے ڈہونڈنے کے لئے پہرتا تھا اور کہین نشان نہین پاتا تھا اور لشکر کفار بہت خوشدل تھا اور عمر کئی بار اس غار کے آس پاس ڈہونڈ کر پھر جاتا تھا و لیکن امیر کو نہین دیکھتا تھا غرض اس راتکو بھی ارزانگیر آئی اور یارون کے زخمی ہونے کی خبر دی امیر نے صبر کیا اور کہا کہ ای ارزانگیر مجھے یہان رکھنے سے تجھکو فایدہ کیا ہی میرے تئین چھوڑ تا مین اپنے یارون کے پاس جاؤن اور اس زہر آلود نیزہ سے خلاص کرون ارزانگیر نے کہا کہ میرے بات سنیگا تو مین چھوڑونگی امیر نے فرمایا کہ ای عورت

تو میرے ما کی جگھہ ہی یھہ خیال بد اور بری باتین چھوڑ دے کہ یھہ بات تیری نہ سنونگا القصہ جب رات
آخر ہوئی یھہ تو امیر کو وہین چھوڑ پھر گئی اور دن کو دونو لشکر سوار ہوئے تب کیوس میدان مین آیا اور مبارز
طلب کیا تب سعد یمانی میدان مین آیا اور مقابل کیوس کے کھڑا رہا اور دونو نیزہ بازی کرنے لگے پس
کیوس نے نیزہ سعد یمانی پر چلایا اور سعد یمانی نے اپنے نیزہ پر اسکا نیزہ لیکر رد کیا پس اسی روش لڑتے
تھے کہ کیوس نے قابو پاکر ایسا نیزہ مارا کہ سعد بھی زخمی ہوا اس عرصہ مین رات ہوئی دونو لشکر اترے
اور ارزانگیر بدکار پھر امیر کے پاس آئی اور احوال سعد کا بھی ظاہر کیا اور عمر بھی پھرتے پھرتے وہان
جا نکلے اور تمام باتین سنی اور غار کے اندر گئے تو امیر کو دیکھا تب اسی وقت غار سے باہر
نکلا پھر جاکر امیر سے کہا کہ ای امیر لو اسے مارون امیر نے فرمایا کہ یھہ عورت نوشیروان کی ہی اسے
نہ مارو اور دوسرے یہ کہ عورت کو مارنا فایدہ نہین ہی تب عمر چپ ہو رہے اور امیر کے پاس آکر چاہا کہ
بند کمند کے کھولے پس امیر نے آپھی نعرہ اللہ اکبر مار کر کمند کو توڑے عمر نے کہا ابتک کیون نہ توڑے
امیر نے فرمایا کہ مین نے ہرچند زور کیا لیکن نہین ٹوٹی القصہ امیر اس غار سے باہر آئے اور شکر خدا کا
ادا کیا اور تسبیح حضرت ابراہیم کی پڑہی پھر عمر کو کہا کہ جاؤ میرا گھورا اور ہتیار لاؤ تم جب تک آؤ گے مین
یہین رہونگا تب عمر جلدی سے دوڑے گئے اور یھہ خبر یارونکو سنائی تمام لشکر امیر کا خوش
ہوا اور نقارے شادی کے بجوائے اور عمر ہتیار اور گھوڑا لیکر امیر کے پاس آیا امیر کشورگیر نے ہتیار
باندہے اور اشقر پر سوار ہوکر میدان مین آئے اور گھوڑے کو جولان کیا اور جہان دونو لشکر مقابل تھے
اور کیوس بھی تھا وہان امیر بھی آئے اور پہلوانان عرب آئے اور امیر کے پاؤن پر گر پڑے امیر نے ہر ایک
کو گلے لگایا اور سرافراز کیا تب کیوس نے پوچھا کہ ای عرب میرے ڈر سے کہان جاکر چھپا تھا امیر نے
فرمایا کہ منھہ مت کر اب مرے تیرے لڑائی منھہ کی نہین ہی لا جو کچھہ نشان مردیکار کہتا ہی کیوس نے نیزہ
امیر کے سینہ پر چلایا امیر نے جلدی سے نیزہ اسکا درمیان مین پکڑا اور زور کرکے اسسے چھین لیا
اور پھال نیزہ کی دور کی اور کہا ای کیوس تو ابتک نیزہ پھرانا نہین جانتا ہی میرے سے سیکھہ یھہ کہکر وہ
لکڑی نیزہ کی ایسی پھرائی کہ آنکھین کیوس کے اسکے جھپک سے بند ہوگئین پھر امیر نے وہی لکڑی کیوس
کی گردن مین ایسی ماری کہ کیوس مانند مرغ نیم بسمل فاش زین سے زمین پر تڑپنے لگا امیر بھی اشقر پر سے
کودے اور اسکی چھاتی پر نت بیٹھے اور اسے باندہ کر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا جب نوشیروان کو یھہ
خبر پہنچی تب اسنے اسیوقت راہ کیلان کی لی اور کیلان کے نزدیک راہ طی کرکے پہنچا وہان ایک
بادشاہ تھا کہ اسکا نام کنجال شاہ کیلانی کہتے تھے جبکہ اسنے خبر نوشیروان کے آنے کی سنی

تب استقبال کرکے ہزار تعظیم وتکریم سے نوشیروان کو اپنے شہر مین لیجا کر تخت پر بٹھایا راوی روایت
کرتا ہی کہ کنجال شاہ ایک بیٹی صاحب جمال رکھتا تھا کہ بیچ جوانمردی کے اس زمانے مین اسکے کوئی جوڑا
نتھا اور نیزہ چلانے اور تلوار مارنے مین بھی نادر تھی اس بھروسے پر کیلانی نے کہا کہ حمزہ یہان آویگا
تو البتہ مارا جاویگا یہہ تو قصہ یہان تک یہان رہا   اب دو کلمہ داستان امیر کا سنو جب امیر نے کیوسکو
باندہ اور طبل آسایش بجواکر فتح ونصرت سے اپنے دولتخانے کو پھر کر آئے تب حکم مجلس آرائی کا فرمایا اور
کیوس کو بلواکر کہا کہ مین نے تجھے . کیونکر باندہا کیوس نے کہا جیساکہ شیر شیرون کو اور بہادر بہادرونکو باندہتے
ہین تب امیر نے فرمایا کہ مردان عالم ایسا کہتے ہین کہ مرد باش یا پائے مرد باش پس بول کہ خدا ایک
اور دین حضرت ابراہیم کا برحق ہی اور بت وبت پرست باطل ہین کیوس نے بصدق دل سے اقرار کیا اور
مسلمان ہوا تب امیر نے بند اسکے اپنے ہاتھہ سے دور کئے اور خلعت پہنایا اور سونے کی کرسی پر بٹھایا
اور عمر بن عمیہ نے حلقہ غلامی اسکے کان مین ڈالا پہر کہانا منگایا تو انواع اقسام کی نعمتین حاضر ہوئین
بعد تناول طعام ساقی گلفام پیالہ مرصع کار لیکر حاضر ہوئے اور پیالہ گردش مین آیا اور مطربان خوش
آواز گانے لگے اور ڈہول دف چنگ ونی بجانے لگے اسوقت کیوس کھڑا رہا اور دست بستہ ہو
کر عرض کیا یا امیر اب آپ شہر مین چلو تا حق خدمت گاری بجالاؤن امیر نے قبول کیا اور شہر اوجان مین
اور کیوس کے دربار مین گیے اور عیش سے رہنے لگے اور کیوس یقین دل سے خدمت گاری امیر
کی بجالانے لگا اور تمام پہلوان بھی عیش مین رہنے لگے باقی داستان فردا ئے شب

سینتالیسوین داستان

دوشینہ قصہ کو یہان تک بیان کیا تھا جبکہ امیر کشور گیر جہان ستان مدت تک اوجان مین رہے تب
عمر بن عمیہ سے پوچھا کہ کچھ خبر ہی کہ نوشیروان کہان ہے کیوس نے کہا مین سنتا ہون کہ کیلان
کو گیا ہی اور کنجال شاہ کیلانی کا آسرا لیا ہی تب امیر نے فرمایا کہ اوجان سے کوچ کرو غرض کہ
نیک وقت دیکھکر کوچ کیا اور منزل طی کرنے لگے غرض کہ بعد از قطع منازل وطی مراحل سرحد کیلان
مین پہنچے اور چار کوس پر اترے یہہ خبر جب نوشیروان کو ہوئی تو اسی وقت معہ لشکر کیلان و
مازندران ومعہ عادیان شہر سے باہر آیا اور نقارہ لڑائیکا بجاکر امیر کو خبر کی کہ بادشاہ شہر سے باہر آیا
ہی اور میدان مین منتظر کھڑا ہی امیر نے کہا کہ یہان بھی نقارہ بجواؤ اور اپنے لشکر سمیت سوار ہوکر میدان
مین آئے اور نقیب پکارے کہ کون بہادر قصد میدان کا کرتا ہی یا کون دلاور ہی جو اپنے باپ دادیکا

نام روشن کریگا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد نے مارا باؤ کو باؤ نے مارا گرد کو
گرد خیرہ خیرہ و تیرہ تیرہ گرد کا دامن شگاف ہوا تو اسمین سے ایک سوار پردہ دار ہاتھہ مین نیزہ لیکر پیدا ہوا
اور میدان مین کھڑا رہا اور سپاہ عرب سے ایک پہلوان طلب کرنے لگا تب شیر یار بک شیروانی آگے
امیر کے آیا اور کہا کہ اگر فرمان ہو گا تو مین میدان مین جاؤنگا امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا تب وہ
میدان مین آکر مقابل حریف کے کھڑا رہا تب سوار غیبی نے نیزہ پھرایا اور کمر مین شیر یار بک کے ایسا
مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا بعد اس سوار غیبی نے کہا جا تجھے اب کیا مارون دوسریکو بھیج تب شیر یار بک
پھر کر گیا اور تار ترک میدان مین آیا اس غیبی سوار نے دونو ہاتھہ سے تار ترک کی کمر کی دوالی پکڑ کر کھینچا
اور زین سے اٹھایا اور زمین پر مارا پھر کہا کہ جا دوسریکو بھیج پھر کاوس شیروانی میدان مین آیا اس سوار نے
اسے بھی گرایا اور دیکھا کہ رات ہوئی پس وہین باگ گھوڑیکی منعطف کی اور پھر اکر گھوڑا راہ جنگل کی لی اور
چلا امیر نے کہا کہ ای یارو مین دنبالہ اس سوار کا کرتا ہون اور خبر لیتا ہون کہ یہہ کون ہی غرض کہ امیر
اور عمر بن عمیہ ان دونو نے پیچھا سوار غیبی کا کیا اور چلے جاتے جب وقت مغرب کا ہوا تو دونو لشکرونکو
اس سوار نے پھر کر دیکھا اور اپنے باغ مین گیا وہ باغ بے نظیر تھا اور اسکا محل بلند اور حوض پر آب
تھا وہ سوار حوض کے پاس آکر کھڑا رہا پھر اس محل مین سے باندیان اور خوجے دوڑے اور اس سوار کے
آگے آکر سر زمین پر رکھا امیر نے جب یہہ حال دور سے دیکھا تو عمر سے کہا کہ ای عمر جانتا ہون کہ یہہ
عورت ہی عمر نے کہا کہ مین نے میدان مین جانا تھا القصہ اس عورت نے امیر کو دور سے دیکھکر ایک خوجے
کو بھیجا اور کہا کہ جا کر خبر لا کہ وہ سوار کون ہی تب وہ خوجہ آیا اور امیر کو سلام کیا اور کہا ای جوان کیلانی
بادشاہ مازندرانکی بیٹی کہ اسکا نام کیلی سوار ہی تمکو پوچھتی ہی کہ تم کون ہو نام اپنا بتاؤ امیر نے فرمایا
کہ نام میرا حمزہ بن عبد المطلب اور یہہ عمر میرا عیار اور بھائی ہی جب خوجے نے نام حمزہ کا سنا شتابی
دوڑا اور آگے کیلی سوار کے آیا اور حقیقت ظاہر کی تب کیلی سوار نے کہا کہ مجلس سنوارو اور آپ
بھی ہتیار کھولے اور کپڑے عورتون کے پہنی اور امیر کے آگے آکر استقبال کیا اور کورنش بجا لائی
اور امیر کو معہ عمر بن عمیہ کے اپنے محل مین لائی اور بہت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور اپنا برقع نکالا امیر
اسے دیکھکر خوش وقت ہوئے کہانا اسنے منگایا بعد تناول طعام کے دور شراب کا چلنے لگا
جب کتنے ایک پیالے پیئے تو کیلی سوار بیکر مست ہوئی اور امیر کے زانو پر آکے بیٹھی اور اپنی رغبت
دیکھائی تب امیر نے عمر سے فرمایا کہ نکاح پڑہو عمر نے بموجب حکم امیر کے عقد پڑہا تب امیر اور کیلی سوار
عیش و عشرت مین چند روز مشغول تھے کہ یہہ خبر کنجال شاہ کیلانی کو پہنچی کہ حمزہ کیلی سوار سے عیش

مین مشغول ہی اور شراب پیتا ہی تب کنجال شاہ کتنے ہزار سوار لیکر آیا اور نزدیک محل کے کھڑا رہا
اور کیلی سوار کو خبر کی تب کیلی سوار نے حمزہ سے کہا کہ میرا باپ آیا ہی اگر حکم ہووے تو باہر جاؤن اور اسکا
سر تن سے اتار لاؤن امیر نے فرمایا کہ وہ آخر تیرا باپ ہی تجھے اسکا سر کاٹنا مناسب نہین ہی یہہ فرماکر
امیر کشور گیر آپ اٹھے اور بالاخانے سے نیچے اترے جب کنجال شاہ نے امیر کو دیکھا تو پکارا کہ ای
عرب تیرا دماغ یہان تک پہنچا ہی کہ بادشاہونکی بیٹیونکو بازو کے زور سے اپنے خرچ مین لاتا ہی مین
کچھ نوشیروان نہین ہون کہ اسبات کا تحمل کرون گا اب جان میرے ہاتھ سے کہان لیجاویگا یہہ کہکر
تروار کھینچی اور امیر پر چلائی امیر نے ہاتھ اسکا پکڑا اور کمان اسکی گردن مین ایسی ماری کہ الگ
گھوڑے پر سے زمین پر گرا امیر بھی کود کر اسکے سینہ پر بیٹھے اور کہا بول خدا ایک ہی اور دین مہتر ابراہیم کا
برحق ہی کنجال شاہ کیلانی نے اقرار کیا پھر امیر نے اسے چھوڑ دیا اور اپنے محل مین تشریف لائے
اور کنجال شاہ کیلانی بھی اپنے دولتخانہ مین گیا اور یہہ خبر بکرٹے اور مسلمان کرنیکی مشہور ہوئی کہ امیر کشور گیر نے
کنجال کیلانی کو پکڑا اور مسلمان کیا ارزانگیر کو بھی یہہ خبر ہوئی وہ مکارہ راتکو اٹھی اور ہتیا کمر سے لگائے پھر
گھوڑے پر سوار ہوکر کیلی سوار کے محل کے نزدیک آئی اور آہستہ گھوڑے پر سے اتر کر اندر محل کے گئے
تو دیکھا کہ امیر کشور گیر اور وہ کیلی سوار ملکر سوتے ہین تب ارزانگیر نے اپنے دل مین کہا کہ دیکھو یہہ عرب مجھے
قبول نہ کرکے اسکے ساتھہ سوتا ہی اب مین بھی ایسا کرتی ہون کہ ان دونو کو جہان سے اٹھاتی ہون
یعنے جان سے مارتی ہون پس یہہ کہکر کمان ہاتھہ مین لی اور تیر کو چلے پر لگایا اور چاہا کہ کمان کو کھینچکر تیر
مارے سو خدائے تعالی کے حکم سے کمان کا چلا ٹوٹ گیا اور تیر اسکا جوڑا تھا سو زمین پر گرا بموجب شعر کے
اگر تیغ عالم بجنبد زجائے نبرد رگے تا نخواہد خدائے جاکو راکھے سائیان مار سکے کوئے بال نہ بنکا
کرسکے جو جگ بیری ہوئے غرض آواز کمانکی ٹوٹنے کی کیلی سوار نے سنی ہشیار ہوئی اور ارزانگیر کو دیکھا
پس امیر کو تو نہ جگایا اور آپ آہستہ اٹھکر ڈھال و تروار ہاتھہ مین لیکر چلی ارزانگیر بانو نے جب آتے دیکھا تب
بالاخانہ پر سے نیچے اتر کر راہ جنگل کی لی تب کیلی سوار نے گھوڑے کی ننگی پیٹھہ پر سوار ہوکر دنبالہ اسکا کیا
اور اسی وقت امیر بھی ہشیار ہوئے سو اپنے عورتکو نہ دیکھا تب باہر آئے تو دیکھا کہ ایک سوار کا دنبالہ کئی
جاتی ہی تب امیر بھی اشقر پر سوار ہوکر اسکے پیچھے چلے ارزانگیر جب بمقدار ایک تیر کے چلے گئی تب
گھوڑے کو پھرا کر کیلی سوار کو پکار کر بولی کہ ای گیسو بریدہ و شوخ دیدہ امیر کے ڈر سے تجھے یہان لائی
ہون اب تو جی میرے ہاتھہ سے کہان لیجاویگی یہہ کب روا ہی کہ مین اسکے فراق سے جلتی ہون اور
تو اسکے ساتھہ عیش کرتی رہے یہہ بولکر کیلی سوار پر حملہ کیا سو امیر نے دیکھا کہ دونو آپسمین لڑتیان ہین

تب امیر کشورگیر دور کھڑے رہکر تماشا دیکھنے لگے جب کہ یہہ دونو خوب جنگ مین تہین اسوقت ارزنگیر
نے تروار کیلی سوار پر ماری تب کیلی سوار نے ڈہال کے چھپٹے سے رد کی اور قابو پاکر کیلی سوار نے
اسکے دوال کمر مین ہاتھہ ڈالکر پکڑا اور زور کر کے گھوڑے پر سے اٹھایا اور سر پر لیجا کر ایسا زمین
پر مارا کہ ارزانگیر جہنم مین گیا جب یہہ حال امیر نے دیکھا تب پکار کر کہا کہ ای نادان اس بدبخت کو کیون
مارا کہ یہہ عورت نوشیروانکی تھی کیلی سوار نے پکار کر کہا یا امیر ایسے کا مارنا ہی خوب تھا اور اب پچتانا
کیا فایدہ رکھتا ہی نظم بودنی بود ہرچہ خواہد بود ؛ غم بدل داشتن ندارد سود ؛ گرگ از گلہ گوسفند ربود ؛
ہای ہوی شبان ندارد سود ؛ تب امیر نے فرمایا کہ جب اسکے مرنے کی خبر نوشیروانکو پہنچیگی تب
وہ اور سب لوگ ایسا بولینگے کہ اسے حمزہ نے مارا ہی پھر نوشیروان بہت شرمندہ ہوگا یہہ کہکر امیر اور کیلی سوار
دونو ملکر محل مین گئے اور ساری رات عیش مین رہے جب فجر ہوئی تو یہان نوشیروان نے اپنے
عورتکو پلنگ پر ندیکھا تب حکم کیا کہ دوڑو اور ڈہونڈو تب ہرکارے اور عیار دوڑے اور ڈہونڈتے ڈہونڈتے
کیلی سوار کے محل کے نیچے آئے اور ارزانگیر کو مردہ پایا تب اٹھاکر نوشیروان کے نزدیک لائے
اور کہا کہ کیلی سوار کے محل کے نزدیک موئی ہوئی پڑی ہی تب بادشاہ نے اپنے دلمین کہا کہ بے
شک یہہ بدکارہ حمزہ کے نزدیک گئی ہوگی تو حمزہ نے اسے مارا ہوگا تب بہت شرمندہ ہوا اور اپنے
دل مین کہا کہ میرا کام یہانتک ابتر ہوا کہ میرے عورت عاشق دوسرے کی ہوکر مجھے یہان اکیلا سوتا چھوڑا
کر آپ باہر گئی اب یہہ منہہ کالا مین کسکو دکہاؤنگا بس اسیوقت اپنے غلامونکو بلاکر کہا کہ ای غلامو تم
اسیوقت میرے ساتھی ہو یا نہین کہ مین کچھہ دنون سوداگری کیا چاہتا ہون اور اس بادشاہی کو
چھوڑ دیتا ہون تب سب غلامون نے سر زمین پر رکھکر کہا کہ جو حکم بادشاہ کا ہی اس پر ہم راضی ہین تب
آدمی راتکو اٹھکر مال و اسباب اور یاقوت و زمرد و جواہر ہر ایک قسم کا لیکر اور اسی ہزار غلام لیکر کیلی
شہر سے باہر نکلا اور راہ چین کی لی تب جہان جاتا تھا وہان سوداگر کھلاتا تھا اور خوشی سے کہاتا پیتا
تھا اور یہان جب فجر ہوئی تب چوکیدارون نے نوشیروانکو تخت پر نہ دیکھا تب شور و غل مچایا اور سب وزیر
و امیر اور اسکے ساتھہ کے بادشاہ جمع ہوئے اور آپسمین کچھہ کہنے لگے تب ہرمز اور بختک نے کہا
کہ حمزہ اور عمر بن عمیہ بادشاہ کو لیگئے ہوونگے تب بزرجمہر نے کہا کہ بہلا ایک نوشیروانکو تو عمر لیگیا
لیکن یہہ کہو کہ اسّی ہزار غلام اور اتنا مال و اسباب کون لیگیا اور کیا ہوا تب تو ہرمز اور بختک چپ ہو رہے
پہر بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ اپنی عورت کی شرمندگی کے مارے اپنے ملک سے باہر گیا ہی تب ہرمز
کو سارے وزیرون اور امیرون نے ملکر تخت پر بیٹھایا اور آپ نوشیروانکو ڈہونڈنے لگے تب بھی

خبر نہ پائی یعنی یہہ جو بادشاہ سوداگری کرتا چلا جاتا تھا قضاۓ کردگار رستہ مین خطا اور ختن کے ایک
چور بہرام نام ہزار سوار سے چوری و رہ زنی کرتا تھا اور بہرام خود بھی بڑا سخت پہلوان تھا سو اسنے
سنا کہ بڑا قافلہ آتا ہی پس وہین راہ پکڑ کے وہ کھڑا رہا اور جب نوشیروان نے سنا کہ آگے چور ہین تب
پیچھے ہٹا اور وہان اترا جب رات ہوئی بہرام نے ڈاکا ڈالا اور نوشیروانکو جیتا پکڑا اور تمام مال و اسباب
لوٹ لیا اور کئی غلام مارے گئے اور کئی بہرام کے ہاتھ لگے اور باقی بھاگ گئے پس بہرام نوشیروانکو
باندھ کر اپنے ساتھ لیگیا اور کئی ایکروز رکھا ایک روز نوشیروانسے بہرام نے پوچھا کہ ای بڈھے بول تو
کون ہے اور کون سے سوداگری کرتا ہی تب نوشیروان نے کہا کہ مین قباد شہریار کا بیٹا ہون یہہ کہکر
اپنی ساری حقیقت کماحقہٗ بیان کی تب بہرام نے کہا کہ اے بڈھے گدھے کیون جھوٹھ بولتا ہی اور
بادشاہ کو بدنام کرتا ہی کسواسطے کہ نوشیروان ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوکر تخت چھوڑ کر سوداگری
اختیار کریگا جا دور ہو میرے سامنے سے منہہ مت دکہا تب نوشیروان اکیلا وہان سے مانند فقیرون کے
بہرام کے پاس سے باہر نکلا اور باہر آکے خطا کی راہ لی بعد چندروز کے خطا کے شہر کو پہنچا اور وہان
جاکر ایک جگہہ بازار مین گھر لیکر رہا تب کئی آدمی اسکے آس پاس بیٹھے سو ایکروز ایک شخص نے پوچھا کہ ای فقیر تو
کون ہی کہ تیرے پیشانی پر دولت کا اثر ہی سو تیرا نام کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ میرا نام نوشیروان ہی
مجھے اس چرخ بیدار نے گردش مین لاکر خاک مین ملایا ہے تب یہہ خبر رفتہ رفتہ خطا کے بادشاہ کو پہنچی
کہ ایک بڈھا اس شکل کا آیا ہی سو کہتا ہی کہ مین نوشیروان ہون تب بادشاہ نے کہا کہ اسے لے آو
القصہ جبکہ نوشیروانکو لیگئے تب بادشاہ خطا کا دیکھکر حیران ہوا اور کہا ای فقیر کیون نام نوشیروان کا
بدنام کرتا ہی اگر دوسرے بار یون کہلاویگا تو تجھے شہر سے باہر نکالدونگا نوشیروان نے سنا اور
ایک بھٹیارے کے یہان گیا اس بھٹیارے نے اسے رکھا تب نوشیروان کیا کیا کرتا کہ جو کوئی کہ بھٹیارے کے
یہان کھانا کھاکر جاتا جو کچھہ کہ جھوٹا چھوٹا پڑتا سو کھالیتا کتنے دن اسی طرح سے وہان گذرے
ایکروز اس بھٹیارے نے پوچھا کہ ای بڈھے تو کون ہی تب اسنے کہا مین نوشیروان ہون تب بھٹیارے نے
کہا ای بڈھے گدھے بادشاہ کا نام کیون بدنام کرتا ہی دور ہو اور مجھے تیرا منہہ مت دیکھا پھر نوشیروان
خطا کی شہر سے نکلا اور ختن مین گیا تب لوگ وہان کے پوچھنے لگے تو کون ہی اسنے کہا مین نوشیروان
ہون تب لوگون نے جاکر ختن کے بادشاہ سے کہا کہ ایک بڈھا ایسی شکل کا اس شہر مین آیا ہی اور
بادشاہ ہفت اقلیم کو بدنام کرتا ہی کہ مین نوشیروان ہون تب شاہ ختن نے کہا کہ ایسے شخص کو شہر سے
بدر کرو تب نوشیروان وہان سے پھر نکلا اور آتشکدہ نمرودی مین آیا وہان غلام نوشیروانکے

لکڑہارون کے سات لکڑیان لاتے تھے اور روٹی انکو کہانے کو ملتی تھی اور ہمیشہ وہ آگ جلتی تھی کبھی نہ بجھاتے تھے پس نوشیروان بھی اپنے غلامون کے پاس آیا تو کسی غلام نے اسے نہ پہچانا تب آپنے کہا مین نوشیروان ہون مجھے گردش فلک نے اس حال کو پہنچایا ہی تب غلامون نے سنکر مارتے مارتے اسکا منہہ لعل کیا غرض کہ پہر نام اپنا کبھی زبان پر نہ لایا اور فقیرون مین رہنے لگا جب کئی روز گذرے وہان کے خادمون نے اسے کہا ای بڈہے یہان تین روز تک خیرات کا کھانا ملیگا اور بعد تین روز کے بغیر از لکڑیان لانے کے کسیکو کہانا نہین ملتا ہی اگر تو بھی لکڑیان لاویگا تو تجھے کہانا دوینگے یہہ سنکر نوشیروان ضرورت کو لکڑیان لانے لگا اور لکڑیان لانے والون کے ساتھ ہمیشہ اسیطرح سے جاتا اور موافق بوجھ کے اٹھا لاتا پس اسی موافق اسے خادم وہان کے کھانا دیتے لیکن نوشیروان کا پیٹ نہ بھرتا تھا مگر صبر کرتا تھا پس ایک مدت یونہین گذری پر ہرمز کو نوشیروان کی خبر نہ ملی کہ کھان ہی تب ایک دن ہرمز نے بزرجمہر سے پوچھا کہ ای وزیر پر تدبیر بول کہ بادشاہ فی الحال کہان ہی بزرجمہر نے کہا کہ ختن کیطرف ہی تب ہرمز نے کہا کہ کوئی بادشاہ کے پاس جاکر خبر لاوے تو مناسب ہے تب بزرجمہر نے کہا کہ امیر حمزہ جاویگا تو خبر تو کیا خود نوشیروان کو لے آویگا اور تخت پر بھی بیٹھاویگا وگرنہین تو تمام عمر سرگردان ہوکر مریگا تب ہرمز نے ماں کی طرف سے یعنے رزینہ کفش کیطرف سے امیر کو لکھا کہ ای فرزند امیر حمزہ جان کہ مدت ایک سال کی گذرے جو نوشیروان غایب ہوا ہی اور کوئی نہین جانتا کہ کھان گیا ہی اور کھان ہی اور بزرجمہر ایسا کہتے ہین کہ اگر حمزہ جاویگا تو بادشاہ کو لاکر تخت پر بیٹھاویگا اور نہین تو بادشاہ کو موا جان جب یہہ نامہ رقم ہوا تب امیر کو پہنچایا تب امیر نے نامہ لیا اور لفافہ کہولکر پڑہا اور کہا ای عمر تم جاؤ اور بزرجمہر سے پوچھو کہ کسطرف کو جاؤن جو بادشاہ کو پاؤن تب عمر بن عمیہ بزرجمہر کے پاس گئے اور پوچھا تو بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ تن تنہا پیادہ پا خطا و ختن کا سفر کریگا تو بادشاہ کو پاویگا وگرنہین تو خدا جانے کیا حال اسکا ہوویگا تب عمر نے آکر بزرجمہر کا کہا ہوا سب امیر حمزہ کو سنایا اسوقت امیر نے نیک ساعت دیکھکر ہتیار کمر سے باندہے اور اسکے اوپر چمڑا سمندر ونکا پہنا اور لکڑی شمشاد کی ہاتھ مین لی اور یارون سے وداع ہوکر روانہ ہوئے باقی داستان فردا ئے شب

اٹھتالیسوین داستان

جب امیر حمزہ رخصت ہوکر اپنے یارون سے باہر آئے اور راہ خطا و ختن کی لی تب دس دن چلے جاتے تھے اور خبر نوشیروان کی پوچھتے تھے تب ایک شخص نے کہا کہ ایک سوداگر بہت مال و اسباب

لیکر اس راہ سے جاتا تھا سو بھرام چور نے اسے لوٹ لیا لیکن مین نہین جانتا کہ اسے چھوڑا یا نچھوڑا جب یہ
حقیقت امیر نے سنی تب اس قلعہ کے نیچے آکر ایک ایسا نعرہ مارا کہ سارا کوٹ تھرانے لگا اور سے ملنے
بھرام نے سنا تب ہزار سوار سے باہر آیا تو امیر کو اکیلا دیکھکر گھوڑا میدان مین کودایا اور گرز امیر کشورگیر پر چلایا
تب امیر نے اسکا گرز ہاتھ کی لکڑی سے رد کیا اور جب امیر کی نوبت پہنچی تو اسے شمشاد کی لکڑی سے
بھرام کو مارا پس وہ لکڑی لگتے ہی بہرام کو طاقت نرہی اور زمین پر گرا وہین امیر اسکے چھاتی پر سوار ہوئے
اور کہا کہ بول خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم کا برحق ہی تب بہرام بولا تو کون ہی امیر نے کہا مین حمزہ
بن عبدالمطلب ہون جب بہرام نے حمزہ کا نام سنا تب حیران ہوکر انگلی دانتون مین پکڑی اور مسلمان ہوا اور
امیر کو قلعہ مین لیجاکر شرط مہمانی کی بجالایا اور حقیقت مفصل پوچھی تب امیر نے احوال نوشیروان کا اور
اپنا کہا تب بہرام نے سر خدمت زمین ادب پر رکھکر کہا کچھ تقصیر مجھسے البتہ ہوئی ہی اور میرے ہی سبب سے
بادشاہ حیران ہوا ہی تب امیر نے کہا ای بھرام کچھ تجھے خبر ہی کہ نوشیروان اب کسطرف کو گیا ہی بھرام
نے کہا کہ شہر خطا کو گیا تھا تب امیر کشورگیر نے بہرام سے کہا کہ تو یہان رہ اور مین اسے ڈھونڈھنے کو
جاتا ہون بہرام نے کہا کہ مجھے یہان کیون چھوڑے جاتے ہو مین بھی تمہارے ساتھ چلونگا تب امیر نے
فرمایا تجھے اختیار ہی تب بہرام نے ہزار دام درم کمر مین باندہے اور ہتیار بھی لگائے پہر امیر کے ساتھ
چلا تب امیر اور بھرام چلتے چلتے خطا کو پہنچے اور شہر مین گئے اور نوشیروانکو ڈھونڈنے لگے اور لوگون سے
پوچھتے تھے کہ ایک بڈہا اس شکل کا ہمارے سے گم ہوا ہے اگر کوئی خبر رکھتا ہو تو ہمکو بتاؤ تب ایک شخص نے
کہا کہ اس بڈہے کم ہوئے کو پوچھتے ہو سو یہان آیا تھا اور بھٹیارے کے یہان رہتا تھا تب امیر اس
بھٹیارے کے دوکان پر گئے اور کہانا مول لیا اور کھایا پھر بھٹیارے سے حقیقت پوچھی تو اسنی
کہا کہ کئی روز ہمارے یہان تھا اور ایسی باتین سنکر اسے ہمنے دور کیا تو وہ ختن کیطرف گیا ہی تب
امیر نے وہان سے ختن کی راہ لی اور راہ طی کرکے وہان پہنچے تب وہان کے لوگون سے خبر پوچھے
وہان پتا پایا کہ آتشکدہ نمرودی مین گیا ہی تب امیر و بہرام دونو آتشکدہ نمرود دیکو گئے اور لنگرخانہ مین
اترے جب وہان کے حوالدارون نے دیکھا کہ دو آدمی آئے ہین تب کہانا پانی لاکر انکو دیا امیر اور بہرام
نے کہایا اور بیٹھے تا کہ عصر کا وقت آیا تب سارے لکڑہارے بوجھے لیکر آئے اور آتشکدہ مین لکڑیان
ڈالین اور ایک ایک روٹی اور پیالہ آشکا لیا پھر نوشیروان بھی آیا سو تھوڑے لکڑیان سر پر لایا تھا سو اس
آتشکدہ مین ڈالکر اپنے غلامون سے روٹی طلب کی تب ایک غلام نے تھوڑی روٹی اور پانی دیا اور
کہا ای بڈہے تو لکڑیان نہین لاسکتا ہی تو تجھے روٹی کیونکر ملے گی پس نوشیروان نے وہ روٹی

لیکر صبر کیا اور پانی پیا اور ایک گوشہ پکڑکر بیٹھا امیر نے یہہ حال دیکھکر بہت روئے اور کہا کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ یعنے خدائے تعالی جسے چاہتا اسے عزت دیتا ہی اور جسے چاہتا ہی اسے خوار کرتا ہی یہہ وہی نوشیروان ہی کہ جسکے آگے زربفت کا سفرہ بچھایا جاتا تھا اور اسکے اوپر سونے روپے کے باسن چُنے جاتے تھے اور ایک کوس تک کھانا رکھا جاتا تھا سو آج ایک نوالے کھانیکا محتاج ہوا ہی پھر وہان کے حوالدارون نے ایک خوان اچھا کھانیکا امیر و بہرام کے آگے لائے تب امیر نے کہا ای بہرام تو جاکر نوشیروانکو بلا لا اور آپکو اور مجھے ظاہر نکر اور اسے بھی نوشیروان نام سے مت پکار بلکہ یون بول کہ ای بڈھے کہانا کہانے کے واسطے میرے ساتھ آ تب بہرام اٹھکر نوشیروانکے نزدیک آیا اور کہا کہ ای بڈھے ہمارے ساتھ کہانے کو چل پس نوشیروان نے کھانیکا نام سنتے اٹھا اور بہرام کے ساتھ امیر کے نزدیک آیا جب امیر نے نوشیروانکو دیکھا سو اٹھکر سلام کیا اور گلے لگایا اور ملکر بہت روئے تب نوشیروان نے کہا ایجوان تو کیون روتا ہی اور ایسی غریب نوازی کرتا ہی امیر نے کہا میرا باپ تیری صورت کا تھا اسواسطے روتا ہون بعد ازان امیر اسے بازو کے برابر لیکر بیٹھے اور اپنے ہاتھ سے کہانے کے نوالے بناکر اسکے منہہ مین دئے نوشیروان نے کہانا کہایا جب نوشیروان کا پیٹ بھر گیا تب پوچھا کہ ایجوان تو کون ہی اور کیا نام ہی اور کہان سے آتا ہی امیر نے کہا کہ مین مرد سپاہی ہون اور ہمیشہ مسافری کرتا پھرتا ہون لیکن ای بڈھے تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی بڈھا بولا کہ ایجوان اگر مین اپنا نام بتاؤنگا تو تو اسیوقت میرے تئین اپنے پاس سے دور کریگا امیر نے قسم کھائی کہ مین ہرگز تجھے کبھی جدا نکرونگا بلکہ دس حصہ زیادہ غمخواری کرونگا لیکن سچ بول تب اس بڈھے نے کہا کہ مین نوشیروان ہون اور قباد شہریار کا بیٹا ہون بادشاہ ہفت کشور ہون گردش فلکی نے میرا یہہ حال کیا ہی امیر نے کہا ای بادشاہ تیری بادشاہی اور لشکر و حشم ہوکر تو نے آپکو کیون خواری مین ڈالا ہی تب نوشیروان نے کہا کہ اس بدبخت عرب کے ظلم سے مین نے اپنا ملک و مال و تخت و تاج چھوڑکر سوداگری مین چندروز خوش گذران کی تھی لیکن ایکا ایک چورون نے آکر راہ پکڑ لی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا تب اپنی حقیقت ابتدا سے انتہا تک ظاہر کی اور کہا کہ اب خواری مین پڑا ہون تب امیر نے کہا کہ حمزہ نے تیرے اوپر کیا ظلم کیا کہ نوشیروان نے کہا کہ وہ اول میرا مطیع تھا بعد از میری دختر پر عاشق ہوکر مجھ سے پھرا امیر نے کہا کہ وہ قصد بادشاہی کا رکھتا تھا مگر تمہین ہر بار اسکے دشمن ہوکر اسے رنج دیتے رہے نوشیروان نے کہا کہ ایجوان سچ تو بھی ہی جو تو بولتا ہی اگرچہ حمزہ کچھ میری جان کا قصد نہ رکھتا تھا اور ملک بھی میرا میرے سے نہ چھینتا تھا لیکن بادشاہون اور وزیرون نے میرے اسکے درمیان مین

مخالفت ڈال کر میرے تئین شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک پھرانے کو لگایا ہی تب امیر نے کہا اگر مین حمزہ
کو باندہ کر تجھے لا دون تو تو اسکو کیا کریگا اور مجھے کیا انعام دیویگا نوشیروان نے کہا ایفرزند وہ دن
کون سا ہوگا کہ اس گردن کش کو باندہ کر میرے ہاتھہ مین دیویگا تب امیر نے کہا کہ خاطر جمع رکھہ کہ مین
حمزہ کو پکڑ کر تجھے سونپونگا تب نوشیروان بولا کہ سوگند ہی مجھے بڑے لات کی اور قسم ہی چھوٹے
منات کی اگر تو حمزہ کو پکڑ کر مجھے دیویگا تو مین تجھکو میری چھوٹی بیٹی مہرافروز دونگا اور تجھے میرے دامادی
مین قبول کرونگا القصہ امیر نے نوشیروان سے شرط کر کے اسکا قول کیا اور نوشیروانکی بہر وجہ
غمخواری کرنے لگے راوی یون روایت کرتا ہی اور استاد کتاب کا حکایت کرتا ہی کہ جب
نوشیروان نے چند روز امیر کے ہاتھہ سے کھانا کھایا تو پیٹ بھرنے لگا اور اسکو لذیذ مزیدار معلوم دیا
دیگر صحیح روایت یہہ ہی کہ امیر نے یہانتک خوبی کی کہ ہر روز بیس یا تیس بار نوشیروانکا جانے ضرور د ہوتے
لیکن وہ اپنی منافقی سے نہ گذرا یعنے اسیطرح کہتا تھا کہ افسوس مین مسافری مین مرجاؤنگا تو اس عرب کو
سزا کون دیوے گا یہہ سنکر امیر جواب دیتے کہ ای بادشاہ تو خاطر قوی رکھہ کہ اس عربکو مین آپ باندہ
کر تیرے حوالے کرونگا غرض کہ جب وہان تین دن گذرے تو وہانکی مہمانی موقوف ہوی تب آتشکدہ
کے حوالدار بولے کہ ایعزیزو تم تین دن ہمارے مہمان تھے اب بغیر لکڑیان لائے کے تمہین کھانا نہ
دیوینگے نہین تو جہان آپکی خوشی چاہیے وہان چلے جاو غرض امیر و بھرام و نوشیروان نے وہان سے
راہ جنگل کی لی اور جاتے جاتے ایک جھاڑ کے نیچے بیٹھے اور توشہ کھایا اور سو رہے جب دوسرے
لوک لکڑیان توڑنے لگے اسوقت نوشیروان نے کہا کہ ایفرزند و تم کیا سوتے ہو کہ دوسرے لوک لکڑیان
جمع کرتے ہین پہر تم کب جمع کروگے اور کسوقت لیجاوگے امیر نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھہ اور تو بھی سو رہ
تیرے واسطے ہم لکڑیان جلینگے اتنا کہکے سو رہے تب نوشیروان ایک ساعت بیٹھا اور اپنے دل مین
اندیشہ کیا کہ یہہ دو لوکے جوان ہین سو اپنی زہد سے کہانا پیدا کر سکتے ہین اور مین بیچارہ غریب ناتوان
ہون کہان سے پیدا کرونگا یہہ سو رہے ہے تو کچھہ مضایقہ نہین مین نہ سوؤنگا یہہ سوچ کر اٹھا اور لکڑیان
لیجانے والون کے ہر ایک بوجھہ مین سے تھوڑی تھوڑی چرائی اور ایک جگھہ باندہ کر رکھا تب امیر
ہشیار تھے سو سارا تماشا نوشیروان کا دیکھا اور افسوس کہا کر شکر بدرگاہ پروردگار کیا اور اپنے
دل مین کہنے لگے کہ کیا نوشیروان کا حال تھا اور کیا ہوا یہانتک کہ ناہموار اسے کر دیا کہ اسنے سارے
دنیا کی بادشاہی سے فقیری لی اور فقیری سے بھی چوری اختیار کی سو سب یہہ تماشا دیکھکر امیر سو رہے
جب نوشیروان نے لکڑیان جمع کین اور امیر کے بازو سے آکر بیٹھا تب امیر نے اپنے تئین ہشیار

کیا تو نوشیروان نے کہا ای فرزند آٹھو دن آخر ہوا کب لکڑیان جمع کروگے اور مین نے تمہارے
سونے تک اپنے واسطے لکڑیان لایا ہون امیر نے فرمایا مین نے تجھے منع کیا تھا تو کاہے کو لایا اور
محنت و مشقت کس واسطے اٹھایا تب نوشیروان نے کہا ایفرزند اب ہوا سو ہوا لیکن بار دیگر ایسا نہ
کرونگا جو تم فرماؤ گے وہی کرونگا القصہ امیر و بھرام اٹھے اور پرانے سوکھے جھاڑ و نکو جڑ سے
اوکھاڑا اور زمین پر دے مارا اور لکڑیان توڑ کر بڑے بڑے دو بوجھہ باندھے اسوقت سب لکڑہارے
دیکھکر حیران ہوئے اور دل مین کہنے لگے کہ یہہ دو نو دیو ہین یا غول بیابانی کیونکہ آدمی کو اتنی قوت
نہین ہے غرض امیر و بھرام لکڑہارون کے برابر بوجھہ سر و نپر لیکر چلے نوشیروان مین طاقت نہ تھی
کہ سر پر بوجھہ لیکر چلے تب امیر نے اسکا بوجھہ اپنے پر رکھکر اسکو بھی اسپر بٹھایا اور لیچلے جب
آتشکدۂ نمرودی کے نزدیک آئے تو بادشاہ کو اتارا اور لکڑیان آگ مین ڈالین تب حوالدار وہان کے امیر
و بھرام کے بوجھہ دیکھکر حیرت مین آئے اور اپنے دلمین کہنے لگے کہ یہہ دو بوجھہ تمام آتشکدہ کو بس ہین تب
انہون کے واسطے کھانا لذیذ و مزے دار لائے اور کہا کہ تمہارے واسطے کھانا لائے ہین سو تم
کھاؤ پھر بولے کہ ای بزرگوارو تم اب تین روز تک پھر لکڑیان کے واسطے نجاؤ اب تین دن تک
پیٹ بھر کے کھانا نوش کرو پھر اگر آپکی خوشی ہووے تو ایک آدمی لکڑیون کو جاوے بعد سب
لکڑہارون کو بھی کھانا دیا امیر و بہرام و نوشیروان ان تینون نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا پس اسی روش
سے ہمیشہ امیر و بھرام و بادشاہ لکڑیان لایا کرتے تھے اور آتشکدہ مین رہتے تھے آخر ایک روز
امیر نے نوشیروان سے پوچھا کہ کچھہ معلوم ہے کہ آتشکدہ مین مال کہان سے خرچ ہوتا ہے اور کون تصرف
کرتا ہے نوشیروان نے کہا کہ ایفرزند سب نفر میرے ہین اور یہہ مال بھی میرا ہے خرچ ہوتا ہے امیر نے
کہا کہ تو اپنے تئین انہون کے سامنے کیون نہین ظاہر کرتا ہے تب بادشاہ بولا کہ احوال اپنا مین نے
انہون سے ظاہر کیا تھا تب انہون نے میرے منہہ پر تماچے مارے یہان تک کہ سب منہہ میرا سوجھہ گیا
تھا تب امیر کہنے لگے کہ اگر تو قسم کھاویگا کہ دوسرے بار آگ کو نہ مانونگا اور پوجا بھی نکرونگا تو مین
ابھی سب حوالدارون کو آتشکدہ کے مار ڈالتا ہون اور اس آتشکدہ کو بھی خراب کرتا ہون تب نوشیروان
نے قسم کھائی اور بولا کہ کبھی آگ کو نہ پوجونگا اور بلکہ آتش پرست کی تعظیم بھی نہ لونگا اور مین بھی نہ کرونگا
تب امیر و بھرام آتشکدہ مین آئے اور اندر جاکے دروازے بند کئے اور ایک ایک آدمی کو
اٹھاکر آگ مین ڈالا یعنے سب آتش پرستونکو دوزخ مین بھیجے اور وہانکے عمارت سب در و دیوار توڑ تاڑ کر
ویران کر ڈالے دوسرے لوگ جو ان مین بزرگ و دانا سے تھے انہون نے امن مانگی تب امیر بولے کہ ای بدبختو

بادشاہ ساری دنیا کا یہان آوے اور تم اسکو کہانا اور پانی نہ دیوے اور اسکی کچھ بھی برداشت نہ اٹھائی
یہہ بات کس ملک مین رواہی تب انہون نے کہا کہ ہمنے بادشاہ کو پہچانا نتھا اب یہہ قصور ہمارا معاف کرو
القصہ خود نوشیروان نے باقی لوگونکو امیر کے ہاتھہ سے چھوڑا دیا پہر آپ کوٹہیان توڑنے لگے تب انمین
سے بہت سا مال نکلا سو وہ خزانہ لیکر ترتیب سلطنت کی درست کی تب ایک آواز آتشکدہ کے چوگرد سے
آئی کہ بادشاہ ہفت کشور یہان پیدا ہوا ہی یہہ آواز سنکر ساری خلق آنے لگے اور تسلیمات بجالانے
لگی پہر کتنے دن وہان سکونت کی پہر نوشیروان کو بڑے دبدبے شان وشوکت سے لیچلے چلتے چلتے
ختن کو پہنچے تب ختن کے بادشاہ کو خبر پہنچی کہ نوشیروان آیا تب اسنے آپ جا کے استقبال کیا نوشیروان
نے کہا ای فرزند اس حرامزادیکو مارو کہ اسنے میرے تئین فضیحت کیا تھا تب ختن کے بادشاہ نے امیر سے
پناہ مانگی اور کہنے لگا کہ مین نے پہچانا نتھا کہ یہہ نوشیروان ہی یہہ گناہ مجھسے نادانستہ ہوا سو آپ بخشنا
پس امیر نے فرمایا کہ ای بادشاہ اس حال سے تمہارے دشمن آئے تھے یقین ہی کسی نے نہ پہچانا ہوگا اور اطاعت
نکی ہوگی اب اسکی تئین بخشو تو مین حمزہ کو باندہ کر لا دیتا ہون جو کچھ تمہارا جی چاہے سو اسے کرنا پہر وہان سے
کوچ کیا تو خطا کی سرحد مین آئے تب خطا کا بادشاہ آیا اور استقبال کیا اور بہت عذر و معذرت درمیان لایا
اور امیر سے پناہ مانگی تب امیر نے روکر بادشاہ کے پاس سے امان دلائی اسوقت ہرمز سارا لشکر نوشیروان
کا لیکر خطا مین پہنچا تب امیر نے کہا نوشیروانکو کہ آو تم اور ہم ملکر تمہارے لشکر مین اور دیکھین کہ تمہارے
تئین کوئی پہچانتا ہی کہ نہین غرض اپنا لشکر وہان چھوڑ کر اور نوشیروان کے لشکر کے بازار مین آئے تب ایک
بھٹیارے کی دوکان مین جاکر کہانا خرید کیا اور کہانے کو بیٹھے کہ قضا کار مقبل حلبی اشقر دیوزاد کو پانی پلانے کو
لئے جاتا تھا سو یکایک اشقر کو باس امیر کی آئی پس اشقر وہین کھڑا ہو رہا مقبل نے ہرچند گھوڑے کو چلایا
لیکن اشقر مطلق وہان سے نہ ہلا تب تمام خلایق شہر کے تماشے کے واسطے جمع ہوئے اتنے مین عمر بن عمیہ
بھی وہان آیا اور یہہ تماشا دیکھا سو دریافت کیا کہ اشقر نے بو امیر کے پائی ہی اس سبب سے یہان سے
ہلتا نہین ہی تب اسیوقت عمر اس بھٹیارے کے بالاخانہ پر لگئے تو کیا دیکھا کہ امیر و نوشیروان و بہرام یہہ تینون
کہانا کہاتے ہین دیکھتے ہی عمر پکارا کہ ای امیر آنا مبارک اسوقت نظر نوشیروانکی عمر بن عمیہ پر پڑی تو پہچانا
اور اپنے دل مین معلوم کیا کہ اتنے دنونتک حمزہ ہی یار اپنا تھا سو وہ ابتک اپنے ساتھہ ہی سو یہہ مقرر
ہی ہی القصہ جب تک کہ عمر بن عمیہ امیر سے ملے جلے نہین تھے کہ ایکبار دوسرے راہ سے نوشیروان کوٹھے
پر سے اتر کر بھاگا تب شور تمام لشکر مین پڑا کہ حمزہ نوشیروانکو لایا ہی پس اسیوقت ہاتھون ہاتھہ بادشاہ
کو لیجا کر تخت پر بٹھایا اور نقارے شادیانے کے اور دمامے خوشی کے بجانے لگے اور امیر بھی اپنے دولت

خانیکو تشریف فرما ہوئے اور سب یارون اور دوستون سے ملاقات کی اور ساری حقیقت نوشیروانکی
کہی باقی داستان فردا شب

انچاسوین داستان ۴۹

جب امیر مسافری سے آئے تب یارون کو کہا کہ مین نے نوشیروان سے اقرار کیا تھا کہ اپنے کو باندھ کر تجھے دونگا پس ای سعدبن عمرو عمر بن عمیہ اب تم مجھے باندھ کر نوشیروان کے پاس لیچلو دیکھو تو وہ کیا کرتا ہی تب عمر بن عمیہ نے کہا کہ ای امیر یہہ کیا کرتے ہو امیر بولے کہ مین اپنی شرط کو بجا لاتا ہون تا کہ اسکی دختر لون تب عمر معدیکرب بولے کہ اگر نوشیروان مار ڈالے تو تم کیا کروگے اسوقت امیر حمزہ نے کہا کہ بجز خدا ے تعالی کے مجھے کوئی نہ مار سکیگا تب یہہ کہکر امیر نے نوشیروان کے دربار مین جانے کے واسطے اپنے تئین باندھا اور سعدبن عمر کو بولے کہ لیچلو تب سعدبن عمر امیر کو نوشیروان کے پاس لیگئے اور دربار مین جا کر کہڑے رہے تب امیر کشور گیر نے کہا کہ مین نے شرط بادشاہ سے کی تھی کہ حمزہ کو باندھ کر تجھے لادونگا سو یہہ بندہ حاضر ہی جو تیرا جی چاہے سو کر نوشیروان نے سر نیچے کر لیا تب سو چکر بختک آگے ہوا اور کہا کہ ای بادشاہ ایسا قابو تو کہان پاویگا اب حکم دے کہ اس عربکی گردن اڑاوین تب نوشیروان دم نہ مارا تب امیر اپنے دل مین سوچے کہ یہہ بادشاہ ہنوز میرا دشمن ہے پس زور کیا کہ کمند توڑے اور سعدبن عمر سے کہا کہ بختک کو پکڑو اور دوسرے کافرون کو بھی مارو تب سعدبن عمر دوڑے اور بختک کو پکڑا امیر نے فرمایا کہ مار ڈالو جب سعد اسے مارنے لگے تو وہ غلام زادہ بادشاہ کے گھر مین بھاگ گیا تب امیر نے کئی کافرونکو جہنم مین بھیجا اور آپ اس فوج مین سے باہر آئے اور اپنے لشکر مین گئے پس دوسرے روز عمر بن عمیہ سے کہا کہ تم نوشیروان کے پاس جاؤ اور کہو کہ حمزہ بولتا ہی کہ مین نے جو عہد کیا تھا بجا لایا اور تو نے جو کچھ شرط کی تھی سو بجا نہ لایا اب تیری بیٹی مجھے دے تب عمر بن عمیہ نوشیروان کے پاس گیا اور پیغام امیر کا دیا اسوقت بادشاہ نے کہا ای عمر حمزہ سے بولو کہ مین نے شرط کی ہی سو بجا لاونگا تب عمر وہان سے پھر کر آئے اور جواب نوشیروان نے کہا تھا سو امیر سے کہا پھر نوشیروان نے وزیرون اور بادشاہونکو بلا کر مجلس مقرر کی اور مشورت کرنے لگا تب بادشاہ نے حضاران محفل مین ظاہر کیا کہ مین نے حمزہ سے اقرار کیا تھا کہ اپنی بیٹی تجھے دونگا سو تمارے عقل مین کیا آتا ہی تب سب کافر ملکر بولے کہ ایک بیٹی دیکر اپنی تئین سارے جہان مین فضیحت کیا اب دوسریکو بھی دیتا ہی سو بادشاہ اس زمانے کے تجھے کیا کہینگے تب نوشیروان نے کہا کہ ایکبار وہ داماد میرا ہو چکا اب شرم کیا ہی اور اس سے بہتر داماد دوسرا کون اس زمانے مین

ہو گا یہہ بول کر مجلس شادی کی آراستہ کی اور مبارکباد امیر کو دئے اور نیک ساعت مین کار خیر مہر افروز
کا شروع کیا تب امیر حمزہ نے بھی اپنے گھر مین شادیکا جشن شروع کیا اور مبارک روز ہمایون وقت
مین بیٹی نوشیروان کی اپنے گھر مین عقد کرکے لائے جب یہہ خبر چارون طرف عام ہوئی سو سبھی کافر
دشمن جانی امیر کے ہوئے اور بختک نے چارون طرف خط لکھہ کر روانہ کئے اور خطون مین یہہ مضمون لکھا
تھا کہ ای بادشاہان و ای شہزادگان تم کیا خواب غفلت مین ہو کہ حمزہ نے اپنے بازو کے زور سے
دو بیٹیان نوشیروانکی اپنے نکاح مین لائین اور داماد نوشیروان ہوا اگر تم زور کروگے تو ابھی پھیر دختر
پھیر لوگے اور جو بادشاہ نوشیروان کے پاس کے تھے سو ایکطرف ہوکے مصلحت کرکر ہرمز کے نزدیک
گئے کہ ای شہزادے نوشیروان تو اب بڈھا ہوا ہی اور عقل اسکی گم ہوئی ہی سو تو بیٹا اسکا ہی تجھے لازم ہی
کہ کوشش کرتا کہ سر ان عربونکے دھڑ سے اڑاوین وگرنہین تو ملک و بادشاہی و سرداری تمہارے
گھر سے جاویگی تب ہرمز نے کہا اب جو تم کہو اسبات پر مین راضی ہون پس سب کافرون نے ملکر اتفاق سے
کہا کہ اگر تو نوشیروانکو البرز کے پہاڑ پر لیجاویگا تو لاتعنے پہلوان و عادی پیدا ہووینگے و آوینگے کہ حمزہ کو
ہتیار سمیت گھوڑے پر سے اٹھا وینگے اور اب بادشاہ کو مداین مین بھیجکر تخت پر بیٹھا اور تو البرز کے پہاڑ
پر چل اور دیکھہ کہ کیا تماشا ہوتا ہی تب ہرمز نے قبول کیا اور نوشیروانکو بلا کر کہا کہ سارا لشکر تجھہ سے
پھرا ہی اگر تو حمزہ کے مارنے پر کمر باندہتا ہی تو بہتر وگرنہین تو سب لشکر نکل جاویگا اور تجھے مار ڈالینگے
تب نوشیروان نے کہا مین حمزہ کے مارنے مین کیا قصور و کوتاہی کرتا ہون دوسرا مجھہ سے کیا چاہتے
ہو اسنے کہا بر عرب کا چاہتے ہین آخر بعد مشورت کے چلنا البرز کے پہاڑ پر مقرر ہوا اور سب بادشاہون
کو بلا کر ظاہر کیا تب سب یہہ بات سنکر چپ رہے باقی داستان فردا شب

پچاسوین داستان

جب دوسرا روز ہوا تب نوشیروان نے کوچ کرکے راہ البرز کے پہاڑ کی لی تب بادشاہ نے
ایک خط امیر حمزہ کو لکھا کہ اگر تو ہزار جان رکھتا ہوگا اور البرز کے پہاڑ کو آویگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجاویگا
جب امیر کو خط پہنچا اور امیر نے لفافہ اسکا کھولکر پڑہا تب سب حقیقت ظاہر ہوئی سو امیر کو وہان جانا فرض ہوا
تب پیچھے سے اسکے اب بھی کوچ کئے اور بعد کتنے دن کے منزل و مراحل طی کرکے البرز کے
پہاڑ کے دامن مین پہنچے تب نوشیروان کا آوازہ سنکر ہر طرف سے بادشاہ اور وزیر آ آنکے حاضر ہوتے
اور دو عادی بھی آئے سو ایک کا نام بہرام چوب گردان اور دوسریکا نام عادیان چوب گردان پس یہہ دونو
پہلوان نامدار و سخت تھے سو بادشاہ کے نزدیک آئے تب نوشیروانکو قوت زیادہ ہوئی تب دوسرے

روز نوشیروان اپنے غلامون کو اور عادیون کو لیکر سوار ہوا اور امیر کشور گیر بھی سوار ہوئے اور اور کافرون کے سامنے آکر کھڑے رہے اور نقیب پکارے کہ کون مرد قصد میدان کا کرتا ہی سو آوے اور وہ آکر اپنا اور اپنے باپ دادیکا نام روشن کرے استنے مین عادی چوب گردان میدان مین آیا اور حریف کو بلایا اور کہا کہ امیر کو خبر کرو تب امیر کو یہہ خبر دی اس عرصہ مین بادشاہ ملک خاور کا قیار خاوری امیر کی خدمت مین آیا اور رضا مانگی تب امیر نے کہا جا خدا کو سونپا تب قیار خاوری میدان مین آیا اور چوب گردان سے لڑنے لگا و لیسے ہین جنگل سے ایک گرد پیدا ہوئی سو اس گرد مین سے ایک سوار نکلا اور درمیان دو نوجوان کے آگے کھڑا رہا تب قیار اور چوبگردان میدان سے پھرے تب اس سوار نے منہہ اپنا کافرون کے طرف کیا اور پکارا کہ ای نوشیروان کسی پہلوان کو میدان مین بھیج تب ایک عادی میدان مین آیا اور گرز نکالا اور اس سوار کو مارا سو اس سوار نے گرز اسکا اپنے ڈھال پر لیا اور اپنا ہاتھ عادی کی کمر مین ڈالا اور خوب مضبوط پکڑ کر زور کیا ایسا کہ زین پر سے اٹھایا اور سر پر پھرایا اور زمین پر ایسا پٹک مارا کہ چارون شانے چت جا کر گرا پھر دوسرا عادی آیا اور وہ بھی لپٹ ہوا ایسی روش سات عادیونکو مارا پھر اپنا رخ عربونکی طرف کیا اور لشکر کیطرف دیکھکر پکارا کہ تمہارے مین جو رستم پیل تن ہی سو وہ میدان مین آوے وہین رستم پیل تن میدان مین آئے تک وہ سوار دوڑا اور اسکے کمر پکڑی تب تو رستم نے بھی اسکی کمر پکڑی پھر دو نو آپسمین زور کرنے لگے اور یہان تک زور کیا کہ گھوڑے چار زانو ہو گئے تھے تب اس جنگلی سوار نے دوال کمر اپنے ہاتھ سے رستم پیل تن کے چھوڑے اور کہا کہ تو جا اور سعد طوقی کو بھیج سو رستم پھر آئے اور سعد کو کہا کہ تجھے بلاتا ہی تب سعد میدان مین آیا اور گھوڑے پر سے کود پڑا تب وہ سوار صحرائی اسسے بھی زور کرنے لگا لیکن نہ اسسے فتح نہ اسے ظفر تب وہ سوار صحرائی بولا کہ تو بھی جا اور سعد بن عمر کو روانہ کر جب سعد بن عمر میدان مین آیا سو اسنے اسسے بھی دو دو ہاتھ لڑا اور کہا کہ ای سعد تو بھی جا اور حمزہ کو بھیجدے جب سعد بن عمر پھر کر آیا تو امیر کے خدمت مین اظہار کیا کہ ای جہان گیر وہ تو آپکو بلاتا ہی امیر یہہ خبر سنکر اٹھے اور سلاح تمام بدن پر آراستہ کئے اور میدان مین آنکر اسکے مقابل کھڑے رہے تب وہ سوار صحرائی آیا اور ایک ہاتھ سے اشقر دیوزاد کا تنگ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے امیر کی کمر پکڑی اور نعرہ مار کر اپنی طرف کھینچا راوی روایت کرتا ہی کہ امیر کشور گیر گھوڑے سمیٹ تین ڈگ پیچھے پھرے اور اشقر گھٹنے تک زمین مین گڑ گیا تب تو امیر نے پھر نعرہ مارا سو تمام لشکر مین غل پڑ گیا اور کتنے ہی مارے دہشت کے مر گئے یعنے امیر مانند اژدہے کے پکارے اور دوڑے اور اسکے کمر مین ہاتھ ڈالکر گھوڑے پر سے اٹھایا اور سر پر لیجا کے ایسا پھرایا کہ تمام مردان عالم

آفرین کہنے لگے پھر زمین پر پچھاڑا اور اسکے سینے پر بیٹھے اور خنجر نکالکر چاہا کہ اسکے گلے پر چلا دین تب
امیر نے فرمایا کہ ای جوان سچ بول تو کون ہی تب وہ جوان بولا کہ مین بیٹا رستم پیل تن کا ہون اور نام میرا شہزادہ
ملک قاسم لعل خفتان خون ریز خاوری ہی اسوقت امیر نے کہا کہ اگر تو بیٹا رستم پیل تن کا نہ ہوتا تو تجھے
مار ڈالتا پھر امیر اسے اٹھے اور اسکو گلے لگایا اور عمر بن عمیہ سے کہا کہ یہہ بیٹا رستم پیل تن کا ہی اسے لیجاؤ عمر نے
امیر سے سنتے ہی خوشحالی سے اپنے سر کی ٹوپی ہوا پر اوڑائی اور پکارے کہ ای رستم پیل تن بیٹا آیا
سو تم کو مبارک پھر وہانسے امیر اسے اپنے گودی مین بٹھاکر اپنی فوج مین لیکر آئے اور کھڑے رہے اور
ملک قاسم ہنوز زمین پر اترے بھی نہ تھے کہ ایک سوار چالیس گز کا جنگل مین سے پیدا ہوا اور میدان مین آکر کھڑا
رہا تب امیر نے قاسم سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہہ سوار کون ہی اور کہان سے آیا ہی تب قاسم نے کہا کہ
مین نہین جانتا ہون تب وہ سوار بلند قد سپاہ عرب کی طرف پھرا اور پکارا کہ ای ہومان خاوری اگر تو مرد ہی
تو میدان مین آ سو ہومان میدان مین آیا تب امیر نے قاسم سے کہا کہ تو نام چھپاتا ہی کیونکہ مجھے معلوم
ہوا کہ یہہ بیٹا قیمار خاوری کا ہی تب ہومان مقابل آکر کھڑا ہوا تب وہ سوار چالیس گز کا دوڑا اور کمر مین ہاتھ ڈالا
اور گھوڑے پر سے اٹھاکر زمین پر پچھاڑا اور کہا کہ تو جا اور قیمار کو بھیج تب ہومان پھرا اور قیمار کو روانہ کیا قیمار
میدان مین آیا تب وہ سوار دوڑا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تب قیمار نے بھی اسکی کمر پکڑی اور دونو زور
کرنے لگے پس یہانتک زور کیا کہ بیحال ہوئے پھر قیمار کے کمر چھوڑکر کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو بھیج دو تب قیمار
پھرا اور امیر کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر وہ تمکو بلاتا ہی جب امیر نے یہہ سنا سو میدان مین آئے اور مقابل
اسکے کھڑے رہے تب اس سوار نے امیر پر حملہ کیا اور کمر امیر کی پکڑی اسوقت امیر نے بھی اسکی کمر زور سے
پکڑی اور زمین سے اٹھایا اور سر پر لیجاکے پھراکر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر کھڑے رہے اور کہا کہ ای
جوان سچ بول کہ تو کون ہی اور تیرا نام کیا ہی تب اس سوار نے کہا کہ مین بیٹا قیمار خاوری کا ہون اور نام میرا
قیس بن قیمار کہتے ہین اسوقت امیر نے پکارا کہ ای قیمار یہہ تیرا بیٹا تجھے مبارک ہو تب قیمار نے کہا کہ اس بے
ادب کو مارو کہ اس نے نہایت بے ادبی کی ہی کیونکہ بھلے باپ سے لڑنے کو آیا تب امیر نے کہا ای قیمار
یہہ بیٹا پہلوان کا ہی سو اپنے پہلوان گیری بتاتا ہی پھر امیر نے اسے اپنے گود مین بٹھالیا اور اپنے
لشکر مین لائے اور نقارہ بازگشتی کا بجایا اور نوشیروان نے بھی اپنا لشکر پھرایا تب دونو لشکر اپنے
اپنے مقام پر اترے اور دوسرے روز دونو لشکر پھر مستعد جنگ ہوئے اور میدان مین آکر فوجین آراستہ
کین اور نقیب و چوبدار پکارے کہ کون جوان مرد ہی جو قصد میدان کا کریگا اور نام اپنا ظاہر کریگا تب
نوشیروان کیطرف سے چوبگردان پہلوان میدان مین آیا اور حریف کو بلاکر کھڑا رہا تب فرخاری سر

شبان امیر سے بصد عجز و نیاز و آداب رضا لیکر میدان مین آیا اور چوب گردان کے مقابل کھڑا رہا اور
گرز بازی کرنے لگے پھر نیزہ بازی ہوئی بعد شمشیر زنی کے لڑتے لڑتے رات ہوئی تب دونو
معہ لشکر پھرے اور اپنے مقام پر اترے جب دوسرا روز ہوا پھر دونو فوجین میدان مین آئین اور
چوبگردان بھی نکلکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای حمزہ اگر تو مرد ہے تو میدان مین آ امیر نے سنتے
ہی سلاح درست کر کے بدن پر راست کئے اور اشقر پر سوار ہو کر میدان مین آئے تب چوبگردان نے
اپنی چوب پھرائی اور امیر پر چلائی امیر نے اسکی لاٹھی رد کی اور دونو ہاتھون سے لکڑی پکڑی تب چوب
گردان نے اتنا زور کیا کہ سارا بدن اسکا کانپا لیکن امیر کے ہاتھ سے لکڑی چھوڑا نہ سکا پھر امیر نے
آہستہ سے اسکے لاٹھی چھین لئے اور پھر اکر اسکے دونو شانون پر ایسی ماری کہ چوب گردان گھوڑے سے
زمین مین گرا تب عمر بن عمیہ نے دوڑ کر اسکو باندھا جب بھرام چوبگردان نے یہہ حال دیکھا وہین گھوڑے
کو میدان مین چلایا اور لاٹھی پھرا کر امیر پر ماری امیر نے اسکی بھی لاٹھی پکڑ کر چھین لی اور وہی لاٹھی اسکو
پھرا کر ایسی ماری کہ وہ بھی گھوڑے پر سے نیچے گرا تب عمر نے اسے بھی باندھا پھر طبل بازگشتی کا
بجایا اور اپنے مقام پر آئے تب امیر نے کہا کہ ان دونو بھائیونکو منگاؤ پس بموجب حکم امیر کے انہونکو لاکر
حاضر کیا تب امیر نے فرمایا کہ ای پہلوانو مین نے تمہین کسطرح سے زیر کیا تب دونو نے کہا کہ جیسا مرد دونکو
مرد پکڑتے ہین تب امیر نے فرمایا کہ بولو کہ خدا ایک ہے اور دین مہتر ابراہیم کا برحق ہے اور یہہ بت
اور انکی پرستش کرنے والے باطل ہین تب دونو پہلوان صدق دل سے قبول ہوئے اور کلمہ پڑہے تب
امیر نے دونو کو اپنے ہاتھ سے خلعت فاخرہ مرحمت فرمائے اور بندہین سے خلاصی دی اور سونکی
کرسیون پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ نے حلقہ غلامی امیر کا دونون کے کانون مین ڈالے تب کہانا اور انواع
و اقسام کے نعمتین منگائین اور بعد تناول طعام سفرہ اٹھا تب دونو پہلوانون نے اپنے لشکر کو عیارون
کے ہاتھ سے کہلا بھیجا کہ آدہی راتکو ایک طرف سے نوشیروانکے لشکر پر ڈاکا ڈالو کہ تمام لشکر اسکا رن
کھوندل ہو جاوے جب بھرام چوب گردان کے لشکریون نے یہہ ماجرا سنا تو بعد آدہی راتکے
نوشیروان کے لشکر مین جا ملے باقی داستان فردا ئے شب ⁂

ایکا و نوین داستان

جب امیر گیلان سے کوچ کر کے البرز کو گئے اسوقت گیلی سوار پیٹ سے تھی تب امیر نے اسے
کنجال شاہ کے حوالے کیا اور بڑے تاکید سے گیلی سوار سے کہا کہ تجھے اسواسطے یہان رکھے ہین
کہ تو حاملہ ہے اور کنجال شاہ کو فرمایا کہ اسکے خوب طرح سے حفاظت کرنا اور جب اسکے تئین

فرزند نرینہ تولد ہوگا تو اسکو اچھی طرح سے پرورش کرنا تب کنجال شاہ نے قبول کیا لیکن دل مین بغض
رکھتا تھا کیونکہ بظاہر مین مسلمان ہوا تھا و باطن مین کینہ دل مین رکھتا تھا سو بعد چند روز کے دائیون کو
اور خدمتگارونکو تاکید کی کہ اپنی بیٹی کیلی سوار کو اگر بیٹا پیدا ہوویگا تو میرے نزدیک لانا کنجال شاہ
کی بیٹی کیلی سوار کو یہہ خبر نہ تھی کہ میرا باپ مجھہ سے دل مین کینہ رکھتا ہے غرض جب مدت حمل کی پوری ہو چکی
اسوقت بیٹا پیدا ہوا مانند چودہوین رات کے چاند کے گویا کہ زمین کے اوپر آفتاب اتر آیا اور جہان
مین یوسف ثانی دوبارہ پیدا ہوا تب دائیان بموجب حکم کنجال شاہ کے اس بچکو اسکے آگے لے
گئین تب اسنے فرمایا کہ اسکو زمین پر پٹکو اسوقت ایک نیک عورت اسکے برابر بیٹھی تھی سو اسے مہر آئی
تو کہا اے بادشاہ اس بچے نے کیا گناہ کیا ہے جو اسے مارتا ہے بہتر یہہ ہے کہ اسے ایک جگہہ رکھ
تب اسنے اس بچے کو ایک صندوق مین ڈالا اور قفل کیا اور دریا مین چھوڑ دیا تب وہ صندوق دریا مین تیرتا جاتا
تھا کہ یکایک آسماپری قریشیہ سلطان کا وہان گذر ہوا پریونکی نظر صندوق پر پڑی تب آسماپری نے
کئی پریون کو بہیجا کہ اس صندوق کو لے آو جب وہ پریان بموجب حکم کے آسماپری کے پاس اس صندوقکو
لے گئین تب اسنے صندوق کھولکر دیکہا کہ ایک بچہ چاند کی مانند چہرہ چمکتا ہوا اس مین سویا ہے تب اسے
نکالا اور اس پر اچھی طرح سے نظر کی سو ایک خال اسکے پیشانی پر نظر پڑا تب پریون نے کہا یہہ
نشان خاندان ابراہیم کا ہے القصہ آپس مین یہہ گفتگو کرتے تھے کہ اسی وقت خواجہ خضر علیہ السلام
پیدا ہوئے جبکہ پریون نے خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکہا اٹھکر تعظیم دی تب خواجہ خضر نے فرمایا کہ اے
آسماپری و قریشیہ سلطان پہچانو کہ یہہ بچہ امیر حمزہ کا ہے اسے اچھی طرح سے پرورش کرنا اور
جسوقت کہ یہہ بڑا ہووے تب اسکے باپ کے پاس اسکو پہنچانا یہہ کہا اور نام اسکا بدیع الزمان
رکھکر خواجہ خضر تو غایب ہوگئے پھر آسماپری بدیع الزمان کو لیکر کوہ قاف کو گئے اور پریون کے
دودہ سے پرورش کرنے لگی یہان تک کہ بدیع الزمان سات برس کا ہوا تب قریشیہ نے اسے گہوڑے
پر سوار ہونا اور ہتیار باندہنا سکہلایا اور ہمیشہ اپنے برابر دیونکو مارنے لیجایا کرتی تھی غرض جب کہ
امیرزادہ سب ہنر مین طاق ہو چکا اسوقت عمر اسکی دس برس کی تھی تب بدیع الزمان نے قریشیہ سے
پوچھا کہ میرے مان باپ کہان ہین تب قریشیہ نے کہا کہ باپ تو تیرا اور میرا ایک ہے اور مان تیری
کون ہے سو معلوم نہین تب حقیقت صندوق کی اور کوہ قاف مین لانے سو وہ اور خواجہ خضر نے کہی
سو سب ظاہر کی تب بدیع الزمان نے کہا کہ میرے باپ کے پاس مجھے پہنچا دو پہر تو پریون نے تحفہ لئے
اور بدیع الزمان کے کمر سے جواہر کے ہتیار باندہے اور گھوڑے پر سوار کیا اور البرز کے پہاڑ کو

لی آئین اور نام امیر کے بیٹونکا بتلادیا اور سارے پہلوانونکو ظاہر کیا پھر کہا اب جاؤ اور سب بھائیونکے
ساتھ لڑو یعنے سب تمھارے بھائی اور یار امیر کے امیر سے لڑکر ملتے ہین اور زور آزمائی کر دیتے ہین
پس تو بھی جاکر زور آزمائی کر یہہ کہکر اونہون نے بہان سے کوچ کیا اب دو کلمہ داستان لشکر امیر کا سنو
القصہ بعد کتنے دنون کے دونو لشکرون مین نقارے لڑائی کے بجے اور صفین آراستہ ہوئین اور نقیب
پکارے کہ جو کوئی مرد ہووے میدان مین آوے اتنے مین جنگل سے ایک گرد اٹھی اور اس گرد مین بدیع الزمان
نمودار ہوئے اور میدان مین آکر بڑے ٹھاٹ سے کھڑے رہے تب دونو فوجون کے لوگ انکے گھوڑے
و ہتیارونکی طرف دیکھکر حیران ہوئے تب بدیع الزمان نے اپنا رخ عرب کی فوج کیطرف کیا اور پکارے
کہ ای عربو تم مین سے جسکو آرزو مرنیکی ہووے سو میدان مین آوے اسوقت کیوس نیزہ دار امیر سے رضا لیکر
میدان مین آیا تب بدیع الزمان نے اسے پوچھا کہ ای عرب تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اسنے کہا میرا
نام کیوس نیزہ دار کہتے ہین پس بدیع الزمان نے کہا لا کیا نشان بہادری کا رکھتا ہے تب کیوس نے کہا کہ
یہہ رسم ہمارا نہین ہے کہ حریف پر پیش دستی کرین تب بدیع الزمان نے اپنا ہاتھ لنبا کیا اور اسکی کمر
پکڑی اور گھوڑے پر سے اٹھایا اور سر پر لیجاکے پھرایا پھر زمین پر پچھاڑا اور چھوڑ دیا اور کہا کہ تو جا
دوسریکو بہیج تب کیوس پھر آیا اور قیمار خاوریکو امیر کے حکم سے میدان مین بہجا تب بدیع الزمان نے کہا
کہ ای دراز قد کے تو کون ہے تب اسنے کہا میرا نام قیمار خاوری ہے بدیع الزمان نے اسے بھی اسی طرح زمین
پر پٹکا اور کہا کہ تو جا اور دوسریکو روانہ کر تب قیمار پہرا اور لندہور کو میدان مین بہجا تب بدیع الزمان نے کہا
ای دراز قد کے تو کون ہے اسنے کہا مین لندہور بن سعدان ہون بدیع الزمان نے سنتے ہی کمر مین
ہاتھ ڈالا اور زور کرکے قاش زین پر سے اٹھاکر زمین پر دے مارا اور کہا کہ تو جا حمزہ کو روانہ کر یا اسکے
فرزندون مین سے کسیکو بہیج تب لندہور پھرا اور امیر کو آکر بولا کہ ای امیر یہہ بھی تیرے فرزندون مین سے ہی
ایسا معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ غیب کی خبر خدا جانے یہہ کہکر ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوریکو بہجا
پس شہزادہ قاسم آکر میدان مین کود پڑا بدیع الزمان نے اسکی کمر پکڑی اور قاسم نے اسکی اور دونو
زور کرنے لگے تب دونو گھوڑونکے زانو زمین پر لگے پھر تو دونو پیادہ ہوئے اور کشتی کھیلنے لگے اسوقت
بدیع الزمان نے قاسم کو زانو پر لائے پھر تو قاسم نے بھی بہت زور کیا مگر ذرا بھی نہ ہل سکے تب بدیع الزمان نے
ہاتھ قاسم کا چھوڑ دیا اور کہا کہ تو جا اور رستم پیل تن کو بہیج تب ملک قاسم پھرے اور رستم میدان مین آئے
تب بدیع الزمان نے دوڑکر اسکی کمر پکڑی اور گردن مین ہاتھ ڈالا تب دونو آپسمین زور کرنے لگے اتنا
زور کیا کہ دونو گھوڑے دوزانو بیٹھے پھر تو دونو پیادہ ہوکر لڑنے لگے آخر کو بدیع الزمان غالب ہوئے

تب چھوڑا اور کہا کہ جا اور سعد طوقی کو روانہ کر تب رستم تیچھے پھرے اور سعد طوقی میدان مین آیا تب
بدیع الزمان اور سعد طوقی لڑنے لگے تو دونو برابر رہے تب بدیع الزمان نے کہا تو جا اور سعد بن عمر کو روانہ
کر جب سعد طوقی پھرا اور سعد بن عمر میدان مین آیا تب بدیع الزمان و سعد بن عمر دونو زور کرنے لگے یہان
تک زور کیا کہ گھوڑے دونو کے زمین مین گر پڑے پھر تو دونو بھی پیادہ ہوئے آخر بدیع الزمان نے سعد کو
ایک زانو پر چڑھایا اور چاہا کہ پہنکین پھر دل مین رحم آیا پس چھوڑ دیکر کہا تم جاؤ اور حمزہ کو روانہ کرو تب سعد بن عمر
امیر کی خدمت مین آئے اور ظاہر کیا کہ اے دادا آپکو وہ شخص بلاتا ہے تب امیر نے تمام سلاح بدن پر
آراستہ کر کے میدان مین آئے اور گھوڑے کو ٹہلانے لگے جب امیر کو بدیع الزمان نے دیکھا سو دوڑے
اور کمر پکڑی امیر نے بھی اسکی کمر پکڑی اور باپ بیٹے آپس مین زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ دونو
کے گھوڑے زمین مین گر گئے اور دونو پیادہ ہوئے تب امیر نے عمر سے کہا کہ مین نعرہ مارتا ہون تب
عمر نے اپنی ٹوپی ہوا پر پہینکی تب لشکر نے معلوم کیا کہ امیر نعرہ مارتے ہین تب سبنے موزون مین ہاتھ ڈالکر
روئی نکالی اور اپنے اپنے گھورن کے کانون مین ڈالے اور اپنے کانون مین بھی رکھے تب امیر نے
نعرہ مارا اور چاہا کہ بدیع الزمان کو الگ اٹھاوین لیکن بدیع الزمان مطلق نہ ہلا تب تو تمام لشکر مین غل مچا اور
تعجب کرنے لگے کہ امیر نے نعرہ مارا اور اٹھانیکو چاہا ولیکن بدیع الزمان ایک تل برابر نہ ہلے جائے تعجب ہے
اسوقت امیر اپنے دل مین کھسیانے ہوئے اور غصہ سے صمصام ہاتھ مین لی اور چاہتے تھے کہ سر پر مارین
اتنے مین قریشیہ سلطان نے اپنے تئین ظاہر کیا اور ہاتھ امیر کا جا کر پکڑا اور کہنے لگے کہ یہ فرزند تمہارا
ہی امیر نے فرزند کا نام سنتے ہی ہاتھ کھینچ لیا اور کھڑے رہے بعد ازان امیر نے تروار ہاتھ سے رکھی اور
فکر مین سے گئے تب قریشیہ نے ہاتھ بدیع الزمان کا پکڑ کر امیر کے قدم پر جھکایا تب امیر نے سر اسکا اٹھا کر
گلے لگایا اور شکر خدائے تعالی کا بجا لائے اور عمر بن عمیہ کو کہا کہ ای برادر یہ فرزند میرا ہے خدائے
تعالی نے یہ بیٹا مجھے عطا کیا ہے تا برے وقت مین مددگاری کریگا پس طبل بازگشت بجایا دونو فوجین
اپنے اپنے مقامون پر گئے اور اترے تب امیر و پہلوان امیر کے عیش کرنے لگے یعنے خوشوقتی بدیع
الزمان کے آنے کے ایسی تھی کہ چالیس روز تک جشن مین بیٹھے باقی داستان فردا ے شب ؁

باونوین داستان

روایت کرنے والون نے یون لائے ہین کہ جب سمندون دیو ہزار ہاتھ کا کوہ قاف سے امیر کے ڈر سے
بھاگ کر البرز کے پہاڑ مین آیا تھا اور البرز کا پہاڑ جوش کے دریا مین تھا سو وہ دیو وہان رہنے لگا غرض

جسوقت اسنے یہہ خبر پائی امیر کا لشکر اور نوشیروان کا لشکر البرز کے پہاڑ کو آیا ہی اور جمع ہور ہا ہے
تب کینہ پرانا اسے یاد آیا تب ایک رات اپنے جگہہ سے باہر نکلا اور عرب کے لشکر مین آیا اور ہر ایک جگہہ
ٹہلنے لگا تب یکایک ایک بڑا ڈیرہ دیکھکر اسکے اندر چلا گیا اور وہان جاکے سعد بن عمر کو سوتا پایا تب
اس دیونے دم مار کر سعد بن عمر کو بیہوش کیا اور تخت پر سے اٹھایا اور اپنی جگہہ پر لایا اور ہاتھہ پاؤن محکم
باندہے اور اپنی کوٹھری مین لیگیا جب فجر ہوئے سولوگ سعد بن عمر کے خیمہ کے اندر گئے تو سعد بن عمر کو نپایا تب
شور وغل مچایا کہ بادشاہ لشکر اسلام غایب ہوا لوگ سارے حیران رہے تب عمر بن عمیہ اور کئی پہلوان
ڈہونڈنے ہر طرف پھرنے لگے ولیکن کہین کہوج نپایا تب امیر اس غم سے حیران و پریشان ہوئے
تب عمر بن عمیہ سے فرمایا کہ تم بزرجمہر کے پاس جاؤ اور سعد کے غائب ہونے کا احوال ظاہر کرو اسوقت
عمر بن عمیہ خواجہ بزرجمہر کے نزدیک گئے اور سب احوالات ظاہر کیا تب بزرجمہر نے کہا کہ سعد کو دیو ہزار ہاتھہ
کا البرز کے دریا کے جوشنی مین لیگیا ہی اور وہ دریا البرز کے پہاڑ کے نیچے گیا ہی اگر وہان امیر اکیلے
جاوینگے تو سعد بن عمر کو لاوینگے وگر نہین تو چند روز کے بعد وہ دیو سعد کو ہلاک کریگا پس عمر نے یہہ سب
حال سنکر امیر کی خدمت مین آکر ظاہر کیا تب امیر اسی دن یارون سے وداع ہوکر البرز کے طرف چلے جب
دریا کے کنارے آئے اور اشقر پر سوار ہوکر گھوڑیکو دریا مین ڈالا تب نوشیروان معہ لشکر دیکھتا تھا کہ
امیر اشقر کو دریا مین تیرائے لئے جاتے تھے اتنے مین نظر سے دیکھنے والونکے غائب ہوئے پس
امیر شام کے وقت دریا سے باہر آئے اور اپنے گھوڑے کو چرنے کے واسطے چھوڑا اور آپ
وہان سے آگے راہی ہوئے یعنے بزرجمہر نے پتا بتایا تھا اس نشان پر چلے آخر چلتے چلتے
ساری رات گذری اور فجر ہوئی تب قلعہ نظر پڑا تب امیر نے اپنے دل مین کہا کہ یہی مقام دیو
کا ہی پھر امیر نے جنگل مین جاکے شکار مارا اور چقماق جھاڑی اور آگ سلگائی اور کباب بناکے
کہانے پھر دو گھڑی کے بعد سوار ہوئے اور کوٹھکے طرف چلے تب سمندونکو جاکر دیون نے خبر دی
کہ حمزہ آتا ہی تب سمندون دیو ہزار دیو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور میدان مین کھڑا رہا اسوقت پیادہ تھے
جب امیر نے دیونکی فوج کو دیکھا تو نعرہ مارا اور تن تنہا میدان مین کھڑے رہے اور پکارے کہ
ای ملعون یہہ کیا حرکت ہی جو تونے کی ہی اگر اب تو ہزار جان رکھتا ہوگا تو بھی ایک جان سلامت نہ
لیجاویگا تب سمندون نے ایک دیو کو کہا کہ میدان مین جاوے تب ایک دیو نے بڑا سا پتھر اٹھایا اور
مقابل امیر کے آیا اور بولا کہ ای عرب ہشیار ہو تب امیر نے کہا کہ مین ہشیار ہون تب اس دیو نے
پتھر پھینکا اسوقت امیر نے گہوڑے کو پیچھے سرکایا اور پتھر ڈالدیا اور تلوار کھینچی اور اسے مارا کہ وہ

دیو زمین پر گرا اور تلملانے لگا اور کہا کہ یا امیر ایک وار دوسرا بھی کرو تا کہ مین نہایت کو پہنچون امیر نے
فرمایا کہ ای ملعون مین نے اٹھارہ برس کوہ قاف مین دیونکو مارا ہے اور تو مجھے بازی دیتا ہے سو
مین ہرگز تجھے دوسرا زخم نہ مارونگا پس اس دیو نے سر زمین پر مار کے اپنی جان دی پھر دوسرا دیو آیا تو
اسے بھی اسی طرح سے مارا القصہ اسی روش سات دیو مارے پھر دوسرے دیو مارے ڈر کے
میدان مین نہ آئے اور اپنی جگہہ سے نہ ہلے پھر سمندون نے بہت کیا لیکن کوئی میدان مین نہ گیا پس آپ ہی
سمندون دیو میدان مین جولان ہوا اور ایک ٹیلا پتھر کا وزن مین سومن کا تھا سو اٹھا کر امیر پر پھینکا امیر نے اسے
رد کیا اور شمشیر اسپر ماری تو سات ہاتھ اس دیو کے کٹ کر گر پڑے تب سمندون دیو زخم کہا کے بھاگ گیا
اور تندرست ہو کے پھر آیا اور ہاتھون کو بھی تازہ کیئے پھر آتا تھا کہ اتنے مین رات ہوئی سو سارے دیو
غائب ہوئے اور کوٹ مین گئے تب امیر بھی ایک جھاڑ کے سایہ تلے سو رہے تب خواب مین حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ آئے اور کہا کہ ای فرزند آب حیات اس دیو کا البرز کے حصار کے اندر ہے سو
تم اٹھو اور وہان جاؤ اور اسے تلف کرو تو وہ مر جاوے گا پس اسیوقت امیر کی آنکھ کھلی سو اٹھکر البرز حصار
کو گئے اور وہان جا کر ایک حوض پر آب دیکھا تب اپنے جی مین کہا کہ تحقیق آب حیات دیو کا یہی ہے تب
اس حوض مین تھوڑی سوکھی مٹی ڈالی اور دہانہ اسکا کھولا کہ تمام پانی اسکا بہہ گیا اور خشک ہو گیا تب امیر وہان سے
پھر کر اپنی جگہہ پر آئے جب فجر ہوئی سمندون اپنے دیونکو لیکر باہر کوٹ کے نکلا اور صف باندھ کر کھڑا رہا تب
امیر بھی میدان مین آئے اور کھڑے رہے تھے جو مین دیوون نے دیکھا سو پکارا کہ ای عرب ہنوز تو نہین
بھاگا ہے تب امیر نے کہا کہ جب تک تجھے دوزخ مین نہ بھیجونگا تب تک مین یہان سے نجاؤنگا تب
سمندون دیو نے یہ سخن سنکر سنگ گران امیر پر مارا امیر نے اپنے ہنر سے اسے رد کیا اور ترواڑ
کا وار اسپر ایسا مارا کہ آدہی گردن اسکی کٹ گئی تب وہ دیو نعرہ مار کر ناپیدا ہوا امیر بھی اسکے ساتھ
چلے گئے سو کیا دیکھتے ہین کہ سمندون دیو اس حوض کے پاس گیا تو پانی نہ دیکھا تب ایک گھڑی تک
تلملایا اور اپنی جان بڑی حسرت سے چھوڑ دی تب امیر نے اسکا سر کاٹا اور اپنے شکاربند سے باندھا اور
کوٹ کے قریب آئے اور سعد بن عمر کو ڈہونڈہنے لگے پھر کتنے دیر کے بعد ایک کوٹھری نظر پڑی تو اسمین گئے
دیکھا تو سعد بن عمر بیہوش پڑا ہے تب امیر نے صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کا پڑھ کر اسکے منہہ پر دم کیا تب اسی
وقت سعد بن عمر ہوش مین آئے اور آنکھین کھول کر دیکھا تو دادا ہین تب بہت شکر خدا کا بجا لایا سعد کی
بند خلاص کی اور قلعہ سے باہر لائے تب امیر نے ایک شکار کیا اور کباب بنا کر کھائے اور سعد کو بھی کھلائے
پھر سعد کو اشقر پر سوار کیا اور آپ پیادہ چلے سو اپنے لشکر کی راہ لی دوسرے روز دریا کے کنارے پر پہنچے

تب سعد بن عمر کو کھا کہ ای فرزند تم تیرنا نھین جانتے سو تم اشقر پر سوار ہوکر دریا مین چلو اور مین دم اشقر کی پکڑ کر تیرتا چلا آؤنگا تب امیر نے اپنے گھوڑے کی دم پکڑ لی اور تیرنے لگے تب امیر و سعد و اشقر یہہ تینو دریا سے سلامت باہر آئے اور اپنے لشکر کیطرف راہی ہوئے لیکن دریا کے کھارے پانی سے تمام بدن کی کھال نکلی تھی القصہ جب امیر اپنے لشکر مین پہنچے تو سب فوج خوش ہوئی اور شکر خدا کا بجالائے تب عمر نے امیر کے بدن پر دوا لگائی سو چند روز کے عرصہ مین اچھے ہوئے اور سعد بن عمر کے آنے کی خوشی کرنے لگے اور عیش و عشرت شروع کیا کافر یہہ خبر سنکر تعجب مین رہے کہ امیر حمزہ وہان سے بھی بسلامت آیا باقی داستان فردائے شب

ترپنوین داستان ۵۳

جب چند روز گذرے امیر جشن سے فارغ ہوے سو کافرونکے لشکر مین سے آوازہ نقاریکا شروع ہوا تب امیر نے بھی فرمایا کہ اپنے بھی لشکر مین طبل جنگی بجاوین پس جب طبل جنگ دونو لشکرون مین بجا اور میدان صاف کرکے صفین آراستہ کین تب دونو طرف کے بادشاہ اور سردار آکر کھڑے رہے اسوقت امیر آپ بھی سوار ہوکر میدان مین آئے اور چالیس قدم سردار کے بڑہ کے کھڑے رہے اور ہمندون دیو کا سر میدان مین پہنکا اور نوشیروان کے لشکر کو بتلاکر کھا کہ ای کافرو یہی دیو سعد کو لیگیا تھا سو خدائے تعالی کے حکم سے مین چھڑا لایا یہہ باتین کر رہے تھے کہ یکایک جنگل کیطرف سے گرد پیدا ہوئی جب گرد و باد مین جنگ ہوئی تب باد نے گرد کو منتشر کیا اسمین سے ایک لشکر نکلا تو جاسوس دونو طرف کے دوڑے اور پوچھا کہ یہہ لشکر کسکا ہی تب اس لشکر مین سے ایک نے جواب دیا کہ یہہ لشکر نجغہ اشترپان و مالک اشترپان کا ہی اور یہہ دونو نوشیروانکے مدد کو آتے ہین جب نوشیروان نے خبر نجغہ و مالک کی سنی بھت خوش ہوا اور اپنے بیٹے ہرمز کو استقبال کے واسطے بھجا اور وہ جاکر اسے بڑی تعظیم و تکریم سے لایا جب وہ داخل خیمہ مین ہوئے تب نوشیروان نے خلعت دئے اور سونیکے کرسیون پر بیٹھنے کو فرمایا اور مالک اشتر کو پہلوانی کی کرسی پر بٹھایا اور دونو لشکر اپنے اپنے مقام پر اترے القصہ یہہ داستان تو یہانتک یھین رہی اب دو کلمہ داستان معجز بیان عم رسول آخر الزمان کا سنو یعنے جب امیر کشور گیر اپنے باپ سے رخصت لیکے مکہ معظمہ سے باہر نکلے تھے تو بعد چند روز کے امیر کا ایک بھائی پیدا ہوا اور خواجہ عبد المطلب نے اسکا نام اعجل رکھا اور اسکے پرورش مین کوشش کی یہانتک کہ اعجل بارہ برسکا ہوا تب سب یار ہواد ار عبد المطلب کے بیٹھے تھے کہ یکایک

ترکستان سے لشکر آیا اور قصد مکہ معظمہ کا کیا سردار اس لشکر کا قلمان غور تھا جب قلمان نزدیک کوٹ کے
آیا تب تمام خلقت مکے کی قلعہ بند کر کے لڑنے لگے غرض لڑتے لڑتے وہ لشکر غالب اور زور آور ہوا
یہان تک کہ حصار مکہ کا چھین لیوے اتنے مین یہہ خبر اعجل کو پہنچی اسوقت اعجل یارون کے ساتھ بیٹھے
تھے یارون نے کہا کہ ای بے خبر ہنوز بھی تو ہشیار نہین ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر مین کوٹ مکہ کا جاویگا
تب اعجل اٹھے اور سب دوستونکو ساتھ لئے ہوئے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ ای باوا جان اگر
اور ہتیار مجھے دوگے تو مین باہر جا کر اس کافر کو مارونگا تب باپ نے کہا یہہ بات خلاف ہے جو تو بولتا
ہی کیونکہ خدائے تعالی نے حمزہ کو زور آور کیا ہے اور جیسا وہ لڑنا جانتا ہے تو کیا جانے اور اگر لڑنا جانتا
ہی ہے تو اکیلا کیونکر جاویگا تو جا اپنے کام مین مشغول رہ ہمارا خدائے تعالی مددگار ہے تب اعجل نے یہہ سخن
سنا اور کہا بھائی میرا حمزہ بھی مرد ہے اور تمہارا جیتا اسی سے ہے اور مین تمہارا نہین ہون تب
خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ تجھسے بہت بیٹے ہین لیکن حق سبحانہ تعالی نے جو زور کہ حمزہ کو بخشا ہے سو
دوسرونکو نہین بخشا ہے یہہ کہکر باپ نے بیٹے کو ہر چند منع کیا لیکن اعجل نے ہرگز نمانا تب لوگون نے
خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ اسکو جانے دو اور ہتیار بھی دلا دو بھلا دیکھین تو یہہ کیا کرتا ہے تب خواجہ عبد
المطلب نے اعجل کی کمر سے ہتیار باندہے اور گھوڑے پر سوار کیا تب سب دوستون نے اعجل کے کہا کہ ہم
بھی ساتھ چلین گے ایسا کہکر وہ بھی انکے ساتھ راہی ہوئے اور قلعہ کے نزدیک آکر دروازہ کھولکر
یارونکو لیکر باہر نکلے اور میدان مین آکر کھڑے رہے اسوقت کافرون نے دیکھا کہ ایک سوار اور کئی
پیادہ قلعہ سے باہر نکلے اور میدان مین آکر صف باندہ کھڑے رہے تب قلمان غور کو خبر کی قلمان نے کہا
کہ صلح کے واسطے آئے ہونگے کوئی جاوے اور تحقیق کرے تب ایک سوار گھوڑے کو دوڑا انکے
نزدیک آیا اور پکارا کہ تم کیا کہتے ہو اگر صلح کو آئے ہو تو آؤ تمکو بادشاہ کے پاس لیچلتا ہون اسوقت اعجل نے
کہا کہ ای کافر صلح کیا چیز ہے مین اعجل عبد المطلب کا فرزند اور امیر کشور گیر کا بھائی ہون تمکو مارنے کو آیا ہون
اگر تم مرد ہو آگے آؤ تب ترک سوار یہہ سنتے ہی دوڑا اور تروار کھینچکر اعجل پر ماری تب اعجل نے سپر آگے
کی اور وہ وار اسکا ڈہال پر ہاتھ لیا اور فرصت پا کر ہاتھ اپنا اسکی کمر مین ڈالا اور پکڑ کر کھینچا غرض گھوڑے
پر سے اٹھایا اور سر پر لیجا کے پھر اکر زمین پر پٹکا تب وہ سوار اوندھے منہہ زمین پر گرا تب اعجل کے
یارون نے اسکو باندہا اسوقت قلمان پکارا کہ ای سپاہیان غوری یہہ عرب میرے سپاہی کو
جوان مردی سے لئے جاتے ہین ایسا کوئی ہے جو جا کر اسے میرے پاس پکڑ لاوے پس دوسرا
سوار آیا اور تروار کا وار اعجل پر لگایا تب اعجل نے اپنا ہاتھ لنبا کر کے قبضہ تروار کا پکڑ لیا اور کمر اسکے

گردن پر ایسی ماری کہ وہ گھوڑے پر سے زمین پر گرا تب یارون نے اعجل کے اسے بھی باندھا بعدہٗ
تمام فن و ہنر جو امیر کے سنے تھے سو انپر عمل کرنے لگے اور اسی عمل سے کافرونکو جیتا پکڑنے لگا
تا چالیس کافرونکو جیتا پکڑ کر باندھا تب تو سارے کافر الگ کھڑے رہے اور کوئی آگے نہ آسکتا
تھا تب قلمان غور کو طاقت نرہی اپنا گھوڑا منگایا اور سوار ہوکر میدان مین آکر کھڑا رہا اور ہاتھ مین
گرز گران سنگ پکڑا اور اعجل کو پکارا اور کہا کہ ای عرب اب اگر ہزار جان رکھتا ہوگا تو یہان سے
ایک بھی سلامت نہ لیجاویگا یہہ کہکر گرز اعجل پر زور سے مارا کہ شور اسکا تمام جنگل و پہاڑون مین
گیا ایسا کہ جس طرح سے بادل گرجتا ہی اسبات پر بزرگ لکھتے ہین کہ اگرچہ کوئی مرد مانند سد سکندر
کے ہوتا تو وہ بھی اس گرز کے آواز سے پرخطر ہوتا ولیکن چچا نے پیغمبر کے ہاتھ یا بازو بھی نہ ہلایا اور
کچھ جنبش مین نہ آیا سب کو یہہ بات عجب معلوم ہوئی غرض جب نوبت اعجل کی آئی تب اعجل نے گرز ہاتھ مین
لیکر قلمان کے سر پر ایسا مارا کہ قلمان نے اپنی ڈھال پر لیا تب اس وار سے سپر قلمان کی توڑ گھوڑے
کی پیٹھ تک اتارا تب قلمان پیادہ ہوا اور تروار کھینچکر چاہتا تھا کہ اعجل کے بھی گھوڑے کی پٹھے تک اتارے
وہین اعجل دریافت کرکے گھوڑے سے اتر پڑے اور اسکے مقابل جاکے بازو پکڑی اور اسے اٹھایا
اور سر پر سے چکر دیکر زمین پر دے مارا لیکن وہ جیتا زمین پر گرا تب اعجل اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
اسوقت اسکے لشکر نے چاہا کہ ایک دم حملہ کرین تب قلمان نے اشارہ کیا کہ نہین تب اعجل نے فرمایا کہ ای
ترک بول کہ خدا ایک ہے اور دین ابراہیم علیہ السلام کا برحق ہے پھر اعجل نے فرمایا کہ ای قلمان اگر تو
کلمہ پڑہیگا تو تجھے امیر کشورگیر کے پاس لیجاکر کوئی ایک جگہہ بادشاہی کی دلواونگا تب قلمان نے
اقرار کیا اور کلمہ پڑہا اور صدق دل سے مسلمان ہوا تب اعجل اسکی چھاتی پر سے اترے اور گلے لگایا
جب خواجہ عبد المطلب نے دیکھا کہ میرے فرزند اعجل نے فتح کیا سجدہ شکر خدائے تعالی کا ادا کیا اور
جمعیت سے قلعہ کے باہر آئے اور اعجل فرزند کو بہت نوازا اور خلعت منگاکر اعجل اور قلمان کو پہنائے
اور اپنے دربار کو لیگئے پھر کہانا منگاکر کھلایا بعد تناول طعام کے ساقیان سیمین تن نے
پیالہ ہائے مرصع کار گردش مین لائے اور مطربان خوش آواز چنگ و دف و نی و بربط درست کرکے
گانے لگے یعنے جب سبہون نے دو دو چار چار پیالہ می کے پیئے تب ہر ایک آدمی کچھ کچھ
باتین کرنے لگے اسوقت اعجل نے کہا کہ اب یہہ بہتر ہی کہ مین امیر کے خدمت مین جاونگا تب
قلمان بولا کہ مین بھی یہی آرزو رکھتا ہون اگر آپکا اتفاق چلنے کا ہوگا تو بہتر ہی القصہ نیک ساعت
دیکھکر اعجل و قلمان غور البرز کے طرف روانہ ہوئے جب ایک یا دو منزل آئے تھے کہ خدا کی قدرت

سے معدیکرب کے گھر مین کستہم کی بیٹی سے فرزند پیدا ہوا تھا تو اسکی مان نے اسکا نام کرب معدی رکھا تھا وہ کرب معدی پہلوان سخت ہوا تھا اور کوئی اسکی قوت کو نہ پہنچتا تھا تب وہ بھی باپ کے ملنے کا مشتاق ہو کر مان کی خدمت مین گیا اور عرض کیا کہ ای اماجان مین چاہتا ہون کہ لشکر حمزہ مین جاؤن اور حمزہ کو دیکھون تب مانے کہا کہ اوّل مکہ کو جا اور کعبے کی زیارت سے فارغ ہو اور خواجہ عبدالمطلب سے مل پھر اپنے باپ کو دیکھنے جا تب کرب معدی اپنے لشکر لیکر مکہ کو چلا تھا کہ راہ مین اعجل کے لشکر سے ملاقات ہوئی تب اعجل کے لشکر کے لوگون نے کرب معدی کے لشکر والون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو سو چند سپاہی کہنے لگے کہ ہم کرب معدی کے لشکر کے ہین اور کعبۃ اللہ کی زیارت کو جاتے ہین جب یہہ خبر اعجل کو پہنچی سو استقبال کرنے کو آیا اور کرب معدی کو ملا اور گلے لگایا اور حقیقت بیان وار پوچھی تب اسنے کماحقہ احوال ظاہر کیا بعد کرب معدی نے کہا کہ تم ایک یا دو روز اسجاے پر مقام کروگے تو مین کعبۃ اللہ کی زیارت کرکے اور حضرت عبدالمطلب سے ملکر چلا آتا ہون تو تم ہم ملکر جاوینگے تب اعجل نے وہان مقام کیا کرب معدی مکہ کو جاکر زیارت کرکے آیا تب دونو لشکر ہم منزل بمنزل کوچ کرکے البرز پہاڑ کے پاس پہنچے تب آپسمین مصلحت کئے کہ سب یارون اور فرزندون سے معہ امیر زور آزمائی کیا چاہیے پس اعجل امیر کے لشکر سے چار کوس دور اترا اور یہہ دونو ملکر امیر کے لشکر کیطرف چلے جب نزدیک آئے تب اعجل نے کرب معدی سے کہا کہ تم یہان رہنا اول مین تنہا میدان مین جاتا ہون جب مین امیر کے ساتھ زور آزمائی کرلونگا اسوقت تم اپنے کو ظاہر کرنا تب کرب معدی نے کہا کہ مین میدان مین نہ آونگا اور تم میرا نام وہان تک کسی سے نہ کہنا تب اعجل نے قبول کیا آپ نوشیروان کے لشکر مین جاکر لشکر سے نکل کر میدان مین آکر کھڑا رہا اور پکارا کہ ای حمزہ تیرے فرزندون مین سے کسیکو میری طرف لڑنے کے واسطے بہیج اسوقت امیر نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ بلای ناگہانی کہان سے آئی ہے اور کدہر سے پیدا ہوئی ہے تب عمر معدی نے کہا یا امیر یہہ کوتاہ قد ہے تمہارا ہم جنس ہی ہوویگا ایسا معلوم ہوتا ہے تب رستم پیلتن امیر کی خدمت مین آئے اور قدم بوس ہو کر رضا مانگی رضا دی پر میدان مین آکر کھڑے رہے تب اعجل دوڑے اور رستم کی کمر پکڑی رستم نے اسکے کمر مین ہاتھ ڈالا پھر دونو آپسمین زور کرنے لگے یہان تک کہ دونو کے گھوڑے زمین پر بیٹھے تب رستم اور اعجل زور کرتے کرتے اعجل نے رستم کی کمر مین سے ہاتھ نکالا اور کہا کہ تم جاؤ اور بدیع الزمان کو روانہ کرو تب رستم پھرے اور بدیع الزمان میدان مین آکے کھڑے ہوئے پھر دونو پہلوان زور کرنے لگے بدیع الزمان زور مین زیادہ بڑھے تب اعجل نے

کہا کہ ای پسر حمزہ اب تو جا اور قاسم کو بھیجدے پھر بدیع الزمان پس پا ہوا اور قاسم خاوری کو روانہ کیا
تب وہ بھی آکے اعجل سے زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ گھوڑے دونونکے زمین پر گر پڑے
پھر دونو پیادہ ہوئے تب اعجل نے کہا ای قاسم اب تو جا اور سعد بن عمر کو بھیج جب سعد بن عمر نے
قاسم سے سنا تب میدان مین آیا اور اعجل سے زور کرنے لگا سو دونو برابر رہے یعنے نہ
اسے فتح نہ اسے ظفر تب اعجل نے کہا کہ اب تو جا اور حمزہ کو روانہ کر سو سعد پیچھے پھرا اور حمزہ کو جا کر
کہا تب امیر نے میدان مین جا کر گھوڑا دوڑایا اور اعجل بھی مقابل امیر کے آکر کھڑا رہا اسوقت امیر نے اعجل
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے معلق زین پرسے اٹھایا اور سر پر پھرا کر زمین پر پچھاڑا اور کہا سچ بول تو کون ہی
اعجل نے کہا مین تمھارا بھائی ہون اور میرا نام اعجل ہی جو ہین امیر نے سنا زمین سے اٹھایا اور گلے لگایا
اور کہا ای برادر یہہ کیا نادانی کی تونے تجھے یہہ لازم تھا کہ آگے سے تونے کہلا بھیجا ہوتا تو مجھے
تیرے آنے کی خبر ہوتی مین بسر و چشم تمام لشکر و پہلوان لیکر استقبال کو آتا اور تجھے بڑے تجمل و شان سے
لیکر آتا تو اسحال سے کسواسطے آیا اور مجھے آگاہ نکیا تب اعجل نے کہا ای برادر مین نے سنا تھا کہ
تمھارے سب لوگ اسی طرح تمسے زور آزمائی کر کے ملے ہین سو مین نے بھی اسیطرح سے کیا
اب یہہ تقصیر معاف کرو غرض امیر اور اعجل انھین باتون مین تھے کہ ایک سوار مانند شیر غران کے
میدان مین نکلا اور امیر کو پکارا جو ہین امیر نے سنا میدان مین آئے اس سوار نے گرز ہاتھ مین پکڑا
اور امیر کے نزدیک آیا تب امیر نے اعجل سے پوچھا کہ تمکو کچھہ معلوم ہی کہ یہہ کون ہی اعجل نے کہا مین
نہین جانتا ہون پھر تو کرب معدی نے گرز امیر پر لگایا سو امیر نے وار اسکے گرز کا سپر پر لیا وہ وار
ایسا مارا تھا کہ تمام مردان عالم حیران ہوئے اور امیر کے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا تب وہ پھرا پھرتے
وقت امیر نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈال کے اور پاؤن رکاب سے نکال کر کرب معدی کے گھوڑے کو
ایک لات ایسی ماری کہ گھوڑا اسکا سو قدم دور جا کر گر تب امیر نے معلق کرب معدیکو اٹھا لیا اور زمین
پر پٹکا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور پوچھنے لگے کہ سچ بول تو کون ہی اسوقت کرب معدی نے کہا
مین فرزند عمر معدیکرب کا ہون تب امیر ہنسے اور عمر معدیکو پکار کر کہا کہ ای عمر معدی یہہ بیٹا تیرا آیا ہی
سو تجھے مبارک ہو بین جو ہین عمر معدی نے سنا کہ بیٹا آیا ہی سو ایسا خوش ہوئے کہ اپنے جامے
سے باہر ہوئے جاتے تھے پھر دوڑ کر اپنے فرزند کو گلے لگایا اور امیر کے قدم پر لا کر گرایا اور
کہا ای بے ادب تو نے امیر پر گرز چلایا تب امیر نے فرمایا مین نے اسے بخشا کیونکہ جو پہلوان
کا فرزند ہی وہ اپنی پہلوان گیری بتاتا ہی اسواسطے اسے کچھہ نہ کہو تب امیر نے اسکو اپنے نظر پناہ

مین رکہا پھر امیر نے اپنے بھائی کے آنے کی خوشی کی شادیانے بجوائے اور اپنے بھائی کو بڑے تجمل سے لشکر مین لیگئے اور مجلس جشن کرنے کو فرمایا اتنے مین قلمان بھی اسیوقت آکے امیر سے ملا اور قدم امیر کے چومے تب پھر دوسرے پہلوان درجہ بدرجہ آکر امیر سے ملے امیر نے تینون کو خلعت وانعام دئے اور سونیکی کرسیون پر بیٹھنے کو فرمایا بعد چندروز تک عیش وعشرت مین بیٹھے

باقی داستان فردائے شب

چونپوین داستان ۵۴

کئی روز کے بعد دونو فوجین میدان مین ایک کے مقابل ایک کھڑے رہین اور نقیب پکارے کہ کون مرد ہے کہ اپنا نام ظاہر کریگا اتنے مین بخعہ اشتربان میدانمین آیا اور پکارا کہ ای خداپرستان فربر دستان ہر کسے کہ درمیان شما آرزوئے مرگ داشتہ باشد بیاید بمیدان مردان کہ ارادہ دست وپا آوری دارم اتنے مین شبان طایفی لپسر قندز سر شبان کا امیر کے خدمت مین آکر رضا طلب کی کہ مین اگر حکم ہو تو میدانمین جاؤن امیر نے فرمایا کہ جا مین نے تجھکو خدا کو سونپا تب شبان طایفی میدان مین آیا سو بخعہ اشتربان نے وہین گرز لیکر طایفی پر حملہ کیا طایفی نے حملہ اسکا رد کیا لیکن آوازہ ایسا ہوا کہ تمام لشکر لرزا گیا مگر شبان اپنی جگہہ سے نہ ہلا اور ایک رونگٹا بھی جنبش نکیا پس جب باری اسکی آئی تب ایک گرز بخعہ کے سر پر ایسا مارا زور سے کہ بخعہ جنبش کہا نالش کرنے لگا پھر دونو لڑنے لگے اور گرز پر گرز چلایا سو لڑتے لڑتے رات ہوئی تب دونو فوجین پھرین اور اپنے مقام پر اترین پس جب رات بسر ہوئی اور دن نمود ہوا تب دونو طرف سے نقارے بجے اور دونو فوجین میدان مین آکر کھڑی رہین بخعہ اشتربان فوج مین سے باہر آیا تب ادہر سے قیس بن قیمار بھی سوار ہوکر نکلا تب تو دونون سے جنگ ہونے لگے تب بخعہ نے گرز زمین پر ڈالا اور شبان طایفی نے کمر مین ہاتھ ڈالا اور زمین پر سے اٹھاکے پھر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑبیٹھا تب قیس بن قیمار نے اپنے دونو پاؤن جھاڑے سو بخعہ کے سینہ مین لگے پس پاؤن کے لگتے ہی بخعہ چتا زمین پر گر پڑا پھر تو قیس بن قیمار اٹھتے ہی اسکے سینہ پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ باندہے کہ بخعہ نے بھی اپنی دونو لاتین جھٹکین سو قیس بن قیمار اوندہا زمین پر گرا تب گرتے ہی دونو کھڑے ہوئے اتنے مین مغرب ہوئی اور اندہیارا ہوا اور رات ہوگئی پھر جب دن نمود ہوا اور دونو فوجین مقابل کھڑی رہین تب بخعہ میدان مین آیا اور پکارا اسوقت بدیع الزمان نے میدان مین گھوڑا دوڑایا تب بخعہ نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے سو بولے یعنے حمزہ توہی ہے یاکوئی اور دوسرا ہی تب بدیع الزمان نے

کہا مین بیٹا امیر کا ہون اور بدیع الزمان میرا نام ہی تب بخعہ نے کہا کہ ای لڑکے مین نے سنا ہی کہ تو بھی زور باپ کے تول کا رکھتا ہی سواب خبردار ہو اتنا کہا اور سات سو منکا گرز بدیع الزمان کے سر پر مارا سو امیرزادے نے اپنے ہنر سے اسکا گرز رد کیا اور کہا کہ ای کافر اور ایک وار کر کیونکہ تجھے مین نے دو وار دئے ہین تب بخعہ نے ایک گرز اور بھی تمام قوت جتنی کہ اسکو خدا نی دی تھی خر چکر کے مارا امیرزادہ نے وہ بھی وار اسکا رد کیا اور بدیع الزمان کو کچھ زیان نہ ہوا پھر تو باری بدیع الزمان کی آئی تب ہزار منکا گرز ہاتھہ مین لیکر گھوڑا دوڑایا اور بخعہ کے سر پر وہ گرز مارا سو بخعہ نے وہ وار تال دیا تو اسکے گھوڑے کی کمر مین لگا سو گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور بخعہ زمین پر گرا اٹھکر تروار کھینچ چاہتا تھا کہ امیرزادہ کے گھوڑے کے کونچے کاٹے اسوقت بدیع الزمان گھوڑے پر سے اترے اور پیادہ ہوئے اور تروار نکال کر مانند شیر غران کے جولان ہوئے اور وہ نیزہ ہاتھہ مین لیکر لڑنے لگا تو بدیع الزمان نے نیزہ اسکا مانند خیار کے اوڑایا جب کوئی ہتیار نہین رہا تب امیرزادہ نے کہا کہ مین نعرہ مارتا ہون تب بخعہ نے کہا کہ ای پسر حمزہ مین بچہ گہوارے کا نہین ہون کہ تیرے نعرہ سے ڈرونگا جتنا تیرا جی چاہے اتنا پکار پس بدیع الزمان نے اسکی کمر مین ہاتھہ ڈالا اور اللہ اکبر بول کر نعرہ مارا اور بخعہ کو زمین پر سے اٹھا کے معلق سر پر لائے کہ تمام خلق اللہ نے آفرین کی پھر زمین پر پچھاڑا اور ہاتھہ پاؤن باندھکر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اسوقت مالک اشتر نے امیرزادہ کا یہہ تماشہ دیکھکر نوشیروان کو کہا کہ ای بادشاہ امیر حمزہ یہہ بیٹا خوب رکھتا ہی کہ اسنے میرے بچا کو جوانمردی سے باندھا اس واسطے اب مین اسکے ساتھہ جنگ کرون تو اسپر فتح پاؤن لیکن فردا لڑونگا کیونکہ مردان عالم کہین گے کہ بدیع الزمان سست ہوا تھا تب مالک اشتر اسپر غالب ہوا اس سبب سے صبح کو دیکھینگے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی تب طبل بازگشت بجانے اور اپنے مقام پر آئے اسوقت بدیع الزمان باپکی خدمت مین آئے اور قدمبوس ہوئے تب حمزہ نے اپنے فرزند کو اٹھا کے گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور اپنے دربار مین پہلوانی جہان کے کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا اور بولے کہ بخعہ کو لاو تب عمر بن عمیہ بخعہ کو لیکر آئے امیر نے فرمایا کہ ای بخعہ میرے فرزند نے تجھے کیونکر باندھا تب بخعہ نے کہا کہ جیسا جوان مرد جوان مردونکو باندھتے ہین پھر امیر نے فرمایا کہ ای بخعہ مرد باش ہاہم پائے مرد باش اب بول کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہی تب بخعہ نے کہا ای امیر جب تک کہ مالک اشتر اسطرف آوے تب تک خاموش رہو کیونکہ جب مالک اشتر اپنی طرف آجاویگا تو جیسا وہ کہیگا سو مین کرونگا پس امیر نے بخعہ کا سخن سنکر عمر معدی

کرب کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے بند مین رکھو اور خبرداری کرو پھر امیر اپنی جگھہ عیش مین رہنے لگے
اتنے مین ایک قاصد دروازے پر آکے کھڑا رہا اور پکار کے فریاد کی تب امیر نے فرمایا ای عمر بن
عمیہ جاؤ اور مطلب قاصد کا پوچھو کہ یہہ کیا کہتا ہے تب عمر قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا چاہتا ہے
تب قاصد نے کہا کہ داد چاہتا ہون پھر عمر نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور
تجھپر کسنے ظلم کیا ہے جو داد مانگتا ہے قاصد نے کہا کہ مین حرسنہ سے آیا ہون اور خط فتح نوش کا
لایا ہون تب عمر وہ خط قاصد سے لیکر امیر کے خدمت عالی مین آئے امیر نے آواز بلند سے وہ خط
پڑھا اسمین یون لکھا تھا پہلے حمد خدا کی بعد تعریف ابراہیم خلیل اللہ کے خاندانکی بعد اسکے یہہ
مضمون تھا کہ مین بندہ فتح نوش کہ غلام خاندان ابراہیم کا ہون سو اسکی طرف سے پہلوان جہانکی خدمت
مین عرض ہوجیو کہ مرزوق فرنگی بادشاہ فرنگ ہے اسنے بہت سے لشکر سے آکر ارادہ حرسنہ شہر کا
کیا ہے اور مین اوسے تاب مقاومت نہین رکھتا ہون اسواسطے سب لوگ قلعہ مین بند ہوئے ہین
اور دانہ و ذخیرہ قلعہ مین کم ہے اس سبب سے وہ سارے لوگ بہت تنگ ہوئے ہین اگر تم آپ آو یا رستم
پیل تن کو شتابی سے مدد کے واسطے بھجوگے تو بہتر ہے کیونکہ اس فرنگی سے یہان کے لوگ
بہت ضعیف ہین اور مسکین ہین اگر مدد کروگے تو اس فرنگی کے ہاتھ سے خلاصی پاوینگے وگرنہین تو
اسیر کافران ہووینگے جب امیر نے یہہ نامہ تمام و کمال پڑھا اور سب احوال معلوم کیا تب رستم
پیل تن کے طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ای فرزند تم یہان میری جگھہ پر قایم رہو مین حرسنہ شہر کو جاتا ہون
اور اس فرنگی کو سزا دیتا ہون تب رستم پیل تن اٹھے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یہہ بات نہ ہوگی تم وہان
جاؤ اور ہم یہان رہوین اگر حکم پاویگا تو یہہ مہم تمام یہہ فدوی سر کریگا تب امیر نے فرمایا کہ تمہارا اکیلے
وہان جانا مصلحت خوب نہین ہے کیونکہ فرنگی کا لشکر بہت ہے اسواسطے کئی ایک پہلوان زبردست
اپنے ساتھ لیجاؤ رستم نے کہا پہلوان اپنے ساتھ ایک بھی نہ لیجاونگا یعنے اسکو معہ لشکر مین
اکیلا بس ہون کسواسطے کہ امیر کے اقبال سے فتح کرونگا تب امیر لاچار ہوکے بولے کہ جاو مین نے
تمکو خدا کو سونپا پس رستم پیل تن اسیوقت رخصت لیکر سوار ہوئے اور شہر حرسنہ کی راہ لی تب
رات و دن چلے جاتے تھے اور کہین مقام نکرتے تھے تب چند روز کے بعد شہر حرسنہ کو
پہنچے تو کیا دیکھا کہ تمام لشکر فرنگی کا قلعہ کے چوگرد پڑا ہے تب رستم پیل تن نے اپنا سپر
ہاتھہ بائین بازو پر رکھا اور بانیان ہاتھہ سینہ سے بازو پر رکھکے نعرہ مارا بعد نعرہ کے پکارا کہ ای کافرو
تم اب میرے ضرب سے کہان جاسکوگے رستم کے نعرہ کی آواز فرنگ کے بادشاہ نے

سنی

سنی اور پوچھا کہ حمزہ آیا ہی تب وہ فرنگی خود آپ سوار ہوا اور میدان مین آیا اور اسباب و فوج
واسطے لڑائی کے مستعد کیا اور مرزوق بادشاہ فرنگ لود گز کا قد رکھتا تھا اور بیٹے اور پوتے
بھی بہت رکھتا تھا یعنے ہر ایک بیٹا اور پوتا چالیس گز یا پچاس گز اونچے تھے اسوقت بادشاہ
فرنگ نے اپنی اولاد کو پکارا اور بولا کہ اس شخص کو پہچانو تو کون ہی حمزہ ہی کہ رستم پیل تن ہی
تب مالیا فرنگی یعنے بڑا بیٹا مرزوق کا تھا سو باپکو بولا کہ اگر حکم پاؤن تو میدان کو جاؤن اور جنگ
کرون تب مرزوق نے رضا دی سو مالیا میدان مین آیا اور رستم پیل تن کے مقابل کھڑا رہا
اور کہا کہ ای آنے والے اپنا نام بول کیونکہ بے نام مارا جاویگا تب علم شاہ رومی نے کہا کہ مین بیٹا
حمزہ کا ہون اور میرا نام رستم پیل تن ہی تب مالیا نے کہا ای رستم واے عرب زادے اگر
ہزار جان کا زور رکھتا ہوگا تو ایک بھی جان سلامت نہ لیجاویگا یہ کہکر تروار کھینچکر علم شاہ رومی پر
چلائی تب علم شاہ نے ہاتھ اسکا بڑے داؤ سے پکڑا تب اسنے بہت بھی زور کیا پر کچھ فایدہ
نہ ہوا لیکن رستم پیل تن نے اسکی تروار چھین لی اور گھوڑے کو چمکا کر مالیا کو وہی تروار ماری تب
مالیا نے سپر پر اسکا وار لیا سو تروار لگتے ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تروار خود پر پہنچی
پھر تو خود کو کاٹا کدی کاٹی اور عرق چین کو کاٹ کر کانسہ سر پر پہنچی سر کو کاٹا اور بیاض گردن کو کاٹ
کر صدر سینہ سے اترتی ہوئی کمر کی ہڈی کو کاٹ کر گرد کے نیچے جا کر قاش زین کے دو ٹکڑے کر
گھوڑے کی کمر کو کاٹ کے زمین پر نوسر دیا تب مالیا فرنگی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بموجب
شعر بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ؛ یکی را دو کرد و دو را چار کرد ؛ تب رستم پیل تن ویسے ہی
غلغال مین حملہ کرتے ہوئے فرنگی کے لشکر پر جا پڑے اور مارنے لگے جسکے سر پر ماری
پس سر اسکا مثال خیار تر کے کاٹا اور جسکے شانے پر ماری اسے ترچھا کاٹکر تا بہ ساق تک
پہنچاتے تھے القصہ تھوڑی دیر مین کشتون کے پشتے باندھے لوتھون کے کڑاڑے لہو کے
نالے بہائے جب مرزوق فرنگی نے اسکی تروار کا کاٹ دیکھا تب سمجھا کہ حمزہ یہی ہی پس فی الفور
پیٹھ دیکر بھاگا تب تو لشکر بھی بھاگنے لگا اسوقت رستم نے انکا پیچھا کیا اور مارتے ہوئے چار
کوس تک چلے گئے جب فتح نوش نے یہ حقیقت دیکھی سو اپنے لشکر سے باہر نکلا اور رستم
پیل تن کے پیچھے کھڑا رہا تب رستم نے پھر قصد مارنے کا کیا تب فتح نوش کہنے لگا کہ ای رستم
پیل تن اب بس کرو اور پھر رستم پیل تن نے ہرگز نہ مانا اور سوگند کھا کے کہا کہ جب تک فرنگیونکو
نہ مارونگا اور بادشاہ فرنگ پر فتح نپاؤنگا تب تک نہ پھرونگا تب فتح نوش نے کہا مین بھی تیرے پیچھے نہ

پھر ونگا اور لشکر ساتھ لے کے تمھارے برابر رہونگا تب علم شاہ نے کہا تو جا اور شہر بہا
کیونکہ اگر کوئی شہر خالی دیکھیگا تو فوج لیکر آوے گا تو مفت مین ملک جاتا رہیگا اور نوشیروان کا
سا حال ہوگا اسواسطے تیرا جانا بہتر ہے کہ شہر کی نگہبانی تو کریگا مین اکیلا انھون کو بس ہون تب فتح
نوش نے نصیحت رستم قبول کی اور ضرور جانکر حرسنہ کو پھر آیا تب فرصت سے ساری حقیقت
امیر کو لکھی اور قاصد کے ہاتھ روانہ کیا القصہ رستم نے وہ ساری رات کافرونکا دنبالہ کیا تھا اور
کافرونکو مارا تھا یعنے اس ایک رات مین اتنے مارے گئے تھے کہ جسکا حساب خدا جانے غرض جب
تاریکی آسمان پر چھا گئی تب رستم نے اپنے گھوڑے پر سے اتر کر ایک حوض کے کنارے پر آکے
اپنا سارا بدن اور ہتیار دہوئے اور گھوڑے کو بھی دہو دہلا کے زین اتار کر چرنے کے واسطے
چھوڑا اور آپ بھی نہا دہو کے سو رہے اور لشکر فرنگ اس راتکو رستم کے ڈر سے تمام شب بھاگتے
تھے غرض جب روز ہوا امیرزادہ ہشیار ہوکے ایک شکار کے واسطے جنگل مین گیا اور شکار مار کر
لائے اور چقماق سے آگ سلگائی پھر کباب بنا کے بھونے اور کھائے اور کمر مین ہتیار باندہ کر گھوڑے
پر سوار ہوئے اور جو گھوڑے لوٹ کے لائے تھے سو سب ساتھ لیکر راہ فرنگیون کے لشکر کی لی
جب کئی کوس کی منزل طے کی تب وہ گھوڑے چھوڑ دئے اور اپنا گھوڑا کوداکے دنبالہ کافرونکا کیا
اور فتح نوش نے جو قاصد امیر کے نزدیک روانہ کیا تھا اور یون لکھا تھا کہ رستم پیل تن نے میری بات
نہ سنکر دنبالہ فرنگیون کا کیا ہے سو وہ قاصد امیر کے طرف جاتا تھا باقی داستان فردائے شب ؛

پچپنویں داستان

جب کہ امیر نے رستم پیل تن کو طرف حرسنہ کے روانہ کیا اسی راتکو خبر ہما یون نیک ساعت
مین پہنچی کہ مہر افروز دختر نوشیروانکی تولد ہوئی اور فرزند جگر بند امیر کے یہان پیدا ہوا سو نہایت
خوب صورت مانند چودہوین رات کے چاند کے ہوا ہے کہ اسکی صورت کو دیکھکر ماہ رشک لیجاتا ہے
امیر یہ بات سنتے ہی باغ باغ خوشی ہوکے چمن تن مین پھولے نہ سماتے تھے بہت خوشحالی سے
کتنا ہی خزانہ خیرات کیا اور نام اسکا پری شاہ رکھا اور چالیس روز تک جشن مین رہے اور عیش و
عشرت کرنے لگے اور جب کہ عیش سے فارغ ہوئے اسی دن کافرون نے نقارہ لڑائیکا
بجوایا اور پہلوانان کفار اپنا لشکر لیکر سوار ہوئے اور میدان مین آئے ویسے ہین قاصد حرسنہ
سے آیا اور خط فتح نوش کا امیر کو دیا امیر نے تمام اس خط کا مطالعہ فرما کر رستم پیل تن کے

واسطے بہت متفکر ہوئے اور یارون سے فرمایا کہ ای بھائیو واسے پہلوانو رستم میرا بڑا بیٹا ہی
لیکن ہنوز لڑکا ہی اسنے یہہ قصد کیا ہی کہ مین تن تنہا جا کے فرنگیونکو مارونگا اور فتح کرکے آونگا
سو حق سبحانہ تعالی اسکو فتح نصیب کرے اور ظفر دیوے کیونکہ فرنگیونکا لشکر بہت ہی پس
اسواسطے اب مین خود جاتا ہون لیکن نہین جانتا ہون کہ میرے جانے تک کیا حال رستم کا ہوگا
یہہ کہہ کے امیر نے بدیع الزمان کو پہلوانی جہان کی کرسی پر بٹھایا اور عمر بن عمیۃ کے حوالے
کیا پھر کہا کہ ای عمر مین پانچ پہلوانونکو اپنے ساتھہ لیجاتا ہون اور تو میرے جگہہ پر خبرداری سے
رہنا تب دوسرے روز امیر لندہور اور شبان طایفی اور استفتانوش و کرب معدی و قیمار خاوری
کو لیکر خرسنہ کو روانہ ہوئے اور رات دن چلنے لگے بعد قطع منازل کے خرسنہ کو پہنچے فتح نوش
کو امیر کے آنے کی خبر ہوئی پس اسیوقت استقبال کے واسطے آیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے
امیر کو شہر مین لیگیا اور مجلس آراستہ کی اور بعد تناول طعام کے دور شراب کا چلنے لگا تب
امیر نے کہا ای فتح نوش مجھے غم رستم پیل تن کا بڑا ہی اسواسطے شراب پینا اچھا نہین معلوم
ہوتا ہی اسوقت تمام حضار مجلس خاموش ہو رہے اور رات کی رات وہان مقام کیا فجر کو اٹھکر راہ
فرنگستان کی لی راوی یون روایت کرتا ہی کہ جب رستم سے فرنگیونکا مقابلہ تھا اسوقت
مرزوق فرنگی نے کہا کہ ای فرزند یہہ حمزہ معلوم نہین ہوتا ہی شاید کہ رستم پیل تن ہی
اور حمزہ کو نسیا خوب پہچانتا ہی کسواسطے کہ اسنے حمزہ سے لڑائی کی ہی بعد مرزوق نے
نسیا کے تئین بھیجا کہ امیر کو پہچانے اسواسطے کہ نسیا نے امیر کی لڑائی مین ایک ہاتھہ کھویا تھا
تب مرزوق نے پوچھا کہ نسیا کیون تو نے پہچانا کہ حمزہ ہی یا رستم ہی تب وہ بولا کہ تحقیق یہہ
رستم ہی نہ حمزہ کہ مین امیر کے گھوڑے کو خوب پہچانتا ہون اور امیر کو بھی خوب جانتا ہون یعنے
یہہ نواسا فتح نوش کا ہی سو شتابی سے پہنچ اور اسے مار تب مرزوق فرنگی نے میدان
آراستہ کیا اور آپ میدان مین آیا کہ ای عرب مین خوب جانتا ہون کہ تو حمزہ نہین ہی اول
سمجھا تھا کہ تو حمزہ ہی اسواسطے چپ ہو رہا تھا اگر مین جانتا کہ فرزند رابعہ پلاس پوش کا ہی
تو تجھے خرسنہ ہی مین سزا پہنچاتا یہہ کہکر تروار نکال کر گھوڑے کو دوڑا کر امیر زادے پر
وار کیا امیر زادے نے وار اسکا رد کیا اور خود بھی مرزوق پر وار کیا غرض دونو بڑی دیر
تلک تروارون سے لڑے اور رستم نے ایک زخم مرزوق کو ایسا مارا کہ مرزوق کے بازو
پر لگا غرض مرزوق سست ہوا اور وہین لگام گھوڑے کو پھرا کر اپنے لشکر مین گیا اور لشکریون سے

پکار کر کہا کہ مارو اس عرب کو القصہ مرزوق کے حکم سے سیاہ فرنگی کی ایکبار گی علم شاہ پر حملہ
آور ہوئے اور گھیرا کرکے لڑنے لگے اور علم شاہ بھی تروار دو دستی مارنے لگے یہان تک
کہ منہہ ان کے پھرا دئے اور انکے سر و نکے چبوترے بندہے اور رستم کے بھی بدن کو زخم
استینے لگے کہ حساب اسکا خدا جانے راوی روایت کرتا ہے اور استاد کتاب کا حکایت کرتا
ہے کہ رستم پیل تن فرنگی کے لشکر سے تین دن رات لڑے چوتھے روز گھوڑا رستم پیل تن کا
موا اور رستم پیادہ ہوئے لیکن لڑتے تھے اور سیاہ فرنگ نے بہت قصد رستم کے
پکڑنے کا کیا لیکن نزدیک ڈر سے کوئی نہین آسکتا تھا بلکہ کتنے ہی ڈر سے مر مر گئے جب
رستم پیل تن بہت تھکے تب ایک ٹھکانے آسرا پکڑ کر اور ترکش مین سے تیر نکالکر کافرونکو
مارنے تھے اور ایک تیر مین دو دو چار چار کافرون کو مارتے تھے اور مرزوق فرنگی اپنے لشکر کو
پکارتا تھا کہ ہان زور کرو اور اس عرب زادے کو مارو غرض اس لشکر نے رستم کو بھی میدان
مین بہت تنگ کیا تھا اور تیر بھی علم شاہ کے تمام ہوئے پر آئے تھے کہ رستم پیل تن نے
خدا کو یاد کیا اور یہہ رباعی پڑھے رباعی ای آنکہ بملک خویش پاینده توئی ؛ وز دامن شب صبح
نماینده توئی ؛ کارے من بیچاره قوی بسته شده ؛ بکشای خدایا که کشاینده توئی ؛ ہنوز
یہہ لفظ مناجات کا منہہ سے تمام نہ ہوا تھا کہ خدا تعالی کے حکم سے امیر بھی وہان یار ون سمیت
آپہنچے القصہ سیاہ فرنگ نے جب سوارونکو آتے دیکھا تو بھاگنے لگے کہ اتنے مین امیر قریب
رستم کے آئے اور رستم کو اسحال سے دیکھا سو وہین تروار نکال کر اپنے پانچون سوارون
سمیت فرنگیون کے لشکر مین پڑے اور نعرہ مارا کہ انا حمزہ بن عبد المطلب مرزوق نے جب نام
حمزہ کا سنا تب ایکبار گی لشکر سمیت بھاگا اور قلعہ مین گیا اور دروازے محکم باندہے اور خندق
پر آب کی تب امیر نے رستم پیل تن کو اٹھا کے گھوڑے پر بٹھایا اور زخمون مین مرہم لگا کر باندہا
اور آپ پہلوانون سمیت قصد قلعہ کا کیا اور دروازے کو آکر جھٹے فرنگیون نے یہہ دیکھکر
نزدیک آئے امیر دروازہ کوٹ کا توڑتے تھے کہ یہہ خبر مرزوق کو پہنچی تب مرزوق معہ نبیران و
فرزندان تروارین دانتون مین پکڑ کر پگڑیان گلے مین ڈالکر الامان الامان بولتا ہوا باہر آیا اور
امیر کے پاؤن پر پڑا امیر نے جب اسے عاجز دیکھا تب غصہ اترا اور اسکا گناہ معاف کیا
اور کہا کہ امان تمکو جب دونگا کہ اقرار اسطرح سے استوار کرو کہ خدا ایک ہے اور دین حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے اور بت اور بت پرست باطل مین اور حلقہ غلامی میرے کا کان مین ڈالو

اور اپنی بیٹی میرے فرزند کو دو مرزوق نے قبول کیا اور امیر کو شہر مین لیگیا اور تخت پر بٹھایا اور مجلس
آراستہ کی اور مال خراج کا سامنے رکھا اور اپنی بیٹی رستم پیل تن کے نکاح مین دی
بعد حضرت ابراہیم کے دین کے موافق امیر نے نکاح اسکا نیک ساعت مین باندھا اور رستم
پیل تن داخل محل مین ہوئے اور امیر یارون سمیت مدت تک عیش و عشرت مین رہے پھر امیر اور
مرزوق وہان سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل کے خرسنہ کو پہنچے اور مرزوق کو فتح نوش
سے ملایا صلح کروائی اور پہلوانون کو البرز کو روانہ کیا یہان مالک اشتر ہر روز امیر کے یارون
سے بعد امیر کے لڑتا تھا اور کوئی اسپر غالب نہ ہوتا تھا باقی داستان فردائے شب

چھپنوین داستان

روایت مین یون لائے ہین کہ ایک روز قدیم عادت کے موافق دو نو سپاہ مقابل ہر ایک کے کھڑے
تھے اور نقیب پکارنے لگے کہ کون مرد قصد میدان کا کریگا اور کون مرد نام ظاہر کریگا ناگاہ یکایک
ویسے مین گرد بیابان سے پیدا ہوئی جو دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو اسی گرد مین امیر و یاران اور
بادشاہ فرنگ نمودار ہوئے پہلوانون نے جب امیر کو دیکھا خوشحال ہوگے سبکے سب دوڑے
اور امیر کے پاؤن پر سر رکھا امیر نے سر انکے اوٹھا کر گلے لگایا اور بہت نوازش فرمائے او
جب امیر کے آنے کی خبر نوشیروانکو پہنچی اور مالک اشتر نے بھی سنی وہین مالک اشتر میدان
مین آیا اور نعرہ مارا اور کہا اے حمزہ میرے ڈر سے اتنے دنون تک کہان بھاگا تھا اب
اگر مرد ہے تو میدان مین آ امیر نے اشقر دیوزاد کو ڈپٹ کر میدان مین آئے اور مالک نے گرز ہاتھ مین
لیا امیر نے ڈھال سر پر لی اور مالک اشتر نے ایسا گرز مارا کہ آواز اسکی دو نو لشکر کے
آدمیون نے سنی اور ایک شعلہ آگ کا ڈھال اور گرز سے نکلکر ہوا سے آسمان پر گیا اشقر دیو
زاد رو یا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ اے مالک اشتر تیرے تین دو حملہ اور بھی دئے ہین مار تب مالک نے
امیر کو دو گرز اور بھی قوت سے مارے کہ جتنا زور اسے خدا نے دیا تھا اتنا خرچ کرکے مارے تھے
اور امیر نے ڈھال کے چھینٹے سے رد کئے جب باری امیر کی آئی امیر نے گیارہ سو منکا گرز نکال
کر مالک کے سر پر ایسا مارا کہ اس گرز کے بوجھ سے مالک کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور مالک
اشتر زمین مین گرا اور تلوار نکال کر چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو پے کرے امیر نے فی الحال پیادہ
ہوکے گھوڑے کو بچالیا اور دوسرا گرز مالک کو امیر نے ایسا مارا کہ مالک اشتر بھی گھٹنون

تک زمین مین گڑا تب کہا مالک نے ای حمزہ آفرین تیرے باز و پر اور ہاتھون پر بعد گرز تیسرا بھی امیر نے مالک پر مارا اور اسنے ہزار محنت و مشقت سے ٹالا پھر دونوین دو پھر تک اسیطرح گرز اگرز ہوتے بعد ازان مالک نے گرز زمین پر پھینکا اور ہاتھ تروار پر ڈالا اور امیر پر چلایا امیر نے وار اسکا ڈہال کے جھنپے سے رد کیا و لیکن دو انگل ڈہال کاٹی ڈہال کے گردش سے تروار ٹوٹی اور قبضہ مالک کے ہاتھ رہا پھر مالک نے وہ قبضہ امیر پر پھینکا امیر نے چابک کے اشارہ سے رد کیا وہین عمر بن عمیہ ضمیری نے دوڑکر اسے اٹھایا اور اپنے توبڑہ مین ڈالا مالک نے کہا ای عرب قبضہ تروار کا مجھے دے عمر نے کہا کہ مین حکم رکھتا ہون کہ جو کچھ مال میدان مین پڑا سو حق میرا ہے مالک نے کہا دیتا ہے یا لون عمر نے کہا اگر مرد ہے تو لے مالک نے ہاتھ کمان پر ڈالا عمر نے بھی سپر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگے لائے مالک نے تیر چلایا عمر کو دا اور تیر ٹال کر سیدہے طرف مالک کے کھڑا رہا اور ایک پتھر مالک کو ایسا مارا کہ آواز اسکی طراق سی آئی مالک نے دوسرا تیر بھی مارا عمر کود کر ڈاوین طرف گئے وہ تیر بھی مالک کا خطا ہوا لاکن پتھر عمر کا خطا نہین ہوا پھر ہاتھ تروار پر لیگیا اور امیر کی ڈہال پر مارا امیر نے ایسی ڈہال پھرائی کہ تروار ٹوٹ گئی اور مالک نے قبضہ اس تروار کا اپنے توبڑہ مین ڈال لیا عمر نے پکار کے کہا کہ ای مالک حق میرا کیون اپنے پاس رکھتا ہے مالک نے کہا مین نہین دیتا ہون عمر نے تب ایک پتھر اسکی انگلیون پر ایسا مارا کہ مالک نے وہ قبضہ عمر کیطرف پھینکا عمر دوڑے اور وہ قبضہ زمین پر سے اٹھا لیا اور مٹی اسکی پونچھی اور زنبیل مین رکھا اور کہا کہ ای مالک پتھر کھا کے میرا مال مجھے دیا اول سے نہین دیا مالک نے کہا ای حمزہ سخت بلا اپنے ساتھ رکھتا ہے پھر مالک ہاتھ نیزہ پر لے گیا اور امیر کشور گیر کے سینہ پر مارا امیر نے ہاتھ سے وہ نیزہ پکڑ کر زور کیا اور چھین لیا اور اسکی نہال نکال کر مالک کی پیٹھ پر ایسی ماری کہ لکڑی اسکی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی لیکن مالک زمین پر سے نہین ہلا پھر کمندون پر ہاتھ ڈالے اور ایک نے کمند پھینکے اور دونو گھوڑونکو طراق طراق مارا تا کہ دونو کمندین ٹوٹین پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے اور ایک کی کمر مین ایک نے ہاتھ ڈالا اور زور کرنے لگے تو مالک کو گھٹنے تک کھینچا اور مالک نے زور کیا تو ہاتھ چھوڑ کر کھڑا رہا جب نزدیک رات ہوئی امیر نے کہا کہ خبردار ہو مین نعرہ مارتا ہون عمر بن عمیہ نے ٹوپی اپنی ہوا مین اوڑائے لشکر عرب مین سب نے جانا کہ امیر نعرہ مارتے ہین پھر اپنے مونہون مین ہاتھ ڈال کر روئی نکالی اور گھورونکے کان مین اور اپنے کانون مین بھی ڈالے غرض امیر نے نعرہ مارا اور مالک کو اٹھایا اور سر پر لے گئے اور اتنا پھرایا کہ تمام عالم نے آفرین کی پھر زمین

پر پچھاڑے اور سینہ پر بیٹھے اور ہاتھہ پانون باندھے تب امیر نے کہا کہ بولو جو کچھ کہنا ہی
مالک نے عرض کیا حکم امیر کا ہی تب امیر نے فرمایا کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ مالک
اشتر نے کلمہ کا اقرار کیا امیر مالک کے سینہ پر سے اوترے اور گلے سے لگایا اور طبل باز
گشتی بجوا کر دونون لشکر اترے امیر اپنے لشکر ظفر پیکر مین آکر بارگاہ گردون جاہ مین رونق
افزا ہوے دنگل ناد عنبر پر ہوئے اور مالک اشتر کو خلعت دیا اور بخعہ کو بھی بلایا اور اسے بھی مسلما
کیا اور خلعت دیا پھر عمر بن عمیة نے حلقہ غلامی کا انھون کے کانون مین ڈالا تب امیر کے حکم سے
مجلس آراستہ ہوئی اور ساری رات عیش سے گذاری جب روز ہوا آواز طبل جنگی کی آئی امیر نے
سنکر اپنے یہان بھی نقارہ بجوا کر سوار ہوئے کہ آوازہ عرب اور عجم مین ہوا کہ زوبین پولا
تن کا آیا ہی اور زوبین پولاد تن ایسا مرد تھا کہ قوت مین اور پھلوانی مین کوئی اسکا جواب
نتھا یہہ خبر نوشیروان کو پہنچی پس اسی وقت ہرمز کو اور دوسرے بادشاہون کو استقبال کے
واسطے بھیجکر بہ ہزار تعظیم اسے بلایا اور ملبوس خاص اسے مرحمت کیا یعنے اپنے پہنے ہوئے
کپڑے اتار کر اسے اپنے ہاتھون سے پہنائے اور پھلوانی کی کرسے پر بٹھایا اور زوبین پولاد
تن کے آنے سے بہت خوشحال ہوا اور دعا کی باقی داستان فردائے شب ٭

ستاونوین داستان ۵۷

جب امیر حمزہ مالک اشتر کے لڑائی سے فارغ ہوئے اور انھون کو مسلمان کر کے معہ سب
یارون کے عیش مین بیٹھے القصہ ایک روز بیٹھے تھے کہ یکایک دروازے پر ایک سوداگر آیا اور
کہا کہ جاؤ اور امیر کو خبر کردو کہ تمہارا منہہ بولا باپ آیا ہی جوہین یہہ خبر امیر کو پہنچی امیر اندیشہ مین ہوئے
کہ یا الٰہی کونسا سوداگر ہی کہ جسے مین باپ بولا تھا اتنے مین قندز نے عرض کیا کہ یا امیر ایک روز
ہم اور تم حرسنہ کو جاتے تھے کہ راہ مین ایک قافلہ ملا تھا اور ہمارے ساتھہ ہوا تھا امیر اس قافلہ
کے سردار کو باپ بولے تھے تب امیر نے کہا کہ سچ کہتا ہی اگر وہی سوداگر ہی تو
تم خوب پہچانو گے پس جاؤ بلا لاؤ وہین قندز باہر آیا اور نظر کی تو وہی سوداگر تھا پس قندز نے
اسے گلے لگایا اور امیر کے پاس لے آیا امیر نے بھی اسے پہچانا اور اٹھکر بغلگیر ہوئے اور
اپنے برابر بٹھایا اور احوال پرسے کی پس امیر نے اسکے منہہ پر نظر کی تو کہا کہ ای باپ اول
تمہارا چہرہ مانند چاند چودہوین رات کے چمکتا تھا اب کیون زردی مایل ہی تب سوداگر نے

کہا کہ ای فرزند قصہ میرا دور دراز ہی اور درد میرا لا دوا ہی بموجب شعر فارسی شعر گر من صفت
درد دل خویش کنم ؏ صد دل چون خویش زغم ریش کنم ؏ امیر نے فرمایا کہ نہ چھوڑونگا جب تک کہ تو
اپنے درد کا بیان نکریگا تب اس سوداگر نے ابتدا سے شروع کیا کہ ای امیر مین سوداگر ہون
اور تجارت کے واسطے دریا مین اور خشکی مین پھر تا رہتا ہون اور جنگل و بیابان مین جاتا ہون
اور پھر اپنے مقام پر آتا ہون اور کہین اپنا دل نہین لگاتا ہون اب قضا نے کر دگار یکایک گذر
میرا بردع کے ملک مین ہوا جب بادشاہ کے زیر جھروکے مین اترا اس بادشاہ کو ہروم بردعی
کہتے ہین اور پہلوان ایسا ہی کہ دنیا مین ویسا کوئی نہین ہوا اور ہروم ایک بہن رکھتا تھا اور
اسکے باپکی وصیت یون ہی کہ جو کوئی ہر دم کے پیٹھہ کو زمین کو لگائیگا اوسے اسکی بہن سے
بیاہ کر دونگا غرض مین وہان بیٹھا تھا کہ وہ ہروم کی بہن بالاخانہ پر آئی تھی اور جنگل کا تماشہ دیکھتی تھی
پس اسیوقت میری نظر اسپر پڑی دیکھتے ہی اسکے عشق کا تیر میرے جگر مین لگا اور پیکان اسکے
میرے دل مین رہے کسی طرح ممکن نہین کہ مین اس تک پہنچون پس اس طور سے زرد اور حقیر ہوا
ہون اور اسکے تصویر کھنچوا کے اپنے پاس رکھی ہی پس وہ تصویر دیکھکر قناعت کرتا ہون امیر نے
کہا کہ وہ تصویر مجھے دکھاؤ پس وہ نقش سوداگر نے امیر کو دکھایا اور سارے پہلوانون کو دیکھایا وے
سب اسکے دیکھنے سے بیہوش ہوئے تب ان سبنے کہا کہ ای سوداگر عاشق ہونا تیرا حق ہی
پس یہہ سب حال دیکھکر سعد بن عمر مبتلا ہو کر دل مین مقرر کیا کہ جب رات ہوگی تو یہان سے نکل کر
باہر جاؤنگا شاید کہ میرے بخت یاری کرین اور سعادت منہہ دکھاوے مجھے وصل اس بردعی کا
میسر ہووے پھر امیر شرط مہمانداری کی بجا لاتے اور اس سوداگر کو وداع کیا جب رات ہوئی تو سعد بن
عمر نے ہتیار باندہے اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر سے باہر نکلے اور بردع کے شہر کی راہ
لی راوی یون بیان کرتا ہی کہ اس رات کو طلادا اور رنگ اور کورنگ کا تھا اور یہہ دونو لشکر کے
گرد پھرتے تھے کہ یکایک دیکھا کہ ایک سوار لشکر سے باہر آیا تب یہہ دونو بھائی دوڑے اور سعد
بن عمر کو دیکھا شرط خدمت بجا لائے اور عرض کیا کہ ای شہزادے خیریت تو ہی جو تم اکیلے باہر آتے
ہو سعد نے کہا کہ اگر تم میرے ساتھی ہوگے تو مین سب حقیقت تم سے بولونگا وہ دونو بولے
کہ ہم تمپر سے قربان ہین اور ہرگز روادار نہین ہین کہ تم اکیلے باہر جاؤ تب سعد نے سب حقیقت اپنے
عشق کی ان دونون سے ظاہر کی تب لاچار دونو بھائی سعد کے برابر ہوئے القصہ یہہ تینو سوار
کہین دم نہ لیکر اور کہین مقام نہ کرکے چند روز مین داخل بردع کے شہر کے ہوئے اور ایک باغ

مین اترے اور اسیوقت ایک گلہ بکریون کا وہان آیا تب سعد نے یارون سے کہا کہ یہہ بکریان
ہروم کی ہونگی پس دو تین بکریان اس گلہ مین سے لیکر ذبح کرکے کباب بناوین اور کھاوین
تاکہ فریاد ہمارے ہروم کے پاس جاوے تو وہ ہم پر آوے تب اورنگ و گورنگ اٹھے اور
تین بکریان اس گلہ مین سے پکڑلین اور ذبح کرکے بنائے اور آگ سلگائی جب چرواہے نے
دہوان باغ مین دیکھا تو اندر آکے دیکھا تو کیا ہے کہ سیخین بھنتی ہین حیران ہوا اور تعجب مین رہا
اور پکارا کہ ای نادانو کیون اپنی سورت پر بیٹھے ہو اور اپنے پاؤن سے تم اژدہے کے منہ
مین آئے ہو کچھہ جانتے ہو کہ یہہ باغ کسکا ہے اور تم دہوان کرتے ہو اور یہہ تینون بکریان تم نے
کسکی کاٹی ہین تب سعد بن عمر نے کہا مین نہین جانتا تب چرواہے نے کہا کہ یہہ بکریان ہروم
کی ہین اور یہہ باغ خاصہ اسکے تماشہ کا ہے اور سیر کی جگہہ ہے تب سعد نے کہا جا ہروم سے
بول کہ حمزہ کا پوتا آیا ہے اور تجھے لڑنے کے لئے بلاتا ہے یہہ سنتے ہی چرواہا شتابی سے
دوڑا اور تمام احوال عرض کیا ہروم نے جب نام حمزہ کا سنا تو کہا کہ ای چرواہے حمزہ آپ
خود آیا ہے یا کوئی دوسرا ہے چرواہے نے کہا مین تحقیق جانتا ہون لیکن تین سوار ہین ان مین سے
ایک نے کہا کہ مین پوتا حمزہ کا ہون اور ہروم کو پکڑنے کو آیا ہون ہروم قہقہہ مار کر ہنسا اور سات
زرہ داؤدی بدن پر آراستہ کین اور سات سومنکا سانگ ہاتھہ مین لیا اور شمشیر کمر سے حمایل
کی اور شہر سے پاؤن پیادہ آیا اور یہہ بیت پڑہے بیت ہروم ایسا ہونگا مین یارو دہر و مر
کہ ویران کرون ملک اور مرز و بوم ؞ جب ہروم چلا جو جھاڑ کہ اپنے سے اونچا دیکھا تو سانگ
سے ایسا مارتا کہ زمین پیوند ہوتا اور ہروم کا چالیس گز کا قد تھا لکھتا کہ میرے سے اونچا کون ہوگیا
پس ایسی دیوانہ گی کی روش سے باغ مین آیا جب گھڑاہٹ ان تینون جوانون نے معلوم کئے
کہ ہروم آیا وہین گھوڑون پر سوار ہوئے اور کھڑے رہے کہ اتنے مین ہروم بھی آپہنچا اور پکارا
کہ ای آنے والو تم کون ہو سچ کہو تب سعد بن عمر نے کہا کہ مین پوتا امیر کشور گیر جہان ستان
کا ہون اور حمزہ نے تجھے پکڑنے کے واسطے میرے تئین یہان بھیجا ہے ہروم تب ہنسا
اور کہا کہ ای بچے فضولی کیون کرتا ہے مگر حمزہ نے میرا نام اور آوازہ نہین سنا ہے جو تجھے
بھیجا ہے اور آپ نہین آیا سعد نے کہا کہ اول مجھے جواب دے بعد از امیر کی بات کر اور اگر
مرد ہے تو میدان مین آ ادہر سے سعد نے چاہا کہ میدان مین جاوے اورنگ نے آگے آ
گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا کہ یہہ کب روا ہے کہ ہمارے ہوتے تو میدان مین جاوے پہلے

ہم دونو بھائی میدان مین جاتے ہین جب تجھ پر سے نثار ہو لینگے پھر تم جانا سعد ناچار کھڑے
رہے اور رنگ میدان مین گیا اور مقابل ہرومے کے ہوا ہروم نے سانگ اٹھاکر پھرائی اور اورنگ پہ
ڈالی اورنگ ڈہال آگے لایا اور ہروم نے سانگ مارا کہ آوازہ اسکا بیابان مین گیا اور ڈہال
اورنگ کے سر کو لگی اور سر اسکا صندوق سینہ مین گیا سو اورنگ شہید ہوا گورنگ نے
جب یہہ حال دیکھا تب گھوڑے کو ڈپٹ کر گیا اور مقابل کھڑا ہروم نے اسکو بھی سانگ سے
سرد کیا پھر سعد میدان مین آیا وہی سانگ پھراکر ہروم نے سعد کو مارا سعد نے اسے
رد کیا اور ہاتھہ کمان پر لے گیے اور تیر ہروم پر چلایا سو اس تیر نے چھہ زرہین توڑین اور ساتوین
زرہ مین رہ گیا یہہ دیکھکر ہروم غصہ مین آیا اور دوڑا سعد نے سپر آگے کی اور ہروم نے سانگ
پھراکر بائین ہاتھہ مین لی اور سیدہا ہاتھہ لنبا کرکے دوال کمر سعد کی پکڑی زور کیا اور اٹھا لیا اور زمین
پر پھینکا اور کہا ای بچے تجھے کیا مارون جا اور حمزہ کو بھیج یہہ کہکر آپ شہر مین پھر گیا اور اپنے
بہن کو ساری حقیقت کہی اور کہا مین جانتا تھا کہ حمزہ ہووے گا و لیکن یہہ پوتا حمزہ کا تھا اور
دو پہلوان اسکے ساتھہ تھے انکو مارا ہون یہان سعد بن عمر اٹھے اور گھوڑے پر سوار ہوے
اور حیران و غمگین بارون کو جنت مین گیا دیکھکر آب دیدہ ہوئے اور بہت افسوس کیا اور باغ سے
باہر نکلے اور بمقدار دو کوس کے گئے اور دل مین کہا کہ مین لشکر کو جاکر کیا منہہ دکھاؤنگا بہتر
یہہ ہے کہ کہین اس جنگل مین سے نکل جاؤن جو کوئی میرا نشان بھی نپاوے پھر لشکر کے
راہ سے لگام گھوڑے کی پھیرے اور راہ بیابان کی لی کتنے کوس چلے ہونگے جو ایک باغ
اور نہایت خوب نظر پڑا تب سعد بن عمر بن حمزہ اس باغ مین اگئے وہان جاکے ایک حوض دیکھا
کہ پانی اسکا مانند گلاب کے تھا پس سعد نے گھوڑے کو پانی پلایا اور زین اتار کر چرنے کو
چھوڑ کر آپ بھی ہتیار کھول کر حوض مین جاکر نہائے اور حوض کے کنارے پر سر رکھکر غمگین
سو رہے اور یہان انکا حال یہہ ہے کہ ہروم کی بڑی بہن تھی جو اس باغ مین گھر باندہ جدا رہتے
تھے اور اسکا مرد مر کر دوزخ مین گیا تھا سو اسکو ایک بیٹی تھی اسکا بیاہ نہین ہوا تھا اور
وہ لڑکی دعوی پہلوانی کا کرتی تھی اور کہتی تھی جو کوئی پیٹھہ میری زمین کو لگائے گا اسے مرد کرونگی
قضا کار وہ لڑکی کئی ایک باندیان اپنے ساتھہ لیکر شکار کو گئی تھی جب شکار کرکے پھرے
آتی تھی آتے آتے اس باغ مین آئے تو سعد کو دیکھا مثال چودہوین رات کے چاند کے تب
ایک لونڈی سے کہا اٹھاؤ اسے کہ معلوم ہووے آدمی ہے یا پری ہے باندیون نے کہا اغلب تو

وہ آدمی ہے کیونکہ ہتیار بھی ہین اور گھوڑا چرتا ہے تب وہ لڑکی آپ نزدیک آئی اور پکارا تب سعد
ہشیار ہوئے دیکھا تو ایک سوار ہتیار باندہے سر پر کھڑا ہے تب سعد جلدی سے اُٹھے
وہین اس لڑکی نے نیزہ پھرایا اور سعد کے سینہ پر چلایا پس سعد نے نیزہ اسکا پکڑ کر زور
کر کے چھین لیا اور بھال اسکے دور کر کے پھرا کر اسکے کمر مین ایسا مارا کہ وہ لڑکی زمین پر
گری پس سعد وہین دوڑ کر اسکے سینہ پر بیٹھے تو سینہ نرم پایا پھر برقع منہہ پر سے دور کیا جو
دیکھا تو رشک قمر ہے جب یہ صورت سعد نے دیکھی تو ہروم کی بہن کا نقش صورت بھول گئے اور کہا
کہ سچ بول کہ تو کون ہے اسنے کہا ہروم کی بھانجی ہون تب سعد نے کہا کہ ہروم کی بہن کا بیاہ نہین
ہوا ہے پس اسسے بیٹی کہان سے ہوئی تب اس لڑکی نے کہا کہ ہروم کی بڑی بہن کی بیٹی ہون مین
تب سعد اسکے سینہ پر سے اُٹھے اور کہا کہ جب تم نے ہم سے غریبون پر مہربانی کی جو آئے ہو
تو ایک گھڑی بیٹھو تب اس لڑکی نے کہا ایک گھڑی تو کیا ہے مین ساری عمر تیری باندی ہون
لیکن تو اپنا نام بتا تب سعد نے کہا مین نبیرہ حمزہ کا ہون نام میرا سعد بن عمر ہے پس وہ لڑکی نام
سعد کا سنکر بہت شاد ہوئی اور سعد کو اپنے محل مین لیجا کر بٹھایا پس سعد نے اسسے نکاح
کیا اور خلوت مین لیجا کر رات دن عیش مین رہے القصہ جس رات کو سعد اپنے خیمہ مین سے غائب
ہوئے تھے تو فجر کو گھر مین نپایا چار و نطرف تلاش کئے کہین پتا نہ لگا تب امیر کو خبر کی امیر فرمایا
کہ مین نے پہچانا کہ وہ ہروم کی بہن کا عاشق ہو گیا ہے ویسے مین لندہور نے کہا کہ اورنگ
و گورنگ طلا دیکھو گئے تھے سو وہ بھی غائب ہین امیر نے فرمایا کہ وہ سعد کے ساتھ گئے
ہون گے تب عمر بن عمیہ نے کہا یا امیر ہروم پہلوان سخت ہے اور دیوانہ کے طور کا ہے خدا
نخواستہ کہ کہین اسکے ہاتھ سے ہلاک ہو وے امیر نے کہا کہ سچ بولتا ہے پھر رستم
پیل تن کو اپنے جگہہ پر بٹھایا اور عمر بن عمیہ کو اپنے برابر لیا اور سب یارون کو وداع کیا اور
راہ بردعی کی لی بعد از قطع منازل کے بردعی کے ملک کو پہنچے اور اسی باغ مین آکر اُترے
اور اورنگ و گورنگ کو مرا ہوا پایا تب امیر نے کہا کہ سعد بھی مارا گیا عمر نے کہا اگر مرا ہوتا تو
انھون مین ہوتا شاید کہ جیتا ہروم نے اسے اپنے پاس رکھا ہو گا امیر اورنگ و گورنگ
کے واسطے آبدیدہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے انھین دفنایا اور کہا کہ ای عمر کسکے شومیت
سے یہہ دونو مارے گئے عمر نے کہا خدا کا یون ہی ارادہ تھا پس انہین باتون مین تھے کہ
کوئی گلہ بکریون کا آیا عمر نے دوڑ کر دو بکری پکڑے اور امیر کے پاس لا کر ذبح کیا اور

آگ سلگا کر سیخین بھوننے لگا امیر نے کہا ای چور خدا جانے یہہ بکرے کسکی ہین
بی رضا خداوند کے کیون لایا عمر نے کہا یہہ بکری ہروم کے ہین اگر خاوند انکا پیدا ہوگا تو قیمت
اسے دیوینگے عمر نے ہنوز سیخین تیار نہین کین تھین کہ ویسہین چرواہا آیا اور پکارا کہ ای
دیوانے آگے بھی پوترا امیر حمزہ کا آکر یہان لت کھا کر گیا ہی بعد اسکے تم اب آئے ہو اور
کباب کے سیخین بناتے ہو امیر نے کہا یہہ کچھ تجھے معلوم ہی کہ وہ پوترا حمزہ کا کیا ہوا تب
اس چرواہے نے کہا کہ اسکے دو ساتھہ والونکو ہروم نے مارا اور اسے جیتا چھوڑا پھر
معلوم نہین کہ کہان گیا ہی امیر نے کہا الحمد للہ کہ بارے جیتا ہی پھر امیر نے کہا جا اور ہروم کو
خبر کر کہ حمزہ آیا ہی پس وہین چرواہا دوڑا اور سر پر خاک اڑا کر ہروم سے کہا کہ ای بادشاہ حمزہ
آیا ہی ہروم نے کہا کہ تحقیق حمزہ آیا ہی تب چرواہے نے کہا کہ دبدبہ تو اسی کا سا معلوم ہوتا ہی
تب ہروم نے ہتیار باندہے اور سانگ ہاتھہ مین لی اور گھر سے باہر آیا اور اچھلتا کودتا باغمین
آپہنچا امیر نے کہا ای عمر شاید کہ ہروم آتا ہی وہین امیر بھی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوئے
ویسہین ہروم پیدا ہوا اور امیر کو دیکھکر ہنسکر کہا ای حمزہ برسون گذرے کہ آرزو تجھہ سے لڑنے
کی رکھتا ہون خوش آمدی خبردار رہو یہہ بول کر سانگ چلائی امیر گرز آگے لائے پس زنجیرین سانگ کے
گرز مین لپٹین اور دونو پہلوانون نے زور کیا تو طراق طراق وہ زنجیرین ٹوٹین ہروم نے سانگ
کے مہر ہاتھہ لگیا اور امیر پر چلایا امیر نے سپر کی اوجھے اسے رد کیا جب ہروم نے دیکھا
کہ اب سے نزدیک دوسرا ہتیار کچھہ نہین ہی تب باغ مین گھسا اور ایک جھاڑ سرو کا جڑ سے
اکھاڑا اور اسے اپنا ہتیار کیا امیر نے دیکھا جو مین گھوڑے پر رہونگا تو اسے ضرر پہنچیگا بس
وہین آپ پیادہ ہوئے اور ایک جھاڑ سرو کا باغمین سے اکھاڑا اور ہاتھہ مین لیا ہروم جب
جھاڑ کا حملہ امیر پر کرتا تھا تو امیر بھی اس جھاڑ پر روکتے جب انھون نے جھاڑ اکھاڑے تو عمر کھڑے
ہوکر تماشہ دیکھتے تھے اور حیران تھے کہ کیسی لڑائی ہی پھر امیر اور ہروم کو لڑتے لڑتے
شام ہوئے اور ہروم نے کہا کہ ای آفرین ہو تیرے باپ پر کہ تجھے جنا ہی اور آفرین تیری
مان پر کہ تجھے پالا ہی بارے جھلم منہہ پر سے اتار تا تیرے منہہ کو دیکھون کہ تو بڈہا ہی یا جوان
امیر نے جب دامن خود کا اٹھایا اور ہروم نے امیر کے منہہ پر نظر کی تو دیکھا کہ ڈارہے سفید ہی
لیکن چہرہ آفتاب کا سا ہی اور چمکتا ہی تب کہا کہ ای حمزہ اب تو رات ہوئی اور رات
تو واسطے شراب و کباب کے ہی اب مین تیرے واسطے بکری بھیجتا ہون تو بھی قرار پکڑ اور

چندروز لڑائی نکر کہ مین سانگ دوسرا بناتا ہون امیر نے کہا جا تجھے فرصت دی دو سانگ بنانے تک لیکن یہہ بول کہ میرا ابوترا جو آیا تھا سو کہان ہے ہروم نے کہا کہ ای امیر تمہارا ابوترا دیوانہ ہوکر مجھہ سے لڑنے آیا تھا سو مین نے تمہارے خاطر سے اسے جیتا چھوڑا خدا جانے کہ کہان گیا ہے ولیکن تمہارے یار مفت مین مارے گئے سو افسوس کرتا ہون امیر نے کہا کہ تو کیا کریگا حکم خدا کا یون ہی تھا پھر ہروم گیا اور امیر اترے اور عمر سے کہا کہ ہروم کا تماشہ دیکھا عمر نے کہا کہ ایسا مرد دنیا مین کم ہوگا امیر نے کہا خدا کی خدائی معمور ہے ایک سے ایک زبردست و پہلوان بڑے ہین بموجب شعر خدا ئنکہ بالا و پست آفرید ؛ زبردست ہر زیردست آفرید ؛ لیکن ہروم بھی بڑا پہلوان ہے اور نہایت مرد ہے جب ہروم لڑائی سے پھر کر گھر گیا تو اپنے بہن سے کہا کہ ای بہن معلوم ہو کہ تیرے واسطے مرد پیدا کیا ہون وہ بولی کہ تو سلامت ہونا چاہئے مجھے مرد کی کیا حاجت ہے پھر ہروم نے صفتین مردی کی اور پہلوانی حمزہ کی ظاہر کی اور کھانا اور شراب امیر کے واسطے بھیجا امیر نے کہا ای عمر میرے لئے کھانا زنبیل مین سے نکال کر دے کیونکہ مین کھانا ہروم کا نکھاونگا جب تک کہ وہ ایکطرف نہ ہو ویگا کیونکہ مرد جسکا نمک کھاتے ہین اپر تروار نہین باندھتے ہین اور مجھے اسے ابھی لڑائی باقی ہے غرض کہ عمر نے زنبیل سے کھانا نکال کر دیا اور امیر نے کھایا اور ہروم نے لوہارون کو بلاکر کہا کہ سانگ نو سو منکا بناؤ انہون نے پہلے سانگ سے دو سو من زیادہ کرکے بنائی جب کہ سانگ مرتب ہوئی ہروم فجر ہی باغمین آیا امیر نے جب دیکھا کہ ہروم آتا ہے تب ہتیار باندہے اور اشقر پر سوار ہوئے اور گرز گیارہ سو منکا ہاتھہ مین لیا ہروم نے کہا ای حمزہ مین سوائے سانگ کے دوسرا ہتیار کچھ نہین رکھتا ہون اور تو اسکی مار گرز پر لیتا ہے اور توڑتا ہے اور جب کہ سانگ ٹوٹی تو پھر کتنے ہی دن چاہئے بنانے کو امیر نے گرز ہاتھہ سے رکھا اور ڈہال سر پر لی اور ایک ہات مین گرز داب لیا ہروم نے سانگ امیر پر مارے تب مہڑی سانگ کی ایک طرف ہوئی اور امیر کے سر پر لگی دوسری بار ہروم نے سانگ پھرائی اور امیر نے پہلے طرح سپر سر پر لی اور گرز داب لیا اوسدم ہروم نے سانگ مہڑی جدا جدا کر کے مار اتب امیر کا سر مانند انار کے کہل گیا اور امیر کے آنکھون مین اندھیرا آیا اسوقت امیر نے تروار نکال کر ہروم کو مارا پس اسکے ساتون زرہین کاٹ اور تھوڑا زخم اسکے بدن کو بھی لگا ہروم نے آہ کی اور کہا کہ ای حمزہ تو نے مجھے زخمی کیا اب مین جاتا ہون تا کہ اچھا ہون اور تو بھی مرہم لگا سر کو اچھا کر امیر نے

کہا تیرا اختیار ہے آخر ہروم گیا اور اپنی بہن سے کہا اے بہن آج حمزہ نے مجھے اور بہن نے
اسے زخمی کیا تب بہن نے اپنے دل میں کہا کہ افسوس اگر حمزہ نے اسکا سر کاٹا ہوتا تو بہتر
تھا کہ میں اسکا جوڑا ہوتی یہان زخم نے حمزہ کو بہت بیہوش کیا پس عمر نے چاہا کہ استرے سے
بال وہان سے کے مونڈھے اور مرہم کی پٹی مضبوط باندھے القصہ امیر کو تین دن تلک ہوش نہ آیا چوتھے
روز آنکھ امیر نے کھولی اور اٹھکر بیٹھے کھانا کھایا پانی بھی پیا ہروم نے جو زخم بند ہوا آیا تھا سو
کتنے دنون بعد اچھا ہوا جب کہ دونو پھر تندرست ہوئے تب تیار باندے اور ہروم نے سانگ
پھرائی تب عمر نے عربی زبان مین کہا یا امیر اس سانگ سے تمکو مضرت پہنچنگی خبردار ہو ہروم نے
چاہا کہ سانگ امیر پر چلاوے وہین امیر دوڑے اور ہروم کے دونو بازو پکڑ کر ایسا نعرہ
مارا کہ سولہ کوس زمین و زمان و پہاڑ و جھاڑ جنگل کے گرجے اور امیر نے ہروم کو اٹھایا پھر زمین پر پچھاڑا
اور اسکے سینہ پر بیٹھے اور کہا بول خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق ہے
ہروم نے اقرار کیا تب امیر اسکے سینہ پر سے اترے اور ہروم کو گلے لگایا پھر ہروم امیر
و عمر کو شہر مین لیگیا اور بارگاہ مین بٹھایا اور شہر کو آراستہ کیا پھر مجلس کرکے آپ خدمت
مین کھڑا رہا امیر نے فرمایا کہ کیا مطلب ہے بیٹھ اور بول تب ہروم بولا کہ باپ میرا مرتے وقت
مجھ سے بولا تھا اور وصیت کی کہ جو کوئی تیری پیٹھ زمین کو لگاوے اسے تو اپنی بہن دینا
مجھے دو سو برس گذرے ہین جو کسی آدمی زادے نے میرے تئین پشت بزمین نہین کیا
اور مین نے تیرے سوا کوئی بڑا پہلوان نہین پایا سو اب تو میری بہن کو بھی قبول کر امیر نے فرمایا
کہ ہزار بار قبول کیا تب عمر نے اسیوقت مہتر ابراہیم کے دین کے موافق نکاح کیا اور امیر اسی
رات سے عیش و عشرت کرنے لگے اور مدت تک وہان رہے بعد از امیر کا آنا اور ہروم کا
مسخر ہونا سعد بن عمر کو معلوم ہوا تب تیار باندھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر بردع شہر کو آیا اور
ہروم کو پکارا اور دروازے مین ہروم کے آکر ایسا نعرہ مارا کہ امیر و ہروم مجلس مین بیٹھے تھے
سو نعرہ سننے سے حیران ہوئے اور کہا کہ اے ہروم یہ کون پہلوان ہے ہروم سانگ
لیکر اٹھا اور باہر آیا تو ایک سوار کو مستعد دیکھا تب سانگ پھرا کر قصد اسکا کیا تب سعد گھوڑے
پر سے اتر کر دوڑے اور اسکے دونو بازو پکڑ کر خدا کا نام زبان پر لائے وہین ہروم کو اٹھا لیا
اور سر پر لیجا کر پھرایا اور زمین پر پچھاڑ کر اسکے سینہ پر بیٹھے تب ہروم نے کہا اے مرد
نام اپنا بول کہ تو کون ہے تب سعد نے کہا مین پوتا حمزہ کا ہون ہروم نے کہا اٹھ اب تیرے

داداسے تجھے ملاتا ہون وہین سعد بن عمر اٹھے اور ہرروم کے سات امیر کی خدمت مین آئے
امیر نے جب پوتے کو دیکھا نہایت خوشوقت ہوئے اور بہت نوازش فرمائے تب ہرروم نے
کہا مین بہت تعجب مین ہون امیر نے کہا کیا ہی ہرروم نے کہا کہ اول پوتا تیرا آیا تھا تو مین نے
اسکو اٹھایا تھا اب اسنے مجھے اٹھا لیا اور پچھاڑ کر میرے سینہ پر بیٹھا ہر چند مین نے چاہا کہ
اسے سینہ پر سے دور کرون لیکن دور کر نہین سکا امیر ہنسے اور کہا اے ہرروم زور اسکا
زحمت عشق نے اسوقت سست کیا تھا اور آج اپنے عادت پر ہی تو اسکے برابر کب ہوسکتا
پھر لشکر کھانا منگایا اور کھایا اور مطربان خوش آواز نے چنگ و دف و نی کا آوازہ بلند کیا غرض
امیر شہر بردع مین مدت تک عیش کرتے رہے پھر روانہ ہونے کی تدبیر کرنے لگے باقی
داستان فردائے شب

اٹھاونوین داستان

جب امیر سے سعد بن عمر ملے تب ہرروم سے کہا مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کو جاؤن تو
کیا کہتا ہی اور میرے ساتھ آویگا یا نہین ہرروم نے کہا کہ اب تم سے دوستی ہوئی اب تو
ایک پل تمہارے بغیر نرہون گا پس امیر ہرروم کی ہن سے رخصت ہوئے اور ہرروم و سعد و عمر و اہر
روانہ بطرف لشکر ظفر پیکر کے ہوئے اور یہان کا احوال سنو کہ ہر روز طبل جنگ بجا کر لڑتے تھے
سو دوسرے روز نقارہ لڑائیکا ہوا اور دونو لشکر مقابل کھڑے رہے اور نقیب پکارے کہ کون
مرد ہی جو قصد میدان کا کریگا یا کون مرد ہی جو نام اپنا عیان کریگا وہین زوبین تن پولاد نوشیروان
کی خدمت مین آیا اور حکم میدان کا لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے پہلوانان عرب جسے آرزو مرنکی
ہووے سو میدان مین آوے ادہر مرزوق فرنگی رستم پیل تن کی خدمت مین گیا اور حکم لیکر
میدان مین آیا اور مقابل حریف کے کھڑا رہا تب زوبین تن پولاد نے گرز نکال کر حملہ مرزوق پر
کیا مرزوق نے سپر سر پر لی اور زوبین نے گرز چلایا غرض گرز کے بوجھ سے مرزوق کے
گھوڑے کی کمر ٹوٹی اور مرزوق زمین پر گرا وہین تلوار کھینچی اور قصد زوبین تن پولاد کا کیا مگر چار
پاؤن گھوڑے کے قلم کیئے تب زوبین تن پولاد بھی پیادہ ہوکر دوڑا اور دوال کمر مرزوق
کی پکڑ کر زمین سے اٹھایا اور سر پر لیجا کر زمین پر پچھاڑا اور کہا اے فرنگی سست تجھے جان
سے کیا مارون مگر جا دوسرے کو بھیجدے مرزوق میدان ہی سے پھر آیا اور شور پہلوانونین

پڑا تب مالک اشتر میدان مین گیا اور کہا ای کافر امیر کے یارون سے بے ادبی کرتا ہے
اتنو جان مجھ سے کہان لیجاویگا اور لا جو کچھ ضرب رکھتا ہے زوبین تن پولاد نے مالک اشتر پر گرز
چلایا پس مالک اشتر کے ہربن مو سے پسینہ جاری ہوا پھر مالک اشتر نے گرز اسکے
سر پر مارا اسنے سپر پر لے کیا تب ایک آواز ایسی نکلی کہ گویا کوئی برتن پیتل کا کسیکے ہاتھ سے
گر پڑتا ہے زوبین کو کچھ ضرر نہ ہوا پھر بیچ دو لو دو پہر گرزون سے لڑائی کرتے رہے تب زوبین
نے گرز ڈال دیا اور تروار ہاتھ مین لیکر مالک اشتر کے اوپر ماری مالک نے تروار اسکے سپر کی
اوجھر سے رد کی لیکن ڈھال ایک انگل کٹی اور کاندھا بھی مالک کا زخمی ہوا تب مالک نے تروار
زوبین تن پولاد پر غصے سے چلائی ولیکن اسکا ایک بال بھی نکٹا اور مالک کے تروار مانند ارہ کے
ہوئی اتنے مین رات ہوئی پھر پہلوان پھرے مالک اشتر زخم سے بیہوش ہوا جب دوسرا
روز ہوا تب دو لو لشکر حاضر ہوئے اور زوبین تن پولاد میدان مین آکر پکارا کون ہے جو میدان
مین آوے بجعہ اشتربان میدان مین آیا زوبین نے جب بجعہ کو دیکھا تب ہاتھ نیزہ پر لیگیا اور پھرا کر بجعہ
کے سینہ پر چلایا بجعہ نے نیزہ اسکا رد کیا تب وہ نیزہ گھوڑے کی گردن مین لگا گھوڑا زمین
پر پڑا بجعہ نے چاہا کہ پہلے زوبین تن پولاد کو نیزہ سے زخمی کرے زوبین نے کہا ای اشتربان
اتنو جا اور دوسرے کو بھیج تب بجعہ پھر آیا اور قندز سر شبان کو میدان مین روانہ کیا اسکو پھر زوبین
تن پولاد نے اپنی طرف کھینچا پھر شبان طایفی میدان مین آیا اور گرز زوبین تن پولاد پر چلایا
اور مارا ولیکن کچھ فایدہ نہ ہوا تب پھرتے وقت زوبین تن پولاد نے شبان طایفی کو پکڑ لیا
اور گھوڑے پر سے اٹھایا اور زمین پر پچھاڑا تب لندہور کو طاقت نرہی میدان مین آیا اور
زوبین تن پولاد سے شام تک لڑائی کی زوبین نے شام کے وقت لندہور کو بھی زخمی کیا
تب دو لو لشکر اترے اسوقت بختک نے بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ حمزہ کا حریف
زوبین تن پولاد ہو گا نوشیروان نے کہا کہ دلیل سے تو معلوم ہوتا ہے پھر دوسرا روز ہوا اور
دو لو لشکر ایک خدا واسطے کا اور ایک لات ومنات کے واسطے کا لڑائی کو آئے تب
زوبین تن پولاد میدان مین آیا اور پکارا کہ جلدی سے جسے کہ آرزوئے مرگ ہو وہ آوے
تب بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو طاقت نرہی رستم پیل تن کی خدمت مین گئے اور رضا میدان
کے لیکر آئے تب زوبین تن پولاد نے کہا ای کوتاہ قد کے تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے
نام مارا جاویگا امیرزادے نے کہا مین بدیع الزمان پسر حمزہ ہون زوبین تن پولاد نے

بولا کہ تو خبردار رہو کیونکہ تو بیٹا حمزہ کا ہے پس بدیع الزمان نے ڈھال سر پر لی اور زوبین نے
گرز ایسا اسکے سپر پر مارا کہ تین سو ساٹھہ رگ جنبش مین آئے اور ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا
پھر بدیع الزمان نے کہا ای زوبین تن پولاد اور بھی دو حملے تجھے دئے ہین پھر زوبین نے دو
گرز اور بھی مارے شہزادے نے انھین بھی رد کیا پھر اپنا گرز ہزار منکا نکال کر زوبین تن
پولاد پر مارا تو آوازہ اسکا بلند ایسا ہوا جون بلند جگھہ سے کوئی چیز تانبے یا پیتل کی یا کوئی
طشت گرتا ہے پھر گرز اگرز دونون دوپہر تک ہوئے ہاتھ تروارون پر لیگئے اور اتنا لڑے
کہ تروارین مانند ارّہ کے ہوین پھر ہاتھ دوال کمر مین ڈالے اور زور کیا اتنا کہ گھوڑے دونو کے
زانو تک زمین مین گڑے پھر دونو پہلوان پیادہ ہوئے تب امیرزادے نے زور کیا کہ زوبین
کو زانو تک اٹھایا پھر زوبین نے زور کیا کہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے چھوٹکر سیدھا ہوکر مقابل
کھڑا رہا اسی روش کئی مرتبہ امیرزادے نے زور کرکے زوبین کو زانو تک کھینچا پھر اسنے زور
کرکے چھوٹ کر مقابل ہوا غرض کہ جب رات ہوئی تو دونو لشکر اترے پھر جب روز ہوتا تو دونو
لشکر لڑائی کے جگھہ پر آئے زوبین نے گھوڑا میدان مین ڈالا اور پکارا کہ کون پہلوان لڑے
گا سو میدان مین آوے کہ یکایک گرد جنگل مین سے نمود ہوئی اور اس گرد مین سے دو سوار ایک
پیادہ ظاہر ہوا سپاہ عرب کے نے جب نظر کی تو امیر کو دیکھا امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور
ہروم سے کہا کہ سب پہلوانون سے ملو تب ہروم سب سے ملا غرض جس سے بغلگیر ہوا تو وہ
نزدیک مرنے کے ہوا بعد از امیر کشورگیر میدان مین آئے زوبین نے جب امیر کو دیکھا تو کہا
ای عرب مین تجھے چاہتا تھا امیر نے فرمایا کہ مین بھی آپہنچا اب لا جو کچھ نشان مردیکار رکھتا ہے
وہین زوبین دوڑا اور دوال کمر امیر کے پکڑی اور امیر نے بھی اسکے کمر دوال اور زنجیرین
پکڑی اور دونو زور کرنے لگے اتنا زور کیا کہ دونو کے گھوڑے گھٹنون تک زمین مین گڑے
تب دونو پہلوان پیادہ ہوئے اور امیر نے اللہ کا نام لیکر نعرہ مارا اور زوبین کو سر پر اٹھایا
اور اتنا پھرایا کہ مردان عالم نے آفرین کی پھر زوبین کو زمین پر پچھاڑا اور ہاتھ پانون محکم باندھے
پھر عمر بن عمیہ کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجواکر دونو لشکر اترے تب امیر نے عمر سے
کہا ای عمر مین گھر مین جاکر تمام فرزندون سے ملتا ہون تم یہان بیٹھو القصہ عمر وہان بیٹھے تھے
کہ سارے پہلوانان عرب وہان آئے اور کہا ای عمر یہ زوبین تن پولاد نے ہماری آبرو
لی اور اب ہم اسے کیا منہہ دیکھاوینگے کسواسطے کہ ہم مین ایسا کوئی غالب نہوا تب

عمر بن عمیہ نے اسکے مارنیکی تجویز کی یہہ کہ قلعی گرم کرکے اسکے منہہ مین ڈالی تو وہ مرگیا جب
امیر محل سے رونق افزائے بارگاہ کے ہوئے اور جہان پہلوانیکی کرسی پر بیٹھے تب حکم
کیا کہ زوبین تن پولاد کو لاؤ اسوقت عمر بن عمیہ نے امیر سے کہا کہ ہروم نے اسے مار ڈالا امیر نے
غصہ سے ہروم کیطرف دیکھا ہروم نے کہا مین کیا جانون یہہ دیوانہ ہی عمر نے مجھ سے کہا کہ
اسکا منہہ کھول مین نے کھولا تب عمر نے قلعی گرم اسکے منہہ مین ڈالی سو اسیوقت وہ بیچارہ مرگیا
تب امیر کرسی پر سے اٹھے اور ہاتھہ عمر کا پکڑا اور کہا کہ ایسے نامور پہلوان کو مارا عمر نے کہا
کہ سارے پہلوانونکی آبرو اسنے لی تھی اسواسطے مارا تب امیر نے کہا اگر سوائے تیرے
اور کسی نے مارا ہوتا تو اسے جان سے مارتا یہہ کہا اور سات کوڑے عمر کو مارے اور کہا
کہ بغیر از حکم ایسا کام کرنے کی سزا یہہ ہی تب عمر باہر نکلے اور امیر کو کہا کہ ای عرب اس
سات کوڑون کے بدلے ستر کوڑے نہ مارون تو مین عمیہ ضمیری کا بیٹا نہ ہونگا یہہ بول کر
نوشیروان کے پاس گیا اور کہا ای بادشاہ عرب کی خدمت مین ایک مدت تک رہا آخر ایک
کافر کے واسطے مجھے سات کوڑے مارے اب مین اسکے پاس نہین رہونگا اگر حکم ہو
تو یہان رہون تب نوشیروان نے بہت آرزو سے اسے رکھکر سونیکی کرسی پر بٹھایا اور
خلعت بہتر دیا اور بہت سے خاطر داری کی اور امیر عمر کے اندیشے سے راتونکو جاگتے تھے
اور عمر ہر روز آکر دیکھتا تھا مگر امیر کو ہشیار پاتا تھا تو پھر جاتا تھا اسیطرح عمر ہمیشہ پھر تا رہتا امیر نے
بھی پہلوانون کو تاکید کی تھی ہشیار رہنے کے واسطے ایک روز انکے اعتبار پر امیر بیخبر
سو رہے ویسے مین عمر نے قابو پاکر آیا اور دار و بیہوشی کی ہاتھہ مین لئے اور دور ہی کھڑا رہا
اور کہا کہ مین گیا تو امیر کان میرے پکڑ لیگا پس یہہ اندیشہ کرکے دار و بیہوشی کی نفنگ مین
ڈال کر ناک مین امیر کے پھونکی وہین چھلینک امیر کو آئی اور بیہوش ہوئے پس عمر نے کمندون
سے باندھا اور جنگل مین لیجا کر ایک درخت سے باندھا پھر ہشیار کیا تب امیر بہت حیرت مین
ہوئے عمر نے لکڑیان امیر کو ستر گنکر مارین تب امیر نے کہا سوگند کعبہ اور پروردگار کی کہ
تیرا خون کرونگا یہہ کہکر قوت کی تو کمند توڑے تب عمر دیکھتے ہی بھاگنے لگے امیر نے
فرمایا کہ تو کہان تک بھاگیگا آخر تیرا خون کرونگا تب عمر ڈر گیا تو کئی تپتے مار ننگے سر آکر
بولا کہ امیر سنتے ہین تو ایک حکمت بتاتا ہون امیر نے فرمایا کہ کیا بتاتا ہی عمر نے کہا تمہارے
سوگند کے واسطے نشتر مار لیتا ہون لھو زمین پر پڑتا ہی تو خون کئے کے جیسا ہوگا

تب امیر نے فرمایا ای چور اچھی حکمت ڈھونڈی نہین تو کام دشوار ہوتا تب امیر نے لنتر عمر
کو مار کر لٹھو زمین پر گرایا پھر دونو ملکر لشکر مین آئے اور خوشی سے رہنے لگے باقی داستان فرد اشب

انسٹھوین داستان ۵۹

راویان اخبار یون روایت کرتے ہین کہ ایک حکیم مردک نام کا نوشیروان کے پاس آیا
سو بختک کا سکھایا ہوا تھا تب اس حکیم نے آکر نوشیروان سے کہا مین نے نجوم مین دیکھا
ہی کہ حمزہ معہ اپنے یارون کے میرے ہاتھ سے اندھا ہوگا نوشیروان نے کہا اگر یون
ہوا تو پھر کیا چاہیئے القصہ وہ حکیم عمر بن عمیہ کے نزدیک آیا اور کہا مین غریب ہون ولیکن طبیبی
کی حکمتین خوب جانتا ہون اگر تمھاری مہربانی ہوگی اور سفارش کرکے کہو گے تو البتہ امیر
کی پاس چند روز رہونگا تب عمر بن عمیہ نے اسکی کیفیت سب امیر سے ظاہر کی کہ یہ حکیم
خوب ہی اور غریب ہی تمھاری خدمت مین رہنے کو کہتا ہی امیر نے فرمایا بہتر ہی رہنے
دو تب وہ حکیم امیر کی پاس رہنے لگا اور اپنی حکمت دکھانے لگا تب امیر اعتماد اسکا کرنے
لگے ایک روز امیر کی آنکھون مین درد تھا سو حکیم سے کہا کہ میری آنکھین درد کرتی ہین اس
حکیم نے سرمہ لا کر دیا امیر نے آنکھون مین لگایا سو بہت فایدہ کیا تب تمام یارون اور پہلوانون
سے امیر نے کہا انھون نے بھی سرمہ لگایا اور فایدہ دیکھا جب حکیم نے اعتماد خوب دیکھا
تب دوا اندھا کرنے کی اس سرمہ مین ملایا اور امیر کے پاس لایا ہر روز کے اعتماد پر وہ سرمہ
معہ یاران امیر نے لگایا پس اسیوقت وہ حکیم نوشیروان کے پاس گیا اور کہا کہ بادشاہ
کے اقبال سے امیر و عمر کو معہ سب یارون کے اندھا کیا ہون تب بختک نے اٹھکر حکیم کو گلے
سے لگایا اور کہا کہ کیونکر پہچانتا کہ اندھے ہوے ہین حکیم بولا نقارہ جنگ کا کرو تو ابھی معلوم
ہوتا ہی پس نوشیروانکے حکم سے نقارہ لڑائی کا ہونے لگا امیر نے آواز نقارہ کے سنی
تو فرمایا کیا سبب جو غیر وقت نقارہ ہوتا ہی پس وضو کو پانی منگا اور منہہ ہاتھ اور آنکھین خوب
دہوئے بصارت جاتی رہی تب امیر نے کہا ای یارو مجھے دکھائی نہین دیتا تمھین بھی
نہین دکھائی دیتا ہی انھون نے کہا ہم سبھی اندھے ہوئے تب امیر نے فرمایا دریافت
کرو حکیم کہان ہی غرض ہرچند کہ تلاش کی پر حکیم نہ ملا تو معلوم ہوا کہ وہ بھاگا امیر نے کہا خدائے

تعالی کا حکم یون ہین تھا نظم بود نی لود ہرچہ خواہد بود ؛ غم بدل داشتن ندارد سود
گرگ از گلہ گوسفند ربود ؛ ہاے وہوے شبان ندارد سود ؛ پس اب جلد سوار ہونا
نہین تو کافر بہچانینگے اور سب بیٹھے جگہہ پر مارے جائینگے القصہ سوار ہوئے اور
میدان مین آکر کھڑے رہے تب نوشیروان نے کہا اگر وہ اندھے ہوتے تو میدان
مین آکر کیون کھڑے رہتے بعد از مردک حکیم نے کہا ای بادشاہ ایک پہلوان کو میدان
مین روانہ کرو ابھی معلوم ہو جاویگا تب ایک عادی میدان مین آیا اور پکارا کہ ای عربو اندھے
ہو کر لڑنے کو میدان مین آئے ہو تب ہروم بردعی حکم سے امیر کے میدان مین آیا عادی
نے ہروم پر حملہ کیا ہروم نے سانگ سے اسکا ہتیار لپٹا اور زور کیا اور انکھون والون
کے طرح کھڑا تھا ہروم نے عادیکو ایسا مارا کہ جیتا خاک مین ملایا تب نوشیروان نے کہا
اگر یہہ اندھے ہوتے تو مثال آنکھون والون کے کیون لڑتے القصہ دوسرا عادی آیا ہروم
اسے بھی مارا غرض اس روز سات عادیونکو مارا تب عادیون کے سردار نے لشکر کو حکم
کیا کہ سب ایکبار ہروم پر حملہ کرو عادیون نے گھوڑے اٹھائے اور ہروم کو گھیرا تب ہروم
بھی چوطرف سانگ پھرا پھرا کر چھوڑنے لگا جسے مارتا تو گھوڑے سمیٹ گراتا تھا پھر
ہروم پر تیر مارنے لگے تب بختک نے کہا انکی پیٹھ پر مارو بختک کے کہے کے موافق کیا تب
ہروم نے نعرہ مارا کہ یا امیر مجھے مارتے ہین امیر نے گھوڑے کو دپٹا اور وہان گئے تب عادی
بھاگے امیر نے ہروم کو فوجین روانہ کیا اور پکار کر کہا ای کافرو بجانو تم کہ مین اندھا ہون پس
ایسی اندھے ہونے پر بھی اتنے کافرونکو مارونگا کہ حساب اسکا خدا جانے نوشیروان نے
کہا کہ سارا لشکر ایک مرتبہ حملہ کرو تب سارا لشکر امیر پر ٹوٹا امیر دونو ہاتھون سے دو تروا
مارنے لگے تب امیر کے یار اور لشکر کافرون پر پڑے اور بیفکر مارتے چلے پس
ایک ایک ہاتھہ مین سوار کو گھوڑے سمیت چتا کرتے واویلا مردونکا اور شور پہلوانونکا
اور مار تڑاتڑ گرزون کی و تلوارون کی پکار ہونے لگے اور سر کافرون کے مانند گیند کے
دہڑون پر سے اڑتے تھے اور دہڑون کے چبوترے بنے تھے تب نوشیروان نے
اپنے لشکریون سے کہا وہ اندھے ہین اسپر بھی تم برابر نہین ہوتے ہو تب امیر نے
کہا یہہ کافر اندھا ہمین جانکر لڑتے ہین اب ہمکو حصار ہونا چاہئے تب چوب گردان نے اور
اردویل کے بادشاہ نے بھی کہا یا امیر اردویل یہان سے تین منزل ہین سو وہان کو جانا

بھڑ ہے امیر کے کھے سے لڑتے ہوئے چل دئے تارات ہوئی نوشیروان نے کہا
کہ لڑائی اب مت کرو کہ جی سچے امیر نے آدہی رات کو وہان سے کوچ کیا اور راہ
اردویل کی لی لیکن کافرون سے لڑتے رات دن فوج کو اپنے گرد و پیش کیا اور درمیان مین
تمام اسباب لیکر لڑتے ہوئے چوتھے روز ملک اردویل مین پہنچے پس داخل قلعہ ہوئے
اور دروازے قلعہ کے بند کئے وخندق پر آب پس امیر اور تمام پہلوان خدا کے یاد مین
رہنے تھے اور باقی لشکر سفیلون پر چڑہکر کافرون سے لڑتا تھا نوشیروان نے وہان قلعہ
کو گھیر لیا تھا باقی داستان فردا ئے شب

ساٹھوین داستان

جب امیر کشور گیر جہان ستان شہر اردویل مین جاکر قلعہ بند ہوکر رہنے لگے تب یہہ خبر
تمام ملکون مین مشہور ہوئی کہ حمزہ کو مردک حکیم نے دوا دیکر اندہا کیا اور سب یارون کا بھی
اس نا ہنجار نے یہی حال بنایا ہے چنانچہ یہہ خبر شہر بردع کو پہنچی وہان ہروم کی بہن کو
امیر سے بیٹا پیدا ہوا تھا اور نام اسکا قاسم جگرخوار رکھا تھا سو وہ لڑکا ہمیشہ جنگل مین شکار
کھیلتا تھا اور اسکے جگر کی سیخین بنا کر کھاتا اور سعد بن عمر کو بھی ہروم کی بھانجی سے بیٹا پیدا
ہوا تھا اسکا نام حارث بن سعد رکھا تھا سو یہہ دونو وہان ایک جگہہ رہتے تھے القصہ یہہ
خبر امیر کی سنی تب دونو شہر بردع سے لشکر لیکر اردویل کو پہنچے اور کافرون پر پڑے
تو خوب دعوی نکالا تب شہر مین آئے امیر سے آکر ملے امیر اسوقت بہت شاد ہوئے
تب سبھون نے یہہ صلاح مقرر کی کہ یہان سے بردع کو چلوگے تو آرام پاؤگے تب
امیر تمام لشکر لیکر اردویل سے بردع کو چلے تب کافرون نے بھی دنبالہ امیر کا کیا امیر بھی
کافرون سے لڑتے ہوئے اور مارتے ہوئے بردع کے قلعہ مین داخل ہوئے اور سب
کافر بھی وہان گھیر اگھیر کے اترے راوی یون روایت کرتا ہے کہ جب چھہ مہینے ہوئے تب امیر نے
بہت تنگدل ہوکر یارون کو بلاکر کہا کہ میرے واسطے تم سب کاہیکو ہلاک ہوتے ہو اب مجھے
پکڑ کر نوشیروان کے حوالے کرو اور تم جہان چاہو خوشی سے رہو تب سب یار وفادار
سنکر رونے لگے اور کہا اگر ہماری ہزار جان ہوگی تو بھی ہم سب تمہارے قدمون پر فدا

کرینگے اور ایسا کام تمسے کوئی کم بخت ہوگا سو کریگا اور ہمارے تن مین جب تک جان ہے
تمکو ہم نچھوڑینگے یہہ انہین باتون مین تھے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوا کہ خواجہ خضر علیہ السلام
از حکم پروردگار ایک ہرا پتا لیکر وہان پہنچے اور امیر کی آنکھون مین اُس پتے کا عرق ڈالا
وہین امیر کے آنکھین روشن ہوئین امیر اٹھکر حضرت خضرؑ کے پاؤن پر پڑے تب حضرت خضر نے
کہا ای فرزند خدائے تعالی کا کرم تیرے اوپر ہوا ہے پس اب یہی پتا سب یارون کی
آنکھون پیر گڑو اور تماشہ خدا کی قدرت کا دیکھو یہہ کہکر حضرت خضر تشریف لیگیے اور امیر نے
وہ پتا سب یارون کی آنکھین مین لگایا قدرت حق سے سبکی آنکھین روشن ہوئین سب شکر
خدائے تعالی کا بجالائے عمر کرسی پر سے اٹھے اور امیر کے رو برو آکر کہا کہ کام بختک
کا ہے پس اب اسی مین بھی سزا دیتا ہون امیر نے فرمایا کہ مرضی خدا کی یون ہے عمر نے
نمانا اور جب رات ہوئی تو عمر شہر سے باہر نکلا اور باورچی کی صورت بناکر صبح ہوتے ہی
بختک کے پاس گیا اور دربانون سے کہا خبر کرو کہ ایک باورچی روم سے آیا ہے خبر ہوتے ہی
بختک نے کہا اندر بلاؤ عمر اندر گئے اداب بجالائے اسنے سر سے پاؤن تک خوب دیکھا اور
دل مین کہا عمر تو اندھا تھا تب جاسوسونکو بلاکر قلعہ مین روانہ کیا کہ عمر کو دیکھ آؤ اون جاسوسون نے
دل مین کہا کہ اگر عمر کو قلعہ مین نہین کہا تو یہہ اسے مار ڈالے گا اور امیر کے پاس ہے ایسا بولنا
تو بہتر ہے یہہ مشورت جاسوسون نے کرکے وہان سے پھرے اور آکے بختک سے کہا کہ
عمر اسوقت امیر کے پاس ہے بختک نے اسبات کو سچ جانا اور چپ رہا پھر عمر کو اسباب
ہریسہ پکانے کا دلایا عمر نے ہریسہ تیار کیا اور بختک کو دیا جسوقت وہ ہریسہ بختک نے
کھایا بہت خوش وقت ہوا اور بادشاہ کے پاس لے گیا عمر کی تعریف اور ہریسہ کی تعریف کی
نوشیروان نے پسند کیا اور مالک تمام باورچیخانہ کا کیا تب عمر ہر روز ہریسہ پکا کر کھلانے
لگے اور اعتبار اپنا خوب جتایا ایک روز رات کو دیگ مین گھی ڈالا اور جوش دینے لگے مطبخی
بولے آج گوشت کیا سبب ہے کہ دیگ مین نہین ڈالا عمر نے کہا کہ آج قصاب گوشت موٹے
تازے بکر یکا آدھی رات کو لادیویگا اس لئے خالی گھی جوش دیتا ہون تب سب باورچی چپ
رہے اور عمر آدھی رات کو بختک کے گھر مین آیا اور بختک کو سوتا پایا تب ساڑھے سات
مثقال دوا بیہوشی کی نکال کر اسکی ناک مین ڈالی بختک نے جب دم اوپر کا کھینچا تو چھینک
آئی اور بیہوش ہوا عمر معہ بچھونے لپیٹ کر اسے لائے اور باورچی خانہ مین اوندھا ٹانگے

جب دوسرے باورچیون نے یہہ حال دیکھا اپنی جان سے ڈر کر مانند سوتون کے پڑے رہے اور عمر نے بختک کا گوشت تیز چاقو سے کاٹ کر کہی مین ڈال کر ہریسہ پکایا اور پوست و ہڈیان و غیرہ زمین مین گاڑا اور طایف کی مویز مین دار و بیہوشی کی ملاکر سوتے ہوئے باورچیون کو اٹھا کر کھلائے جب وہ بیہوش ہوئے تب ان سبکے سر کاٹ کر زمین مین دفن کئے جب صبح ہوئی تو نوشیروان کے روبرو وہ ہریسہ لایا تب بادشاہ نے معہ دوسرے بادشاہون کے کھاکر بہت تعریف کی بزرجمہر نے نجوم مین دیکھا تھا کہ عمر نے یہہ کام کیا ہی سو اسواسطے انہون نے نہ کھایا نوشیروان نے کھانے مین ہرچند بلایا بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ مین کھانا کھاکر آیا ہون اور کھانے پر کھانا کھانا حرام ہی بلکہ زہر ہلاہل ہی نوشیروان چپ رہ کر کھاتا تھا ویسے مین انگوٹھی بختک کی باسن مین سے نکلی نوشیروان نے کہا ای مطبخی انگوٹھی کیون ہریسہ مین ڈالی ہی تب عمر حسبت مار کر بارگاہ سے باہر آکر امیر کے حضور مین آیا اور سب حقیقت عرض کی امیر نے فرمایا اچورا آدمی کا گوشت آدمیکو کھلانا منع ہی تب نوشیروان کو وہم ہوا تو آدمی روانہ کئے کہ جاکر بختک کو بلا لاؤ آدمی دوڑے اور بختک کے غایب ہونیکی خبر لائے تب نوشیروان سمجھا یہہ گوشت بختک کا تھا اور مطبخی عمر تھا یہہ جان کر نوشیروان نے قی کرنا شروع کیا یہان تک کہ ماندہ ہوگیا باقی داستان فردائے شب ::

اٹھوین داستان

جب نوشیروان قی کرتے کرتے بیمار ہوگیا دوسرے روز تخت پر بیٹھ کر بزرجمہر کو کہا ای مکار تجھے معلوم تھا کہ عمر گوشت بختک کا مجھے کھلاتا ہی کیون خبر نکی بزرجمہر نے کہا اگر مین تجھے خبر کرتا تو اسیوقت عمر مجھے مار ڈالتا اسواسطے مین نے خبر نکی اور بادشاہان و شہریار سوائے حکیمون اور وزیرون کے پوچھے کے کچھہ نہین کھاتے اور کچھہ نہین کرتے ہین تو نے مجھہ سے بغیر پوچھے کسواسطے کھایا نوشیروان نے کہا یہہ تو تو نے بڑی تقصیر کی ہی البتہ تجھکو تعزیر دونگا بزرجمہر نے کہا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ جو کچھہ خدا نے چاہا سو کیا اور چاہیگا سو کریگا پس جلاد کو بلاکر نوشیروان نے کہا کہ بزرجمہر کی آنکھین نکالو اور آپ بادشاہی کو چھوڑ کر ہرمز کو اپنے تخت پر بٹھاکر آپ مداین

گو گیا اور بزرجمہر اپنی آنکھیں کھو کر حمزہ کے پاس گئے اور کہا ای فرزند اب مجھے مکہ معظمہ کو
روانہ کرو کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متولد ہو کر چالیس روز کے ہوئے
ہین القصہ بزرجمہر مکہ معظمہ کو آئے اور خواجہ عبد المطلب سے ملاقات ہوئی تب وہ بزرجمہر کو
کعبہ مین لاکر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑا کیا اور حضرت کے دونو قدمون
کے نیچی کی خاک بزرجمہر کی آنکھون مین لگا کر پٹی مضبوط باندھی اور مناجات کی یا قاضی
الحاجات تیرے محبوب کے قدم کی برکت سے میری آنکھین روشن کر تب مجیب الدعوات
نے حضرت محمد مصطفی کے نام شفا التمام کی برکت سے بزرجمہر کی آنکھین مرحمت فرمائین
اور ہاتف نے آواز دی کہ ای بزرجمہر اگر تو محمد کی برکت سے مناجات کرتا تو مشرق سے
مغرب تک کے مردے زندہ ہوتے لیکن بہت تھوڑی حاجت چاہی تب تو بزرجمہر نے
چہرہ منور حضرت کا دیکھکر بوسہ دیکر قدم مبارک پر پڑے اور یہہ معجزہ تمام دنیا مین مشہور ہوا
جو کہ توریت کے عالم تھے وہ سچ بوجھے تب سے پکارا دنیا مین ہوا کہ آخری زمانے
کے پیغمبر دنیا مین پیدا ہوئے ہین جب نوشیروان مداین کو گیا اور ہرمز بردع مین تخت
پر بیٹھا تب ہرمز نے سیدھے طرف بزرجمہر کے فرزند سیاوش اور بائین طرف بختک
کے بیٹے کو کہ نام اسکا بختیارک نابکار تھا اسکو بٹھایا اور وہ موذی حرامزادہ گی
مین باپ سے سو حصہ زیادہ تھا اور ہرمز کی دولت کو اور ملک کو اپنے حکم مین رکھتا تھا اور
جو وہ مکار نابکار کہتا ہرمز اسپر عمل کرتا تھا اور کہتا ای وزیر ایسا کام کر کہ سر اس عرب
کا کٹے تب بختیارک کہتا ای بادشاہ خاطر جمع رکھہ مین نے نامہ قضا و قدر باختر کے
بادشاہونکو لکھا ہے اور وہ پہلوانان آدم خوار ہین اگر وہ آوین حمزہ کے لشکر کو جیتا
نگل جاوینگے ویسے مین لشکر گرگ سوار کا پہنچا اور سردار اسکا مرزبان زردشت
داماد گاو لنگی کا تھا جب فریاد نامہ نوشیروان کا گاو لنگی رخام کے بادشاہ کو پہنچا
اس مضمون کا کہ ای بادشاہ رخام گاو لنگی نام تجھے معلوم ہووے کہ نام حمزہ بن
عبد المطلب ایک عرب پیدا ہو کر اٹھارہ برس اکیلا کوہ قاف مین نو دہزار دیو ایک شکل
اور ہزار ہا دیو گھوڑے ہاتی کتے بیل کے شکل کے سے لڑکر انکو فنا کر کے پھر سلامت
دنیا مین آکر بہت بادشاہون اور پہلوانان گردن کشانکو تخت دولت پر سے تختہ تابوت
پر سلایا ہے اور جو کہ مسلمان ہوتا ہے اسکو امان دیکر حلقہ غلامیکا پہنا کر رکھتا ہے

اور مجھے نہایت فضیحت کیا ہی اگر بادشاہ رخام کا آوے تو اسے دنیا سے اٹھا دوے
نہین تو وہی رخام کو آنے والا ہی اور ارادہ باختر کو آنے کا رکھتا ہی جب یہہ کاغذ
نوشیروان کے نام کا گاولنگی کو پہنچا تب اپنے فرزندون اور دامادون کیطرف متوجہ
ہوکر کہا کون اس مہم عظیم کو اختیار کریگا تب بڑا داماد کہ اسکا نام زردہشت تھا بولا کہ اگر
میرے کو حکم ہو تو حمزہ کو یہان باندہ لاتا ہون تب گاولنگی نے اسکے ہمراہ تیس ہزار سوار
دیکر روانہ کیا جب مرزبان شہر بردع کو پہنچا ہرمز نے استقبال کیا اور ہزار تعظیم و تکریم
سے بلا لایا اور دوسرے روز ہرمز نے نقارہ لڑائی کا بجانے کو فرمایا اور سوار ہوکر
میدان مین آیا تب امیر کشور گیر جہان ستان نے نقارہ لڑائیکا بجوا کر مقابل مین کافرون کے
آئے وہین ایک گرگ سوار میدان مین آیا اسوقت سارے پہلوان بولے یا امیر ہمارے
گھوڑے لانڈگے کی بو سے آگے بڑھنے کے نہین اگر حکم ہو تو پیادہ جاکر کافرون سے
جنگ کرینگے امیر نے فرمایا تمہین پیادہ ہونا اور جانا ضرور نہین ہی مین خود جاتا ہون تب
ہروم نے کہا ای جہان گیر مین ہمیشہ پیادہ جنگ کرتا ہون اگر حکم ہو تو جاؤنگا امیر نے
فرمایا جا تجھے خدا کو سونپا تب ہروم مانند شیر کے غراتا ہوا میدان مین آیا اور مقابل حریف
کافر کے آکر کھڑا رہا تب گرگ سوار نے کانٹا ماہی کا ہروم پر چلایا ہروم نے اسکا حربہ
ماہیکا سانگ مین لپیٹ لیا بلکہ زور کرکے چھین لیکر سانگ سے ایسا مارا کہ وہ کافر
معہ لانڈگے زمین مین پست ہوگیا تب عمر نے کہا ای ہروم لانڈگے کو مت مار ہروم نے
کہا کیا کروگے عمر نے کہا ہمارے لشکر کے گھوڑونمین باندہونگا تو لانڈگون کے دہشت
گھوڑون کے دلون سے نکل جاویگی کسواسطے کہ ہمکو باختر کو جانا ضرور ہی ہروم نے کہا ای
عمر خوب کہا جب دوسرا سوار لانڈگے کا آیا اور حربہ چلایا ہروم نے بدستور سانگ مین لپیٹ
لیکر اور حربہ چھین لیکر ایسا مارا کہ وہ گرگ سوار داخل النار ہوا تا چار گرگ سوار سے الگ رہا
تب عمر نے دوڑ کر لانڈگے پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین لاکر گھوڑون کے نزدیک باندہا
ہروم نے میدان مین بدستور آکر چالیس گرگ سوار کو جہنم مین روانہ کیا تب انھون نے چاہا
کہ آتش کے لانڈگونپر سوار ہوئین ویسے مین شام ہوئی تب دونو لشکر اترے ہروم
نے آکر امیر کے قدمونپر بوسہ دیا امیر نے ہروم کو نوازا جب صبح ہوئی پھر دونو لشکر
مستعد ہوکر میدان جنگ مین آکر کھڑے رہے پھر اودہر سے ایک لانڈگے سوار میدان مین آیا اور

ہرومس نے بھی ادہر سے بدستور دس کافرون کو جہنم مین روانہ کیا پھر کوئی کافر میدان مین
نہین نکلا زردہشت پکارا کہ ای نامورانِ بہادر کیون میدان مین نہین جاتے ہو سوارون
نے کہا ای شاہزادے ہمکو جان ہمارا پیارا ہی ہم نہین جاوینگے کس واسطے کہ جو رفیق جاتا
ہی سو واپس نہین آتا ہی تب زردہشت آپ بڑے لانڈہے پر سوار ہوکر میدان مین آیا
اور ہرومس پر حربہ چلایا ہرومس نے سانگ مین لپیٹ لیا زردہشت نے زور کیا تب ہرومس
نے جانا کہ یہ سانگ چھین لیویگا تب ہرومس نے امیر کو پکارا امیر نے گھوڑا دوڑا کر نعرہ مارا
اور نعرہ سے زردہشت کے ہاتھ پانون سست ہوئے اور ہرومس نے سانگ چھین
لی زردہشت نے کہا ای حمزہ ناحق میرے شکار کو چھوڑا دیا امیر نے فرمایا ای کافر لا جو کچھ
نشان مردیکا و پہلوانی کا رکھتا ہی سو تب کافر نے حربہ سر پر امیر کے ایسا مارا کہ اگر حمزہ سد
سکندر ہوتا تو بھی پرخطر ہی لیکن حمزہ کو ذرہ ضرر نہین ہوا تب اسنے کہا ای حمزہ ہنوز تو
زندہ ہی امیر نے فرمایا ای کافر بفضل خدا زندہ ہون مکرر و حملہ اور تجھے دئے ہین مارلیں اسنے
اپنے زور سے دو حربہ ایسے مارے کہ اگر پہاڑ ہوتا تو سرمہ ہو جاتا جب باری امیر کی آئی تب
امیر نے گیارہ سو منکا گرز مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا اور دل مین کہا کہ مین حمزہ کے مقابل کا مرد نہین ہون
یہ کہکر واپس ہوا تب امیر نے پھرتے وقت اسکے سر پر ایک گرز ایسا مارا کہ اسکے حلق
مین سے لہو زمین پر پڑا اور وہ بھاگ کر چلا گیا تب نقارے آسایش کے بجائے اور زردہشت
نے کہا ای ہرمز مین حمزہ کے مقابل کا مرد نہین ہون لاکن بادشاہ یہان سے چلے تو
قضا و قدر کو مین لیجاتا ہون اور وہان سرسال بن دال آدم خوار سخت پہلوان بادشاہ ہی
اسکی پناہ لینا اگر حمزہ وہان آیا تو یقین ہی کہ اپنی زیست سے ہاتھ دہوئیگا تب سب
کافر ایک مشورت سے بولے کہ حمزہ کا جسمین ضرر ہی وہ کام البتہ کرنا تب سیاہ وش سے
پوچھا اسنے کہا ای بادشاہ جانا مناسب نہین ہی اور جو جاؤگے البتہ پشیمان ہوگے
بختیارک ناہنجار نے کہا البتہ جانا ضرور ہی سیاہ وش نے فرمایا کہ بادشاہ مختار ہین
القصہ دوسرے روز مع لشکر ہرمز نے زردہشت کی رہبری سے کوچ کیا اور چند روز مین
قضا و قدر کو پہنچے تب زردہشت نے آگے جاکر سرسال کو خبر کی تب سرسال بن
دال نے آگر استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے ہرمز کو شہر مین لیجاکر تخت پر
بٹھایا اور دلاسا و دلبری بہت کی اور کہا ای بادشاہ تو بیفکر رہنا حمزہ کو مارنا میرا

کام ہی اور جب امیر کو یہہ خبر ہوئی کہ ہرمز گیا تب امیر بھی اگر قضا و قدر سے چار کوس پر اترے
سال بن زال نے کھانا منگا کر روبرو ہرمز کے اور دوسرے کافرون کے رکھا ہرمز نے
دیکھا کہ گوشت سور کا سفرے پر آیا ہی تب ہرمز نے کھانیکا انکار کیا زردمشت نے کہا
ای بادشاہ اسکی مجلس مین بیٹھے ہو جو آیا سو کھانا ضرور ہی اور اگر سال سے یہہ
بات ظاہر ہوگی تو مشکل ہی تب ہرمز نے ضرورت کو ایک نوالہ سور کے گوشت کا کھایا پھر
وہین قی کی تب سرسال اور دوسرے کافر اسکے ہم جنس اگر یہہ مصلحت کئے کہ بڑے
لات نے ہمپر مہربان ہو کر ہمارے واسطے بکرے بھیجے ہین پس انکے کھانے مین کوتاہی
نکرنا یہہ مقرر کرکے ہر روز ہرمز کے لشکر سے سال کے سپاہی آدمیون کو لیجا کر
کھانے لگے ہرمز نے یہہ سنکر بختیارک کی عقل پر ہزار لعنت بھیجکر سیاہ وش سے کہا کہ
ای خواجہ زادے آپکا حلم نہ سنے سے پشیمان ہوا اب دستگیر ہو کر کچھہ ایسی تدبیر
کرو کہ اس شیطان کے پنجے سے رہائی ہو تب سیاہ وش نے فرمایا کہ سوائے
پناہ حمزہ کے رہائی مشکل ہی ہرمز نے کہا اول تم جا کر ہماری سفارش کرو تب سیاہ
وش نے جا کر سب حقیقت حمزہ سے عرض کی حمزہ نے فرمایا کہ اگر ہرمز مسلمان ہوگا
تو اسے بخشونگا سیاہ وش نے پیام اسلام پہنچایا تب اس گبرزادے بے صبر نے
باطن مین نفاق رکھکر ظاہر مین قبول کیا پھر آدھی رات کو ہرمز معہ لشکر آ کر حمزہ کے لشکر مین
داخل ہوا امیر نے ہرمز کو تعظیم سے لا کر تخت پر بٹھایا اور مسلمان کیا اور کھانا کھلایا تب ہرمز
نے کہا یا امیر مین مداین کو جاؤنگا اور والدین کو دیکھونگا امیر نے فرمایا تو مختار ہی جا لیکن
مؤمن رہنا ہرمز نے قبول کیا اور مداین کو روانہ ہوا امیر وہین تھے کہ ایکروز فجر ہوتے ہی
سال بن زال طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا قد اوس کافر کا ایک سو ستر گز کا تھا گھوڑا
میدان مین کدا کر پکارا کہ ای بکر تو تم مین سے جسے آرزو مرنے کی ہو سو میدان مین آوے
تب لندہور امیر کے روبرو آیا اور اجازت چاہی امیر نے فرمایا جا خدا کے حوالے کیا تب
لندہور میدان مین آیا سال نے دیکھکر کہا ای درازقد کے تیرا نام کیا ہی لندہور نے
کہا کہ میرا نام لندہور بن سعدان تاجدار ہند ضلعہ سراندیپ تب سال نے گرز اٹھایا اور
لندہور نے سپر سر پر لی اور پناہ خدا سے مانگی اونے گرز مارا اسنے ہزار سختی سے
رد کیا تب سال نے کہا ای لندہور تو مردانہ ہی اب تو مار تب لندہور نے اپنا گرز اس

پر مارا اسنے ہنسکر کہا ای لندہور قد کے موافق قوت نہین ہی موافق اس مثل کے
ڈیل در گنبد آواز در ہیچ آخر شام تک دونو لڑے پھر رات کو دونو لشکر اترے لندہور
آیا امیر نے فرمایا سرسال کیونکر ہی لندہور نے کہا یا امیر زوبین تن پولاد کے برابر ہے
تب امیر نے زوبین کے واسطے افسوس کیا جب فجر ہوئی پھر دونو لشکر تیار ہوکر میدان
مین آئے تب سرسال بن ذال آگے بڑھا ادہر سے مالک اشتر بھی حکم امیر سے اسکے
مقابلہ کو آیا سرسال نے کہا ای کوتہ قد لندہور کل آیا باوجود اس درازقدی کے بر نہ آیا تو اس
قد و قامت پر کیا کریگا تب مالک نے کہا قد میرا چھوٹا ہی لیکن خدا میرا بڑا ہی کہ ابھی تیرا
مغز نکالونگا اجو کچھ نشان بہادری کا رکھتا ہی تب سرسال نے گرز اٹھایا مالک نے سپر
سر پر لی اسے رد کیا جب مالک نے گرز مارا تو سرسال نے بڑی محنت سے رد کیا اور کہا
آفرین تیرے بازو پر کیا ہوا جو قد چھوٹا ہی لیکن قوت بڑی رکھتا ہی پھر بدستور شام
تک لڑے جب رات ہوئی تو دونو لشکر اترے اور تمام شب آرام کیا جب فجر ہوئی
پھر سرسال میدان مین آیا اودہان سے قیمار گیا تب سرسال نے گرز قیمار کی ڈہال پر مارا ایک
شعلہ آتش کا نیزہ برابر آسمان پر گیا اور قیمار نے تروار سرسال کو ماری اسنے رد کی
لیکن گھوڑے کو ایسی لگی کہ مر گیا سرسال زمین پر گرا تب اسنے قیمار کے گھوڑے
کو پے کرنا چاہا قیمار جلدی سے پیادہ ہوا اور گھوڑے کے پشت پر لیا تب سرسال نے دونو بازو
پکڑ کر اٹھایا اور زمین پر پچھاڑا اتنے مین امیر نے نعرہ مارا اور مقابل اسکے آئے پھر
قیمار کو سرسال نے چھوڑ دیا اور گھوڑے پر سوار ہوا اور کہا ای کوتہ قد تو کون ہی جو میرے
شکار کو چھڑا دیا امیر نے فرمایا مین حمزہ بن عبدالمطلب ہون تب سرسال نے گرز
امیر پر چلایا امیر نے سپر کی اوجہر سے رد کیا اور فرمایا ای ملعون اور بھی دو حملہ تجھکو دیئے
ہین تنے مار اس موذی نے گرز اٹھا کر چلایا تب عمر نے زبان عربی مین کہا یا امیر تم باختر
کے ملک کو آئے ہو اسکو جلدی سے اٹھا لو تا کہ رعب تمہارا کاؤلنگی تک پہنچے تب
امیر نے فرمایا سچ کہتا ہی جب سرسال نے چاہا کہ تیسرا گرز چلاوے تب امیر نے
قبضہ گرز کا پکڑ کر ایسا دبایا کہ ہاتھ اسکا چھوٹ گیا اور گرز زمین پر گرا تب امیر نے
کمند دیو بند اسکے گلے مین ڈال کر کھینچی سرسال زمین پر پڑا تب امیر جست مار کر
اسکے سینہ پر بیٹھے تب اسکے لشکر نے چاہا کہ امیر ایکبار حملہ کرین لیکن

سرسال نے اشارے سے منع کیا تب وہ کھڑے رہے امیر نے اسکے دست و پا
محکم باندہے اور عمر کے حوالے کیا اور آپ فتح و نصرت سے خیمہ مین آکر جہان پہلوانی کی کرسی
پر بیٹھے تب سرسال کو بلا کر فرمایا ای سرسال مین نے تجھے کسطرح باندہا اسنے
کہا جیسا مرد کو مرد باندہ تا ہی ویسا باندہا امیر نے فرمایا مردان عالم نے کہا ہی کہ مرد باش
یا پائے مرد باش سرسال نے کہا تم میرے کو مت مار و جو تم کہتے ہو سو سنونگا امیر نے
فرمایا تو مردار و حرام کھانا چھوڑ دے اور مسلمان ہو تو تجھے نہ مارونگا اسنے قبول کیا تب
امیر نے کہا بول کہ خدا ایک ہی اور دین حضرت ابراہیم کا برحق ہی بت و بت پرست باطل
ہین سرسال نے کہا سچ کہ تمہارا خدا بزرگ و برتر ہی جب تو تجھ سے مجھ کو مجھ سے
ہی پر غالب کیا کرتا تو ایسے ہی خدا کی بندگی کرنا اور بت لایق خدائی کے نہین اور باطل ہین
یہہ کہکر کلمہ کا اقرار کیا اور مسلمان ہوا تب امیر نے اپنے ہاتھ سے بند اسکے دور کئے
اور خلعت سے سرافراز کیا اور لندہور سے کم مرتبہ پر بیٹھایا باقی داستان فردائے شب

باسٹھوین داستان

جب امیر کشور گیر جہان ستان نے سرسال کو باندہ کر مسلمان کیا تب وہ امیر کو معہ پہلوانونکے
اپنے شہر مین لے گیا اور شرط مہمانی کی بجا لانے لگا تب امیر نے فرمایا ای سرسال
تیرے ملک مین کیا تماشہ ہی سو دکھاؤ اسنے کہا ای جہانگیر یہان سے تین منزل پر
طلسمات جمشیدی ہی اور حقیقت اسکی یہہ ہی کہ اسنے مرتے وقت اپنے شہر کو
خالی کیا اور طلسم کے سوار و پیادہ بنائے اور تمام اسباب دولت کا تیار کیا اور جابجا شمشیر
دارون کو بٹھایا تا کہ کوئی آدمی وہان نہ آوے اور گور بنا کر آپ مانند زندہ کے سو رہا اسی
جنگل مین اور اب اسے بیابان بادیہ علم کہتے ہین اسمین دیو سفید رہتا ہی امیر نے فرمایا
وہ دیو میرے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگ آیا ہی تب امیر نے لشکر کو قضا و قدر
مین چھوڑا اور آپ معہ سرسال و عمر بن عمیہ طلسم جمشیدیہ کو چلے جب نزدیک شہر طلسم کے
پہنچے تب آواز گوناگون سنے تو پوچھا ای سرسال یہہ آواز کیسی ہی اسنے کہا
یا امیر یہہ آواز طلسم ہی امیر نے چاہا کہ اندر دروازے کے جاوین وہان دربان سے تھے

سو تروار امیر پر لیکر دوڑے تب سمجھے کہ یہہ لڑائی کو آتے ہین سرسال نے کہا یا امیر مین نے
اپنے دادا سے سنا ہی کہ تمام حکمت طلسم کی ہی اور سوا اسکے اس گنبد پر ایک مرغ
اجلا پھرتا ہی تمام کھیل اسکا ہی اگر کوئی ایک تیر سے اس مرغ کو ماریگا تو وہ طلسم تمام کر
پڑیگا پس اگر مرغ کو مارا اور طلسمات تمام ٹوٹ گیا تو پکار اجاویگا اور دروازہ کھل جاویگا پھر عمر
اور ہر ایک آدمی چوب زمین پر مارنے لگے اور جمشید کے ہنر پر آفرین کرنے لگے اور کنجیان
مال کے دیکھکر امیر نے فرمایا ای عمر یہہ طلسم سب اس خزانے کی نگھبانی کو بنایا تھا پھر
امیر خدا کا نام زبان پر لائے تب قفل طلسم کا توڑے اور اندر گئے جو نظر کی تو تمام سانپ
اور بچھو پھرتے ہین تب امیر نے فرمایا ای سرسال اب دیو سفید کی جگھہ پر لیچل تب سرسال
بیابان بادیہ علم کو لے چلا امیر نے دیکھا کہ تمام جنگل پھولون سے بھرا ہی تب امیر خدا کو یاد
کرکے اسم اعظم کی تسبیح پڑھنے لگے پھر دیو مذکور کے کوئین پر پہنچے اور گھوڑے پر سے
اترکر سرسال کو فرمایا کوئین پر کا پتھر نکال سرسال نے بہت زور کیا لیکن نکال نہ سکا
پس امیر نے ٹھوکر سے وہ پتھر پہاڑ سا دور کیا اور سرسال و عمر کو کہا مین اندر جاتا ہون تم
باہر سے کسی دیو کو مت چھوڑو کہ آوے اور اشقر کو کہا کہ تو کوئین کے منہہ پر سے دور مت ہو یہہ
کہکر امیر کوئین کے اندر گئے اور روزن مین سے پتھر کے دیکھا تو دیو سفید متفکر بیٹھا ہی اور
دوسرے دیو روبرو تخت کے نیچے سر ڈالے ہوئے بیٹھے ہین پھر کتنے دیر کے بعد
دیو سفید نے سر اٹھایا اور کہا ای جاسوسو اسے بلاؤ کون ہی اور کہان دیکھا ہی
تب ایک دیو نے آکر عرض کی کہ مین جنگل مین پھرتا تھا ناگاہ دو سوار ایک پیادہ ہوئے اس
مین ایک حمزہ تھا اس لئے مین آپکو خبر کرنے کو دوڑا آیا دیو سفید نے کہا مین نے اسکے ڈر سے
کوہ قاف چھوڑ دیا تو بھی وہ بلا ہمکو نہین چھوڑتی ویسے مین امیر کشور گیر جہان ستان عم
رسول آخر الزمان وہ پتھر نکال کر اندر آئے جب دیو نے امیر کو دیکھا تو پکارا ای حمزہ تو یہان
آیا ہی اب جان کہان سے لیجاویگا یہہ کہکر ایک پہار سا پتھر اٹھا کر امیر پر چلایا امیر اسے
ٹال کر جست مار کر الگ کھڑے رہے تب وہ پتھر زمین پر پڑا دیو اسے اٹھانے کو پھر جھکا
تب امیر نے تروار سے مارے کہ برابر آدھی کمر اسکی کاٹی اسنی کہا ای حمزہ دوسرا زخم
بھی مارتا جاؤ امیر نے کہا کچھ حاجت دوسرے کی نہین ہی تب وہ موذی سر پتھر پر مار
کر مر گیا تب امیر اور باقی دیوؤنکو مارنے لگے جب بہت دیو مارے گئے تب باقی

الامان پکارے امیر نے فرمایا تم عداوت سے آدمیون کے ہاتھ اٹھاکر قریشی کی خدمت
مین رہوگے تو امان دونگا انہون نے قبول کیا تب امیر باہر آئے اور پکارے کہ ای موذیو
آؤ دیو سب باہر آکر امیر کی خدمت مین سر رکھکر ایکبار سب غایب ہوئے اور راہ کوہ قاف
کی لئے تب امیر نے سر دیو سفید کا شکار بند کو باندہا تب وہان سے جنگل اور شکارگاہ
خوب دیکھکر فرمایا ای یارو یہان چند روز شکار کرنا چاہئے بعد فرماکر چندی وہان مسلط ہوئے
رستم پیل تن نے دیکھا کہ امیر کو مدت مدید گذری تب یارون سے بلاکر کہا ای یارو ہم یہان
بیجا کس لئے بیٹھے ہین بہتر یہہ ہی کہ ہم بھی طلسمات کو پہنچین اور جمشیدیہ کو جاوین یارون نے
قبول کیا اور دو بیٹے سرسال کے رہبر ہوئے باقی داستان فردائے شب ؛

ترسٹھوین داستان

القصہ چندروز جمشیدیہ کے طلسمات کو دیکھے اور ٹوٹا ہوا طلسمات دیکھے تب وہان کا خزانہ
لوٹے اور سانپ اور بچھو دیکھے تو مارے اور جمشیدیہ کو دیکھا کہ تخت پر پاؤن پھیلا کر سوتا
ہی وہ تخت بھی توڑا اور سرسال کے فرزندون سے رستم نے کہا کہ راہ باختر کی کہان ہی
انہون نے کہا ای رستم باختر کا بادشاہ زہر شیرگردان ہی ایک سو پچیس گز کا قد ہی اور
وہ سب آدمی کہانے والے ہین جب کہ وہ ہمارے ملک مین آتا تو سرسال اسکے ڈر کر بھاگتا
تھا اور بڑا زور آور ہی تب رستم پیل تن نے فرمایا کہ داماد گاؤ لنگی کا ہرمز کے پشت پناہی کو
آیا تھا وہ کہان ہی سرسال کے بیٹون نے کہا جس روز امیر نے سرسال کو باندہا اسی
روز بھاگ کر پناہ شیرگردان کی لی ہی تب رستم نے اپنے برادرون اور یارون سے
کہا اور مشورت کی کہ حمزہ تو دیو سفید کے مارنے کو گئے ہین جب وہان سے نکلینگے تو البتہ
قصد شیرگردان کا کرینگے پھر ہم ہی انسے اول جاکر اگر اسے مارین تو فتح ہماری نام سے
ہوویگی سب پہلوان راضی ہوئے تب جمشیدیہ سے رستم نے کوچ کیا اور چند روز مین
شہر شیرگردان کو پہنچے اور زرد ہشت نے اول ہی جاکر تمام حقیقت حمزہ کی کہی تھی جب
شیرگردان نے سنا کہ رستم بن حمزہ آیا ہی تب سنا اور معہ لشکر میدان مین آیا اور
آپ میدان مین آکر پکارا ای بکر لو کسے آرزو مرنی کی ہی سو میدان مین آوے تب قندز

سرشبان حکم سے رستم کے میدان مین آیا اور پکارا تب زہر شیر گردان نے مثال شیطان کے گرز مارنا چاہا ویسے مین قندز نے گھوڑے کو پھرا کر تروار اس خونخوار کے منہہ پر بڑے زور سے ماری لیکن اسکو ذرہ زخم نہین لگنے پایا اور اس موذی نے اس مؤمن اجل رسیدہ کو گھوڑے پر سے اٹھا کر پھرا کر ایسا مارا کہ روح قندز کی نفس تن سے بطرف روضۂ رضوان کے پرواز کر گئے اور آدم خوار کفار دوڑ کر قندز کو کھا گئے ایسے مین الجو اجل رسیدہ میدان مین آیا اور ہر بار جست مار کر چھری ایسے مارتا کہ دوستے تک اسکے جسم مین داخل کرتا تھا لیکن اسکافر کو کچھ ضرر نہ ہوتا تھا ایسے کتنے بار اس خونخوار نے چھریان کھائین لیکن الجو بھی اسکے ہاتھ نہ لگا ناگاہ الجو کی اجل آکے موجود ہوئی تب اس موذی نے اسکو پکڑ لیا اور ہتیار دور کر کے جیتا مانند مویز کے ایسے چابکر کھا گیا تب رستم کو سر سے پاؤن تک آتش غضب بھڑ گئی پس گھوڑا دوڑا کر میدان مین آیا اور شیر گردان نے گرز ایسا مارا کہ رستم کے گھوڑے کی کمر ٹوٹی تب رستم نے دوڑ کر اسکافر کے دونو بازو پکڑ کر زور کیا لیکن اٹھا نہین سکے اور انتریان رستم کی ٹوٹین تب رستم ہاتھ چھوڑ کر کھڑے رہے جب اس موذی نے دیکھا کہ پہلوان لڑنے سے رہا چاہا کہ گرز مارے ویسے مین قاسم خاوری نے بہ دلاوری گھوڑا دوڑا کر اپنے والد کی لشتی لئے اور مقابل اسکے کھڑے رہے تب شیر گردان نے کہا کہ اے پہلوان یہہ کون ہے قاسم نے کہا یہہ فرزند حمزہ کا والد میرا ہے اسنے کہا ہنوز یہی لیکن آپہی زور کر کے ماندہ ہوتا ہے اور حمزہ کے ہوتے ہوئے فرزند اسکے کیون لڑتے ہین تب ملک قاسم نے کہا کہ حمزہ یہان نہین ہے دیو سفید کو مارنے کو گیا ہے اور وہ جنگل بیابان بادیہ علم کھلاتا ہے تب شیر گردان نے کہا کہ اگر حمزہ نہین ہے تو اسکے فرزندون سے لڑنا مناسب نہین ہے یہہ کہکر طبل بازگشتی کا بجایا اور چلا گیا اور عیارون نے عمر کے رستم پیل تن کو لا کر تخت پر سلایا وہین روح مبارک رستم کی جنت کو پرواز کر گئی لشکر عرب مین سور محشر برپا ہوا اور پہلوانون نے ماتمی لباس پہنکر رستم کا تابوت تیار کیا باقی داستان فردا ئے شب ۞

چونسٹھوین داستان

جب امیر کشور گیر شکار سے فارغ ہوئے تب پھر جمشیدیہ کو آئے اور آثار لشکر کے جائے

ورود کے پائے تب عمر نے کہا کہ رستم لشکر سمیت یہان آکر جمشیدیہ کوتل اوپر کر کیا ہی اللہ تعالی اسکو چشم بد زمانہ سے اپنے پناہ مین رکھے یہہ فرماکر جمشید کو زمین مین دفن کیا اور وہان چراغ روشن کیا لکھتے ہین کہ وہ چراغ تا حال روشن ہی بیت اگر دنیا سراسر باد گیرد ٭ چراغ پہلوان ہرگز نمیرد ٭ تب سرسال نے امیر سے حکم لیکر اپنے شہر سے عالم کو منگا کر وہان آبادانی کی اور امیر بھی بعد چند روز کے اپنے لشکر کو پہنچے تو دور سے آواز زاریکی سنی امیر نے فرمایا اے عمر معلوم ہوتا ہی کہ میرے دل پر داغ غم کا لگاویسے ہین ایک پہلوان برہنہ سر و پا آکر امیر کے قدمونپر گر کر روئے اور احوال شہادت رستم و الجو و قندز کا سُنایا تب امیر اپنے گھوڑے پر سے زمین پر گرے اور بہت ماتم کیا اور حقیقت شہادت کی یارون سے تمام دریافت کیا پھر چند روز ماتم مین رہے اور یارون اور فرزندون کو غمگین پایا تب فرمایا کہ اے یارو یہان جنگل مین شکار بہت ہی جاکر شکار کرو تاکہ غم دلونکا دور ہووے غرض سب یار و فرزند موافق حکم امیر کے سوار ہوئے اور شکار مین مشغول تھے کہ مرزبان نے حمزہ کے آنے کی خبر سنکر زہر شیر گردان کو وداع کرکے اپنے شہر کو جاتا تھا راہ مین سُنا کہ یار و برادر و فرزندان حمزہ کے اس جنگل مین شکار کھیلتے ہین تب ایک جادوگر کو بلاکر کہا تو ایک گھوڑا جادو کا بناکر زیور جواہر کا پہناکر جنگل مین کھڑا کر اس جادوگر نے ویسا ہی کیا اور مرزبان نے اپنے کافرون کو دور دور نگہبان بٹھایا ویسے ہین سعد بن عمر ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے یارون سے جدا ہو کر قریب اس گھوڑے کے پہنچا تو دیکھا ایک گھوڑا خوب صورت معہ زیور کھڑا ہی تب اپنے گھوڑے پر سے اتر کر پیادہ ہوئے پھر اسپر سوار ہوتے ہی وہ گھوڑا ہوا پر اڑنے لگا تب سعد سمجھے کہ شاید اسمین کچھ دغا ہی وہین تلوار اسکے گردن مین ماری تب وہ گھوڑا زمین پر پڑا اور سعد نے چاہا پھر اپنے گھوڑے پر اٹھکر سوار ہوویے ہین مرزبان نے اپنے لشکر سے آکر سعد کو باندھا اور ہمراہ لیچلا اور اپنے لشکر مین کہا اسیطرح مین حمزہ کو لاؤنگا اور ایسا اقرار گاؤلنگی سے بھی کیا تھا لیکن حمزہ تو نہین ملا بلکہ اسکا پوترا بادشاہ لشکر کا ملا ہی یہی فتح بس ہی یہہ کہکے کتنے روز مین رخام کو پہنچا تب گاؤلنگی نے مرزبان کو کہا مین نے تجھے کب کہا تھا کہ پہلوان کو لاؤ وہ ملعون بولا یہہ پہلوان نہین ہی یہہ پوترا حمزہ کا بادشاہ لشکر کا ہی اسکو مردی سے باندہ کر لایا ہون گاؤلنگی نے کہا میرے کو راست و دروغ کیونکر معلوم ہووے تب سعد نے

فرمایا کہ یہہ باہتیار اور مین بے ہتیار لڑتا تب میرا جھوٹھ اور اسکا سچ ظاہر ہوگا گاولنگی نے کہا ای بادشاہزادے سچ کہا پھر سعد کے بند دور کر کے مرزبان کو باہتیار کھڑا کیا اس نے گرز پھرایا وہین سعد نے دوڑکر دونو بازو اسکے پکڑ کر اللہ کا نام زبان پر لاکر زمین سے اٹھاکر ایسا مارا جیسا کہ اسنے گرز پھرایا تھا ویسا ہی اسے پھرا کر دے مارا تب اسنے ہلنا چاہا تو گاولنگی نے اپنے ہزارمنکا گرز ایسا مارا کہ وہ ملعون مرگیا تب گاولنگی نے سعد کو گلے لگایا اور کہا ای بادشاہزادے تو وہان جیسی بادشاہی کرتا تھا بدستور یہان بھی بادشاہی کر اور خاطر جمع رکھہ مین تیرے کو سرموتصدیع ندونگا بلکہ ہزار حصہ وہان سے یہان خوش رکھونگا لیکن حمزہ کی ملاقات کی کمال آرزو ہی پھر تجھکو بھی بہ خوشی روانہ کرونگا اگر تو یہان رہا تو البتہ حمزہ ادہر کو تشریف لاوینگے یہہ کہکر سعد کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا پس اسکے شفقت و مروت دیکھکر سعد بخوشی وہان رہنے لگا اور وہان بدیع الزمان معہ پہلوانون کے شکار مارتے سعد کی جاے حرکت پر پہنچکر دیکھا کہ گھوڑا سعد کا خالی ہی اور جادو کا گھوڑا ٹوٹا ہوا پڑا ہی تب کہا ای یارو سعد کو وہ موذی جادو سے لیگئے ہین اور حمزہ رستم کا غم تا حال بھولے نہین ہین یہہ تازہ داغ ہووے گا پس اب ہم کافرونکا دنبالہ کرکے سعد کو جادو سے چھوڑا لاوین سب یارون نے قبول کیا تب وہان سے چلے آگے ایک شہر پایا کہ بادشاہ وہان کا داماد گاولنگی کا طاؤس باختری نام کا رہتا تھا بدیع الزمان نے فرمایا البتہ اس شہر مین ہوگا یہہ سمجھہ کر اسکو کاغذ لکھا کہ مین بدیع الزمان فرزند حمزہ کا ہون ای بادشاہ یہان کے تجھکو معلوم ہووے کہ مرزبان شیطان ہمارے بادشاہ کو جادو سے پکڑ کر لایا ہی تجھے لازم ہی کہ اگر یہان بادشاہ ہی تو لاکر ہمسے ملا اور اس مرزبان شیطان کو لایا تو فہوالمراد نہین تو قسم ہی پروردگار کی کہ ملک تیرا درہم و برہم کرینگے جب یہہ خط ہدایت نمط لکھا گیا تب فرمایا کہ کون لیجاویگا تب ہروم بردعی نے کہا اگر حکم ہو تو لیجاؤنگا اور جو اسنے حکم نہ سُنا تو سانگ سے دماغ اسکا سر سے دور کرونگا اور وہ لڑیگا تو میرا شور سنکر آپ پشت پناہی کو آؤ تب بدیع الزمان نے کہا جاؤ خداے تعالی پر سونپا پس ہروم خط لیکر شہر مین آیا اور کہا طاؤس کو خبر کرو کہ بدیع الزمان کا خط لیکر ہروم بردعی آیا ہی اسنے سُنکر اندر بلایا ہروم نے اندر جاکر خط دیا اس موذی نے تعظیم سے خط لیکر بعد از مطالعہ کے پھاڑا ہروم نے غصہ مین اگر سانگ سے ایسا مارا کہ وہ کافر معہ تخت وچھترچتا ہوگیا تب اور کافرون نے ہروم کو

گھیرا ہروم سانگ قضا لزوم سے کافرون کو بیدریغ مارنے لگا اور شور شہر مین پڑا تب
بدیع الزمان معہ پہلوان دوڑے اور وہان آکر کافرون کو بہت مارا باقی کافرون نے امان
مانگی تب بدیع الزمان نے امان دیکر سب کافرون کے سرونکا برج بناکر اسپر طاؤس کا
سر منار کی جگہہ رکھکر دوسرے شہر کو گئے وہان بھی ایک داماد گاؤلنگی کا بادشاہی کرتا تھا
باقی داستان فردائے شب

چھپنویں داستان

راوی روایت کرتا ہی کہ گاؤلنگی کے پانسو فرزند اور داماد انسے زیادہ تھے جب بدیع الزمان
آیا تب سُنا کہ نام اس بادشاہ کا عنقاد باخرسی ہی پس اسکو بھی ہروم کے ہاتھ خط بھیجا اسنے
بھی اندر بلایا اور خط لیکر بعد مطالعہ کے پھاڑ ڈالا ہروم نے اسکو بھی بدستور واصل جہنم کر دیا اور
اسکا لشکر بھی لڑنے لگا بدیع الزمان نے اپنے کان ہروم کی آواز پر لگائے تھے جب غلغال
سُنا تب معہ یاران دوڑے اور کافرون کو بہت مارا باقی نے امان مانگی انکو امان دیکر آگے
بڑہے اور کتنے روز مین رخام کو پہنچے تب بدیع الزمان نے خط ہروم کے ہاتھ سے گاؤلنگی
کو روانہ کیا جب ہروم بر دعی دروازے پر گاؤلنگی کے گیا تب دربانون نے خبر کی کہ ایک قاصد
خونخوار تیرے دو دمان کو مار کر اور شہر ویران کر کے کاغذ حمزہ کے فرزند کا لایا ہی گاؤلنگی
نے ہروم کو اندر بلایا ہروم نے دیکھا کہ سعد ہمراہ گاؤلنگی کے تخت پر بیٹھا ہی لیکن ہروم نے
اپنے عمر مین اس شکل کا آدمی نہین دیکھا تھا قد اسکا ایک سو چالیس گز کا دیکھکر ہروم ہولناک
ہوا تب گاؤلنگی نے دیکھا کہ ہروم ڈرا ہی تب کہا ای دوست یہہ گھر دوست کا ہی ڈرنا نہین چاہئے
مگر تو نے میرے دامادون کو ناحق مارا القصہ جب ہروم گاؤلنگی کا لطف دیکھکر خوش ہوا تو خط
بدیع الزمان کا دیا گاؤلنگی نے تمام مطالعہ کر کے سعد کو کہا ای سعد مین نے تمسے کیا بے
ادبی کی ہی جو تمہارے چچا نے ایسا لکھا ہی سعد نے کہا انکو تیرے الطاف سے خبر نہین تھی
اس سبب سے لکھے تب گاؤلنگی نے ہروم سے کہا کہ تو بدیع الزمان کو میرا اسلام بول کر یہہ
کہنا کہ ای پہلوان مین نے سعد کو یہان فراغت سے رکھا ہی فقط اس لئے کہ حمزہ سعد کے
واسطے یہان آوین تو مین حمزہ سے ملونگا کیونکہ آرزو ملاقات کی نہایت ہی کہ اگر حمزہ نہ آوے
تو مین ہمراہ سعد کے جاکر ملونگا اور تم حمزہ کے آنے تک مجھ سے خیال نکرو اور حمزہ کے

آئے تک آرام سے رہو اور کھانا پینا شراب ونقل کا اسباب مین یہان سے روانہ کرتا ہون کھاپی کر خوشی سے رہو اور اگر میرا کہا نہ مانکر اور کچھ کروگے تو پشیمان ہوگے یہہ بول کر ہرومز کو خلعت دیکر روانہ کیا ہرومز نے آکر بدیع الزمان کی جناب شجاعت مآب مین سُنا ہوا حال مفصل بیان کیا تب بدیع الزمان نے فرمایا کہ طبل جنگی بجے بموجب حکم کے بجنے لگا گاؤلنگی نے آواز جنگ کے نقاریکی سنکر سعد سے کہا کہ یہہ بدیع الزمان فقط نادانی کرتا ہے مگر اب سوائے جنگ کے چارہ نہین لیکن مین واحد جاتا ہون اور گوشمالی دیتا ہون تو یہان بالاخانہ پر سے قلعہ کے بیٹھکر تماشہ دیکھ تب گاؤلنگی نے اپنے نوکرون سے کہا کہ میرے بیل پر زین کرو اور آپ چودہ ہتیار مردی کے باندہے اور گرز چودہ سومنکا اول کاندہے پر رکھا اور بیل پر سوار ہوا اور شہر سے باہر آیا جب لشکر عرب نے گاؤلنگی کو دیکھا سب نے حیران ہوکر کہا ای بدیع الزمان اسّے لڑنا مناسب نہین ہے تب بدیع الزمان نے فرمایا مین نے تمہارے اعتماد پر طبل جنگ نہین بجوایا ہے مین بھی پہلوان زادہ ہون یہہ فرماکر گھوڑا بڑہانا چاہا تب لندہور نے دوڑکر گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا ای شاہ زادے میری ہزار جان تجھ پر سے فدا ہے خدا نے چاہا سو ہو ویگا اب تو مین جاتا ہون یہہ کہکر لندہور میدان مین آیا اور گاؤلنگی نے کہا ای پہلوان نام اپنا بتا تو بڑی دلاوری سے آیا ہے تو بے نام مارا جاوے لندہور نے کہا کہ میرا نام لندہور بن سعدان بادشاہ بارہ ہزار جزیرہ سراندیب کا ہون تب گاؤلنگی نے کہا مین نے تیری دلاوری کا بلند آوازہ بہت سُنا ہے لاجو کہ نشان مردی کا رکھتا ہے سو لندہور نے کہا قاعدہ رستم بن حمزہ کا اور اسکے یارون کا نہین ہے کہ حریف پر پیش دستی کرین اوّل تو حملہ کر تب گاؤلنگی نے گرز اٹھایا اور لندہور نے خدا کی یاد سے سپر سر پر لی تب گاؤلنگی نے گرز ایسا مارا کہ ہاتھ اور بازو لندہور کے سست ہوئے تب گاؤلنگی نے کہا ای لندہور ہزار آفرین جو میرے ضرب سہی تو نے جب سے کہ مین گرز چلاتا ہون تب سے کوئی میری مار کھا کر زندہ نہین رہا تھا لندہور نے کہا اگر مرد ہے تو تھوڑی دور واپس جا تب گاؤلنگی تھوڑی دور گیا تب لندہور اپنے لشکر کو آیا پھر گاؤلنگی میدان مین آیا اور ادہر سے مالک اشتر آئے گاؤلنگی نے ایسا گرز مارا کہ مالک بھی سست ہوکر کھڑے رہ گئے تب سر برہنہ بھی میدان مین آیا اور گاؤلنگی کے روبرو خالی سر سے کھڑا رہا گاؤلنگی نے کہا ای پہلوان سپر ڈھال لے کہ میرا گرز غیر کے گرز کے برابر نہین ہے تب سر برہنہ اجل رسیدہ نے

کہا تیرے کو اس بات سے کیا غرض ہے تو بے فکر مار اور مین ہمیشہ ایسا ہی لڑتا رہتا ہون
تب کاؤلنگی نے گرز ایسا مارا کہ سر برہنہ کا سینہ کے صندوق مین چھپا تب دیوانہ
نبسی میدان مین آیا تب کاولنگی نے اسے بھی ایسا گرز مارا کہ وہ بھی شہید ہوا اور گھوڑا
بھی موا تب گاؤلنگی اپنے بیل پر سے اتر کر ہتیار کھول کر دونو شہیدون کو ہاتھون مین
لیکر روبرو بدیع الزمان کے آکر کہا اے پہلوان تیرے سبب سے یہہ دونو دلاور شہید ہوئے
اب مین حمزہ کو کیا جواب دونگا اب بھی کچھہ نہین گیا اتر اور صبر کر جب تک حمزہ آوے کہ
میرے کو حمزہ سے کام ہے اور اگر تیرا ارادہ میرے مارنے کا ہے تو مین بے ہتیار
آیا ہون مار بدیع الزمان نے کہا کہ بے ہتیار کو کیا مارنا جا اور ہتیار باندہ کر آ تب گاؤلنگی نے
شہیدون کو وہان چھوڑا اور میدان مین آکر ہتیار باندہ کر بیل پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے
مقابلہ مین آیا بدیع الزمان نے فرمایا لا جو کہ نشان مردیکا رکھتا ہے تب گاولنگی نے گرز اٹھایا
اور بدیع الزمان نے ڈہال سر پر لی گاؤلنگی نے گرز مارا امیر زادے نے رد کیا اور کہا اے
گاؤلنگی اور بھی دو حملے تجھے دیئے ہین مار تب گاؤلنگی نے کہا آفرین تیرے بازو پر اب تو مار
تب بدیع الزمان نے گرز ہزار منگا اٹھا کر ایسا مارا کہ گاؤلنگی کے ہر بن مو سے پسینہ ٹپکا پھر
دوسرا گرز بڑی محنت سے سہا پس بدستور یہہ دونو لڑتے رہے اور یہان جب
یاران امیر شکار کو گئے ہوئے نہین آئے اور سعد کو پکڑ کر جادو سے مرزبان لیگیا سو سنکر
امیر متفکر ہوئے اور عمر کو فرمایا کہ اے یار مین زہر شیر گردان سے لڑتا ہون تم جاؤ سب
یارون کی خیریت کی خبر لاؤ تب عمر مانند بجلی کے ایکروز مین دہاوا مار کر وہان آئے جب
یارون نے عمر کو دیکھا بہت خوش ہو کر تمام وہانکی اور گفتگو گاؤلنگی کی و بدیع الزمان کی
سنائے بدیع الزمان نے میدان مین سے پھر عمر سے کہا اے عمو صاحب ذرا ابیٹھو کہ
مین تم سے باتین کرنے چاہتا ہون عمر سے اور کہا اے کاؤلنگی آوازہ تیرے مردیکا
تمام جہان مین مشہور ہے لیکن یہہ کیا کہ امیر کی غیبت مین اسکے فرزندون سے لڑتا ہے
اور اسکے یارون کو لڑ کر شہید کیا تب گاؤلنگی نے سوگند کہا کر کہا اے عمر یہہ خطا مجھہ
سے نہین ہوئی ہے بلکہ بدیع الزمان کی خطا ہے اب بھی واسطے خدا کے بدیع الزمان کو
بچا اگر کچھہ ضرر ہوا تو حمزہ کو منہہ کیا دیکھاؤنگا تب عمر نے بدیع الزمان کو میدان سے پھرایا
تب کاؤلنگی نے کہا اے عمر آج تو میرا مہمان ہے تیرا تماشہ بھی مجھکو دکھا عمر نے

قبول کیا تب کاؤلنگی نے عمر کو لیجا کر سعد سے ملایا اور تخت پر بٹھا کر شراب و کباب منگا کر کھلایا
اور پلایا باقی داستان فردائے شب

چھٹھوین داستان

جب گاؤلنگی نے عمر کو اپنے نزدیک بٹھایا اور کھانا و شراب کھلا پلا کر کہا ای عمر تیری عیاری
کی صفتین بہت سنی ہین سو ڈرتا ہون کہ تو داڑہی مونڈتا ہے عمر نے کہا اگر تیری عمر کے
سال کا خراج سات سو درم کے حساب سے دیا تو تیری داڑہی معاف کر دونگا نہین تو
داڑہی تیری معہ ارکان دولت کے مونڈونگا گاولنگی نے کہا اگر میری داڑہی مونڈے تو
سچ جانو نگا وہین عمر ٹوپی سر مین پہن کر غایب ہوئے تب گاؤلنگی نے کہا اس
شخص نے جیسا کہا ویسا ہو سکیگا تب تمام رات جاگے اور بیٹھے رہے جب تمام وزیر
گئے اور آپ چوکیدارون کو تاکید نگہبانی کی کرکے شراب و کباب لیکر روبرو رکھے
اور خنجر آبدار رکھکر شراب نوشی مین مشغول تھا اسوقت عمر دربار مین آئے اور شراب
مین داروبیہوشی کی ڈالی کاؤلنگی نے وہ شراب نامعلوم ہو کر پی وہین بیہوش ہوا تب
استرا نکال کر آدہی داڑہی اور ایک موچھ بھی اڑا دی اور ناک مین گاؤلنگی کے روغن
بادام و پرانہ سرکہ ڈالکر عمر دور جا کر بیٹھے اور گاؤلنگی چھینک مار کر ہشیار ہوا اور گھبرا
کر اپنے منہہ پر ہاتھ پھرایا تو آدہی داڑہی اور ایک موچھ نہ پائی تب عمر نے ٹوپی نکالی اور روبرو
گاؤلنگی کے آیا تب کاؤلنگی نے کہا ای عمر تجھہ سے شرط کرکے بڑی نادانی کی اب کچھہ
ایسا کر کہ پھر برابر ہو جاوین نہین تو صبح کو دربار مین شرمساری ہو گی تب عمر نے باقی داڑہی
اور موچھہ مونڈ کر اپنی زنبیل سے بالونکی داڑہی ایسی لگادی کہ اول سے بھی بہتر تب گاؤلنگی
نے عمر کو گلے لگایا اور کہا ای عمر عیاری مین جو کچھہ صفت سنی تھی اس سے بھی ہزار حصہ
زیادہ پایا اور مجھکو تو نے اپنا ممنون کیا غرض جب صبح ہوئی دربار مین گاؤلنگی نے بیٹھہ کر عمر
کو سات لاکھہ درم منگا دیئے تب گاؤلنگی سے وداع ہوا اور بدیع الزمان سے رخصت
لیکر امیر کے حضور مین آکر حقیقت دیدہ و شنیدہ عرض کئے اور تمام شب آرام کیا جب صبح
ہوئی زہر شیر گردان معہ لشکر و پہلوان میدان مین آیا اور امیر نے بھی ہتیار باندہے اور

تین روز تک گرزا گرز لڑے اور کھانا و شراب میدان مین منگا کر کھائے پئے چوتھے روز امیر نے کمر بند اسکا پکڑ کر اللہ کا نام زبان پر لا کر نعرہ مارا اور شیر گردان کو اٹھا کر زمین پر پچھاڑ کر ہاتھ پاؤن استوار باندہ کر عمر کے حوالے کیا اور آپ امیر نے صمصام و قمقام نکال کر اسکے لشکر مین پڑے تب بہت سے کافرونکو مارا پھر باقی آدم خوارون کی فتح سے واپس آئے تب امیر نے باقی کافرونکو مردار کھانے سے منع فرمایا جب انھون نے نمانا تو ان سبکو جلا دیا سو وہ قلعہ مین بھاگ گئے اور عمر نے زہر شیر گردان کو شیشہ نفت سے جلایا اور امیر نے بھی آدم خوارون پر فتح پائی تب واپس آئے تب امیر سے عمر نے کہا کہ اسکو مردار خواری سے منع کیا جب اسنے نمانا تب مین نے اسے جلایا امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا جو جلایا لیکن اس قلعہ کو بھی آگ لگانا چاہیئے عمر نے بموجب حکم امیر کے قلعہ جلا دیا

باقی داستان فردائے شب

ستائیسوین داستان

جب امیر آدم خوارونکی فتح سے فارغ ہوئے تب رخام کو آئے جب امیر کے آنے سے لشکر ظفر پیکر مین شادیانے بجے اور گاولنگی آواز نقارے کی سنکر سعد سے کہا ای سعد شاید کہ تمہارا دادا آیا ہی یہ کہکر سعد کو بہتر سے بہتر خلعت پہنا کر اچھے گھوڑے پر سوار کر کے تحفہ و ہدیہ ہمراہ دیکر بڑی کر و فر و جاہ و حشم سے جلوس وغیرہ سے روانہ کیا جب امیر کے لشکر مین سعد آئے تب امیر نے باہر آکر فرزند زادے کو گلے لگا کر اندر لیجا کر کہا کہ گاولنگی مرد مردانہ ہی اور میرے تئین شرمندہ کیا القصہ اسرات کو تو آرام کیا جب فجر ہوئی تب گاولنگی معہ لشکر طبل جنگ بجاتا ہوا شہر سے جائے جنگ پر آیا اور امیر بھی ہتیار باندہ تیار ہوکر معہ لشکر میدان مین آئے تب گاولنگی نے امیر کو دیکھکر کہا ای پہلوان تیرا نام کیا ہی امیر نے فرمایا مین حمزہ بن عبد المطلب ہون اسنے کہا ای حمزہ مین سمجھا تھا تو کس قد و قامت سے ہوگا خدا ے تعالی جانے امیر نے فرمایا لا جو کچھ کہ نشان مردیکا رکھتا ہی تب گاولنگی نے کہا لاؤ میرا چودہ سومنکا گرز لا کر حاضر کیا اسنے اٹھا امیر کے ڈہال پر مارا اور امیر کے سپر سے علم وار شعلہ نکلکر ہوا پر گیا تب امیر نے ڈہال کو اوپر

اچھال دیا امیر نے اس وار کو جھیل لیکر کہا ای کاؤلنگی اور بھی دو حملہ مار کہ تجھکو دئے ہین
تب گاولنگی نے دو گرز ایسے مارے کہ امیر کا گھوڑا زانو تک زمین مین غرق ہوا جب باری
امیر کی آئی اسوقت امیر نے اشقر کو دوڑا کر گیارہ سو منکا گرز کاؤلنگی کے سر پر مارا وہین
بیل کے کمر ٹوٹی اور کاولنگی زمین پر پڑا اور چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو لے کرے پس امیر نے
جلدی سے جست ماری اور اشقر کو پشت کے پیچھے لیا تب گاولنگی نے تروار امیر پر
ماری امیر نے سپر کے اوجھر سے اسے رد کیا لیکن تروار گاولنگی کی ٹوٹ گئی تب کاولنگی
نے دوڑ کر امیر کا کمر بند پکڑا اور زور کرنے لگا اور امیر نے بھی اسکا کمر بند پکڑ کر زور
کیا کہ رات ہوگئی گاولنگی نے کہا ای حمزہ پھرتا ہے یا لڑتا ہے امیر نے فرمایا کہ اختیار تیرا ہی
گاولنگی نے کہا جب تک کہ مین اور تو ایکطرف نہ ہووین تب تک میدان سے نہ پھرونگا پس وہین
کھانا منگا کر کھایا راوی روایت کرتا ہے کہ امیر اور کاولنگی اکیس دن تک لڑے اور جو ہنر
مردیکی تھے سو آزمائے تب امیر نے فرمایا کہ مین کھڑا رہتا ہون اور تو زور کر اور تو کھڑا رہ
اور مین زور کرون تب کاولنگی نے کہا ای عرب تو مجھ سے وزن دار نہ ہوگا مین بڑے
بڑے جھاڑونکو جڑ سے اوکھاڑتا ہون کیا تو ان درختون سے بھی زوردار ہے امیر نے
فرمایا کہ حکم خدا یون ہی ہے جلد آزما تب گاولنگی نے کمر بند امیر کا پکڑ کر زور کرنے
لگا تب گاؤلنگی کے دسون انگلیون سے دس قطرہ خون کے ٹپکے تب گاؤلنگی نے ہاتھ
امیر کے کمر بند سے چھوڑا اور آپ کھڑا رہا تب امیر نے کاولنگی کا کمر بند پکڑ کر فرمایا ای
گاولنگی مین نعرہ مارتا ہون کاولنگی نے کہا مین بچہ نہین ہون جو تیرے آواز سے ڈرونگا
جتنا چاہے اتنا پکار القصہ امیر نے نعرہ مار کر کاؤلنگی کو اٹھایا اور پھرا کر زمین پر پچھاڑا اور
سینہ پر بیٹھے اور فرمایا کہ بول خدا ایک ہے اور دین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا برحق
ہے تب کاؤلنگی بصدق دل مسلمان ہوا اور کہا سچ ہے تمہارا خدا بڑا ہے کہ مجھ سے
عادی و عنقادیر تجھ سے مجھکو غالب کیا یہ کہکر کاؤلنگی بصدق دل مسلمان ہوا تب امیر
اسکے سینہ پر سے اترے اور اسے گلے لگایا اور سب پہلوانون سے کہا کہ گاولنگی
سے ملو امیر کے حکم سے سب پہلوان گاولنگی سے ملے اور کاولنگی معہ رفقا امیر کو شہر
مین لیگیا اور مجلس آرائی کی اور ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے
اور چالیس روز تک وہان جشن مین رہے باقی داستان فردائے شب ؞

اڑسٹھوین داستان

جب امیر کتنے روز رخام مین رہے ایکروز کاؤلنگی نے عرض کیا ای جہانگیر آگے باختر ہی
اور وہانکا بادشاہ کاخ آدم خوار ہی ایک سو ساٹھہ گز کا قد ہی جب وہ ہمارے شہر مین
آتا تو ہم اسکے ڈر سے پہاڑون مین چھپتے تھے امیر نے فرمایا جب تک آدم خوارونکو اور
زردہشت جادوگر کو آگ سے نجلاؤنگا اور تماشہ طلسمات کا نکرونگا تب تک پھر کر نہ
آونگا کس واسطے کہ جو بزرجمہر نے مجھے فرمایا تھا کہ فراش دین محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہو سو فراش کا کام یہی ہی کہ تمام خار وخس کو صاف کرکے فرش
نفیس بچھا دے تو اس فرش پر بادشاہ رونق بخش ہووے سو مین بھی سب بلاؤنکو
دور کرکے دنیا صاف نکرون تو فراشی کا خطاب کب ملیگا تب پہلوانان عرب وعجم
کے نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ ای جہانگیر جو کچھ کہ زبان شجاعت ترجمان سے
تراوش پاتا ہی سو یقین کلی ہی امیر نے فرمایا ای کاؤلنگی تو یہان رہ اور مین باختر
کو جاتا ہون پھر مین واپس آکر تجھکو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
حضور مین لیجاؤنگا کاؤلنگی نے کہا میرا جسم وجان تم پر سے فدا ہی بجز آپ کے مین
یہان رہکر کیا کرونگا جب تک کہ دھڑ مین دم ہی تب تک تمام عمر تیری خدمت مین صرف
کرونگا یہہ کہکر اپنے بڑے فرزند کو شہر رخام مین شاہی دیکر تخت پر بٹھا کر
دوسرے روز امیر اور کاؤلنگی معہ لشکر آگے چلے اور راہ باختر کی لی کتنے روز مین باختر
کو پہنچے اور چار کوس پر قلعہ سے باہر اترے اور عباس کو فرمایا کہ کاخ کو خط لکھو اور دعوت
دین محمدی کی دو جب عباس نے خط لکھنا شروع کیا اول حمد خدا کی بعد نعت حضرت
ابراہیم کے شہنشاہ شاہونکا تاج بخشنے والا بادشاہونکا حلقہ ڈالنے والا
سرکشون کا اور گردن کشونکا اور سیر کرنے والا کوہ قاف کا اور مارنے والا ببر
اور اژدہا اور شیر مرغ کا اور مارنے والا اہرمنان ناشناختان دیوونکا حمزہ بن
عبد المطلب کے طرف سے کاخ آدم خوار کو معلوم ہووے کہ مین اٹھارہ برس
کوہ قاف مین جاکر جو کہ بلائین وہان تھی مین ان سبکو فنا کرکے پھر افضال الٰہی سے

دنیامین سلامت آیا اور ہفت اقلیم مین بادشاہ جوکہ ضلالت قبولے تھے انکو تخت پر سے
تختہ تابوت پر سلایا اور جنھون نے سعادت قبول کی انکو اسلام اور دنیا کے عزت و
ایمان سے مشرف کیا اور بہت جوکہ گردن کش تھے انکو حلقہ دین پہنایا ہے جب دنیامین
کوئی دشمن نرہا اسواسطے باختر کو آیا ہون تاکہ ادہر کی بھی بلاؤن کو تمام صاف کرون جب
قضا و قدر کو آیا تب سرسال بن ذال کو مسلمان کیا وہان سے زہر شیر گردان کو جہنم مین
روانہ کیا اور وہان سے رخام کو آیا اور گاولنگی کو مسلمان کیا اب تیرے یہان آیا ہون
یہہ نامہ تجھے بھیجا ہے لازم ہے کہ دیکھتے خط کے مال خراج کا اپنی گردن پر لیکر بارگاہ گردون
اساس مین حاضر ہو اور آدم خواری ترک کرکے توبہ کر اور مسلمان ہو تو بہتر ہے والا تجھکو
ایسی خرابی سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے
القصہ جب کہ خط ارشاد نمط تمام ہوا تب عمر کے ہاتھہ سے روانہ کیا عمر بن عمیہ نے تمام کسوتین
عیار کی ذات پر مرتب کرکے جو راسی زنکولہ باندہکر کاخ کے دربار مین آئے اور
دربانون سے کہا کہ خبر کرو پس خبر کی کہ قاصد حمزہ کا آیا ہے کاخنے اندر بلایا عمر اندر گئے اور
کاخکا منہہ دیکھکر خدا کو یاد کیا اور خط دیا کاخ نے وہ خط پڑہ کر پھاڑ کر پھینکدیا اور کہا پکڑو
اس چور کو عمر نے ٹوپی سلیمان کی سر پر رکھی اور سبکے نظر سے غائب ہوا کاخ اور
دربار کے کفار متحیر ہوئے اور تعجب مین رہے تب عمر نے آکر حمزہ کی خدمت مین تمام حقیقت
عرض کی جب دوسرا روز ہوا کاخنے نقارہ لڑائیکا بجاکر میدان مین آیا امیر کو یہہ خبر ہوئی
تب امیر نے نقارہ لڑائی کا بجوایا اور سوار ہوکر میدان مین معہ لشکر آئے تب کاخنے
میدان مین آکر کہا اے حمزہ اگر مرد ہے تو میدانمین آ امیر ہتیار باندہ کر مقابلہ مین گئے
کاخنے کہا اے ضعیف پست قد مین نے حمزہ کو بلایا تھا تو کون ہے جو آیا امیر کشور گیر نے
فرمایا کہ مین حمزہ ہون کاخنے کہا اے حمزہ تو جادوگر ہے جب ہی تمام دنیا کو فرمانبردار
کیا ہے امیر نے فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی جادوگر پر اور تجہپر لا جوکہ نشان مردیکا رکھتا ہے
تب کاخ نے گرز اٹھایا اور امیر بھی پیادہ ہوکر ڈھال عدو مال سر پر لیکر کھڑے رہے
اسوقت تمام لشکر عرب نے ہاتھہ دعا کا اٹھایا اور کہا یا اللہ تو حمزہ کو اپنے پناہ مین رکھہ کاخ
نے گرز ایسا مارا کہ حمزہ زانو تک زمین مین غرق ہوئے تب وہ کافر پکارا کہ زدم و
پست کردم یعنے حمزہ کو مار کر پست کر ڈالا ایکبار امیر نے فرمایا کہ اے کافر کیون جھوٹھ

بولتا ہے مین تو خدا کے کرم و فضل سے زندہ ہون یہہ کہکر امیر نے جست مار کر اسکے
بازو کنے جا کر تروار قاتل کفار ایسے ماری کہ کاخکا باز و حمایل اتار اتب وہ موذی مانند
جھاڑ بلکہ پہاڑ کے گر کر مردار ہو گیا تب امیر وہی شمشیر خون آلودہ سے کافرون پر جا
پڑے اور دونو ہاتھون سے ترواریں مارنے شروع کین جب بہت کافر مارے گئے
تب باقی جا کر قلعہ مین بند ہوئے اسوقت عمر نے شیشہ نفت کا نکال کر تمام کافرون کو
اور قلعہ کو جلایا اور چند روز وہان توقف کر کے پھر وہان سے ارغاش خونخوار کے
شہر کو گئے اسنے حمزہ کی خبر سنکر معہ لشکر باہر آیا اور میدان مین کھڑا رہا اور امیر کو
پکارا تب امیر پیادہ ہو کر میدان مین گئے تو دیکھا کہ قد ارغاش کا ایک سو اسی گز کا
بلندی مین تھا اور اسکے گرز کا وزن خدا جانے کتنا تھا غرض جب اسنے گرز اٹھایا
اسوقت امیر نے خدا کو یاد کیا اور ڈھال سر پر لیکر کھڑے رہے جب اسنے گرز مارا
تب امیر نے جست مار کر دوسری طرف جا کر کھڑے رہے تب وہ گرز زمین پر پڑا
تو تمام زمین جنبش مین آئی پھر وہ گرز اٹھانے کو جھکا وہین امیر نے ارغاش کو تروار خون
خوار ایسی ماری کہ وہ کافر مانند لکڑی کے دو ہو گیا پھر امیر وہی تروار خون بھری ہوئی
لیکر لشکر کفار مین گھسے تب سب کفار بھاگ کر قلعہ مین بند ہوئے اور عمر بن عمیہ نے
حکم امیر سے شیشہ نفت کا نکال کر اس قلعہ کو معہ کافرون کے جلا دیا پھر چند روز وہان
رہکر پھر نیستان کا عزم کیا باقی داستان فردائے شب ؛؛

اٹھہرویں داستان ۶۹

جب امیر آدم خوارون سے اور انکے مارنے سے فارغ ہوئے تب کا ولنگ سے پوچھا
کہ آگے کون سا شہر ہے اسنے کہا کہ نستان ہے اور وہان کے بادشاہ کا ایک
سو نو گز کا قد ہے اور سب سپاہ معہ بادشاہ پتھر مارتے ہین تب امیر نیستان کو چلے
اس راہ مین تین روز کا رستہ ایسا جنگل کے سبب سے تھا کہ سوا ایک سوار کے دو
چار کا جانا محال تھا جب امیر اس جنگل مین ہوئے تب اس خونخوار نے جنگل کو
ہر طرف سے آگ لگا دی تب لشکر امیر کا جلنے لگا اور لشکر مین پکارا جلے جلے کا

اور رونے پیٹنے کا آغاز ہوا تب امیر نے جامہ الیاس وکمند خضر علیہما السلام کے
پہنکر فرمایا کہ سب اسکو پکڑو غرض اسکے برکت سے ستّر وایک پہلوان اور تین سو
سپاہی بچے اور اس جنگل سے باہر نکلے تب وہ خونخوار معہ کفار کنارے جنگل کے
مستعد جنگ کے کھڑا ہو رہا ہی اور ہر ایک کے گلے مین پتھر ولٹکا تو بڑہ پڑا ہی جب
امیر کو دیکھا پتھروں سے مارنے لگے وہ تین سوار بھی مارے گئے باقی ستّر وایک
پہلوان رہے تب امیر معہ پہلوان لشکر کفار مین دہسنے اور اتنے کافرونکو مارا کہ حساب
اسکا خدا جانتا ہی پھر مارتے مارتے اس خون خوار تک پہنچے اس موذی نے
گرز امیر پر چلایا امیر جست مار کر دوسری جگہہ پر کھڑے رہے پس وہ گرز زمین پر پڑا
جب اس خونخوار نے گرز اٹھانا چاہا تب امیر نے ایک صمصام ایسی اسکے کمر پر ماری کہ
وہ کافر مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر جھاڑ کے مثال زمین پر پڑا تب امیر نے باقی کافرون
کو مارنا شروع کیا سب کافر بھاگ کر قلعہ بند ہوئے عمر نے معہ کفار قلعہ کو جلا دیا
تب امیر نے شکرانہ خدای تعالی کا کیا اور فرمایا ای یار وسب فرزندون اور
یارون اور پہلوانون کے ہاتی گھوڑے مال ومتاع خزانہ وغیرہ جلکر خاک ہوا اور بزرجمہر
حکیم نے فرمایا تھا کہ ستّر تن سے باہر آوئے سو ستّر پر ایک تن باقی ہین سو خدا علیم ہی
کہ اسمین سے ایک کو مرنا ہی یارون نے کہا جو خدا چاہیگا سو ہویگا باقی داستان
فردا ئے

ستّرھوین داستان

جب امیر نے یارون اور فرزندون کو پردہ عدم مین چھپایا تب گاولنگی کو بلا کر فرمایا ای
دوست ساتھ لاکھ اسے ہزار سوار تھے سو سب فنا ہو گئے اور بہت فرزندون نے
بھی شربت موت کا چکھے اب بول کہ آگے کیا ہی تب اسنے کہا ای جہانگیر آگے
ارد ویل پیل دندان ومرزبان پیل دندان ہین پھر اسکے آگے طلسمات زرد ہشت کا ہی
تب امیر ارد ویل کے شہر کو آئے اسنے سنا تب وہ اپنے لشکر سمیت میدان
مین آیا تب امیر بھی پیادہ آگے آئے اور ارد ویل پیل دندان مانند ہاتی مست کے
پکارتا ہوا امیر پر دانتونکا حملہ کرنا چاہا تب امیر نے دوڑ کر تروار سے مارا تب سر اسکا

اسکا معہ دانتون کے زمین پر پڑا اور پھر مرزبان پیل دندان نے حملہ کیا امیر نے بکرم خدا
اسے بھی دنیا سے جدا کر کے جہنم سے ملا دیا تب باقی کافر قلعہ بند ہوئے عمر نے شیشہ
نفت سے سبکو جلا دیا اور پھر وہان سے طلسمات کو آئے تو وہان ایک چار دیواری
دیکھی اور درمیان اس چار دیواری کے ایک گنبد نظر آیا اسمین سے قسم قسم کا راگ
گانا ناچنا سنا امیر نے فرمایا ای گاؤلنگی شاید کہ یہان آدمی گاتے ہین گاؤلنگی نے
کہا یا امیر یہان آدمیون کا کیا کام ہے مگر یہہ طلسمات کا تماشہ ہے زردہشت ساحر نے ہزارون
ہنر بنائے ہین تب امیر نے فرمایا کہ ہم مین بلند قد تو ہے اول دیوار پر سے دیکھہ کہ کیا نظر آتا ہے
تب گاؤلنگی دیوار سے اندر گیا وہین ہنستے ہنستے اندر گر پڑا بدستور لندہور ہنسکر گر پڑا اسی
طرح سے جو یار دیکھنے گیا سو ہنسکر گر پڑا آخر عمر اپنا منہہ بند کر دیکھنے گئے سو بدستور عمر بھی
ہنسکر گر پڑا تب امیر تنہا رہ گئے تب ہاتھہ مناجات کے واسطے بدرگاہ مجیب الدعوات اٹھائے
کہ یا عالم الغیب یہہ کیا راز ہے سو مجھہ ظاہر کر کہ وہین تیر دعا کا قبولیت کے نشانے کو پیوست ہوا
پس شام کو امیر متفکر ہو کر سو رہے جب خواب مین دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل کر ایک تخت
آیا ہے سو اسپر ایک بزرگ بیٹھے ہین تب حمزہ نے جا کر پوچھا ای حضرت تم کون بزرگ ہو انہون
نے فرمایا مین تمہارا دادا ہون یعنے ابراہیم علیہ السلام تب امیر حضرت کے قدمون پر سر رکھکر
رونے لگے ابراہیم نے فرمایا ای فرزند کیون روتا ہے امیر بولے کیون نہ روؤن کہ میرا تمام لشکر
معہ یاران و فرزندان کو کھو کر ستر تن سے یہان آیا تھا سو یہان وہ بھی گم ہو گئے حضرت
ابراہیم نے فرمایا خاطر جمع رکھہ وہ ستر تن بخیریت اگر تجھہ سے ملین گے لیکن طلسمات جمشید
کیطرف سے جیسا کہ مرغ سفید کو وہان مارا تھا بدستور یہان بھی مرغ ہے اسکو مارو گے تو
سب معلوم ہوئیگا تب امیر کشور گیر جہان ستان نے خواب رحمانی سے بیدار ہو کر جسم و
لباسکو معطر پایا اسیوقت کمان کو تیر لگا اس مرغ کو مارا خدا کے حکم سے اسی تیر مین
وہ مرغ مر گیا اور گر پڑا تب سب آواز جاتی رہی اور جادو ٹوٹ گیا اور یاران امیر اٹھکر دوڑے آئے
اور امیر کے قدمون پر پڑے سبکو گلے لگایا اور فرمایا ای یارو وہان کیا دیکھکر ہنسکر گر
پڑے تھے یارون نے کہا یا امیر عجب عجب طرح کی صورتین دکھائی دیتین تھین سو ہنسکر گر
پڑے تھے پر اب کچھہ یاد نہین ہے تب امیر اس دیوار کو توڑ کر اندر گئے اور قفل گنبد کا
کھول کر دیکھا تو گنبد خالی ہے ایک کوٹھڑی کو بڑا قفل لگا تھا اسپر ستر یار سب یکبار

زور کرنے لگے لیکن وہ قفل ذرہ نہ ہلا تب امیر نے اللہ اکبر بول کر زور سے قفل توڑ کر اندر جا کر دیکھا تو وہ بھی خالی پایا تب یارون نے عمر سے کہا ای عمر جادو کا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا ہی بھلا کہان ہوگا عمر نے اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ ایک تابوت معلق لٹکتا ہی پس عمر نے تابوت پر سوار ہوکر دیکھا کہ زرد ہشت جادو مانند زندہ آدمی کے تابوت مین سوتا ہی تب امیر سے کہا یا امیر یہہ جادو سے آپ سوتا ہی امیر نے فرمایا دیکھو وہان کچھ لکھا ہوگا تب عمر نے خوب دیکھا تو ایک کتاب جادو ماب اسکے سرہانے ہی عمر نے وہ کتاب نکال کر اپنے زنبیل مین ڈالی پس وہین وہ تابوت اس پلید کا زمین پر پڑا تب امیر معہ یارون باہر آئے اور عمر سے فرمایا گنبد کو جلا دو تب عمر نے وہان آگ لگا دے امیر نے جب دیکھا کہ چار طرف آگ سلگی تب عمر سے فرمایا کہ وہ کتاب لائے تھے سو کہان ہی تب عمر نے دو تین ورق اسمین سے نکالکر کتاب امیر کی ہاتھ دی امیر نے وہ کتاب بھی آگ مین ڈالکر جلا دی عمر نے جو ورق اسکے رکھے تھے اسکا جادو دنیا مین آج تک جاری ہی پس جب زرد ہشت معہ کتاب جل گیا تب امیر نے شکر خدای تعالی کا ادا کیا اور دونو ہاتھ اٹھا کر درگاہ ایزدی مین مناجات کی باقی داستان فردا شب

اٹھترویں داستان

جب امیر نے زرد ہشت کو معہ کتاب جلا دیا تب یارون سے کہا کہ طلسمات کو دیکھنا چاہئے گا ولنگی نے کہا یا امیر طلسمات تمام اندھیارا ہی وہان جانا کچھ فایدہ نہین ہی تب امیر نے کنارے طلسمات کے کھڑے رہکر دیکھا کہ کچھ اور بلائین وہان ہین جب شب ہوئی تب امیر نے فرمایا ای یارو یہہ دنیا کا آخری کنارہ ہی یہان اور بلائین بہت ہین کتنے یارون نے کہا پہرہ دینا تب عمر معدیکرب نے کہا یا امیر اول پہرہ میرا ہی مالک نے کہا دوسرا پہرہ میرا لندہور نے کہا تیسرا میرا امیر نے فرمایا کہ آخری پہر کا پہرہ عہدہ میرا ہی تب عمر معدی پہلے پہرے مین بیٹھے تو گوشت شکار کا بہت پایا تب ایک دیگ مین تھوڑا گوشت ڈالکر جوش دیتے تھے کہ ویسے مین ایک بڈھی رانڈ آئی عمر معدی نے کہا کہ مانند شیطان کے دانت پر دانت دیکر چابتی ہی تب عمر معدیکرب نے کہا ای عورت تو کون ہی اسنے کہا مین عورت کاروانکی ہون سو مین نہایت بیمار تھی پس میرے کو مردہ جان کر میرے خویش و اقربا اس ویرانہ مین چھوڑ کر چلے

گئے مگر میری تقدیر کی یاوری سے ذرہ سی جان جسم مین باقی تھی سو خدا نے دوبارہ زندگی
بخشی اب کتنے روز سے کھانا تو کیا بلکہ اسکے بو بھی نہین سونگھی تھی اب اسوقت گوشت
کی بو آنے سے جسم مین توانائی پیدا ہوئی اس لئے آئی ہون کہ تیرا لصدق تھوڑا سا گوشت
دیا تو کھاکر دعا کرون کی غرض اسکی گفتار مکارہ کا عمر معدی کو رحم آیا پس دیگ مین ہاتھہ ڈالا
اس عورت دیو سیرت نے ایسا طمانچہ مارا کہ عمر معدی بیہوش ہو گیا اور وہ عورت تمام گوشت کھا
گئی اور وہ رانڈ تو گم ہو گئی جب عمر معدی ہوش مین آئے تب دیگ خالی دیکھکر مالک کو اٹھایا
کہ دوسرا پھر پہنچا اٹھو تب مالک اٹھکر اپنی انکھیان پر بیٹھے اور عمر مالک سے حقیقت عورت کی نہین
بولے تب مالک نے کہا ای عمر معدی گوشت پکا کر سب تو ہی کھا گیا میرے واسطے تھوڑا
سا نرکھا عمر معدی نے کہا گوشت تو پڑا ہی تم بھی پکا کھاؤ اور مین تو بہت بھوکا تھا اس لئے
کھا گیا تب مالک بھی گوشت دیگ مین ڈالکر پکاتے تھے اور عمر معدی مانند سوتے کے
پڑے تھے اتنے مین وہ بڈھی پھر آکر مالک کو بھی مانند عمر معدی کے بولی اور گوشت مانگنے
لگی تب مالک نے بھی شفقت کرکے دیگ مین ہاتھہ ڈالا اور گوشت نکالکر دینا چاہا تب وہ
حرام زادی طمانچہ مار کر تمام گوشت کھا کر چلے گئے جب مالک ہشیار ہوئے عمر معدی سے کہا
ارے او بڑ بیٹے شاید کہ تجھپر بھی یہی حال گذرا ہو گا اور میرے کو خبر نکی تب عمر معدی نے کہا
چپ رہو تا لندہور بھی طمانچہ کھاوے مالک نے لندہور کو اٹھایا اور آپ مانند سوتے کے پڑ رہے
جب لندہور نے دیگ خالی دیکھی تب آپ بھی تھوڑا گوشت ڈالکر پکانے لگے اسمین وہ
عورت آئی اور اپنا حال لندہور سے بولی لندہور نے بھی بڑی مہربانی سے گوشت دینا چاہا
اور دیگ مین ہاتھہ ڈالا تب اس بدذات نے طمانچہ مار کر تمام گوشت اپنے ناپاک پیٹ
مین ڈالکر چلی گئی تب لندہور بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا تب عمر معدی اور مالک
دونو ہنسے تب لندہور نے کہا ای بے مروتو تم پر بھی یہی احوال گذرا ہو گا مگر مجھے اطلاع
نکی جب عمر معدی نے کہا چپ رہو تا کہ امیر بھی یہہ تماشہ دیکھین لندہور نے کہا مین
تو امیر کو یہہ خبر کرونگا خدا نخواستہ امیر کہین یہہ دغا نپاوین تب مالک نے کہا ای لندہور
امیر کبھی یہہ دغا نپاوینگے بلکہ ہمارا بدلہ اس بدذات سے لیوینگے تب یہہ تینون پہلوان
چپ ہو رہے اور امیر نے اٹھکر آپ بھی گوشت دیگمین ڈالکر پکانے لگے اس عرصہ
مین وہ رانڈ اجل رسیدہ پھر آئی اور اپنا احوال قضا مآل بیان کی امیر نے دل مین کہا یہہ

تو طلسمات ہی یہان آدمیکا ہیکو رہین گے مگر یہہ کوئی دغا باز مکارہ ہی ایسا دلمین مقرر کرکے
ایک ہاتھہ تزوار پر رکھا اور ایک ہاتھہ دیگمین گوشت نکالنے کو ڈالا اور کن انکھیون سے اسکی
طرف دیکھتے تھے اور اس کم بخت اجل گرفتہ نے نادانستہ امیر کو بھی بطور دوسرون
کے مارنا چاہا امیر نے تزوار اس مردار کے گردن مین ایسی ماری کہ سر تن سے جدا ہوا
اور سر دوڑنے لگا تب امیر بھی اسکے ہمراہ ہوئے تب سب یار بھی امیر کے ہمراہ گئے اور
سر ایک کوئین مین جا پڑا تب امیر وہان کھڑے رہے اور یارونکو کہا کوئی کوئین مین اترو تب
عمرو ہان ڈالیپر بیٹھکر اندر اترے تو دیکھا کہ ایک محراب مین ایک لڑکی اس سر کو سونے
کے طبق مین رکھکر روتے ہوئی بولتی ہی کہ مین تجھکو بولتی تھی کہ حمزہ کے روبرو نہ جانا
تو نے میرا کہنا نہ مانا آخر جان سے گئی تب عمر بن عمیہ نے معہ سر اس لڑکی کو روبرو امیر
کے لاکر رکھا امیر نے اسکو پوچھا کہ تو کون ہی اور یہہ بڈہی کون تھی اسنے کہا مین
دختر زر دہشت جادوگر کی ہون اور یہہ بڈہی میری دادی تھی امیر نے فرمایا تو ہی بھی یا
کوئی اور بھی ہی اسنے کہا میری دو بہنین معہ لشکر طلسمات مین ہین جبکہ تمہارے آنے
سے خبر پاوین گین تو البتہ تم پر آوین گین تب امیر نے اسکو عمر کے حوالے کیا باقی

داستان فردا ئے شب

بہتروین داستان

دوسرے زورجادوگر کا لشکر اس بیابان مین آترا اور اس لشکر کی سردار دو بیٹیان
زر دہشت کی بھین ایک کا نام گلرخ جادو دوسریکا نام فرخ جادو اور ان دونو
دخترونکی ایک دائی تھی سو وہ نہایت جادو مین استاد تھی پس اسکو حمزہ کے لشکر
ڈبونیکو نامزد کیا تب وہ دائی حمزہ کے لشکر کے پشت پر آئی اور دو تین شیشہ
بارش باران کے تیار کرکے عرب کے لشکر کو برے پانی سے ہلاک کرنے کی فکر
مین تھی تب امیر نے عمر کو فرمایا کہ اس لڑکی کو لاو جب عمر بموجب حکم کے لائے تب
امیر نے نرم نرم زبان اور میٹھی باتون سے پوچھا کہ یہہ لشکر کہ نئے آیا ہی سو اسکا
رو گیا ہی اسنے کہا انھونکی لڑائی جادو سے ہی اول تمپر باران آویگا یعنے ہوا
پھر بارش تب عمر نے اسکو کنارے لیجا کر تمام حقیقت دریافت کی اور

بولے مین تجھکو نکاح مین لاؤنگا اور نہ مارونگا سب حقیقت بول اور جادو کار دکر نا سکھا
عمر نے ہر چند کہ شیرین زبانی کے پوچھا لیکن اسمردار نے نہین کہا تب تروار سے سر
اسکا کاٹکر امیر کے روبرو لا کر بولے یا امیر بہت سی شفقت سے اس گیسو بریدہ سے
پوچھا لیکن اسنے نہین کہا تب مین نے اسکو سزا دی اور اب مین جاتا ہون اور
جاکر جادو کی حقیقت دریافت کرکے آتا ہون یہہ کہکر اسطرف کو چلے تب ایک ساحر
اُدہر سے آتا تھا عمر نے اسکو مار کر اسکے کپڑے آپ پہنکر اور شکل اسکی بنا کر گلرخ
جادو کے روبرو جا کر دوسرے لوگون مین کھڑا رہا کہ ایک جادوگر نے انکے روبرو آکر
کہا کہ دو روز ہوئے کہ وہ دائی حمزہ کے لشکر کو جادو کرنے کو گئی ہے سو ہنوز اثر اسکا
نہین معلوم ہوتا ہے تب وہ لڑکی بولی کہ جا مغرب کو جادو تمام ہوگا اسوقت عربونپر آفت
آویگی عمر نے اسیوقت امیر کے روبرو آکر حقیقت شنیدہ عرض کی امیر نے فرمایا ایسا
ہونا چاہئے کہ انکا جادو انپر پھرانا عمر نے کہا وہ ڈر ہمارے پشت پر ہے اب مین جاکر
اسکو پکڑکر انکا جادو انپر پھیرتا ہون یہہ کہکر اسروز چپ رہے دوسرے روز عصر کے
وقت کپڑے جادوگر کے پہنکر اور شراب مین دارو بیہوشی کی ملا کر اس دائی کے
روبرو آئے اور کہا اے دائی دو نوشاہزادیون نے میرے تئین تیرے نزدیک
روانہ کیا اور کہا ہے کہ تین روز ہوئے ہین کہ مغز عربونکا نکالے نہین معلوم مگر تو انہین
ملی ہے تب اسنے کہا کہ دبدبے شیشے تیار ہوئے ہین اب آفتاب غروب ہوتے
تماشہ عربونکا دیکھتی ہون تب عمر نے اسکو ایک پیالہ شراب بیہوشی ملا ہوا دیا
اسنے وہ پیالہ پیا اور بیہوش ہوئے پس اسیوقت عمر نے اسکو مار کر وہ شیشے اٹھا
لئے اور امیر کے نزدیک آئے اور وہ شیشے کو پر از سحر دیکھا کہا اب مین انہین پر
یہہ جادو پھراتا ہون امیر نے فرمایا جلدی کر بعد از عمر انھونکے دیر کے پیچھے آیا
اور وہ شیشہ ہوا کا چھوڑ دیا پس وہین ڈیرہ ان ساحرون کا اُڑ گیا یعنے تہ و بالا
ہوا پھر عمر نے شیشہ آگ کا چھوڑا تو برخلاف اسکے پانی برسا اور سبکو بہا کر
لیگیا جب یہہ سب ساحر تمام ہوئے پھر امیر چند روز وہان رہے اور گاؤلنگی کو بلا کر
پوچھا کہ اب آگے کیا بلا باقی ہے اسنے کہا اب کچھہ دنیا مین بلا باقی نہین پھر تب امیر
رخام کو آئے تب فرزند بے گاولنگی کے استقبال کیا اور بہزار تعظیم و تکریم سے

امیر کو اور اپنے باپ کو معہ یاران شہر مین لیجا کر بارگاہ مین بٹھایا امیر چند مدت وہان عیش سے رہے پھر ایکروز امیر جنگل مین شکار کو گئے اور شکار کھیلتے تھے ویسے مین قاصد موت ہرن سے بنکے بدیع الزمان کے روبرو آیا اور بھاگا تب بدیع الزمان نے دنبالہ کیا وہ ہرن ایک حوض مین گرا تب بدیع الزمان بھی اسکے پیچھے معہ گھوڑے حوض مین گرے پس گرتے ہی غرق ہوئے جب امیر نے وہ حال دیکھا تب معہ یاران حوض پر آکر بہت سا ڈھونڈا ہو لیکن کچھ پتا بدیع الزمان کا نپایا تب بے امید ہو کر شہر مین آئے اور یارون سے فرمایا کہ ہم سے ایک کم ہونا تھا سو ہوا اب برابر ستر تن رہے تب سب یارون نے رو کر کہا یا امیر حکم خدا کا ایسا ہی تھا تب امیر خدا کے رضا پر راضی ہو کر صبر کر رہے اور درگاہ ایزدی مین دل کو متوجہ کیا باقی داستان فردائے شب

نرہتر ہوین داستان

جب امیر کشور گیر جہان ستان فرزند کے ماتم سے فارغ ہوئے تب گاولنگی نے کہا یا امیر تم نے فرمایا تھا کہ تجھے مکہ معظمہ مین لیجا کر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمبوسی سے مشرف کرواؤنگا سو اب اپنا اقرار ادا کرو امیر نے فرمایا بسم اللہ چلو پھر ساعت سعید مین امیر معہ گاولنگی و یاران خود طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے اور قضا و قدر کو پہنچے تب لیپران سرسال نے آکے استقبال کیا اور امیر کو شہر مین لیگئے لیکن سرسال نے وفات پائی تھی امیر نے بعد تعزیت کے فرزندان سرسال کو صبر کا درس فرمایا اور کہا کہ سرسال خدا کے رحمت سے ملا یہ فرما کر وہان سے کوچ کیا القصہ بعد قطع منازل بہا کتنے روز مین مکہ معظمہ کو پہنچے تب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی کہ امیر آئے ہین تب معہ اپنے اصحابون کے استقبال کو آئے امیر نے جب جمال مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھا تو بہت خوش ہوئے تب حضرت نے امیر کو گلے لگایا اور تمام اصحابون سے ملایا امیر نے حقیقت والدین کی وفات کی اور بزرجمہر کے وفات کی سُنے اور نوشیروان بے ایمان بھی اس جہان سے کوچ کر گیا سو بھی معلوم ہوا پھر حضرت رسول نے حمزہ کو دعوت اپنے دین کی دئے تب امیر حمزہ نے دین محمدی اختیار کیا تب نقارہ خوشی کے بجائے اور دین محمدی پر مضبوط ہوئے باقی داستان فردائے شب

چوہتّروین داستان

راوی شیرین زبان یون بیان کرتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکروز
مسجد مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے آکے عرض کیا کہ ای رسول خدا کافر جمع
ہوئے ہین اور قصد ہمارا کیا چاہتے ہین تب حضرت رسولؐ نے امیر حمزہ کو معہ اصحاب روانہ کیا
پھر کافرون نے فوجین آراستہ کین تب ایک کافر میدان مین آیا اور یہان سے گاؤلنگی
امیر کے حکم سے میدان مین آیا کافر نے مارنا چاہا تب گاؤلنگی نے اسے پکڑ کر اٹھا لیا
پھر اکر ایسا زمین پر مارا کہ مغز اسکا فرکا کان سے باہر نکلا اور وہ مردار ہو گیا غرض بدستور
اسی کافرونکو گاؤلنگی نے میدان مین مردار کیا پھر کوئی کافر میدان مین نہ آیا تب پورہندی
میدان مین آیا اور گاؤلنگی نے اسکو بھی اٹھا کر مارنا چاہا کہ اتنے مین اس موذی نے ایسا
مارا کہ انتریان گاؤلنگی کی گھوڑے پر پڑین گاؤلنگی شہید ہوا تب امیر غصہ سے اشقر کو دوڑا
کر میدان مین آئے اور پورہندی نے کہا ای بڈھے تو کون ہی امیر نے فرمایا مین حمزہ بن
عبدالمطلب ہون پورہندی نے کہا حمزہ تو باختر کو جاکر گم ہوا ہی تو کہان اور حمزہ کہان تب
امیر نے فرمایا اللہ تعالی نے میرے کو باختر سے سلامت باہر لایا ہی تب وہ پورہندی نے
نیزہ امیر پر چلایا تب امیر نے پکڑ کر چھین لیکر اسکے سینہ مین ایسا مارا کہ اسکے سینہ سے
نیزہ پار ہو گیا پھر اشقر کو دوڑا کر اسکے لشکر پر پڑے اور نعرہ مارا جب کہ کافرون نے نعرہ
حمزہ کا سنا تب سمجھ جانا کہ یہہ نعرہ حمزہ کا ہی تب سب کافر بھاگنے لگے اور امیر نے
انکا دنبالہ کیا اور حضرت نے بھی لشکر کو فرمایا کہ دنبالا انکا فرونکا کرو تب اصحابون نے بھی چار
کوس تک دنبالہ کیا اور کافرونکو مار کر فتح و نصرت سے پھرے اور شہر مین آئے باقی
داستان فردا شب

پچہتّروین داستان

جب امیر حمزہ نے پورہندی کو مردار کیا تب مان نے پورہندی کی سارا لشکر روم و شام
ایران و توران و بلخ و بخارا حبش و زنگبار کا سب جہان کا لشکر جمع کرکے اور ہمراہ لیکر
مداین کو آئی اور ہرمز سے کہا ای بادشاہ حمزہ باختر مین جاکر گم ہوا تھا سو اب پھر ستر

تن مکہ کو آیا ہی اور میرے فرزند کو مارا ہی اگر تو کہے تو اس سے انصاف فرزند کا لون تب ہرمز نے
کہا بہتر ہی یہہ کہکر معہ لشکر سوار ہوا اور سب لشکر سمیٹ آکر اترے تب حضرت کو خبر ہوئی کہ اب
تمام لشکر جمع ہوکر آیا ہی حضرت نے فرمایا مجھے کیا غم ہی کہ اس لشکر کو مین واحد بس ہون اور
انشاء اللہ نکہا خداوند غیور کو یہہ بات ناگوار گذری اسی سبب سے خدا کی خفگی اسلام کے
لشکر پر نازل ہوئی غرض امیر اور علی اور کئی اصحاب معہ لشکر باہر آئے اور کافرون سے مبارز
طلبی کی تب ہرمز نے کہا ای پہلوانو تم اگر ایک ایک ان عربون سے لڑوگے تو برنہ آؤگے
پس تمام لشکر ایکبار حملہ کرو تب بموجب حکم ہرمز کے تمام لشکر نے ایکبا گھوڑے اٹھائے
تب امیر معہ یارون اور علی تروارین نکال کر کافرونپر پڑے اور لشکر اسلام کا لشکر کفار مین
ایسا تھا جیسا آٹے مین نمک امیر بھی کافرونکو بیشمار مارا لیکن لندہور شہید ہوا اور سعد بن عمر اور
عمر معدی اور دوسرے یارون نے شہادت پائی اور حضرت علی کے بھی ششتا لنگ مین تیر لگے
پس وہین حمزہ گھوڑا اٹھاکر ہرمز کے نزدیک گئے تب ہرمز چھپر چھوڑکر بھاگ گیا تب سب کافر
بھی بھاگے پھر امیر نے دنبالہ کافرونکا کرکے چار کوس تک مارکر کافرونکے مردونکے پچھاڑ گئے
اور فتح و نصرت سے امیر نے باگ گھوڑے کی پھیرے تب ایک عورت کا ہندہ نام تھا امیر کو
دیکھکر بڑے پتھر کے آسرے مین چھپ رہی جوہین امیر اس پتھر کے برابر آئے تب اس ملعونہ
نے ایک تروار ایسی ماری کہ اشقر کے چارون پاؤن قلم ہوگئے اور امیر زمین پر گر پڑے
اٹھنے کا ارادہ کیا تب اس مردار نے اجل کے زور سے ایسی تروار ماری کہ آفتاب عجم و عرب
غروب ہوا یعنی امیر شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر امیر کا شکم مبارک شق کیا اور جگر
نکالکر کھا گئے پھر حضرت کے حضور مین آئے اور امیر کے شہادت کی خبر دیکر بولی مین نے شہید کیا
ہی حضرت نے فرمایا وہ میرا شیر کہان ہی سو دکھا تب ہندہ حضرت کو لے چلی اور امیر کی جائے
شہادت دکھائی تب امیر کے ٹکڑے جمع کرنے کو حضرت نے حکم فرمایا تب ستر مرتبہ نماز
جنازہ کی پڑہی اور پاؤن کے انگوٹھون پر کھڑے رہ کر نماز ادا کی اسمین دو روایت ہین کہ
حضرت نے ہر ایک ٹکڑے پر ایک ایکبار نماز پڑہی دوسری روایت یہہ ہی کہ اول مہتر جبرئیل علیہ
السلام اپنے فوج ملایک سے آئے اور کہا یا رسول اللہ ہمنے حمزہ کے جنازہ کا ثواب نہین پایا
ہی تب حضرت نے امامت کی اور جبرئیل نے معہ ملایک اقتدا کیا بدستور ستر ملک مقرب بارگاہ
کبریا نے آکر نماز کے واسطے عرض کی اور حضرت نے ستر بار امامت کرکے نماز جنازہ پڑہائے

پھر جنازہ کو دفن کیا بعد اصحابون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے جو آپنے نماز انگوٹھون پر کھڑے
رہ کر ادا کی حضرت نے فرمایا کہ ہجوم سے فرشتون کے جگہہ باقی نرہی تھی اسواسطے انگوٹھون پر
کھڑے رہکر نماز پڑھا جب حضرت امیر کے نماز و دفن سے فارغ ہوئے تب ہندہ حضرت
کے حضور مین آئی حضرت نے اسنے منہہ پھیر لیا ویسے ہین وحی نازل ہوئی کہ یا محمد صلعم تم
جانتے ہو کہ حمزہ مر گیا ایکمرتبہ سوی آسمان نظر کرو جب حضرت نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ
امیر حمزہ تخت پر بہشت مین سنے بیٹھے ہین بمصداق اس آیت کے ولا تحسبن الذین قتلوا فی
سبیل اللہ امواتا بل احیاء پھر حکم آیا یا محمد توبہ اس عورت کا قبول ہے تب ہندہ ایمان لائی
بعد چند روز کے اسما پری اور قریشیہ سلطان کو یہہ خبر ہوئی سو لو دہزار پریان لیکر آئی اور
مکہ معظمہ کے گرد اتری اور قریشیہ حضرت رسالت پناہ کے حضور مین آئی اور آکر عرض کی
کہ جس نے میرے باپ کو مارا ہے اسے میرے حوالے کرو نہین تو مین نہ جاؤنگی کہتے ہین
حضرت صبح کو شہر مکہ سے باہر تشریف لائے اور پریون کو پیام دیا کہ ایمان لانے کا تم پر حکم
آیا ہے تب تمام پریان حضرت رسول صلعم پر ایمان بدل و جان لائین اور ہندہ کو حضرت سے طلب
کیا اور قریشیہ نے کہا میرے باپکو اسنے مارا ہے سواسے چھپانا حضرت روا رکھتے ہین تب حضرت
نے فرمایا اے قریشیہ تیرا باپ اگر اسکے ہاتھ سے نہ مارا جاتا تو اسدرجہ اعلی کو نہ پہنچتا اور شاہ شہیدان
نکہلاتا تب قریشیہ نے کہا یا حضرت میرے باپکو مجھے دکھاؤ تب حضرت نے فرمایا اوپر دیکھ
تب قریشیہ نے حضرت کے معجزہ سے باپکو جنت کے تخت پر دیکھا تب خوش ہو گئی اور شکر خدا کا
کیا کہتے ہین کہ تیر حضرت علی رض کے پاؤن مین لگا تھا اور زخم سے بیقرار ہوئے تھے اور وہ درد
سخت تھا اور کسی صورت سے اچھا نہین ہوتا تھا تب ایک روز حضرت علی رض نماز مین کھڑے تھے حضرت
نے فرمایا کہ اس حال مین علی کے پاؤن سے تیر نکالو تب پہلوانون نے ملکر زور کرکے وہ
پیکان پاؤن سے نکالا اور حضرت علی رض نماز سے فارغ ہوئے اور لہو بہتا دیکھا اور کہا کہ پیکان
کیا ہوئی تب کہا کیا تمہین خبر نہین کہ کتنے یارون نے ملکر زور سے پیکان نکالی تب کہا سوگند خدا
کی ہے کہ جس خدا نے مجھے جان دی ہے مجھے کچھ خبر نہین ہے کہ کب نکالی ہے پس برکت سے

حضرت محمد صلعم کے وہ نماز کہ جو حضرت علی رض پڑھتے تھے الٰہی ویسی نماز
سب مسلمانونکو روزی اور نصیب کر اپنے فضل و کرم سے آمین
یا رب العالمین ۵

تمت
بالخیر

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب داستان شجاعت نشان عم

رسول آخر الزمان علیہ صلوات اللہ الملک المنان

یعنی جناب سید الشہدا آء امیر حمزہ صاحبقران

رضی اللہ تعالی عنہ باہتمام امیدوار رحمت و مغفرت رب

کریم قاضی محمد ابراہیم ولد قاضی نور محمد صاحب پلبندری

بشراکت نور الدین بن چپواخان مطبع حیدری واقعہ بمبئی ہیں

مطبوع ہوا تاریخ ۳

جمادی الاولی سنہ ۱۲

ہجری